New Era Magazine
دیارِ عشق
NEW ERA MAGAZINE.com
از قانتہ خدیجہ
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیار عشق

از قانتہ خدیجہ

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاءاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

نئے سال کی آمد آمد تھی، دسمبر کے مہینے کا آخری ہفتہ چل رہا تھا۔۔۔ ایسے میں لندن کے بازاروں میں لوگوں کا رش حد سے زیادہ بڑھ چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کرسمس اور نئے سال کی تیاریاں زور و شور سے جاری تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ تمام لوگ جھرمٹوں کی صورت، کوئی فیملی تو کوئی دوستوں کے ساتھ بازار کی رنگینیوں سے لطف اندوز ہورہے تھے۔۔۔ ایسے میں رات کے وقت اس ٹھرٹھراتی سردی سے بچنے اور اپنے جسم کو گرم رکھنے کے لیے وہ گرم لباس پہنے وہاں کے ایک مشہور کافی شاپ میں بیٹھا کھڑکی پار رش کو دیکھ کر کافی پی رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے یہاں آئے تین سال ہوگئے تھے۔۔۔۔۔۔ ایسے میں وہ ایک بار بھی پاکستان نہیں گیا تھا۔۔۔۔۔ ہونٹوں پر ہلکی اور میٹھی سی مسکراہٹ لیے وہ ان بچوں کو شیشے کے پار سے دیکھ رہا تھا جو سڑک پر موجود سینٹا کے آگے پیچھے گول گھوم رہے تھے۔۔۔

حد ہے یار میں کب سے تمہیں کال کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ میسجز بھی" کیے مگر کوئی جواب نہیں ،،ٹیبل پر آج صبح کا اخبار پٹھکتے وہ اسکے سامنے

موجود خالی کرسی پر جا بیٹھا۔۔۔۔۔ زارون اسے دیکھ کر دھیما سا مسکرایا

کوئی کام تھا؟ "کافی کا سپ لیے اس نے پوچھا۔۔۔۔۔۔ احان نے"
گہری سانس خارج کی

ہاں احان ، وہی احان جس کی بسمل ایک وقت میں زارون رستم کی
درندگی کا شکار ہونے والی تھی

تم جانتے ہوں تمہیں اس وقت گھر ہونا چاہیے۔۔۔۔۔۔۔ رات"
کافی ہوچکی ہے۔۔۔۔۔۔ بھابھی پریشان ہوگی تمہاری لیے "بنا احان کو
دیکھے اس نے جواب دیا

ہم۔۔۔۔۔۔ اسی لیے آیا ہوں۔۔۔۔۔۔ تم چلو میرے ساتھ"
رات کا کھانا آج میرے گھر کھاؤں گے تم "احان بولا تو زارون کے
چہرے کا رنگ پل بھر کو بدلا

نہیں میں کھا چکا ہوں۔۔۔۔۔ ویسے بھی اچھا نہیں لگتا کہ میں"
میاں بیوی کے مومنٹس ڈسٹرب کروں "زارون ہلکا سا ہنسا، کھوکھلی

بے جان ہنسی

ایسا کب تک چلے گا زارون، کب تک تم یوں خود کو سزا دیتے رہوں"
گے۔۔۔۔۔ اب بس بھی کردوں، تین سال زارون، تین سال ہونے
کو آگئے ہیں، مگر تم ابھی تک وہی کھڑے ہوں جہاں سے تمہارا سفر
شروع ہونا ہے "احان بےبس سا بولا

جب منزل کا ہی نہیں پتا تو سفر کہاں سے شروع کروں؟ "زارون"
دھیمے لہجے میں بولا

کیا مطلب ہے تمہارا۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا تم بہادر خان کو بھول"
گئے۔۔۔۔۔ تمہاری منزل۔۔۔ تمہارا بدلا ہے وہ۔۔۔۔۔۔ "احان
آنکھیں بڑی کیے بولا

کچھ نہیں بھولا ۔۔۔۔۔۔۔ سب یاد ہے مجھے احان۔۔۔۔۔۔۔۔ سب"
کچھ۔۔۔۔۔۔ مگر اسکا کیا فائدہ احان۔۔۔۔۔۔۔ مجھے بہادر خان سے
کچھ نہیں چاہیے۔۔۔۔۔۔ نا اپنا حصہ نا کوئی بدلا۔۔۔۔۔۔ بدلا لوں
بھی تو کس کے لیے؟ اپنے ماں باپ کے لیے؟۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا بدلا

لینے سے وہ لوگ واپس آجائے گے۔۔۔۔۔۔۔۔ کیا بدلا لینے سے مجھے ایک ہیپی فیملی مل جائے گی؟ نہیں احان۔۔۔۔۔۔۔ کچھ نہیں ملے گا۔۔۔۔۔۔۔ بدلا لینے سے مجھے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ میں پھر بھی خالی ہاتھ اور اکیلا ہی رہ جاؤں گا "زارون نے ٹھنڈی کافی کا ایک اور سپ لیا

خود پر اتنا ظلم مت ڈھاؤں زارون۔۔۔۔۔۔۔۔ تم ان سب کے حقدار" نہیں۔۔۔۔۔۔ "احان اسکا کندھا تھپتھپاتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔۔۔

زارون کی آنکھ سے ایک آنسو ٹوٹ کر اسکی داڑھی میں جذب ہوگیا

ہاں اسنے فیصلہ کیا تھا کہ وہ بہادر خان سے بدلا لے گا۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے سزا دے گا۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر اس بدلے کا اسے کیا فائدہ ہوگا۔۔۔۔۔۔ گزرے تین سال زارون رستم کو کھوکھلا کرچکے تھے۔۔۔۔۔۔۔ کافی کا کپ ٹیبل پر رکھتے اسکی نظر اس نیوز پیپر پر گئی جو احان وہاں چھوڑ کر چلا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔ اسنے گھڑی پر ٹائم دیکھا رات کے دس بجنے والے تھے۔۔۔۔۔۔ ویسے بھی اسے گھر جانے کی جلدی نہیں تھی۔۔۔۔ اس

نے نیوز پیپر اٹھایا اور ویسے ہی دیکھنے لگا جب نظر ایک نیور پر گئی

لڑکیوں کا ایک گروہ جو معصوم اور لاچار بن کر لوگوں کے گھر پناہ"

لیتی اور پھر پیسے چوری کرکے فرار ہوجاتی "زارون نے سارا کالم پڑھا اور

سر نفی میں ہلائے وہ اپنے ٹیبل سے اٹھا اور کافی شاپ سے باہر نکل

گیا۔۔۔۔۔ اب وہ لندن کی سڑکوں پر بے ارادہ گھومنے لگا۔۔۔۔

یونہی چلتے پھرتے وہ ایک قدرے سنسان گوشے کی طرف آگیا جہاں کوئی

نہیں تھا۔۔۔۔۔۔ یہ لندن کے ایک مشہور بار کی بیک سائڈ

تھی۔۔۔۔۔۔۔ زارون یونہی چلتا، خالی کین کو ٹھوکر مارتا آگے کو بڑھ

رہا تھا جب اسے کچرہ دان کی جانب سے ہلکی سی آواز سنائی دی۔۔۔۔۔

پہلے پہل تو اس نے اگنور کیا مگر اب کی بار آواز واضع تھی ۔۔۔۔۔۔

کسی لڑکی کی چیخ۔۔۔۔ زارون ایک منٹ بھی ضائع کیے بنا اس جانب

بھاگا ۔۔۔۔۔۔ اس طرف اتنا اندھیرا تھا کہ شائد ہی کوئی آتا اور کچرے

کی ، اور شراب کی خالی بوتلوں کی بو بھی بہت تیز تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

زارون نے موبائل سے ٹارچ آن کی تو ایک سکارف زمین پر گرا

ملا۔۔۔۔ وہ یقینی طور پر کسی لڑکی کا تھا۔۔۔۔۔۔ اسے ایک بار پھر ہلکی سی آواز سنائی دی۔۔۔ زارون تھوڑا سا آگے بڑھا مگر سامنے کا منظر دیکھ کراسکا غصہ ساتویں آسمان پر پہنچ چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔ ایک آدمی ایک لڑکی کو مکمل طور پر اپنے شکنجے میں لیا ہوئے تھا۔۔۔۔۔۔ اور وہ لڑکی بہتی آنکھوں سے مسلسل سر نفی میں ہلائے جارہی تھی۔۔۔۔۔۔ اسکی آنکھیں بند تھی جبکہ مزاحمت میں بھی دم نہیں تھا

زارون اس آدمی پر جھپٹا اور اس لڑکی سے علیحدہ کیا۔۔۔۔۔ وہ آدمی بھی نشے میں تھا اسی لیے آسانی سے زیر ہوگیا۔۔۔۔۔۔ زارون کا رخ اب اس لڑکی کی جانب تھا جو زمین پر گر گئی تھی۔۔۔ زارون تیزی سے اسکی جانب بڑھا اور اسے سہارا دینا چاہا جبکہ اسنے زارون کو خود سے پرے دھکیلا۔۔۔۔۔۔۔۔ زارون کے لیے اس بات کا اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ وہ لڑکی نشے میں ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ زارون نے افسوس سے سر ہلایا۔۔۔۔۔۔ ٹی پنک بے بی ٹاپ اور نیلی جینز میں ملبوس وہ لڑکی زارون کو کوئی بچی معلوم ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔ اسکے آس پاس

زارون کو کچھ ایسا نہیں ملا کہ وہ اسے اسکے گھر ڈراپ کرسکے۔۔۔۔۔۔۔

اور ایسی صورتحال میں وہ اسے چھوڑ کر بھی نہیں جاسکتا

تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ نجانے کیوں مگر آج اسے یوں بےبس دیکھ کر

زارون کو یوں لگا جیسے وہ انا کے ساتھ ہوئی زیادتی کو خود اپنی آنکھوں

سے دیکھ رہا ہوں۔۔۔۔۔۔۔ ایک لمحہ لگا تھا زارون کو فیصلہ لینے

میں۔۔۔۔۔۔ایک جھٹکے میں اسے باہوں میں اٹھائے زارون اپنی کار کی

جانب چل پڑا جو وہ اسی کلب کے فرنٹ پر چھوڑ آیا تھا۔۔۔ اس کلب

کو وہ بہت اچھے سے جانتا تھا وہ یہاں کئی بار آچکا تھا۔۔۔۔۔ تین سال

گزر گئے تھے زارون کے اندر بہت کچھ بدل گیا تھا مگر اس بات کا

مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ کوئی ایک بہت اچھا اور سچا مسلمان بن گیا

ہوں۔۔۔۔۔۔۔ ہاں بس اب اسنے دوسروں کے نظریے کو اہمیت دینا

شروع کردی تھی۔۔۔۔اب اس نے دوسروں کو عزت دینا شروع

کردی تھی۔۔۔۔۔ وہ اپنا فیصلے اب زبردستی کسی پر مسلط نہیں کرتا

تھا۔۔۔ اس چھوٹی سی لڑکی کو باہوں میں لیے اسنے گاڑی کا فرنٹ ڈور

کھولا اور اسے آرام سے پیسنجر سیٹ پر بٹھایا۔۔۔۔۔ سیٹ بیلٹ لگانے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کے بعد وہ گھوم کر اپنی جگہ پر پہنچا اور گاڑی سٹارٹ کرتا اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا۔۔۔۔۔۔ ایک نظر ساتھ بیٹھی لڑکی کی جانب بھی ڈال لیتا جو ہوش و حواس سے یکسر بیگانہ تھی۔۔۔۔۔

گھر میں داخل ہوتے ہی احان کی نظر سامنے ٹیبل پر سر رکھے سوئی بسمل پر گئی تو اسے ڈھیروں شرمندگی نے آن گھیرا۔۔۔۔۔۔۔ زارون کو زندگی کی جانب لانے کی تگ و دو میں وہ اسے یکسر فراموش کردیتا۔۔۔۔۔۔ ٹیبل پر کھانا لگا ہوا تھا

بسمل "!!اسکے پاس جاکر احان نے اسکے کندھے کو ہلکے سے ہلایا"

بسمل !!اٹھ جاؤ۔۔۔۔۔۔۔ کمرے میں جاکر سوؤں "اسکی غیر آرام دہ" پوزیشن دیکھ کر اسے افسوس ہوا

بسمل "!!اب کی بار زرا زور سے ہلانے پر وہ چونک کر اٹھی"

ہاں!!۔۔۔۔۔۔ اوہ احان آپ آگئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سوری وہ نیند آگئی"

تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ آپ نے کھانا کھایا۔۔۔۔۔۔۔ یااللہ ٹھنڈا ہوگیا۔۔۔۔۔۔۔

آپ فریش ہوجائے میں ابھی۔۔۔۔۔۔۔ ابھی کھانا گرم کرکے لاتی

ہوں۔۔۔۔۔۔ بس ابھی آئی "چونک کر اٹھتی وہ بڑبڑاتی کچن کی جانب

جانے لگی جب احان نے اسکا ہاتھ تھاما اور اسے اپنے ساتھ لگایا

بس بس میری تیز گام ۔۔۔۔۔۔ جاؤ جاکر کمرے میں سوجاؤ۔۔۔۔۔"

میں بلکل ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔۔۔ بھوک نہیں لگی۔۔۔۔۔۔۔۔ تم سو

جاؤ۔۔۔۔۔ اوکے مجھے آفس کا کام کرنا ہے کچھ "اسکا گال تھپتھپاتے وہ

بولا

ایسے کیسے بھوک نہیں لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ٹائم دیکھا ہے آپ نے آدھی"

رات ہونے کو آئی ہے۔۔۔۔۔۔۔ اور باہر کا آپ کھاتے نہیں۔۔۔۔ کیا

ایسے بھوکا سونے دوں آپ کو؟ "وہ منہ بنائے بولی تو احان دھیمے سے

ہنس دیا

بےشک دنیا کی بہترین عورتوں میں سے ایک اسکے نصیب میں بھی لکھ

دی گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ اس پر وہ جتنا خوش ہوتا اتنا ہی کم تھا۔۔۔

اچھا بھئی لگا دوں کھانا مگر سٹاپ بنگ پینک "اسکے دونوں شانوں سے"
تھامے وہ بولا تو بسمل نے سر اثبات میں ہلادیا

"!!میں فریش ہوکر آتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔ جاؤ کھانا لگاؤ۔۔۔۔۔۔ شاباش"
اسکا چہرہ تھپتھپاتے وہ مسکرا کر بولا

وہ ابھی واشروم میں ہی تھا جب کمرے میں موجود لینڈ لائن پر کال آنا
شروع ہوئی۔۔۔۔۔۔ فریش ہوکر وہ باہر آیا اور نمبر دیکھا تو وہ پاکستان
کا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ماما "!!اپنی ماں کا سوچتے ہی وہ مسکرا اٹھا"

رسیور اٹھائے اس نے کان سے لگایا مگر اس سے پہلے وہ کچھ بول پاتا
دوسری جانب کی گفتگو سن کر وہ سن ہوگیا۔۔۔۔۔۔۔۔

کمرے اور کچن دونوں میں لینڈ لائن موجود تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ دونوں
آپس میں کنیکٹ تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

احان تو حیرت سے اپنی ماں اور بیوی کے درمیان کی گفتگو سن رہا

تھا۔۔۔۔۔۔

احان کہاں ہے؟ ''اسکی ماں نے خاصی بیزاری سے پوچھا''

وہ فریش ہورہے ہے ''!!بسمل دھیمی آواز میں بولی''

اور تم کیا کررہی ہوں؟ ''انہوں نے فٹ دوسرا سوال کیا''

جی کھانا گرم کررہی ہوں ان کے لیے ''بسمل نے جواب دیا''

کیا مطلب اب کھانا گرم کررہی ہوں؟ ٹائم دیکھا ہے تم نے''

۔۔۔۔۔۔۔۔ بی بی چل کیا رہا ہے؟ ''وہ زرا کرخت انداز میں بولی

نہیں وہ بس ابھی گھر آئے ہے تو ان کے لیے کھانا گرم کررہی''

ہوں ''بسمل کی بامشکل آواز نکلی

ہاں بھئی گھر میں رکھا ہی کیا ہے جو میرا بیٹا جلدی''

آجائے۔۔۔۔۔۔۔ ایک روکھی اور پھیکی شکل والی بیوی۔۔۔۔۔۔ بھئی

کوئی بچہ ہوتا۔۔۔ کوئی ہنسی۔۔۔۔۔۔۔ قلقھریاں ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔۔ مگر

تم جیسیوں کو کیا معلوم۔۔۔۔۔۔۔ فگر ٹھیک رکھنے کے چکر میں میرے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بچے کو کتنی بڑی خوشی سے محروم رکھا ہوا ہے تم نے۔۔۔۔۔۔

ہونہہ "!!حقارت سے بولتی وہ بسمل کو رونے پر مجبور کر گئی

اللہ جانے ہمیں کب دادی بننے کا شرف حاصل ہوگا "!!وہ پھر سے" بولی

اب منہ کیوں بند کیا ہوا ہے؟ کیا گھی جما بیٹھی ہوں؟ "خاصی تیکھی" آواز میں انہوں نے پوچھا

نہیں وہ کھانا۔۔۔۔۔۔ کھانا گرم کرنا ہے وہ آتے ہی ہوگے "ہاتھ کی" پشت سے آنسو صاف کرتے وہ بولی

ٹھیک "!!اتنا بول کر انہوں نے کھٹاک سے فون بند کیا۔۔۔"

کمرے میں موجود احان یہ ساری گفتگو سن کر شل ہوگیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اسکی آنکھیں لال انگارہ ہوچکی تھی۔۔۔۔۔۔ آج پہلی بار اس نے اپنی ماں کو اپنی بیوی سے یوں بات کرتے سنا تھا۔۔۔۔ ورنہ تو انکا لہجہ ہمیشہ سے ہی بہت شیریں ہوتا تھا۔۔۔۔۔۔۔ شائذ یہ پہلی بار نہیں

تھا۔۔۔۔۔۔ احان کے ذہن میں جھماکا ہوا

خود کو کمپوز کرتا وہ ڈائنگ کی جانب گیا جہاں بسمل نے مسکرا کر اسے دیکھا اور کھانا لگانے لگی۔۔۔۔۔۔ اسکی لال آنکھیں اور جھوٹی مسکراہٹ سب بیان کررہی تھی۔۔۔۔۔۔ احان کو افسوس ہوا کہ اس نے پہلے یہ سب کیوں نہیں نوٹ کیا

تین سال پہلے ہی احان کا ٹرانسفر اسکے کام کو دیکھتے لندن میں ہوگیا تھا۔۔۔۔۔ بسمل کو وہ اپنے ساتھ لے آیا تھا۔۔۔۔۔ مگر یہاں جس برانچ میں وہ کام کررہا تھا وہاں اس پر پیسوں کی ہیرا پھیری کا الزام لگ گیا تھا۔۔۔۔۔ کسی اور ورکر نے پیسے چوری کرکے الزام احان پر لگا دیا تھا۔۔۔۔۔۔ ایسے میں پولیس احان کو گرفتار کرنے جب دروازے پر پہنچی تو اتفاق سے زارون نے دیکھ لیا۔۔۔۔ وہ بھی اسی بلڈنگ میں احان کے فلور سے دو فلور اوپر رہتا تھا۔۔۔۔۔ اس وقت زارون ہی تھا جس نے ناصرف احان کی مدد کی۔۔۔۔۔۔ سچ سامنے لایا بلکہ احان کو اپنی ہی کمپنی میں مینجر کی پوسٹ بھی دی تھی۔۔۔۔۔۔۔ زارون نے

تو بس اپنی کوتاہیوں اور غلطی کا مداوا کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔ مگر احان الٹا اسکا احسان مند ہوگیا تھا۔

گزرے تین سالوں میں وہ اور زارون بہت اچھے دوست بن گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔ اتنے اچھے کہ اسے اب یوں اس حالت میں دیکھ کر احان کو تکلیف پہنچتی تھی۔۔۔۔۔۔ بہت بار اس نے زارون کو اپنے گھر دعوت بھی دی مگر بسمل سے جھجک کی وجہ سے وہ سہولت سے انکار کردیتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ آج تک بسمل سے شرمندہ تھا۔۔۔۔۔۔ بسمل تو اسے معاف کرچکی تھی مگر وہ خود کو نہیں کرپایا تھا۔۔۔۔

احان کہاں کھوگئے ہے؟ کھانا کھالے نہیں تو پھر سے ٹھنڈا ہوجائے" گا "اسکا کندھا ہلاتے بسمل اسے ہوش کی دنیا میں واپس لائی

آج آپ پھر سے زارون بھائی سے ملنے گئے تھے؟ "اسکے سامنے پانی کا" جگ رکھے پوچھا

ہوں "!!احان نے سر اثبات میں ہلایا"

انہوں نے ایک بار پھر سے انکار کر دیا آنے سے؟ ''بسمل تھوڑی افسردہ''
سی بولی

وہ ابھی تک تم سے شرمندہ ہے ''احان نے جواب دیا''

مگر میں انہیں معاف کر چکی ہوں ''بسمل گہری سانس خارج کرتے بولی''

ہاں مگر وہ خود ابھی تک معاف نہیں کر پایا ''!!اس کے بعد ان''
دونوں میں کوئی بات نہیں ہوئی

تھوڑی دیر تک احان کھانے سے فارغ ہو چکا تو بسمل نے برتن سمیٹنا
شروع کر دیے۔۔۔۔۔۔ احان غور سے اپنی بیوی کی پشت کو تکنے
لگا۔۔۔۔۔۔۔ بچہ نا کرنے کا فیصلہ سراسر احان کا تھا۔۔۔۔۔۔ وہ جانتا
تھا کہ بسمل کو بچوں کی کتنی خواہش ہے مگر وہ پہلے اچھے سے سیٹل ہونا
چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسی چکر میں اسے اس بات کا بھی اندازہ نا ہوا
کہ اسکی بیوی کو کیا کچھ نہیں سہنا پڑتا مگر اس نے ایک بار بھی احان
سے کوئی شکوہ کوئی شکایت نہیں کی

کیا؟ ""بسمل نے پیچھے مڑ کر احان سے پوچھا جو اسے گھور رہا تھا"

احان نے قدم آگے بڑھائے اور اب بلکل بسمل کے پیچھے جاکھڑا ہوا

بے شک میں دنیا کے لکی ہسبینڈز میں سے ایک ہوں "اسے پیچھے سے" باہوں میں لیے احان بولا تو بسمل مسکرا دی۔۔۔۔۔۔ ایک اصل مسکراہٹ

\-------------

پاکستان)کراچی(

یہ ایک فیکٹری ایریا تھا جہاں اس وقت ایک فیکٹری زیر تعمیر تھی جبکہ آس پاس کا ایریا بلکل خالی تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ ایسے میں وہ دو نفوس تیز رفتار بھاگتے چلے جارہے تھے۔۔۔۔۔۔ انہیں کسی بھی صورت اپنی جان بچانا تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ ان کے پیچھے ہی پانچ چھ آدمی بھی بھاگ رہے تھے جو انہی کو پکڑناچاہتے تھے

پکڑوں انہیں بھاگنے نا پائے "!!ان میں سے ایک چلایا"

وہ دونوں ایک جگہ سے مڑے تو ان میں سے ایک پیر سریے میں اٹکنے کی وجہ سے منہ کے بل گرا

آفتاب بھائی "!!وہ لڑکا جو بامشکل سولہ سترہ سال کا تھا فورا انکی جانب مڑا

"بھاگ جاؤ عامر۔۔۔۔۔ فورا بھاگو "!!وہ تیس بتیس سال کا آدمی دھمی آواز میں غرایا۔۔۔۔۔۔ پیروں کی آواز اب قری تر ہوگئی تھی

"آپ کو چھوڑ کر نہیں جاؤ گا "!!ضدی لہجے میں بولتا وہ سریا اٹھانے کی ناکام کوشش کرنے لگا

"میری بات سنوں عامر۔۔۔۔۔۔ بھاگ جاؤ یہاں سے فورا۔۔۔۔۔۔ یہ نیازی کے آدمی تمہیں چھوڑے گے نہیں۔۔۔۔۔۔۔ یہاں سے بھاگ جاؤ اور سر سے رابطہ کروں۔۔۔۔۔۔۔ انہیں سب بتاؤں عامر بھاگ جاؤ۔۔۔۔۔ تمہیں تمہاری ماں کی قسم "!!عامر کی آنکھوں سے گرم سیال بہنا شروع ہوگیا تھا۔۔۔۔۔ وہ لوگ کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتے تھے

جاؤ "!!عامر کو دھکا دیے وہ چلایا اور ساتھ ہی فضا میں گولی کی آواز" گونجی۔۔۔۔۔۔۔ عامر نے نم آنکھوں سے انہیں دیکھا اور پھر وہاں سے بھاگ نکلا

جب تک وہ لوگ وہاں پہنچے عامر جاچکا تھا۔۔۔۔۔ آفتاب کو پکڑے انہوں نے بےدردی سے کھینچا اور اسے گھسیٹتے ہوئے وہ خالی گراؤنڈ میں لے آئے جہاں ایک کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ جمائے سگار کے گہرے کش لیتا بہادر خان نیازی بیٹھا ہوا تھا

آفتاب کو دیکھ کر وہ شیطانی مسکراہٹ مسکرایا

تو اب تمہیں جو جو معلوم ہے مجھے سب سچ بتاؤں "!!اس نے آرام" سے سوال کیا

میں تمہارے بارے میں سب جانتا ہوں سب کچھ۔۔۔۔۔۔ تم نا" صرف ایک شیطان ہوں۔۔۔۔۔ بلکہ ایک بہت بڑے نامرد بھی ہوں۔۔۔۔۔ لڑکیوں کی عزتیں خراب کرتے ہوں۔۔۔۔۔۔۔ کم عمر لڑکیوں اور بچوں کی سمگلنگ کے علاوہ تم ڈرگس کا کام بھی کرتے ہوں

اور میں یہ سب پولیس کو بتادوں گا "!!وہ غصے سے پھنکارا

اچھا اور پولیس کیا کرلے گی؟ "بہادر خان نے مسکرا کر پوچھا تو"

آفتاب نے لب بھینچ لیے

وہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا اور آفتاب کے سر پر جاپہنچا بنا کوئی مہلت دیے اسنے اسکا جسم گولیوں سے چھلنی کردیا

بہادر خان نیازی کو ہرانے والے ابھی پیدا نہیں ہوا۔۔۔۔۔۔ کم از" کم اس دنیا میں تو نہیں "!!ایک نگاہ اس بےجان پر ڈالے وہ آگے بڑھ گیا

مگر اس سولہ سال کے لڑکے کو وہ سب بھول گئے جو وہاں سے بھاگنے کی بجائے چھپ کر انکی ویڈیو بنارہا تھا۔

اپنی بلڈنگ کے باہر پارکنگ میں گاڑی روکتے زارون نے اس لڑکی کی جانب رخ کیا جس کا چہرہ اسکے کھلے بال چھپا چکے تھے۔۔۔۔۔۔وہ اسے اپنے ساتھ لے آیا تو تھا مگر اب اس سوچ میں تھا کہ کیا واقعی اس نے ٹھیک کیا۔۔۔۔۔ساری سوچوں کو پیچھے

دھکیلے اس نے ہلکے سے اس لڑکی کا شانہ ہلایا

"ہے!! اٹھو۔۔۔۔۔لسن۔۔۔۔۔یااللہ!!" جب دس منٹ کی تگ ودو کے بعد بھی وہ نہ اٹھی تو زارون کے دماغ میں ایک ہی حل آیا۔۔۔۔۔۔۔اسکی جانب کا دروازہ کھولے اس نے احتیاط سے اس لڑکی کو اپنی باہوں میں اٹھایا اور گاڑی لاک کیے بلڈنگ میں اندر داخل ہوا۔۔۔۔۔۔۔رسیپشنیسٹ اور آس پاس موجود لوگ اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔اگر وہ پہلے والا زارون ہوتا تو اسے فرق نہیں پڑتا مگر پہلے اور اب دونوں میں بہت فرق تھا۔۔۔۔۔۔

ان لوگوں کی نظریں اور ان میں چھپا مفہوم۔۔۔۔۔۔۔زارون کو ڈھیروں شرمندگی نے آن گھیرا۔۔۔۔۔۔۔یقینی طور پر وہ اس لڑکی کو کوئی کال گرل یا ایک رات کی عیاشی کا سامان سمجھ رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔

ان کی بولتی نگاہوں کو اگنور کیے وہ ناک کی سیدھ میں لفٹ میں انٹر ہوا جو لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔۔۔۔وہ اپنی پشت پر کئی چبھتی نگاہیں محسوس کر سکتا تھا مگر اسنے اگنور کرنا ہی بہتر سمجھا۔۔۔۔۔۔۔۔لفٹ اب زارون کے فلور پر رکی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

لفٹ میں صرف چار لوگ اس وقت موجود تھے۔۔۔۔۔۔۔زارون، اسکی باہوں

میں موجود وہ بیہوش لڑکی اور زارون کی پشت پر کھڑی دو لڑکیاں میگی اور سلویا۔۔۔۔۔ میگی نہایت چبھتی نگاہوں سے زارون کو دیکھ رہی تھی جبکہ سلویا مسکراہٹ دبائے میگی کو۔۔۔۔۔۔۔

میگی زارون میں کس حد تک انٹرسٹڈ تھی سلویا بہتر طریقے سے جانتی تھی مگر زارون کو اپنے دل کا حال بتانے کی آج تک میگی میں ہمت نہیں ہوئی۔۔۔۔۔۔۔ محبت اسے زارون سے نہیں بلکہ اس بنک بیلنس سے تھی جس کی بنا پر وہ آرام و آسائش کی زندگی گزار سکتی تھی

لفٹ کے کھلتے ہی زارون میگی کی گھوریوں کو نظر انداز کرتا اپنے اپارٹمنٹ تک پہنچا اور بڑی دشواری سے اپنی جیکٹ کی پاکٹ سے کارڈ نکال کر لاک میں سوائپ کیا جس کی وجہ سے دروازہ کھل گیا۔۔۔۔ ٹانگ کی مدد سے دروازہ بند کیے وہ اندر داخل ہوا

"لگتا تمہارے مسٹر پرفیکٹ کی یہ رات خاصی رنگین جانے والی ہے!!" میگی پر ہنستے سلویا بولی جس پر میگی نے اسے خشمگین نگاہوں سے گھورا مگر سلویا نے اسکا کوئی اثر نہیں لیا

ایک نگاہ نفرت اور غصے کی زارون کے دروازے پر ڈالتی وہ بھی اپارٹمنٹ میں داخل

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels Afsanay Articles Books Poetry Interviews

ہو گئی۔

پاکستان(رستم ولا)

ایزی چیئر پر جھولتے، ہاتھ میں وائن کا گلاس تھامے بہادر خان کسی گہری سوچ میں غرق تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ذہن کے پردوں پر بار بار وہ چہرہ نظر آرہا تھا جس نے ایک بار میں ہی بہادر خان کو اپنا دیوانہ بنالیا تھا۔۔۔۔۔۔

سٹڈی سے باہر لان کو دیکھتے وہ اپنی وائن کے گھونٹ بھر رہا تھا جب اسکا خاص ملازم دروازہ ناک کیے اندر داخل ہوا

"بولو!!ماجد کیا خبر لائے ہوں؟امید ہے خبر اچھی ہو گی"ایک نگاہ ماجد پر ڈالے اس نے پھر ایک گھونٹ بھرا

"بولو ماجد۔۔۔۔۔۔بتاؤ مجھے کہ تم اسے ڈھونڈ چکے ہوں۔۔۔۔۔۔۔میرے دل کے سکون کو تم ڈھونڈنے میں کامیاب ہو چکے ہوں!!"بہادر خان پھر سے گویا ہوا

"صاحب وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"ماجد بولتا چپ ہوا تو بہادر خان نے آنکھیں چھوٹی کیے

اسے گھورا

"تو تم ناکام لوٹے ماجد۔۔۔۔۔۔۔۔۔اب کی بار بھی تمہیں ناکامی کا سامنا ہوا!!"

بہادر خان نے سر افسوس میں ہلایا

"میں نے کہاں تھا ماجد کہ اگر اب کی بار تم ناکام ہوئے تو موت تمہارا تحفہ ہو گی!!"

بہادر خان کی بات سن کر ماجد کے پیر کانپنے لگے

"صا۔۔۔صاحب وہ۔۔۔آ۔۔۔آخری موقع۔۔۔۔۔۔۔۔۔"اس سے پہلے ماجد کی بات پوری ہوتی بہادر خان کی گن سے نکلی گولی اسکے شانے کو چیرتی دوسری جانب سے نکل گئی

ماجد چلایا۔۔۔۔۔۔۔اور خون آلود شانے کو تھامے زمین پر بیٹھ گیا۔۔۔۔۔۔بہادر خان نے آرام سے گن اپنی جگہ پر رکھی اور ٹیبل پر موجود ایک بزر دبایا۔۔۔۔۔۔۔بزر دباتے ہی پانچ چھ لوگ اندر داخل ہوئے۔۔۔۔۔۔۔۔زمین پر گرے ماجد کو دیکھ کر وہ سب اپنی جگہ رک گئے اور بہادر خان کو دیکھنے لگے

"اسے اٹھاؤ۔۔۔۔۔۔۔اور تہہ خانے میں پھینک آؤ۔۔۔۔۔۔مجھے اسکی چیخیں سننی

ہے۔۔۔۔۔۔۔۔تب تک جب تک یہ مر نہیں جاتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" غصے سے پھنکارتے وہ رخ موڑ گیا

"نن۔۔۔نہیں صاحب۔۔۔۔۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔مم۔۔۔۔۔۔معافی صاحب۔۔۔۔۔۔۔معاف کردوں" ماجد درد سے کراہتا بولا جبکہ بہادر خان نے کان بند کر لیے۔

"مزمل!!" ان میں سے ایک کو بہادر خان نے روک لیا

"جی سائیں!!" وہ مؤدب سا کھڑا رہا

"ایک مہینہ مزمل۔۔۔۔۔۔۔۔ایک مہینہ ہے تمہارے پاس۔۔۔۔۔۔۔۔کچھ بھی کروں۔۔۔۔۔۔کیسے بھی بس ڈھونڈوا سے۔۔۔۔۔۔وہ مجھے چاہیے۔۔۔۔۔۔۔۔ہر حال میں۔۔۔۔۔۔۔سمجھے؟" سگار جلاتے بہادر خان نے تنبیہ کی تو مزمل نے سر اثبات میں ہلایا

مزمل کے جاتے ہی بہادر خان نے ٹیبل کی ڈرا سے ایک لفافہ نکالا جن میں سے چند تصویریں ٹیبل پر گری۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ سب تصویریں ایک کم عمر نوجوان لڑکی کی تھی۔۔۔۔۔۔۔ڈارک براؤن سلکی بال جنہیں اس نے کھلا چھوڑا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔گہری، بڑی بدامی آنکھیں۔۔۔۔۔چھوٹی ناک اور خوبصورت کٹاؤ دار لب

بہادر خان نے گہری سانس خارج کی

"آہ گلاب آہ!!! کتنی خوبصورت ہوں نا تم بلکل اپنے نام کی طرح ایک گلاب جیسی"

اپنی شیطانی آنکھیں اس تصویر پر گاڑھے، انگوٹھے کی مدد سے اس تصویر میں موجود چہرے کو وہ سہلانے لگا

"ایک مہینہ گلاب۔۔۔۔۔۔۔۔ایک ماہ ہو چکا ہے مجھے تمہارا اسیر ہوئے۔۔۔۔۔۔۔۔تمہاری معصومیت، تمہاری خوبصورتی۔۔۔۔۔۔تمہارے حسن کا غلام بن چکا ہے یہ بندہ بشر۔۔۔۔۔۔۔۔اور تم۔۔۔۔۔تم تو مانو یوں چھپ گئی ہوں جیسے کبھی تھی ہی نہیں۔۔۔۔۔۔۔مگر کوئی بات نہیں میری جان۔۔۔۔۔۔۔صرف کچھ دن اور۔۔۔۔۔۔۔۔ایک بار تم میری دسترس میں آجاؤ۔۔۔۔۔۔۔اپنی تمام بے قراریوں کا حساب لوں گا تم سے۔۔۔۔۔۔۔تم تو بنا کچھ کیے مجھے اپنا غلام بنا چکی ہوں۔۔۔۔۔۔بس ایک بار مل جاؤ۔۔۔۔۔۔۔پوری دنیا تمہارے قدموں مین رکھ

دوں گا میں" بہادر خان کسی دیوانے کی طرح بول رہا تھا جب باہر سے اونچی اونچی چلانے کی آوازیں سنائی دی

"افففف۔۔۔۔۔۔۔اب کیا!!" جھنجھلائے وہ آفس سے باہر نکلا تو لاؤنج میں اپنے بیٹے کو پایا جواب اسے ہی سرخ آنکھوں سے گھور رہا تھا

"شیر خان تم یہاں کیا کر رہے ہوں؟" بنا کسی تاثر کے بہادر خان نے پوچھا

"یہی سوال میرا ہے آپ سے کہ آپ یہاں کیا کر رہے ہے؟" شیر خان بے لچک انداز میں بولا

"تمیز سے شیر بھولوں مت کہ میں باپ ہوں تمہارا!!" بہادر خان نے تنبیہ کی

"باپ ہونہہ!!" شیر سے سر جھٹکا

"آپ نے مام سے وعدہ کیا تھا کہ آج رات آپ گھر آئے گے۔۔۔۔۔۔وہ بیچاری کب سے آپ کے انتظار میں ہلکان ہوئی پھر رہی ہے اور آپ یہاں!!" شیر خان کو معلوم تھا کہ انہوں نے شراب پی ہے اسی لیے لب بھینچ لیے

"ارے میرے شیر جوان میں بس آہی رہا تھا ایک پارٹی تھی آئی ہوں" شیر خان کو اپنے

ساتھ لگائے بہادر خان بولا

جتنی اس شخص کو اپنی بیوی سے نفرت تھی اتنی ہے اپنے بیٹوں سے محبت۔۔۔۔۔۔۔۔ ہوتی بھی کیوں ناوہ اسکے بیٹے تھے اسکے بازوں۔۔۔۔ مگر وہ دونوں اپنی ماں سے کتنی محبت کرتے تھے بہادر خان اچھے سے جانتا تھااور اسی لیے اب تک اس عورت کو اپنے ساتھ رکھا ہوا تھا

''تو آپ آرہے ہے نا؟''یکلخت شیر کا لہجہ دھیما ہوا

وہ ایسا ہی تھا۔۔۔۔شیر بہت سینسٹیو تھا۔۔۔۔وہ اپنے ماں باپ کو ایک ساتھ ایک خوشحال فیملی کی طرح دیکھنا چاہتا تھا

مگر بہادر خان کا رویہ اپنی بیوی کے ساتھ بد سے بدتر ہوا چلا گیا جب طاقت کا نشہ پروان چڑھنے لگا

اس دنیا میں سب سے برا نشہ طاقت اور پیسے کا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جب یہ نشہ روح تک میں ب جائے تو انسان بے حسی کی تمام حدیں پھلانگ دیتا ہے اور اسکا ضمیر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے سو جاتا ہے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فلیٹ میں داخل ہوتے ہی زارون نے احتیاط سے اس لڑکی کو صوفہ پر لٹایا۔۔۔اسکا چہرہ ابھی تک بالوں سے کوور تھا جسے زارون نے دیکھنے کی خواہش بھی نہیں کی تھی۔

اسے صوفہ پر لٹاتے ہی زارون پلٹنے لگا جب یکدم اسکے دماغ میں وہ نیوز آئی جو اسنے اخبار میں پڑھی تھی۔۔۔۔

''کہی یہ لڑکی بھی تو اس گینگ کا حصہ نہیں؟''اسی پل وہ لڑکی زرا سا ہلی اور چہرے پر سے بال ہٹ گئے۔۔۔۔۔۔۔زارون نے غور سے اسکا چہرہ دیکھا۔۔۔۔۔۔۔جو کچھ شناسا تھا

زارون کو یاد آیا وہ ایک بارٹینڈر تھی۔۔۔۔۔اسی کلب میں جہاں زارون کو وہ آج ملی تھی۔۔۔۔۔۔وہ پچھلے ایک ماہ سے وہاں جاتا تھا۔۔۔۔۔۔وہ واحد لڑکی تھی کو سر پر سکارف لیے وہاں کام کرتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔زارون اسکا نام کنفرم نہیں جانتا تھا۔۔۔۔۔۔مگر اسے معلوم تھا کہ وہ مسلمان ہے۔۔۔۔۔۔وہ ہمیشہ سر پر سکارف لیے رکھتی تھی

"اسکا نام!!"زارون نے ذہن پر زور ڈالا

"اوگلاب!!"زارون کو یاد آیا اسکا نام گلاب تھا۔۔۔۔۔۔۔اس نے بہت بار اسکے نام کی پکار سنی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔بہت سے لوگ بار بار اسکا نام پکار کر اسے متوجہ کرتے جنہیں وہ اگنور کر دیتی

کچھ سوچتے ہوئے اس نے لب بھینچے اپنا والٹ اور کریڈیٹ کارڈز نکالے اور صوفہ کی سائڈ پر موجود ٹیبل پر رکھ دیے

"دیکھتے ہے کہ جو تمہارے ساتھ ہوا وہ سچ ہے یا ڈرامہ؟"زارون خود سے بڑبڑاتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔

"آہ!!!"دماغ میں اٹھتی ٹیس کے ساتھ اسکی آنکھ کھلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ خالی دماغ چھت کو گھورتی رہی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے آس پاس نظریں دوڑائی تو خود کو ایک انجان کمرے میں پایا۔۔۔۔۔۔۔پہلے پہل تو کچھ سمجھ نہیں آیا مگر پھر رات کی تمام داستان ایک ایک کر کے یاد آنے لگی

"یااللہ تیرا شکر تو نے میری عزت میری عصمت کو محفوظ رکھا" اپنا دکھتا سر تھامے وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور صوفہ پر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساتھ موجود ٹیبل پر ایک آلارم کلاک رکھا ہوا تھا۔۔۔۔جہاں صبح کے چھ بج رہے تھے

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

نئے سال اور کرسمس کی خوشی کی میں کلب میں لوگوں کی آمد شروع ہو گئی تھی اور کلب کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ہر بار کی طرح وہ سپاٹ چہرہ لیے اس حرام شے کو لوگوں کو دے رہی تھی جو اسکے مذہب میں ممنوع تھی مگر اسے کہی اور نوکری نہیں ملی تھی۔۔۔۔۔ایک ماہ ہو گیا تھا اسے گھر سے بھاگے ہوئے۔۔۔۔۔۔۔۔اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ اسکے ماں باپ اسکے ساتھ ایسا بھی کچھ کر سکتے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔کچھ پیسوں کے عوض انہوں نے اپنی بیٹی کا سودا کر دیا ایک ایسے شخص کے ساتھ جو عمر میں اس کے باپ سے بھی بڑا تھا۔۔۔۔۔۔صرف اپنے بیٹے کے بہترین مستقبل کی خاطر انہوں نے بیٹی کو بیچ دیا

وہ لندن کے ایک مشہور کلب میں ایک بارٹینڈر تھی۔۔۔۔۔۔۔جہاں وہ ہر آنے والے کو اسکی پسندیدہ مشروب دیتی۔۔۔۔۔۔۔کلب میں وہ ہمیشہ اپنا حجاب لیے سر

کوورر کھتی مگر وہ ایسی ایسی باتیں سنتی تھی کہ وہی جانتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔کلب میں اس نے بہت کچھ ایسا بھی دیکھا تھا کہ اسکی آنکھیں استغفار بول اٹھتی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہاں کے لوگوں میں بے حیائی عام تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔زنا عام تھا۔۔۔۔۔۔

بہت سے آنے والوں نے اسکے ساتھ بھی بد تمیزی کرنے کی کوشش کی مگر بار کا اونر ایک پڑھا لکھا سمجھدار انسان تھا جو گلاب کو نا تو اسکے حجاب لینے پر کچھ کہتا بلکہ اس کے ساتھ ہی ایک میل کی بھی ڈیوٹی لگادی تھی تا کہ کوئی بھی اسکے ساتھ بد تمیزی نہیں کرے جس پر گلاب بہت شکر گزار تھی

آج بھی کچھ کسٹمر زآئے تھے کلب میں۔۔۔۔۔۔۔۔وہ عیاش دوستوں کا ایک گروہ تھا ۔۔۔۔۔۔۔وہ جب نظروں سے گلاب کو گھور رہے تھے وہ نظریں اسکے جسم کے آر پار ہوتی اسے وحشت میں مبتلا کر گئی تھی

hey beautiful!! Why don’t you drink with“

”?us

ان میں سے ایک نے گلاب کو آنکھ مارے آفر کی۔۔۔۔۔۔۔۔اسکا دل چاہا کہ سامنے موجود لڑکے کا سر پھاڑ دے مگر وہ بے بس تھی

"!!sorry sir ... but I don't drink"

گلاب نے سہولت سے منع کیا

"oh come on sweety!! Let us show you the colors of life....... Don't be soo stubborn"

ان میں سے ایک جو گلاب کو کچھ زیادہ ہی گھور رہا تھا اسکی کہنی پکڑے بولے

"sir she is a muslim...... she don't drink....... Just leave her"

اب کی بار گلاب کے ساتھ کھڑا مائیک بولا۔۔۔۔مگر اگلے ہی لمحے وہاں لڑائی شروع ہو گئی۔۔۔۔۔۔ان لوگوں کو مائیک کا بیچ میں بولنا پسند نہیں آیا اور انہوں نے اسے مارنا شروع کر دیا۔۔۔۔۔۔۔کلب کے اونر نے جب یہ صورتحال دیکھی تو سیکیورٹی کی مدد سے انہیں باہر پھنکوا دیا۔۔۔۔۔جبکہ گلاب اپنی جگہ کانپنے لگی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔اسکی حالت کو دیکھ کر اونر نے گلاب کو جلدی فری کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔ہمیشہ کی طرح وہ یونیفارم چینج کر کے کلب کی بیک سائڈ سے گھر کے

لیے نکلی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔یہ گلی اندھیری اور خوفناک تھی۔۔۔۔۔گلاب کلمہ پڑھتی اس گلی کو پار کرنے کو آگے بڑھی جب کسی نے پیچھے سے اسکے منہ پر ہاتھ رکھا اور دیوار کے ساتھ اسے لگا دیا۔۔۔۔یہ وہی تھا جس نے گلاب کے ساتھ بدتمیزی کی تھی کلب میں

"you little bitch...... what you think off.... That I will spare you? No not at all... such a feisty cat you are!!"

اسے مکمل طور پر قبضے میں لیے اس نے نشہ آور ٹیکہ گلاب کو لگا دیا۔۔۔۔۔۔جس سے وہ اپنے ہوش کھونے لگی۔۔۔۔۔جب وہ آدمی گلاب پر مزید قابض ہو گیا۔۔۔۔۔۔۔ گلاب بہت چلائی مگر کچھ حاصل نہیں ہوا۔۔۔۔۔۔اب وہ مکمل طور پر ہوش کھونے لگی جب اس نے اپنے اوپر موجود بھار کو ہٹتے محسوس کیا۔۔۔۔۔۔۔بند ہوتی آنکھوں سے اس نے اپنے محسن کو دیکھا جس نے اسکی جان کے ساتھ ساتھ عزت بھی بچائی تھی۔۔۔۔اگلے ہی لمحے وہ ہوش و حواس سے مکمل بیگانہ ہو چکی تھی۔۔۔۔

کل رات کا ایک ایک منظر یاد کرتے اسکی آنکھوں سے آنسو نکلنا شروع ہو گئے۔۔۔۔۔۔۔ مگر اب اسے یہاں سے جانا تھا۔۔۔۔۔۔۔وہ صوفہ پر سے اٹھی اور دروازے کی جانب بڑھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر اسے لاک پایا۔۔۔۔۔وہ دوبارہ صوفہ کی طرف آئی جہاں اسنے کئی سارے کارڈ رکھے دیکھے تھے۔۔۔۔۔۔ بڑی مشکل سے اسے کارڈ کی ملی اور وہ فلیٹ کا دروازہ کھولنے میں کامیاب رہی

وہ دوبارہ صوفہ کی جانب آئی۔۔۔۔۔۔۔اسے نہیں معلوم تھا کہ وہ اپنے اپارٹمنٹ سے کتنی دور ہے۔۔۔۔۔۔۔۔اسی لیے اس نے چند روپے اٹھا لیے۔۔۔جاتے جاتے وہ زارون کے لیے ایک نوٹ لکھ کر گئی تھی جس میں اس نے نا صرف اسکا شکریہ ادا کیا بلکہ اسے یہ بھی بتادیا کہ وہ کچھ پیسے ادھار لیکر گئی ہے اور جلد ہی اسے لوٹا دے گی۔۔۔۔۔۔۔اپنا سکارف سر پر ٹکائے جو زارون رات کو اس کے پاس رکھ گیا تھا وہ تیزی سے بلڈنگ سے باہر نکلی

ایک مہینے سے وہ اس شہر میں رہ رہی تھی وہ بھی چھپ کر۔۔۔۔۔۔۔وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ کسی بھی طرح سے کسی جان پہچان کے انسان کی نظروں میں آئے

اسے اس طوفان سے خود کو بچانا تھا جس کا نام ''بہادر خان نیازی'' تھا۔

مگر وہ اس بات سے آشنا نہیں تھی کہ طوفان اسکی زندگی میں کتنی بڑی سنامی لانے والا

ہے۔

گلاب کے فلیٹ سے نکلتے ہی زارون کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکلا۔۔۔۔۔۔۔۔

پوری رات وہ سو نہیں پایا تھا۔۔۔۔۔

اسکے کریڈیٹ کارڈز اور والٹ سب وہی موجود تھا۔۔۔۔۔۔اسکے والٹ میں سے سوائے چند روپوں کے اور کچھ بھی غائب نہیں تھا۔۔وہی ٹیبل کے پاس پڑے اس چھوٹے سے نوٹ کو پڑھ کر اسکے لبوں پر اپنے آپ ایک ہلکی سی مسکراہٹ در آئی، مگر دوسرے ہی پل وہ مسکان غائب ہو گئی اور چہرہ سپاٹ ہو گیا۔

اپنے فلیٹ میں پہنچتے ہی گلاب نے سب سے پہلے نہانے کے لیے واشروم کا رخ کیا۔۔۔۔۔جس ایریا میں گلاب رہتی تھی وہ کافی خستہ حال ایریا تھا۔۔۔۔۔۔۔یہاں آئے دن چوری، ڈکیتی، مرڈر اور ریپ جیسے کیسز ہوتے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔یہ ایریا بہت بدنام تھا مگر اتنا ہی سستا۔۔۔۔۔۔گلاب فلحال یہی افورڈ کر سکتی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

اسی لیے اپنی جان اور عزت خدا کے سپرد کیے اس نے اس علاقے میں رہنا شروع کر دیا

تھا

شاور اون کرتے ہی ٹھنڈا ٹھار برف جیسا پانی اسکے جسم سے ٹکرایا جس پر وہ کانپ کر رہ گئی۔۔۔۔۔۔ مگر گرم پانی کی سہولت یہاں مہیا نہیں تھی۔۔۔۔۔۔۔نہانے سے فارغ ہو کر وہ کچن میں داخل ہوئی جہاں کل صبح کے گندے برتن پڑے ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔۔اسنے فریج کھولی تو خالی فریج اسکا منہ چڑا رہی تھی۔۔۔۔۔۔ صرف اورنج جوس کا ڈبہ اس میں موجود تھا اور ساتھ ہی ساتھ ہفتہ پرانا پزا۔۔۔۔۔۔۔۔خراب پزا کو ڈسٹ بین میں پھینکے اس نے اپنے لیے نوڈلز کا آخری پیکٹ پکایا ناشتے سے فارغ ہو کر اب اسکا ارادہ اپنے ریستورانت جانے کا تھا جہاں وہ ایک ویٹر کی حیثیت کی طور پر کام کرتی۔۔۔۔۔۔اکثر اوکات لوگ وہاں سے ناشتہ کرنے آتے تھے۔۔

آٹھ بجے تک وہ ریسٹورانٹ میں داخل ہوئی اور اپنی کو لیگز کو سر ہلا کر ہیلو بولتی کاؤنٹر کے پیچھے بنے کمرے میں یونیفارم چینج کرنے چلے گئی۔۔۔۔۔۔۔اس ریسٹورانٹ سے آئی تنخواہ اور کلب کی تنخواہ سے وہ اپنے فلیٹ کا کرایہ اور باقی تمام بل دیتی اور ساتھ ہی ساتھ راشن خریدتی۔۔۔۔۔۔۔۔

یونیفارم چینج کر کے وہ باہر آئی تو اسے آج کا شیڈیول اسکے ہاتھ میں تھما دیا گیا۔۔اسے آج کن کن ٹیبلز کی سروونگ کرنی تھی اس پر لکھا ہوا تھا

دن مکمل طور پر چڑھ آیا تھا۔۔۔۔لوگ ناشتے کے لیے آنا شروع ہو گئے تھے۔۔۔۔۔وہ اپنے ٹیبلز کو سروو کرتی بے حد مصروف تھی۔۔۔۔۔جب اسے کسی کی نظروں کا ارتکاز خود پر محسوس ہوا۔۔۔۔۔۔اچانک اسکے جسم نے کانپنا شروع کر دیا۔۔۔۔۔نا جانے کیوں مگر اسے اپنے آس پاس خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔۔وہ اپنی دنیا میں کھوئی ہوئی تھی جب آمنہ نے آکر اسکا شانہ ہلایا

"گلاب!!"

"ہاں!!" وہ چونکی

"گلاب کیا ہوا تم ٹھیک ہوں؟" اسکے چہرے کی بدلتی کیفیت کو دیکھ کر آمنہ نے پوچھا

"ہاں۔۔۔۔ہاں میں ٹھیک ہوں تم بتاؤ کوئی کام تھا؟" گلاب نے خود پر قابو پائے پوچھا

"ہاں۔۔۔۔۔وہ دراصل یار کیا تم اپنے ٹیبلز میرے ساتھ بدل سکتی ہوں؟ وہ دراصل

مجھے آؤٹ دور سروونگ ملی اور تم تو جانتی ہوں نا مجھے کتنی الجھن ہے اس سے ؟" آمنہ نے بیچارہ سامنہ بنایا تو گلاب نے مسکرا کر سر نفی میں ہلایا اور اپنی ڈیوٹی اس کے ساتھ بدل لی

اب وہ ریسٹورانت کے باہر موجود ٹیبلز پر آگئی تھی۔۔۔۔۔۔وہ سب سے آرڈر لیتی زارون کے ٹیبل پر پہنچی اور خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے اسکا آرڈر پوچھا

زارون جو ناشتہ کرنے کی غرض سے اس ریسٹورانٹ میں آیا تھا گلاب کو یوں اپنے سامنے ہشاش بشاش پاکر اسکے بے چین دل کو کچھ سکون ملا۔۔۔۔اسکی نظریں بے ارادہ ہی گلاب کے چہرے کا طواف کرنے لگی۔۔۔۔۔۔۔وہ بہت خوبصورت تھی بلکل ایک کھلتے گلاب کی مانند۔۔۔۔۔۔۔سورج کی کرنیں اسکے چہرے کو مزید خوبصورت بنا رہی تھی۔۔۔۔وہ اسکے اپنے فلیٹ سے جانے کے بعد سے بے چین سا تھا۔۔۔وہ تب سے اسی سوچ میں تھا کہ کیا وہ ٹھیک ہو گی؟ کیا اس نے کچھ کھایا ہو گا۔۔۔۔۔۔۔نجانے کو مگر اسے نا چاہتے ہوئے بھی گلاب کی فکر ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔کیوں؟ شائد اسی لیے کہ وہ بس اب ایک بہتر انسان بننا چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔۔ایسے بہت سے شائد اسکے دماغ میں گھومے جبکہ دور کھڑی تقدیر اسکی

زندگی میں آنے والے طوفان پر زخمی سا مسکرا دی

"یور آرڈر سر!!" گلاب پندرہ منٹ سے انتظار میں تھی جبکہ زارون تو کسی اور ہی دنیا میں گم تھا۔۔۔۔۔۔کلب کی مدھم لائٹ میں وہ کبھی بھی گلاب کو اتنے غور سے اتنے پاس نہیں دیکھ پایا تھا اور کل رات بھی اس نے غور سے اسے نہیں دیکھا تھا مگر اب دن کے اجالے میں وہ واقعی اسکی خوبصورتی دیکھ کر چونک گیا تھا۔۔اب گلاب کوفت کا شکار ہونے لگ گئی تھی۔۔۔۔۔۔ایک توانجانی نظریں جو وہ کئی دیر سے مسلسل خود پر محسوس کر رہی تھی اور دوسرا یہ کسٹمر وہ جھنجھلا کر بولی

"اویس۔۔۔۔سوری!!نوٹ ڈاؤن!!"زارون ہوش میں آئے ہڑبڑا کر بولا

جبکہ گلاب اسکا آرڈر لیے اندر چلی گئی۔۔۔جبکہ زارون اپنی بے خودی پر خود کو کوسنے لگا۔۔۔۔۔۔تین سال پہلے وہ ایسا ہی تھا خوبصورت چہروں پر مرنے والا۔۔۔۔۔ مگر اب وہ خود کو بہت حد تک بدل چکا تھا

"لڑکی مل گئی ہے باس!!"شیشے کے ساتھ موجود ٹیبل پر بیٹھا وہ شخص جو باآسانی اندر اور باہر موجود سب لوگوں کو دیکھ سکتا تھا۔۔۔۔۔گلاب کو دیکھ کر اسکے لب مسکرائے اور اس نے ایک میسج سینڈ کیا تھا

پاکستان (کراچی)

صبح کے چار بجے وہ کمرے کی لائٹ جلائے اپنے ڈیزائنز بنانے میں مصروف تھی جب فجر کی آذان شروع ہوئی۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے سکیچ بک پر چلتے ہاتھ رکے۔۔۔۔ سکیچ بک بند کیے اپنے دونوں ہاتوں سے کندھوں کو دباتی وہ کرسی کے ساتھ ٹیک لگائے آنکھیں موند گئی اور آزان غور سے سنتی اسکا جواب دینے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آزان مکمل ہوتے ہی اس نے دعا کی تو ذہن کے پردوں پر دشمن جان کا عکس لہرایا جو پچھلے تین سالوں سے تمام تعلقات ختم کیے بیٹھا تھا

"یا اللہ اگر وہ شخص میرے لیے بہتر ہے تو اسے میر النصیب بنادے۔۔۔۔۔۔ نہیں تو اس دل میں اسکے لیے ہر روز پروان چڑھتی محبت کو ختم کردے میرے اللہ۔۔۔۔۔۔۔۔اگر یہ آزمائش ہے تو مجھے اس میں کامیاب ٹھہرا اور اگر سزا تو مجھے ہمت دے کہ میں اسے جھیل سکوں!!" دعا کرتے وہ وضو کی نیت سے اپنی جگہ سے اٹھی اور واشروم میں بند ہو گئی

گرم پانی سے شاور لیکر اسکے تنے اعصاب کافی حد تک نارمل ہوئے اور وضو کر کے اس نے نماز کی نیت باندھی۔۔۔۔۔۔۔پانچ منٹ کی نماز کے بعد بیس منٹ تک وہ دعا ہی کرتی رہی

دعا میں بھی اس ستم گر کا چہرہ آنکھوں کے سامنے لہرایا تو آنکھیں خود بخود بھیگ گئیں۔۔۔۔۔۔

"زارون!!"لبوں سے ایک سسکی نکلی۔

نماز سے فارغ ہو کر اس نے اپنے لیے چائے بنائی اور لان میں آکر بیٹھ گئی۔۔۔۔۔۔۔۔ صبح کی تروتازہ ہوا اسکو سکون دے رہی تھی اس بات سے بے خبر کہ اسکا یہ من موہنا چہرہ کسی اور کو کس قدر سکون دے رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اپنے کمرے کی بالکونی میں کھڑا وہ شخص آج پھر سے اسکے آنے کا منتظر تھا اور جب وہ لان میں آئی تو نجانے کتنی دیر اسے دیکھتا رہا۔۔۔۔۔اور سوچتا رہا کیا وہ اسکی نظروں کی تپش کو محسوس نہیں کرتی؟ کیا اس نے ان نگاہوں کو کبھی محسوس نہیں کیا جو نرم تاثر لیے نجانے کتنے جذبات خود میں سموئے دیوانہ وار اسکے چہرے کا طواف کرتی رہتی ہے۔۔۔۔۔۔ مگر وہ یہ نہیں جانتا کہ جس دل میں بسنے کی وہ آرزو لیے ہوئے تھا وہاں تو کوئی اور بہت پہلے اور بڑی شان و

شوکت سے براجمان تھا

"زینیہ!!" وجدان صاحب جو نماز پڑھ کر واپس آرہے تھے اسے لان میں دیکھ کر پکارا

"السلام علیکم بابا" زینیہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی

"وعلیکم میرا بچہ۔۔۔۔۔۔۔کیا پھر ساری رات سوئی نہیں؟" اسکی آنکھوں میں دوڑتی سرخی دیکھ کر انہوں نے فکر سے پوچھا

"بس بابا اپنے ڈیزائنز پر کام کررہی تھی" وہ نرم لہجے میں بولی

"اتنا کام مت کیا کروں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دیکھو کیسی حالت بنالی ہے تم نے بلکل مرجھا سی گئی ہوں" انہوں نے اسے سمجھایا

اب وہ انہیں کیا بتاتی کے کسی کی یادوں سے پیچھا چھڑوانے کو اس نے خود کو، اپنی ذات کو اس قدر مصروف کرلیا تھا کہ خود کے لیے وقت نکالنا مشکل ہوگیا تھا۔۔۔۔۔۔۔مگر وہ بھی کیا کرتی۔۔۔۔۔۔یک طرفہ محبت کتنی دردناک اور ظالم ہوتی ہے اسکا احساس زینیہ کو اچھے سے ان تین سالوں میں ہوگیا تھا۔

"اچھا چلے اندر چلتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔تھوڑی دیر سوئں گی میں پھر دوپہر میں جانا بھی

میم کو ڈیزائنز دکھانے" وہ نرم لہجے میں مسکرا کر بولی تو اسے اپنی نظروں کے حصار میں لیے وہ شخص بھی مسکرادیا۔۔۔۔۔۔۔کتنی خوبصورت مسکراہٹ تھی نا اسکی۔۔۔۔۔۔وہ بس یہی سوچ سکا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زینیہ پروفیشن کے لحاظ سے ایک ڈیزائنر تھی جو اب ایک انٹرنیشل برینڈ کے لیے جاب کر رہی تھی۔۔۔۔۔وہ سب اس وقت میٹنگ روم میں موجود اپنے نئے لاؤنچ ہونے والے ڈیزائنز کو ڈسکس کر رہے تھے

"میم کیوں نا ہم ماڈل صنم کو اپائنٹ کرے؟" ایک سٹاف ممبر نے تجویز پیش کی

"مجھے نہیں لگتا صنم میم فٹ رہے گی" زینیہ کندھے اچکائے بولی

"کیوں!!" سب نے اعتراض کیا

"ہماری نئ کلیکشن زیادہ ترینگ جنریشن کو مد نظر رکھ کر ڈیزائن کی گئی ہے۔۔۔۔۔ ایسے میں ایک ایسی ماڈل سے اسکی ایڈورٹائزمنٹ کروانا جو خود لگ بھگ تیس سے بتیس سال کے قریب ہے کچھ ٹھیک نہیں رہے گا۔۔۔۔۔۔ہمیں کسی اور ماڈل کو ہائر کرنا

چاہیئے جو کم عمر ہوں۔۔۔اور ساتھ ہی ساتھ چہرہ پر بھی تھوڑی بہت معصومیت ہوں۔۔۔۔اگر ہم میم صنم کو سلیکٹ کرے گے تو بہت سی ہاؤس وائف یا دوسری سوشل وومنز ان ڈیزائنز میں انٹرسٹ شو کرے گی جو کہ اسپیشلی طور پر صرف یوتھ کے لیے ہے" زینیہ نے اپنا پوائنٹ آف ویو دیا جس پر سب سوچ میں پڑ گئے

"میم!!!ماڈل جگنو؟شی از دا نیو ماڈل آف دس انڈسٹری اینڈ بلیوی میم وہ نا صرف کم عمر اور ٹیلینٹڈ ہے بلکہ ان کی فین فولوئنگ بھی بہت زیادہ ہے" اب کی بار ایک میل انٹرن بولا

"یس میم جگنو از آ بیٹر آپشن!!!" زینیہ نے بھی تائیدی انداز میں سر ہلایا

"او کے ٹیم سو اٹس ڈیسائیڈڈ کہ ہم جگنو کو اپائنٹ کرے گے۔۔۔۔لیکن میل ماڈل کا کیا؟"

"میم واٹ اباؤٹ رامش؟" ایک بار پھر وہی لڑکی بولی

"واٹ یو سے زینیہ؟"

"آئی ڈونٹ نو۔۔۔۔۔۔۔۔میںز کہ میں نے پہلی بار سنا ہے نام" زینیہ نے کندھے

اچکائے تو سب کے منہ کھل گئے

وہ ماڈلنگ کا کنگ تھا جسے زینیہ پہچاننے سے انکاری تھی۔۔۔۔۔۔۔۔سب کی شکلیں دیکھ کر زینیہ نے بھنویں اچکائی جیسے پوچھنا چاہ رہی ہوں "کیا؟"۔۔۔۔۔

"اوکے سولیٹس سٹارٹ داورک۔۔۔۔۔۔۔۔۔فرح اور شمس آپ دونوں مس جگنو کو کنوینس کریے گے اور زینیہ آپ مسٹر رامش سے ملے گی اوکے؟"

"اوکے!!"سب ایک زبان بولے

"زینیہ یہ لے مسٹر رامش کی فائل ان میں انکا ایڈریس، فون نمبر سب کچھ موجود ہے۔۔۔۔۔۔اوکے!!"اسکی طرف ایک فائل بڑھائے وہ بولی تو زینیہ نے سر اثبات میں ہلائے فائل کھولی مگر وہاں درج نام پڑھ کر اسکے چودہ طبق روشن ہو گئے

"رامش بہادر خان نیازی!!"یہ کیسا اتفاق تھا، کیا یہ اسی بہادر خان نیازی کا بیٹا تھا؟ اگر ہاں تو یہ قسمت اسے کیسے دوراہے پر لے آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔کیا اب اسے ان کے خاندان کے دشمن کے ساتھ کام کرنا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔۔نہیں اسے ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی۔۔۔۔۔۔۔اس دنیا میں نجانے اور کتنے بہادر خان

نیازی ہو گے اپنی سوچوں کو جھٹکتے وہ میٹنگ روم سے باہر نکلی۔

ریسٹورانٹ سے فارغ ہو کر اب اسے کلب جانا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔وہ لنچ ٹائم تک ریسٹورانٹ میں رہتی اور شام ہوتے ہی کلب چلی جاتی۔۔۔۔۔۔۔ مگر آج اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی مسلسل اسکے پیچھے ہوں اسنے کئی بار پیچھے مڑ کر دیکھا مگر اسے کوئی نہیں نظر آیا۔۔۔۔۔۔پندرہ منٹ تک وہ کلب پہنچ چکی تھی اور اپنی ڈیوٹی سنبھال لی تھی اس نے جب اسے مائیک آتا دکھائی دیا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"How are you mike!!?"

لہجے میں فکر سموئے اس نے پوچھا

"I am fine... completely"

وہ دوستانہ مسکراہٹ سجائے بولا

"are you sure?"

گلاب کو تسلی نہیں ہوئی

”yes 100% sure rose“

وہ مسکرا کر بولا۔۔۔۔۔۔۔جب سے اسے پتا چلا تھا کہ گلاب کو انگلش میں روز کہتے ہے

وہ گلاب کو روز کے نام سے ہی پکارتا تھا

تھوڑی دیر میں ہی کلب کل کی طرح کھچا کھچ بھر گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

گلاب بھی مائیک کے ساتھ اپنے کام میں مگن تھی جب اسکی نظر دولوگوں پر گئی جن کی

پشت اسکی طرف تھی اور وہ مینیجر سے بات کر رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔اس سے پہلے کہ

گلاب انہیں اگنور کرتی وہ دونوں مڑے اور گلاب کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔گلاب کی

سانسیں اٹک گئیں۔۔۔۔۔۔۔اسکی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔۔۔۔۔۔۔جب

کہ وہ دونوں آدمی کمینی ہنسی ہنستے اب گلاب کی جانب آرہے تھے

”پاپا!!“ایک شخص کو دیکھ کر اسکی آنکھوں میں نفرت اور نمی دونوں در آئی

”نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔۔اتنی جلدی وہ لوگ کیسے اس تک پہنچ سکتے ہیں؟

نہیں ہر گز نہیں۔۔۔۔۔“اسے معلوم تھا کہ وہ اسے ڈھونڈ لے گے مگر اتنی

جلدی۔۔۔۔اس نے تیزی سے اپنا ایپرن اتارا اور ایگزٹ کی جانب بھاگی مگر اس سے

پہلے ہی ان میں سے ایک آدمی اسکا بازو پکڑ چکا تھا اور اب زبردستی اسے اپنے ساتھ لیجا رہا تھا

گلاب نے اونچی آواز میں چلانا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔ مگر تیز میوزک کی وجہ سے کوئی بھی اسکی جانب متوجہ نہیں ہوا۔۔۔۔۔۔۔مائیک بھی غائب تھا۔۔۔۔۔ایسے میں پاس سے گزرتی ایک ویٹرس کی ٹرے میں سے وائن کا گلاس اٹھائے اس نے اس آدمی کی آنکھوں میں پھینکا اور وہی گلاس اسکے سر پر دے مارا۔۔۔۔۔۔۔۔ جس سے اسکا سر پھٹ گیا وہ چلاتا زمین پر گر گیا۔۔۔۔۔۔۔اس کے سر سے خون بہنے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔ گلاب نے فوراً سے بھاگنے کی کوشش کی مگر دوسرے آدمی نے پکڑ کر اتنی زور سے اسکے منہ پر طمانچہ مارا کہ وہ اوندھے منہ زمین پر جا گری۔۔۔۔۔۔۔اب کلب میں سناٹا چھا چکا تھا سب لوگ حیرت سے زمین پر گری گلاب کو تک رہے تھے

گلاب نے پھر سے اٹھ کر بھاگنے کی کوشش کی جب اس آدمی نے پھر سے اس پر ہاتھ اٹھایا اب کی بار اسکے ہونٹوں سے خون رسنا شروع ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔کسی نے بھی آگے بڑھ کر اسکی مدد کرنے کی کوشش نہیں کی۔۔۔۔۔سب لوگ خاموش تماشائی بنے ہوئے تھے۔۔۔۔۔۔۔مائیک جو آگے بڑھنے لگا اسے اونر نے روک لیا اور وارننگ

دی جس پر وہ بے بسی سے لب کچلے گلاب کو مار کھاتے دیکھ رہا تھا

وہ آدمی اونچی اونچی آواز میں گلاب کو گھٹیا قسم کی گالیاں نکالتا، غلاظت بکتا پے در پے تھپڑ مار رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔مگر وہاں کوئی اور بھی تھا جسے اس تھپڑ کی تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔۔زارون سرخ آنکھیں اور بھینچے لبوں سے وہ سب دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔پہلے پہل تو اس نے اگنور کر دیا مگر پھر ایک لڑکی کو یوں پیٹتے دیکھ کر اسکے اندر ایک آگ سی جل اٹھی۔۔۔۔۔۔۔وہ کونے میں بیٹھا سب دیکھ رہا تھا مگر جب آگے آیا تو اسنے دیکھا وہ کوئی اور نہیں بلکہ گلاب تھی۔۔۔۔۔اب وہاں کا منظر بدلا اور مار کھاتی ہوئی گلاب کی جگہ اسے انا نظر آنے لگی

"مام!!" اس نے ایک ہچکی لی۔۔۔۔۔

اسکی آنکھوں میں خون اترنا شروع ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اسے لگا جیسے وہ سب گالیاں اسکی ماں کو دی جا رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔وہ مار اسکی ماں کو پڑ رہی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔کچھ بھی سوچے سمجھے بنا وہ اس آدمی پر جھپٹا جو اسکی باپ کی عمر کا تھا اور اسے پے در پے مکے مارنا شروع کر دیے۔۔۔۔۔۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی؟ ہمت کیسے ہوئی تمہاری اسے ہاتھ لگانے

www.neweramagazine.com

کی۔۔۔۔۔۔۔کمینے انسان۔۔۔۔۔۔۔سمجھ کیا رکھا ہے عورت کو تم لوگوں نے۔۔۔۔۔۔۔مرد ہوں تو ایسی حرکتیں کروں گے؟"اس آدمی کا پورا منہ خون سے لال ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔تھوڑی دیر میں سائرن کی آواز گونجی جس کا مطلب پولیس کا آنا تھا۔۔۔۔۔۔زارون نے ایک پل کو دماغ لڑایا اور بے ہوش گلاب کو باہوں میں اٹھائے وہ بیک سائڈ کی جانب بھاگا۔۔۔۔۔۔مائیک بھی اس کے پیچھے پیچھے آرہا تھا مگر کوئی تھا جس نے نہایت نفرت سے یہ منظر دیکھا۔۔۔۔۔۔میگی جو سلویا اور باقی دوستوں کے ساتھ برتھڈے منانے آئی تھی یوں زارون کو اس لڑکی کے لیے لڑتے دیکھ کر اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی تھی۔

زارون کلب کے پیچھے کی جانب آیا۔۔۔۔گلاب کے سر سے خوب بہہ رہا تھا

sir!! Sir!! Please listen to me... she is injured“

”!!we have to treat her immediately

مائیک جوان کے پیچھے آرہا تھا فورا بولا

”?who are you“

زارون نے غصے سے اسے گھورا

I am mike her colleague... please sir we have“

”to treat her

زارون اسکی آنکھوں میں گلاب کے لیے فکر دیکھ سکتا تھا اسی لیے سر اثبات میں ہلائے

اسے ایک کمرے میں لے گیا

”ok... just bring the medical box“

زارون کے آرڈر پر اس نے فورا ایک میڈیکل کٹ لا کر اسے دی

زارون ایک دو منٹ تو سوچتا رہا مگر پھر ہمت جٹا کر اسنے گلاب کا سکارف ڈھیلا کیا اور

کاٹن کی مدد سے اسکا زخم صاف کر کے بینڈا ایج کی۔۔۔۔

”?do you know where she lives“

زارون نے گلاب کے مرجھائے چہرے کو دیکھ کر پوچھا

”?no sir“

مائیک نے سر نفی میں ہلایا

"!!but it's risky to leave her here"

... sir I know one of her friend from restaurant"

"may be she can help us... let me make a call

مائیک کو یکدم آمنہ کا خیال آیا

"!!sure be quick"

زارون کی بات پر اس نے آمنہ کو کال کی جس کا نمبر ایمرجنسی کی صورت میں گلاب نے اسے دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔آمنہ سے بات کرنے کے بعد مائیک نے زارون کو بتادیا تھا کہ وہ تھوڑی ہی دیر میں اسے لینے آرہی ہے جس پر زارون کچھ پر سکون ہوا تھا اور گلاب کو دیکھنے لگا۔۔ نجانے کیوں مگر یہ چہرہ اسے پر بار کچھ شناسا سا لگتا تھا مگر اس نے اسے کہاں دیکھا تھا اس بات کا اسے علم نہیں تھا

اپنے ہاتھ میں رامش کے نام کی فائل لیے وہ پر سوچ نظروں سے اسکی تصویر دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔وہ اس سے کانٹیکٹ کرے یا نا اسکی سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا۔۔۔ مگر پھر جب اسکی میم کی کال آئی یہ جاننے کے لیے کہ اس نے رامش سے کنٹیکٹ کیا کہ

نہیں تو اس نے جھوٹ بول دیا کہ کال نہیں لگ رہی مگر اب اسے ہر حال میں رامش کو کال کرنا تھی۔۔۔۔۔کچھ سوچتے ہوئے اس نے نمبر ملایا اور لان میں ٹہلتی وہ جھولے پر آبیٹھی۔۔۔۔مگر مقابل نے کال کاٹ دی۔۔۔۔۔زینیہ کو غصہ تو بہت آیا مگر یہ سوچ کر پر سکون ہو گئی کہ کل صبح کال کرلے گی۔۔۔۔۔۔۔اسکے پاس کل شام تک کا وقت تھا

ہاتھ میں کی۔چین گھمائے وہ ہونٹوں پر کوئی دھن بجائے اندر داخل ہوا تھا جب ڈائننگ میں سب کو دیکھ کر چونکا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"واؤ۔۔۔واؤ۔۔۔واؤ۔۔۔۔۔مسٹر بہادر خان نیازی صاحب آج ہمارے ساتھ ڈنر کرنے آئے ہے؟ واللہ اگر مجھے علم ہوتا تو زرا پہلے آجاتا۔۔۔۔۔۔۔راہوں میں پھول بچھاتا۔۔۔۔۔۔۔آسمان میں آتش بازی کرواتا۔۔۔۔۔۔۔۔آہ!!! خیر چھوڑو" اسنے بہادر خان نیازی کو سربراہی کرسی پر براجمان دیکھے لطیف سا طنز کیا

"رامش!!" مہرالنسا نے اسے ٹوکا مگر اس نے آنکھیں گھما لی۔۔۔۔۔۔

"اب ٹوکنے کا کیا فائدہ بیگم؟ ویسے بھی تمہاری کی گئی تربیت دیکھ رہا ہوں میں اس

میں۔۔۔۔۔۔کتنا سرکش اور باغی ہو گیا ہے یہ لڑکا" وہ غصے سے رامش کو گھورتے بولے جس نے انکی بات سن کر گویا ناک سے مکھی اڑائی

"بچوں کی تربیت ماں باپ دونوں کا فرض ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔خیر میں آپ سے یہ بات کر ہی کیوں رہا ہوں" رامش نے جواب دیا

اس سے پہلے کے بہادر خان کوئی جواب دیتے شیر نے گلاس اٹھا کر زور سے زمین پر پٹخا۔۔۔۔۔۔دونوں باپ بیٹا نے ایک ساتھ اسکی جانب دیکھا جو سرخ آنکھوں میں آنسو لیے انہیں گھور رہا تھا

"صرف ایک پر سکون ڈنر۔۔۔۔۔۔ایک پر سکون فیملی ڈنر کرنا چاہتا ہوں میں اپنی فیملی کے ساتھ مگر آپ دونوں میری یہ خواہش کبھی پوری مت ہونے دینا۔۔۔۔۔یو نو واٹ۔۔۔۔۔۔آئی ہیٹ بوتھ آف یو!!" غصے سے پھنکارتا وہ دوڑتا ہوا اپنے کمرے کی جانب بھاگا اور زوردار آواز سے کمرے کا دروازہ بند کیا

مہرالنسا نے افسوس سے رامش کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔۔اگر بہادر خان شیر تھا تو رامش سوا شیر۔۔۔۔۔سر نفی میں افسوس سے ہلائے وہ شیر کے کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔۔۔۔رامش کو اپنی ماں کی یہ ملامتی نظریں ایک پل کو شرمندہ کر گئیں مگر

اگلے ہی لمحے بہادر خان کا جذبات سے عاری چہرہ دیکھ کر غصہ پھر سے عود آیا۔۔۔۔۔۔۔

بہادر خان پر ایک نفرت بھری نگاہ ڈالے وہ دو تین سیڑھیاں پھلانگتا اپنے کمرے کی جانب چلا گیا۔۔۔۔ جبکہ بہادر خان اسکی گھوری سے بے پرواہ سر جھٹکتے سٹڈی کی جانب بڑھے

کمرے میں آتے ہی رامش کا غصے سے برا حال ہو گیا جب اسکے موبائل پر ان نون نمبر سے کال آئی بنا کال اٹھائے اس نے سیل دیوار میں مارا اور خود کو پر سکون کرنے کے لیے شاور لینے چلا گیا۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ کمرے میں آیا تو بیڈ پر مہر النسا کو بیٹھے پایا

"ارے ماما آپ!! کیا بات تھی مجھے بلا لیتی" رامش کا سارا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا

"آؤ ایک ضروری بات کرنی ہے تم سے!!" وہ بے لچک لہجے میں بولی

"جی کہیے؟" ان کے دونوں ہاتھ تھامے وہ بیڈ پر ان کے پاس بیٹھ گیا

"دیکھو رامش میں یہ نہیں کہوں گی کہ تم اپنے باپ سے اپنا رویہ درست کروں یا

انہیں معاف کر دوں۔۔۔۔۔۔۔ تمہیں انکے ساتھ کیسے رہنا ہے کیسے نہیں یہ تمہارا فیصلہ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ کیونکہ اب تم بڑے ہو چکے ہوں۔۔۔۔۔۔۔اور خود دنیا کی سمجھ ہے تمہیں۔۔۔۔ مگر!!!" وہ رکی

"مگر کیا مام؟" رامش نے ان کے ہاتھوں پر ہلکا ساد باؤ ڈالا

"مگر شیر کے سامنے یہ تماشے لگانے سے پرہیز کیا کروں۔۔۔۔ جانتے ہوں نا اسکی حالت۔۔۔۔رامش وہ بھلے انیس سال کا ایک سمجھدار لڑکا ہوں مگر اسکا دماغ بچوں جیسا ہے۔۔۔۔۔۔وہ تمہاری طرح نہیں ہے۔۔۔۔۔۔ بچپن میں ہوئی زیادتیاں اور محرومیاں اسے اندر سے کھوکھلا کر چکی ہے جبکہ تم بہادر ہوں۔۔۔۔ وہ تمہیں اپنا بھائی مانتا ہے رامش۔۔۔۔۔۔۔بہت محبت کرتا ہے تم سے۔۔۔۔۔۔۔ تو اب تم پر بھی فرض ہے کہ تم اپنا دل بڑا کروں اور اسے اپنا لوں!!" وہ ٹھہر ٹھہر کر ایک ایک لفظ بولتی اسکے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہی تھی جس کا چہرہ سپاٹ تھا

"مام آپ اب جائے مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔رات بھی کافی ہو چکی ہے!!"

اسکے جواب پر مہر النساء نے ایک گہری سانس خارج کی اور اسکے ماتھے کو چومتی کمرے سے باہر نکل گئی

رامش انکے جاتے ہی بیڈ پر گر گیا

''میں مضبوط نہیں ہوں مام۔۔۔۔۔۔۔بس شو کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔میں کسی کو معاف نہیں کر سکتا نا ڈیڈ کو اور نا ہی شیر کو۔۔۔۔۔۔۔۔ڈیڈ اور شیر کی وجہ سے میں نے ،آپ نے کیا کیا نہیں برداشت کیا۔۔۔۔۔۔۔۔کیا کچھ نہیں سنا'' اسے ماضی کی باتیں یاد آنے لگی جیسے کل کی ہی بات ہوں

شادی کے دس سال بعد بہادر خان بدلنا شروع ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ اچانک سے ہی ایک بزنس کا مالک بن گیا اور نا صرف اتنا بلکہ وہ اپنے چھوٹے سے گھر سے ایک بڑے ولا میں آگئے۔۔۔۔۔۔۔بہادر خان شروع میں تو ٹھیک رہا مگر آہستہ آہستہ طاقت اور پیسے سے انکا دماغ خراب ہو گیا۔۔۔۔۔۔آئے دن ہائی سوسائٹی پارٹیز اور شراب انکے گھر کا حصہ بن گئی۔۔۔۔۔۔۔مہرالنسا نے شروع میں بہت روکا بہت لڑی مگر جیسے ہی بہادر خان نے انہیں دھمکی دی کہ وہ نا صرف انہیں طلاق دے دے گا بلکہ رامش کو بھی چھین لے گا تو انہوں نے لب سی لیے۔۔۔۔۔۔۔رامش آٹھ سال کا تھا جب ایک دن کوئی ان کے گھر کے دروازے پر ایک نومولود بچے کو چھوڑ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ساتھ میں ایک خط بھی تھا جس پر صاف صاف لکھا ہوا تھا کہ یہ بچہ بہادر خان کا

تھا۔۔۔۔۔۔بہادر خان نے ڈی۔این۔اے کروایا تو انہیں معلوم ہوا کہ وہ بچہ واقعی انکا تھا۔۔۔۔۔۔۔وہ اس بات کو راز رکھنا چاہتے تھے مگر ایک نوکر کی زبانی یہ خبر جنگل میں لگی آگ کی مانند پورے شہر میں پھیل گئی۔۔۔۔۔۔وہ نومولود بچہ اس گھر کا حصہ تو بن گیا مگر صرف نوکروں کے سہارے وہ جیتا۔۔۔۔۔۔مہرالنسا تو اس گند کو دیکھنا ہی نہیں چاہتی جبکہ رامش جو شروع شروع میں اسکے پاس جاتا تھا وہ بھی اس سے نفرت کرنے لگ گیا، جب اسکے سکول کے بچوں نے اسکا مزاق بنانا شروع کر دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔کوئی اس سے دوستی نہیں کرتا۔۔۔۔۔۔اس کے باپ کے طعنے اسے سہنے پڑتے۔۔۔۔۔۔قصور تو اس میں ان والدین کا بھی تھا جو اپنے بچوں کے سامنے ایسی باتیں ڈسکس کرتے اور پھر وہ بچے رامش کو نشانہ بناتے۔۔۔۔۔۔مہرالنسا بھی ان دنوں رامش سے کھینچی کھینچی رہنے لگی تھی۔۔۔۔۔وہ تو بس شوہر کی بے وفائی کا سوگ منا رہی تھی جسے کوئی پرواہ نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔وقت گزرا اور اب شیر آٹھ سال اور رامش سولہ سال کا ہو چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔رامش میں اب بہت بدلاؤ آگئے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے چھوٹی چھوٹی باتوں پر غصہ کرنا شروع کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اور اسکے اعتاب کا نشانہ ہمیشہ شیر ہی بنتا جسے اپنی غلطی معلوم بھی نہیں تھی۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انہی دنوں مہرالنسا کو پھر سے ماں بننے کی خوشخبری ملی، وہ بہت خوش تھی، مگر یہ خوشی عارضی رہی کیونکہ سیڑھیوں سے گرنے کی وجہ سے انکی کوکھ اجڑ گئی تھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔۔۔۔۔۔ان دنوں انہیں بہت سخت بخار ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔رامش تب شہر سے باہر جبکہ بہادر خان اپنے فارم ہاؤس پر تھے۔۔۔۔۔۔۔تب وہ چھوٹا شیر اپنے ننھے ہاتھوں سے انکے ماتھے پر ٹھنڈے پانی کی پٹیاں رکھتا۔۔۔۔۔۔مہرالنسا کو ہوش آیا تو وہ غور سے اس بچے کو دیکھنے لگی جو انہیں ہوش میں آتے دیکھ کر ڈر گیا اور فوراً وہاں سے بھاگا۔۔۔۔۔۔۔بعد میں ڈاکٹر نے آکر انہیں دوائی دے دی تھی۔۔۔۔۔۔۔وہ اس رات بس آنکھیں بند کیے لیٹی رہی تھی جب شیر دبے پاؤں کمرے میں داخل ہوا اور انکا بخار ہولے سے چیک کرتا ان کے گال کو اپنے لبوں سے چھوا

"گیٹ ویل سون ماما!!" اپنی چھوٹی سی آواز میں بولتا وہ بنا آواز پیدا کیے کمرے سے نکل گیا

مہرالنسا کچھ بہتر ہوئی تو انہوں نے شیر کو نگاہوں میں رکھنا شروع کر دیا۔۔۔۔۔۔۔وہ دیکھتی کہ جب بھی وہ رامش کو اپنے ہاتھوں سے کھلاتی تو شیر کیسے اپنا کھانا کھانے کی بجائے انہیں دیکھتا۔۔۔۔۔۔یا جب وہ رامش کے ساتھ کھیلتی، یا جب اسے ہوم ورک

کرواتی۔۔۔۔۔یا پھر جب وہ رامش کو ڈانٹتی۔۔۔۔۔۔۔انہیں جانے انجانے میں وہ چھوٹا شیر اچھا لگنے لگا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر ایک دن ایسا بھی آیا جس نے شیر خان نیازی سے اسکی معصومیت چھین لی

اس وقت وہ گھر پر اکیلا تھا، رامش کالج اور مہر النسا گروسری کرنے گئی تھی جب وہ سکول سے گھر واپس آیا۔۔۔۔۔۔اسکا ڈرائیور جو کئی دنوں سے اس معصوم بچے پر اپنی ہوس بھری نظریں رکھے ہوا تھا اسے آج موقع مل گیا۔۔۔۔۔۔۔وہ چھپ کر گھر میں داخل ہوا اور آنکھ بچاتا شیر کو ٹافی کا لالچ دیتے اپنے ساتھ انیکسی میں لے آیا۔۔۔۔۔۔اور اسکے بعد جو ہوا اس پر نا زمین پھٹی اور نا ہی آسمان

مہر النسا گروسری کر کے واپس آئی تو عصر کا ٹائم ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔انہیں خالی لان دیکھ کر حیرت ہوئی کیونکہ شیر ہمیشہ اس وقت فٹبال کھیلتا تھا۔۔۔۔۔۔

"رامش شیر کہاں ہے؟" انہوں نے اندر آکر ویڈیو گیم کھیلتے رامش سے پوچھا جس نے عجیب نظروں سے انہیں دیکھ کر کندھے اچکا دیے

کچن میں سارا سامان رکھتے وہ شیر کے کمرے کی جانب بڑھی جو خالی منہ چڑھا رہا تھا۔۔۔۔۔۔ایک ایک کر کے انہوں نے پورا گھر چھان مارا۔۔۔۔۔۔۔۔۔جب شیر

کہی بھی نہیں ملا تو انہوں نے ملازموں کو بلالیا۔۔۔۔۔۔۔سب نے یہی بتایا کہ شیر دوپہر سے کمرے سے باہر نہیں نکلا مگر وہ کمرے میں بھی نہیں تھا تو پھر کہاں گیا۔۔۔۔۔۔۔مہرالنسا اور ملازمین نے دوبارہ سے گھر کا چپا چپا کونہ کونہ چھان مارا اب تو رامش کو بھی تھوڑی بہت فکر ہونے لگی تھی۔۔۔۔۔۔اتنے میں مالی بھاگتا ہوا گھر میں داخل ہوا

"وہ بیگم صاحبہ شیر بابو انیکسی میں سوئے ہوئے ہے۔۔۔۔۔۔آیئے آپ میرے ساتھ" ایک نظر تمام ملازمین کو دیکھتے وہ بولے۔۔۔۔۔۔مگر انکا لہجہ انکے چہرے کے اڑے رنگوں کا ساتھ نہیں دے رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔مہرالنسا فوراً انیکسی بھاگی جب کہ کچھ سوچتے ہوئے رامش بھی انکے پیچھے گیا جبکہ باقی ملازمین کندھے اچکائے کام میں مشغول ہوئے

انیکسی کھول کر جو منظر مہرالنسا نے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔انکی آنکھوں سے اشک رواں ہو گئے۔۔۔۔۔۔۔اس معصوم بچے کا حلیہ اس پر بیتی داستان سنا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔رامش کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔۔۔۔۔۔مالی انکا پرانا نوکر تھا، اسی لیے اس نے شیر کی حالت چھپائی ورنہ یہ بات بھی آگ کی مانند پھیلتی

مہرالنسا نے لڑکھڑاتے قدموں سے اس بے جان ننھے سے وجود کو اٹھایا

''گاڑی۔۔۔۔۔۔۔۔رامش گاڑی سٹارٹ کروں!!''ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں بولتی وہ آخر میں چلائی تو رامش ہوش میں آیا۔۔۔۔۔۔آدھے گھنٹے کے اندر اندر وہ ہسپتال میں موجود تھے

ہسپتال لیجاتے ہی انکا شک یقین میں بدل گیا جب انہیں معلوم ہوا کہ شیر کے ساتھ کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔۔وہ ٹوٹی شاخ کی طرح کرسی پر گر گئی۔۔۔۔۔رامش نے انہیں حوصلہ دیا جس پر وہ بری طرح رونے لگی۔۔۔۔۔۔بہادر خان یہاں موجود نہیں تھے اسی لیے ہر بات سے انجان تھے۔۔۔۔۔مہرالنسا نے جاننا چاہا کہ یہ کس کا کام ہے تو انہیں علم ہوا کہ انکا ایک نوکر بغیر کچھ بتائے دوپہر کو ہی اپنے گاؤں چلا گیا تھا۔۔۔۔۔شیر ایک ہفتہ ہسپتال میں رہا مگر اسکی حالت میں کوئی سدھار نہیں آیا تھا

روزانہ رات کو اٹھ کر وہ روتا چیختا چلاتا۔۔۔۔۔اور جب مہرالنسا اسے سنبھالتی تو وہ ان کی منت کرتا کہ ان گندے انکل کو اس کے پاس نہیں آنے دے۔۔۔۔۔۔۔اسکی ایسی حالت دیکھ کر مہرالنسا نے اسے سکول اٹھوالیا اور وہ اب گھر میں پرائیویٹ ہی پڑھتا تھا۔۔۔۔۔۔اسکا کوئی دوست نہیں تھا سوائے مہرالنسا کے۔۔۔۔۔۔مگر اسکا دل

چاہتا کہ وہ رامش سے بات کرے اس کے ساتھ کھیلے جیسے وہ کالونی کے دوسرے بچوں کو اپنے بڑے بہن بھائیوں کے ساتھ کھیلتے دیکھتا۔۔۔ مگر رامش تو اس سے مزید متنفر ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔رامش مانتا تھا کہ اسکے ساتھ برا ہوا مگر اب اسے لگنے لگا تھا کہ شیر نے اس سے اسکی ماں چھین لی تھی۔۔۔۔۔۔۔وہ شیر کو کچھ زبان سے تو نہیں کہتا مگر اسکی آنکھیں ہی کافی تھی شیر کو اسکی حد میں رکھنے کے لیے۔۔۔۔

رات اپنے کالے پر ہر سوں پھیلا چکی تھی ایسے میں نقاب کیے اپنے ساتھ تھوڑا سا سامان لیے وہ بنارکے بھاگی چلی جا رہی تھی۔۔۔۔۔اسے اپنے پیچھے اسے قدموں کی چاپ سنائی دے رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پھولی سانسوں کے ساتھ وہ بس بھاگے چلی جا رہی تھی۔۔۔۔۔۔ایک بار بھی پیچھے مڑ کر دیکھنے کی غلطی اسنے نہیں کی تھی۔۔۔۔۔۔وہ انڈر گراؤنڈ ریلوے اسٹیشن پہنچ چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔اسے اپنے پیچھے اپنے نام کی پکار سنائی دے رہی تھی۔۔۔۔جب ایک ہاتھ اس کی جانب پہنچا اور اسے پکڑ لیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"نہیں!!" وہ چلا کر اٹھی تو آدھی رات کا وقت تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔لمبے اور گہرے سانس

لیے اس نے آس پاس نظریں دوڑائی تو خود کو انجان کمرے میں پاکر بھوکلا گئی مگر سائڈ ٹیبل پر پڑی آمنہ کی تصویر دیکھ کر کچھ سانس بحال ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔رفتہ رفتہ اسے سب کچھ یاد آنے لگا۔۔۔۔۔۔۔وہ ویسے ہی گھٹنوں میں سر دیے رونے لگی۔۔۔۔۔۔۔اسے اب بھی یقین نہیں آرہا تھا کہ اسکا باپ اسکے ساتھ ایسے کیسے کر سکتا تھا۔۔۔۔۔۔۔کیسے وہ چند روپوں کی خاطر اسے ایک ایسے شخص کو بیچنے کو تیار ہو گیا جو عمر میں اسکے باپ سے بھی بڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔جس کی اولاد بھی عمر میں اس سے بڑی تھی۔

بے بسے سے اسکی آنکھوں سے آنسو نکلنا شروع ہو گئے۔۔۔۔۔۔۔اسکے دماغ میں کئی سوالوں نے جنم لیا۔۔۔۔۔۔۔کیا بیٹے بیٹیوں سے بڑھ کر ہوتے ہیں؟۔۔۔۔کیا بیٹے واقعی میں بڑھاپے کا سہارا بنتے ہیں؟ کیا بیٹیوں کو جینے کا کوئی حق نہیں؟اور ہر سوال کا جواب ہاں تھا۔۔۔۔۔۔۔اگر ناں ہوتا تو اسکا باپ کبھی اپنے بیٹے کے بدلے بیٹی کا سودا نہیں کرتا۔۔۔۔۔۔۔اپنے بیٹے کو بچانے کے لیے بیٹی بیچ ڈالی۔۔۔۔۔۔۔۔بیٹے کو سدھارنے کی بجائے اسے مزید شے دی اور اس پر بیٹی کو قربان کر دیا۔۔۔۔۔۔۔وہ تھکی ہاری دوبارہ بستر پر لیٹ گئی اور اپنا دردناک ماضی یاد کرنے لگی۔۔۔۔۔۔۔اسکا تکیہ اسکے آنسوؤں سے بھیگ گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔جب رونا بھی ختم ہو گیا تو وہ کمرے سے

ملحقہ بالکونی میں آکھڑی ہوئی

زارون پوری رات کروٹیں بدل بدل کر تھک گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔اسکے سامنے بار بار گلاب کا چہرہ آجاتا۔۔۔۔۔۔۔آج اسنے کافی غور سے اور قریب سے اس چہرے کو دیکھا جو اسے بہت شناسا سا لگا۔۔۔۔۔۔۔۔جیسے وہ پہلے بھی کئی یہ چہرہ دیکھ چکا ہوں۔۔۔۔۔۔۔مگر کہاں؟یہی بات اسے چین نہیں لینے دے رہی تھی۔۔۔۔۔۔ تھک ہار کر وہ اٹھ بیٹھا اور بالکونی میں آکھڑا ہوا۔۔۔۔

دونوں کی نظریں اس چاند پر مرکوز تھی جو پورا جگمگا رہا تھا کہ یہ مصنوئی روشنیاں بھی اسکے سامنے پھیکی تھی۔۔۔۔۔ٹھنڈی ہوائیں ان دو جسموں سے ٹکرا رہی تھی جنہیں زرا پرواہ نہیں تھی۔۔۔۔۔۔ایک دوسرے سے کئی میل دور ہو کر بھی وہ ایک دوسرے کے قریب تھے۔۔۔۔

ہاں!!

چاند مجھے اچھا لگتا ہے

کیونکہ ہم

ایک سے مسافر ہیں،

ایک سا مقدر ہے۔

میں زمین پر تنہا۔

اور وہ آسمانوں میں۔!!!

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دونوں نے بیک وقت چاند کو دیکھتے ہوئے سوچا۔۔۔۔۔۔سچ ہی تو تھا یہ, وہ دونوں واقعی میں تنہا تھے۔۔۔۔۔مانا ان کے آس پاس بہت سے لوگ تھے جنہیں انکی فکر تھی مگر ستارے تو چاند کے آس پاس بھی ہوتے ہیں مگر وہ اسکا اکیلا پن دور نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔۔۔۔وہ دیکھنے میں چاند کے جتنا قریب تھے پاس جانے پر معلوم ہوتا کہ وہ کتنے دور تھے۔۔۔۔۔۔۔دنیاوی رشتے بھی تو ایسے ہی ہوتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔جو سب سے قریب ہوں وہی سب سے دور ہوتا ہے۔

تھوڑی دیر اور اس چاند سے خاموش باتیں کیے وہ دونوں کمرے میں واپس چلے گئے۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آج زینیہ کا آف تھا اسی لیے وہ شاپنگ کی نیت سے مال میں آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔وہ گاڑی پارک ہی کرنے لگی تھی جب پیچھے سے ایک گاڑی آکر اس کی گاڑی سے ٹکرا گئی۔۔۔۔۔۔زینیہ فوراً بیشتر کار سے نکل کر آئی تو اپنی گاڑی کے پچھلے حصے کو دیکھ کر اسکا منہ مارے حیرت کھل گیا۔۔۔۔۔۔اسکا غصہ بڑھنے لگا جب رامش تیزی سے اپنی گاڑی سے باہر نکلتا ایکسیوز کرتا اس تک پہنچا

"سوری میم۔۔۔۔۔۔رئیلی سوری وہ میرا دھیان نہیں گیا!!"رامش مہذب انداز میں بولا

"کیا سوری۔۔۔ہاں۔۔۔۔۔۔۔"اس سے پہلے زینیہ اسے مڑ کر مزید کچھ سناتی سامنے والے کو دیکھ کر اسنے لب سی لیے۔۔۔۔۔۔۔۔دو تین دنوں سے وہ اس شخص کے پیچھے خوار ہو رہی تھی

"دیکھیے رئیلی سوری آپ چاہے تو میں آپکی گاڑی بھی ٹھیک کروادوں گا اور پے مینٹ بھی میں کروں گا!!" رامش اسکا غصہ ٹھنڈا کرنے کو بولا

"تو آپ واقعی میں میرا نقصان بھرنا چاہتے ہے؟" زینیہ نے ابرو اچکائے سوال کیا جس پر رامش نے سر اثبات میں ہلایا

"تو میری ایک شرط ہے وہ پوری کردے"

"کیسی شرط؟" رامش حیران ہوا

"وہ سامنے کافی شاپ ہے وہاں چل کر بات کرلے؟" زینیہ کے پوچھنے پر رامش نے سر اثبات میں ہلایا اور اسکے پیچھے پیچھے کافی شاپ میں داخل ہوا

زینیہ اتنا تو جان گئی تھی کہ رامش کو اپروچ کرنا آسان ہدف نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔اسکے سیکیورٹی گارڈ سے لیکر پرسنل اسسٹنٹ تک نے زینیہ کو اس سے ملنے نہیں دیا تھا اور اب بات اسکی نوکری کی تھی۔۔۔۔۔۔اگر رامش کو کنوینس نہیں کرتی تو نوکری سے جاتی۔۔۔۔۔۔۔اسی لیے زینیہ نے جوش کی جگہ ہوش سے کام لیا اور رامش سے بات کرنے کا سوچا

”جی میڈم تواب کہیے کیا شرط یا پھر آفر ہے آپکی کہ میں آپکا نقصان بھر سکوں“ آرڈر لکھوانے کے بعد اس نے زینیہ سے پوچھا۔۔۔۔۔۔۔بدلے میں زینیہ نے اسے ساری کنڈیشن بتائی اور یہ بھی کہ وہ اور اسکی کمپنی چاہتی ہے کہ وہ رامش ان کے لیے ایڈ کرے“ زینیہ امید بھری نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی کہ کہی وہ انکار نا کردے

”بس اتنی سی بات؟“ رامش مسکرایا

”یہ کوئی بڑی بات نہیں مس زینیہ میں آپ کو اپنے اسسٹنٹ سے ملوا دیتا ہوں۔۔۔۔۔۔وہ آپکو بتادے گا میرے فری شیڈیول کے بارے میں۔۔۔۔۔بلکہ ایسا کرے یہ کارڈ رکھ لے۔۔۔۔۔آپ اسے دکھائے گی تو ٹائم مل جائے گا“ رامش بولا تو زینیہ کا منہ مارے حیرت کھل گیا

”اسکا مطلب آپ۔۔۔۔۔۔آپ واقعی میں ایڈ کرے گے؟“ رامش نے سر اثبات میں ہلایا

”آپ نے انکار نہیں کیا؟“ رامش کا سر نفی میں ہلا

”میں خواب نہیں دیکھ رہی؟“ رامش کا شر پھر نفی میں ہلا

"چٹکی کاٹنا!!"رامش نے اسکے آگے بڑھے بازو پر چٹکی کاٹی تو زینیہ چلا اٹھی

"تھینکو۔۔۔۔۔ تھینکیو سو مچ مسٹر رامش خان۔۔۔۔۔آئی ہوپ سو وی ول میٹ سون!!"زینیہ خوشی سے اچھلتی اسکا شکریہ ادا کرتی وہاں سے چلی گئی جبکہ رامش نے کافی کا مگ لبوں سے لگایا

"سون وی ول میٹ اگین۔۔۔۔۔مس زینیہ!!"ہلکی سی مسکراہٹ لیے وہ بڑبڑایا

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

رات دیر سے سونے کی وجہ سے وہ آج ریسٹورانٹ نہیں جا پائی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔آمنہ بھی اسکا ناشتہ بنا کر چلی گئی تھی۔۔۔۔۔۔پورا دن گھر میں رہ کر وہ بور ہو گئی تھی اسی لیے اب کلب جانے کو ریڈی تھی۔۔۔۔۔۔مگر وہاں جو خبر اسے ملی وہ کسی سے جھٹکے سے کم نہیں تھی

اسے جاب سے نکال دیا گیا تھا یہ کہہ کر کہ وہ روز روز اسکی وجہ سے کلب میں کوئی تماشہ برداشت نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔۔۔کلب کا بہت نقصان ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔اور اسکی امیج کا بھی سوال تھا اسی لیے گلاب کو نکال دیا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسے تو مائیک بھی وہاں نظر

نہیں آیا تھا۔۔۔وہ نڈھال قدموں سے کلب سے باہر نکلی اور چلنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔

آسمان پر کالی گھٹائیں چھا گئی تھی اور اگلے ہی لمحے تیز بارش ہونا شروع ہو گئی جس میں گلاب کے آنسو بھی شامل تھے۔۔۔۔۔۔وہ آمنہ کے ساتھ نہیں رہ سکتی تھی۔۔۔۔۔۔اسے ابھی اپنے اپارٹمنٹ کا بل بھی پے کرنا تھا اور کلب سے بھی اسے تنخواہ نہیں ملی تھی۔۔۔۔۔۔اسکی تنخواہ یہ کہہ کر رکھ لی گئی کہ وہ کلب میں ہوئے نقصان کا حرجانہ تھا

وہ یونہی تیز بارش میں بھیگتی بلکل سڑک کے بیچ و بیچ زمین پر گر گئی۔۔۔۔۔۔۔وہ کئی دیر بیٹھی اپنی بری قسمت کا ماتم مناتی رہی جب اسکی آنکھوں میں تیز لائٹ کی چبھن ہوئی اور پھر سڑک پر ٹائر چیرنے کی آواز اسے سنائی دی

آفس میں کھڑا وہ گلاس وال سے نظریں باہر کی سڑک پر جمائے رنگینیاں دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔آج آفس سے سب کلائنٹس کو چھٹی مل جانی تھی۔۔۔۔۔۔۔اسی لیے ہر ورکر اوور ٹائم لگائے کام کر رہا تھا

"کیا میں اندر آسکتا ہوں؟" احان نے اندر داخل ہوئے پوچھا

"تم اندر آچکے ہوں!!" زارون نے جواب دیا تو احان نے سر کجھایا اور مدھم سا مسکرا

دیا

"فری ہوں؟"احان اسکے ساتھ جا کر کھڑا ہو گیا

"ہوں!!"اس نے فقط سر ہلایا

"کافی پینے چلے؟"احان کی آفر اسے قابل قبول لگی

"بھابھی گھر انتظار کر رہی ہو گی تیرا!!"زارون نے احتیاط کے طور پر باور کروایا

"کوئی بات نہیں کافی پی کر گھر ہی جاؤ گا۔۔۔۔۔۔۔اب آجا!!"اسکا بازو پکڑے وہ زبردستی لیجانے لگا

"اچھا رک والٹ اور کیز تو لے لو!!"اسنے اپنا بازو چھڑوایا اور احان کے ساتھ نکل گیا

وہ دونوں راستے میں ہی تھے جب ایک دم سے زوروں کا مینہ برسنا شروع ہو گیا

"یہ بارش کو بھی کیا ابھی ہونا تھا؟"زارون نے کوفت سے سر جھٹکا

"ایسا نہیں بولتے۔۔۔۔۔۔۔بارش تو تب ہوتی ہے جب خدا بہت خوش ہوتا ہے!!"احان بسمل کی بتائی گئی بات دوہرا کر مسکرایا

''اور یہ بھی بھابھی نے بتایا ہو گا!!''زارون نے آبرو اچکائی

''کوئی شک؟''احان نے دونوں بازو سینے پر باندھے پوچھا

''جورو کا غلام!!''زارون نے سر جھٹکا

''نوزاش!!''احان نے سر ہلکا سا جھکائے خطاب کو قبول کیا

وہ دونوں یونہی باتوں میں مگن تھے جب زارون کے موبائل پر کال آنے لگی۔۔۔۔۔۔اسنے موبائل دیکھا تو نمبر پاکستان کا تھا۔۔۔۔۔۔اسکے چہرے پر ایک مسکراہٹ اپنے آپ آگئی۔۔۔۔۔وہ ڈرائیونگ سے دھیان ہٹائے کال اٹینڈ کرنے لگا تھا جب احان چلایا

''زارون!!!دھیان سے!!''اور ساتھ ہی سٹیرنگ ویل گھما دیا

گاڑی سلپ ہوتے ہوتے بچی تھی،جبکہ سڑک پر موجود وہ وجود اب بے ہوش ہو گیا تھا

احان اور زارون دونوں نے گہرے سانس لیے اور ایک دوسرے کو دیکھا

''ہمیں دیکھنا چاہیے کہی چوٹ نا آگئی ہوں اس شخص کو!!''احان کے مشورے پر زارون نے سر اثبات میں ہلایا اور گاڑی سے نکلتا،خود کو بھیگنے سے بچانے کی ناکام

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کوشش کرتا وہ اس وجود تک پہنچا۔۔۔۔۔۔

"یہ تو کوئی لڑکی ہے؟" اسکا حجاب دیکھ کر احان بولا

زارون زمین پر جھکا اور اسے سیدھا کیا تو آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں

"گلاب!!" اسکے لب ہلے

"تم اسے جانتے ہوں؟" احان کے سوال پر اسنے سر اثبات میں ہلایا

"کون ہے یہ؟" احان نے سوال کیا

"بعد میں بتاتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔ ابھی اسے لیجانا ہوگا ہوسپٹل!!" زارون بولا اور

اسے باہوں میں اٹھائے گاڑی کی جانب بڑھا

اسے بیک سیٹ پر لٹائے وہ فرنٹ پر آبیٹھا احان بھی اسکے ساتھ ہی آبیٹھا۔۔۔۔۔۔۔

اور ہیٹر آن کر دیا

بارش نے تیزی سے برسنا شروع کر دیا تھا ایسے میں بھاری ٹریفیک کی وجہ سے کئی

راستیں جام ہو گئے تھے

"زارون۔۔۔۔۔۔۔ ایسے تو ٹھیک نہیں رہے گا۔۔۔۔۔۔ دیکھو راستے میں کتنا

ٹریفیک ہے۔۔۔۔۔۔۔تم ایسا کروں اسے گھر لے چلو۔۔۔۔۔۔۔بسمل کے پاس۔۔۔۔۔۔۔"احان نے تجویز دی

"احان۔۔۔۔۔۔۔"

"بسمل لڑکی ہے زارون وہ بہتر طور پر اسے ہینڈل کر لے گی۔۔۔۔۔۔۔اگر ہم ہسپتال جانے کے چکر میں رہے تو شائد وہ لڑکی بچ نا سکے!!"احان کا اشارہ اسکی پیلی ہوتی رنگت اور نیلے ہونٹوں کی جانب تھا

زارون نے لب بھینچے سر اثبات میں ہلایا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بیل کی آواز پر ٹیبل پر کھانا سیٹ کرتی بسمل مسکرائی اور خود پر ایک نظر ڈالے وہ دروازہ کھولنے بڑھی

"السلام علیکم!!"دروازہ کھولتے ہی اسنے سلام لیا۔۔۔۔۔۔۔احان اسے دیکھ کر مسکرایا جبکہ بسمل تو اس آدمی کو دیکھ رہی تھی جسکی پیٹھ اسکی طرف تھی اور شائد اسکی باہوں میں کوئی وجود تھا۔۔۔۔۔۔۔ایک لڑکی۔۔۔۔۔۔۔بسمل اسکے حجاب سے پہچان

گئی

”آؤزارون!!“احان کے بولنے پر بسمل نے چونک کر اسے دیکھا جو کتراتی نظروں سے اندر آنے کو تھا

بسمل نے ایک سائڈ کو ہو کر انہیں راستہ دیا

زارون نے فوراً اندر جا کر گلاب کو صوفہ پر لٹایا۔۔۔۔۔بسمل نے احان کو دیکھا تو احان نے اسے ساری کہانی سنائی

بسمل سمجھنے والے انداز میں سر ہلائے احان کے ساتھ ہی اندر داخل ہوئی۔۔۔۔۔

زارون ایک صوفہ پر اسے لٹائے خود دوسرے پر ٹک گیا تھا۔۔۔۔۔بسمل فوراً واشروم میں گئی اور دو ٹاولز لا کر احان کو دیے جس میں سے ایک اسنے زارون کی جانب بڑھایا

اب بسمل کا رخ گلاب کی جانب تھا جسکا چہرہ وہ واضع طور پر دیکھ سکتی تھی۔۔

بسمل نے صوفہ پر لیٹی گلاب کو ایک نظر دیکھا,اسے کچھ عجیب سا محسوس ہوا۔۔۔۔اسنے پھر سے غور کیا,یہ چہرہ کتنا دیکھا دیکھا لگتا ہے؟یہ سوچ اسکے دماغ میں

آئی۔۔۔اس نے ایک نظر سامنے والے صوفہ پر بیٹھے زارون کو دیکھا۔۔۔۔۔پھر سے اس نے گلاب کو دیکھا اور پھر زارون کو۔۔۔

"احان کیا یہ لڑکی زارون بھائی کی رشتہ دار ہے؟"بسمل نے سوال کیا تو احان چونکا

نہیں۔۔۔کیوں؟"احان نے حیرت سے سوال کیا"

"اسکی شکل کافی ملتی ہے ان سے"اب کی بار چونکنے کی باری زارون رستم کی تھی۔

ایسا کچھ نہیں ہے تمہیں شائد کوئی غلطفہمی ہوئی ہو گی۔۔۔۔۔۔زارون کے چہرے کے تاثرات نوٹ کر وہ فورا بولا

"اچھا!!!شائد!!"بسمل کو ابھی بھی یقین نہیں آیا تھا

"آو زارون تم شاور لے لو۔۔۔۔۔۔ہم دونوں چلتے ہیں یہاں سے تب تک بسمل گلاب کو دیکھ لے گی"احان کی بات پر زارون سر ہلائے اپنی جگہ سے اٹھا

"احان!!۔۔۔وہ اس لڑکی کو کمرے میں لیجائے!!"بسمل نے گلاب کی جانب اشارہ کیا تو زارون ایک جست میں اس تک پہنچا اور اسے اٹھائے وہ اندر کمرے کی جانب بڑھا

"اسکا نام لڑکی نہیں گلاب ہے!!"یہ وہ پہلا جملہ تھا جو ان تین سالوں میں بسمل نے

اپنے لیے سنا تھا۔۔۔۔ایک نامعلوم سی مسکراہٹ احان کے لبوں پر آن ٹھہری

"love is in the air"

گنگناتا وہ زارون کے پیچھے گیا

گلاب کو گیسٹ روم میں بیڈ پر لٹائے زارون احان کے ساتھ دوسرے بیڈروم میں شاور لینے چلا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

بسمل نے ایک نظر گلاب کو دیکھا اور پھر آگے بڑھ کر اسکا حجاب ڈھیلا کیا

"گلاب!!! ہمم۔۔۔۔۔۔کافی خوبصورت نام ہے تمہارا۔۔۔۔۔ بلکل تمہاری طرح!!" بسمل اسے دیکھ کر مسکرائی۔۔۔۔۔۔اور پھر تولیے سے اسکے بال خشک کر کے اپنے کمرے میں ایکسٹرا کپڑے لینے چلی گئی جہاں احان بیڈ پر بیٹھا زارون کے نکلنے کا انتظار کر رہا تھا

"گلاب کے لیے کپڑے لینے آئی ہوں!!" احان کی سوال کرتی نگاہوں کا جواب دیے وہ کپڑے نکالے وہاں سے چلی گئی

زارون فریش ہو کر نکلا اور اب احان کا انتظار کرنے لگا۔۔۔۔۔۔۔حالانکہ احان نے اسے کہاں تھا گلاب کے پاس جانے کو مگر اسکا دماغ تو بسمل کی بات میں اڑا ہوا تھا

زارون کو گلاب کی شکل کسٹھ جانی پہچانی لگی تھی مگر وہ اس سے ملتی ہو گی یہ تو اسنے سوچا بھی نہیں تھا

"کون ہوں تم گلاب؟ کیا ہوں تم؟" زارون سوچ کر رہ گیا

احان کے آتے ہی وہ بنا کوئی بات کیے اسکے ساتھ دوسرے کمرے میں چلا گیا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو سامنے ہی بیڈ پر لیٹی گلاب پر نظریں آن ٹھہری۔۔۔۔۔گلابی رنگ کا سوٹ پہنے وہ کوئی سوئی معصوم شہزادی محسوس ہو رہی تھی

اسکے حجاب کی وجہ سے بسمل نے اسکے کھولے بالوں پر گلابی ڈوپٹا دے دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اسکے بال زارون نے پہلے بھی دیکھے تھے۔۔۔۔۔مگر اسے بسمل کی یہ بات اچھی لگی کہ اسنے گلاب کے حجاب کو عزت دی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں اس وقت مووی دیکھ رہی جبکہ سلویا مووی کم اور میگی کو زیادہ دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔اسکے چہرے پر ایک عجیب قسم کی مسکراہٹ تھی

"افففف سلویا!!!کیا مسئلہ ہے؟"میگی چڑ کر بولی تو سلویا کی مسکراہٹ گہری ہو گئی

"کچھ نہیں۔۔۔۔۔بس ویسے ہی آج تمہارے مسٹر پرفیکٹ کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔وہی کلب والی لڑکی کو باہوں میں اٹھائے ہوئے تھا۔۔۔۔۔آج تو اسکے ساتھ ایک اور مسٹر پرفیکٹ بھی تھا"سلویا بولی تو میگی کے تن بدن میں آگ لگ گئی

کلب میں جو واقع کل ہوا تھا تب میگی بھی سلویا اور دوسرے دوستوں کے ساتھ وہاں موجود تھی۔۔۔۔وہ گلاب کو پہچان چکی تھی۔۔۔۔۔مگر زارون کا اسکی مدد کرنا اسے آگ لگا گیا تھا۔۔۔۔۔۔وہ شخص جو کسی سے سیدھے منہ بات نہیں کرتا تھا وہ اس لڑکی کے لیے لڑ رہا تھا

زارون کے جاتے ہی میگی نے کچھ اور کسٹمرز کے ساتھ ملکر کلب اونر کو شکایت لگا دی کے وہ گلاب کو نوکری سے نکال دے۔۔۔۔۔۔۔اس کلب کے دو اونر تھے پارٹنر شپ۔۔۔۔۔۔۔۔گلاب کے فیور میں موجود اونر اتنی شکایات کے سامنے بے بس ہو گیا۔۔۔۔۔اسے ڈر تھا کہ اگر وہ گلاب کے حق میں بولا تو یہ لوگ اسے

ٹیررسٹ بول دے گے اور گلاب کو بھی نشانہ بنائے گے اسی لیے وہ خاموش ہو گیا

میگی تو بہت خوش تھی اس لڑکی کو یہاں سے نکلوا کر مگر اب سلویا کے منہ سے دوبارہ اسکاذکر سن کر میگی کا دل چاہا کہ وہ گلاب کے چہرے پر تیزاب پھینک دے۔۔۔۔۔۔۔جبکہ سلویا اب مزے سے مووی انجوائے کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔

میگی کہنے کو تو اسکی بیسٹ فرینڈ تھی مگر کسی سے سانپ سے کم نہیں تھی

وہ سب لوگ اس وقت سیٹ پر موجود تھے۔۔۔۔جگنو اور رامش دونوں اپنے اپنے روم میں میک اپ آرٹسٹ سے تیار ہو رہے تھے۔۔۔۔۔جبکہ زینیہ ونٹر کلیکشن چیک کر رہی تھی جو انہوں نے پہننی تھی

جگنو میک اپ کر وا کر وہاں آچکی تھی۔۔۔۔اور اب چیر پر بیٹھی جوس لبوں کو لگائے زینیہ کی ہدایت نہایت تحمل سے سن رہی تھی

"ریڈی میم ؟"زینیہ کے سوال پر جگنو نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا

زینیہ کو ذرا سکون ملا۔۔۔۔۔۔دونوں ماڈلز میں بے جاانا یا ضد نہیں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھی۔۔۔۔۔۔۔۔یہ بات باعث مسرت تھی زینیہ کے لیے۔۔۔۔۔۔رامش اور جگنو دونوں سے ملنے کے بعد زینیہ کو معلوم ہوا تھا کہ وہ دونوں نہایت عاجز تھے۔۔۔۔۔۔ غرور تو ان میں نام تک کا بھی نہیں تھا

”یقینی طور پر اچھے لوگ ابھی بھی اس دنیا میں زندہ ہیں !!“ یہ زینیہ کی سوچ تھی

”بائے داوے زینیہ ہواز کو سٹار ؟“ جگنو نے اپنے ساتھی ور کر کے بارے میں پوچھا

”میم !!۔۔۔۔۔۔۔۔“

”میم نہیں جگنو۔۔۔۔۔۔۔کال می جگنو ویسے بھی ہم دونوں اتیج فیلو ہیں !!“ جگنو اسکی بات کاٹتے بولی تو زینیہ کھل کر مسکرائی

”رامش بہادر خان نیازی !!“ زینیہ نے جواب دیا تو پل بھر میں جگنو کے چہرے کے تاثرات بدلے

اسکی آنکھیں سرخ ہو گئی تھی، جبکہ چہرہ بھی سخت ہو گیا تھا

”می۔۔۔۔ام جگنو کیا ہوا تم ٹھیک ہوں ؟“ زینیہ نے اس سے پوچھا

”ہاں، ہاں بلکل ٹھیک۔۔۔۔۔کچھ نہیں !!“ خود کو کمپوز کرتے وہ بولی اور جوس کا ایک

بڑا گھونٹ لیا

"اوکے پھر میں شوٹنگ شروع کروادوں؟"زینیہ نے اجازت چاہی

"یا شیور!!" جگنو زبردستی مسکرا کر بولی

"اوکے!!"زینیہ وہاں سے فوراً اٹھ کر رامش کی جانب بڑھی

"رامش بہادر خان نیازی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بہادر خان نیازی!!!" کتنی نفرت تھی اسکے لہجے میں

"ہیلو مس جگنو!!"رامش اسکی جانب آکر مسکرا کر بولا

"ہیلو ٹو یو ٹو مسٹر رامش بہادر خان نیازی!!"اسکے نام پر کافی زور ڈالے وہ بولی

"اچھا لگا آپ سے مل کر!!"رامش ہلکی سی مسکراہٹ لیے بولا

"اور مجھے جھٹکا!!" جگنو طنزیہ لہجے میں بولی

"جی؟"رامش حیران ہوا

"نہیں وہ دراصل بہت سنا تھا آپ کے بارے میں مسٹر نیازی۔۔۔۔آج ملنے کا اتفاق

بھی ہو گیا!!‘‘کچھ عجیب تھا اسکے لہجے میں جو زینیہ اور رامش دونوں نے محسوس کیا

’’اوہ پلیز کال می مسٹر رامش ان پلیس آف مسٹر نیازی!!‘‘رامش ہلکے پھلکے لہجے میں بولا

’’مگر نیازی تو آپکی پہچان ہے؟‘‘ جگنو نے میٹھا سا طنز کیا

’’میری پہچان میرا نام ہے۔۔۔۔۔جو کہ رامش ہے!!‘‘اسکا طنز سمجھتے رامش مسکرا کر بولا

’’از اِیوری تھنگ او کے۔۔۔۔شوٹنگ سٹارٹ کروائے؟‘‘زینیہ ان کمفرٹیبل سی بولی

’’شیور!!‘‘دونوں ایک دوسرے پر نظریں گاڑھے بیک وقت بولے

’’او کے!!!‘‘زینیہ سمجھتی فوراوہاں سے نکلی۔۔

’’سر!!‘‘ہانپتا کانپتا وہ بہادر خان کی سٹڈی میں داخل ہوا جو اس وقت شراب کے گھونٹ بھر رہا تھا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسکی آنکھیں غصے سے لال ہو چکی تھی۔۔۔۔۔جب اسکے آدمیوں نے بتایا کہ انہیں گلاب مل چکی ہے تو کتنا خوش تھا۔۔۔۔۔اور اب جب وہ دوبارہ ان کے ہاتھ سے نکل گئی تو اسکا چہرہ غصے سے تمتما گیا

"تم مجھے بہت آزما رہی ہوں میری ننھی کلی۔۔۔۔۔۔بس ایک بار میرے قابو میں آجاؤ۔۔۔۔اپنے ہر عمل سے تمہیں اپنی شدت کا یقین دلاؤں گا" وہ شراب کے ذریعے اپنے اندر کی آگ بجھاتے بڑبڑایا

"کیا ہے؟" اسے مداخلت پسند نہیں آئی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"سر وہ، وہ۔۔۔۔۔۔۔۔" ملازم سے کچھ بولا نہیں گیا

"وہ وہ کیا لگا رکھی ہے جلدی بولو!!"

"سر وہ ڈرگز پکڑی گئی ہے۔۔۔۔۔ہمیں بتایا گیا تھا کہ پولیس کی ٹیم ہوگی جو کہ ہمارے ہی بندوں کی تھی مگر عین موقع پر ٹیم بدل گئی۔۔۔۔۔اور اور سارا مال پکڑا گیا" ملازم خوف اور ڈر سے بولا تو بہادر خان نے آنکھیں بند کرلی اور گہرے سانس لیے آنکھیں کھولی

”یہ کام کس کی زمہداری تھی؟“اپنے ٹیبل کی جانب آتے اس نے نرم لہجے میں پوچھا

”وہ۔۔۔سر۔۔۔وہ میری!!“وہ ہچکچایا

”ہمم!!!“اپنے ٹیبل سے اچانک گن نکالے اسنے سامنے کھڑے ملازم پر چلادی۔۔۔گولی دماغ کو چیرتی دوسری جانب سے نکل گئی جبکہ وہ وہی ڈھ گیا

”مجھے نفرت ہے نکمے اور ناکام لوگوں سے!!“بہادر خان پھنکارتے بولا

”آج کا دن شائد میرے لیے اچھا نہیں!!“انٹر کام پر بیل بجائے وہ خود سے بولا اور اندر آتے گارڈز کو اشارہ کیے جو اس لاش کو اٹھائے وہاں سے چلے گئے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”آہ گلاب آہ!!“وہ سر نفی میں ہلائے بڑبڑایا

انٹر کام پر پھر سے اس نے بیل بجائی جب ایک ملازم اندر داخل ہوا

”سر!!“

”آج رات کے لیے ایک لڑکی کا انتظام کروں۔۔۔۔۔۔۔کم سن، کم عمر اور خوبصورت ہوں!!“اس نے تنبیہ کی تو ملازم نے سر اثبات میں ہلایا اور وہاں سے نکل گیا جبکہ ایک کمینی مسکراہٹ اسکے چہرے پر در آئی

اگر یہ کہاں جائے کہ رستم شیخ بہادر خان سے بہت بہتر تھا تو یہ بات غلط نہیں تھی۔۔۔۔۔۔

وہ ہر برے کام میں رستم سے تین ہاتھ آگے تھا

کالی چادر خود پر اوڑھے رات کے آخری پہر وہ کچرے کے گراونڈ سے ہوتا میدان کے آخری کونے میں پہنچا۔۔۔۔۔وہاں بہت زیادہ جھاڑیاں موجود تھی۔۔۔۔۔آس پاس نگاہیں دوڑائے اس نے ان جھاڑیوں کو ہاتھوں سے زرا پرے کیا جب ایک راستہ وہاں نظر آیا۔۔۔۔۔وہ ایک درمیازی سائز کی سرنگ نکلتی تھی۔۔۔۔۔۔ایک بار پھر سے ارد گرد دیکھے وہ سرنگ میں داخل ہوا اور وہ جھاڑیاں سرنگ کے آگے اچھے سے بچھادی

سرنگ سے ہوتا وہ اب ایک راہداری میں آگیا تھا۔۔۔۔۔۔دبے پاؤں چلتا وہ ایک دروازے کے سامنے رکھا اور کوڈ لگائے اندر داخل ہوا

وہاں سو دو سو لوگ موجود تھے جو کوئی نا کوئی کام کر رہے تھے

”عامر!!!“انکا ہیڈ عامر کو دیکھ کر اسکی جانب بھاگا اور زور سے اسے گلے لگالیا

”تم ٹھیک ہوں؟“اسکا معائنہ کرتے پوچھا گیا

”میں بلکل ٹھیک ہوں وہاج بھائی“عامر مسکرا کر بولا

سب باری باری آکر اس سے ملے۔۔۔۔۔

”تو کہوں چھوٹے استاد کچھ ملا؟“عامر کے کھانے سے فارغ ہوتے ہی انہوں نے اسے جالیا

عامر نے موبائل نکال کر ان کے سامنے رکھ دیا

اس میں موجود ویڈیو دیکھ کر وہاج کی آنکھیں چمک اٹھی۔۔۔۔۔

”زبردست!!“اسکی پیٹھ تھپتھپائے وہ بولا

”وہاج بھائی وہ آفتاب چاچا!!“عامر کی آنکھوں میں آنسو آگئے

”روؤں مت۔۔۔۔۔۔۔بس جو اللہ کو منظور!!“وہاج نے اسے ہمت دلائی

”سر اب اس ویڈیو کا کیا کرنا ہے؟“شمس نے پوچھا

"معلوم نہیں شمس یہ تو اب سر ہی بتائے گے" وہاج نے جواب دیا

یہ تمام لوگ وہ تھے جنہیں کسی نا کسی طرح بہادر خان نے تکلیف پہنچائی اور اب یہ لوگ اس سے بدلا لینا چاہتے تھے۔۔۔۔۔۔انکا سر کون تھا اسکا علم صرف وہاج کو تھا یہ لگ بھگ ڈیڑھ سو سے دو سو کی ٹیم تھی جس میں پچاس کے قریب لڑکیاں اور باقی سب مرد تھے۔۔۔۔۔۔۔وہاج ان سب کا سینیئر تھا۔۔۔۔۔۔آفتاب بھی انکا ایک بھروسے مند آدمی تھا جو اپنی زندگی کی بازی ہار گیا تھا۔۔۔

"یہ سب لوگ بہادر خان کے بارے میں کئی ثبوت اکٹھا کر رہے تھے اور اب تک بہت سے ثبوت اکٹھا کر بھی چکے تھے۔۔۔۔۔۔اب انتظار تھا تو بس ٹھیک وقت کا۔۔۔۔۔۔بہادر خان پر ایک ہی بار میں وار کیے جانے کا۔۔۔۔۔ایسا وار جو اسکی ہستی کا نام و نشان مٹا دے۔۔۔۔۔۔اسے عبر تناک سزا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔بس اب ان کے "سر" کے فائینل فیصلے کا انتظار تھا۔۔۔

زارون کی پوری رات آنکھوں میں کٹی تھی۔۔۔۔پوری رات اس نے گلاب کو سوچتے ہوئے گزاری تھی۔۔۔۔۔۔۔

آخر کون ہے یہ گلاب؟اس سوال نے اس پر نیند حرام کر دی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور پھر بسمل کا سوال۔۔۔۔کیا واقعی گلاب کی شکل اس سے ملتی تھی؟ مگر کیسے۔۔۔۔۔اسکا تو بس ایک سگا رشتہ تھا اسکی پھوپھو۔۔۔۔۔۔۔اسکی ماں تو اکلوتی تھی۔۔۔۔۔۔۔پھر گلاب کیسے

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

"آہ!!!" ہلکے سے درد کے ساتھ اسکی آنکھیں کھلنا شروع ہوئی جب روشنی اسکی آنکھوں میں پڑی تو اسنے ویسے ہی ہاتھ اٹھا کر آنکھوں پر رکھ لیا۔۔۔۔۔۔۔۔سر میں اٹھتے درد کو دونوں ہاتھوں کی انگلیوں سے دبائے وہ نیند میں بیڈ کی پشت سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی،اور ہاتھوں سے سر کو دبانے لگی

"ارے تم اٹھ گئی!!"ایک غیر نسوانی آواز پر گلاب نے جھٹکے سے سر موڑے دیکھا تو دروازے میں کھڑی بسمل اسے دیکھ کر مسکرانے لگی

گلاب نے اب اپنے چاروں اور غور کیا،یہ جگہ؟ یہ جگہ کونسی ہے؟اسکے اندر ایک انجانا خوف سما گیا

"کہیں ان لوگوں نے مجھے ڈھونڈ تو نہیں لیا!!" یہ سوچ ہی اسے کپکپانے پر مجبور کر گئی

"تم کل رات سڑک پر بیہوش ملی تھی میرے ہسبینڈ اور ان کے دوست کو، تمہاری حالت کافی خراب تھی، پہلے تو تمہیں ہوسپٹل لیجانے کا سوچا مگر سٹرائیک کی وجہ سے گھر لانا پڑا تمہیں!!" بسمل اسکا ڈر بھانپتے بولی

گلاب کو کل رات کا واقعہ یاد آیا۔۔۔ وہ خوش تھی کہ وہ ان لوگوں کو نہیں ملی۔۔۔۔۔۔ مگر اب بھی ڈر تھا کہ جن کے گھر موجود ہے نا جانے وہ لوگ کیسے ہیں؟

"تم ایسا کروں۔۔۔۔۔ فریش ہو جاؤ۔۔۔ پھر میں ناشتہ لگاتی ہوں!!" بسمل اسے پرسکون کرنے کے لیے دوستانہ لہجے میں بولی

گلاب ہچکچا کر بیڈ سے اتری جب نظر سامنے لگے آئینے میں اپنے آپ پر گئی۔۔۔۔۔ اپنا لباس تبدیل دیکھ کر وہ چونکی

"وہ۔۔۔ یہ۔۔۔!!" وہ ہچکچائی

"او یہ۔۔۔۔ وہ کل رات تم بہت زیادہ بھیگ گئی تھی۔۔۔۔۔ تمہیں بخار ہو سکتا تھا۔۔۔ اسی لیے میں نے تمہارے کپڑے تبدیل کر دیے" گلاب سمجھتے ہوئے سر

ہلائے واشروم کی جانب بڑھی

فریش ہوتے وقت اسکے دماغ میں طرح طرح کے خیال آرہے تھے۔۔۔۔۔۔۔

''کہی یہ لوگ کوئی گینگ تو نہیں؟''اسکے دماغ میں جھٹ سے ایک خیال آیا

اسے معلوم تھا کہ لندن میں ایسے بہت سے گروہ ہیں جو لڑکیوں کی بیہوشی کی عالم میں برہنی تصویریں بناتے ہیں اور پھر انہیں بلیک میل کر کے ان سے غلط کام نکلواتے ہیں۔۔۔۔۔۔گلاب کے اندر پھر سے خوف در آیا

اسنے ارد گرد کا جائزہ لیا اور پھر آہستہ سے واشروم لاک کر کے،ایک ایک کر کے سارے کیبینیٹ کھولے جب اسے ایک ریزر ملا۔۔۔۔۔۔اندھے کو کیا چاہیے دو آنکھیں،اس وقت یہ ریزر اسکے لیے کسی ایٹم بمب سے کم نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔ریزر کو ڈوپٹے میں اچھے سے چھپائے وہ واشروم سے باہر نکلی

''ارے شکر ہے تم آگئی ورنہ مجھے ڈر تھا کہ کہی واشروم میں ہی تمہارا ناشتہ نا پہنچانا پڑ جائے!!''بسمل ہنستے بولی جبکہ گلاب مسکرا بھی نا سکی اور ریزر پر اسکی گرفت سخت ہوگئی جس کی وجہ سے اسکے اپنے ہاتھ پر ایک ہلکا سا کٹ لگ گیا

خوف کے زیر اثر وہ بسمل کے ساتھ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی باہر لاؤنج میں پہنچی۔۔۔اسکی نظریں نیچی تھی جب اسے اپنے اوپر کسی کی نظروں کی تپش محسوس ہوئی،اسنے ڈرتی ڈرتی نے سر اٹھایا اور جب اپنے سامنے بیٹھے انسان کو دیکھا تو وہ چونک گئی

"گلاب یہ ہے میرے ہزبینڈ احان اور انکے دوست زارون بھائی،تم کل انہیں ہی ملی تھی!!"بسمل نے انٹروڈیوس کروایا جبکہ بسمل نے شکر کا سانس خارج کیا

احان اور بسمل دونوں نے دیکھا کہ جو ایک ڈر پہلے گلاب کے چہرے پر تھا اب سرے سے اسکا شائبہ تک نہیں تھا

ہاتھ میں موجود ریزر پر اسکی گرفت ڈھیلی پڑی اور ریزر ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر گیا اور ساتھ ہی خون کی کچھ بوندیں بھی

"ارے یہ چوٹ کیسے آئی اور یہ ریزر!!"بسمل کے ساتھ ساتھ وہ دونوں بھی چونکے، جبکہ گلاب شرمندہ سی نظریں جھکا گئی،اب کیا بتاتی کہ وہ اپنے محسن پر شک کر بیٹھی تھی،مگر اسکی بھی کیا غلطی تھی جو اپنوں کا ڈسہ ہوں وہ غیروں سے بھی بچ کر رہتا ہے

گلاب کی شکل دیکھ کر بسمل نے ریزرا اٹھالیا اور بات کو رفع دفع کیا

"ادھر آؤ میں تمہاری بینڈا تج کر دیتی ہوں، پھر ناشتہ کرے گے!!" اسے صوفہ پر بٹھاتے وہ اندر چلی گئی جبکہ گلاب اب کن اکھیوں سے زارون کو دیکھ رہی تھی جو اسے اگنور کیے احان سے بات کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔

گلاب کو اپنا دل اسکی طرف کھینچتا محسوس ہوا۔۔۔۔۔۔۔کتنا خوب صورت اور خوب سیرت انسان تھا وہ شخص۔۔۔۔۔۔۔۔کاش کے وہ اسکے نصیب میں آجائے

"نہیں گلاب۔۔۔۔۔بلکل نہیں۔۔۔۔یہ کیا فالتو باتیں سوچ رہی ہوں تم۔۔۔۔۔وہ محسن ہے میرے بس!!!" گلاب نے سختی سے خود کو ڈپٹا

"ہاتھ آگے کروں گلاب مرہم لگا دوں!!" بسمل کی آواز پر اس نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر اپنا ہاتھ آگے کر دیا

زارون نے بھی ایک نظر اسے دیکھا اور دوبارہ احان کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔۔۔

گلاب کی پٹی کرنے کے بعد بسمل نے سب کے لیے ناشتہ لگایا تھا۔۔۔۔۔۔وہ سب بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے جب بسمل دوبارہ غور سے گلاب کو دیکھنے لگی

بسمل، زارون اور احان ایک جانب جبکہ گلاب دوسری جانب بیٹھی تھی، اس طرح وہ ان تینوں کی نظر میں تھی

"ویسے گلاب تم اتنی دیر سے یہاں ہوں اور ہم ایک دوسرے سے انجان ہے تو چلو تھوڑا انٹروہو جائے!!" ناشتے سے فارغ ہوتے ہی بسمل نے اسے مخاطب کیا جس پر گلاب نے چونک کر سر اٹھایا

"میرا نام بسمل ہے۔۔۔۔۔بسمل احان۔۔۔۔۔۔یہ میرے ہسبینڈ ہے احان!! اور تم۔۔۔" بسمل نے احان کی جانب اشارہ کیا

"میرا نام گلاب۔۔۔۔گلاب غا۔۔۔۔۔۔۔" نام بولتے بولتے وہ چونک کر رکی، نہیں وہ اپنا اصلی نام کسی کو نہیں بتا سکتی تھی

"گلاب غا؟" بسمل نے دوبارہ سوال کیا جبکہ زارون نے بے چینی سے پہلو بدلا

"گلاب غضنفر!!" گلاب بولی تو زارون نے سکون کا سانس لیا۔۔۔۔۔۔نجانے کیوں اسے ایک ڈر سا لگا تھا جو کہی دور جا سویا جبکہ بسمل نے سر اثبات میں ہلایا

اسکی اور زارون کی سوچ اس وقت ایک ہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔غازان

انصاری۔۔۔۔۔۔مگر گلاب کا جواب انہیں پر سکون کر چکا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

انڈر گراؤنڈ موجود ان تمام لوگوں کے ہاتھ بہت تیزی سے چل رہے تھے۔۔۔۔۔۔ہر انسان اپنے حصے کا کام بخوبی سر انجام دے رہا تھے۔۔۔۔۔۔ان کے پاس بہادر خان کے حوالے سے بہت ساری اور مضبوط انفار مشن تھی۔۔۔۔۔بس اب سب کو اکٹھا کر کے سر کو بھیجنا تھا۔۔۔۔۔سب لوگ نہایت ایمانداری سے اپنا کام سر انجام دے رہے تھے۔۔۔۔۔وہاج ان سب کو دیکھ کر پر سکون سا ہوا اور میٹھی سی مسکان اسکے چہرے پر در آئی۔۔۔۔۔وہ سب یونہی کام میں مگن تھے جب شمس اور عامر کالج یونیفارم میں ملبوس ایک دوسرے کو چھیڑتے اندر داخل ہوئے

"کہاں تھے تم دونوں؟" وہاج نے کڑی نگاہوں سے گھورتے انہیں پوچھا

"وہ۔۔وہ بھائی!!" عامر گڑبڑا گیا

"بھائی ٹریفک بہت تھی اسی لیے!!" شمس نے فورا جھوٹ بولا جب عامر نے حیرت سے اسے دیکھا

"ہمم ٹھیک!!" وہاج وہاں سے چلا گیا

"جھوٹ کیوں بولا؟ بتا دیتے دوستوں کے ساتھ لنچ پر گئے تھے!!!" عامر اسکے کان میں پھسپھسایا

"ہاں اور بعد میں فضول کی دو گھنٹوں کی ڈانٹ سنتے۔۔۔۔ معلوم ہے ناوہاج بھائی نے منع کیا ہے کہ کام کے علاوہ باہر کہی بھی نہیں جانا!!" شمس نے جواب دیا

"اوکے گائز بہت ہو گیا کام۔۔۔۔۔اب سب اپنے کمپیوٹر اور دوسرے کام بند کر دے اور آکر کھانا کھالے!!" وہاج نے حکم صادر کیا تو سب کے ہاتھ وہی رک گئے

اس وقت زمین پر دو تین چٹائیاں بچھائے وہ سب لوگ دستر خوان سجائے بیٹھے تھا جہاں کھانا موجود تھا۔۔۔۔۔۔یہ اصول تھا یہاں کا کہ وہ سب کھانا ساتھ میں کھاتے تھے اسی لیے شمس اور عامر بھی جا بیٹھے

کرن اور باقی سب لڑکیاں سب کو کھانا دے رہی تھی جب وہاج نے اسے مخاطب کیا

"کرن!!"

"جی بھائی؟"

”بیٹا شمس اور عامر کو زیادہ دو۔۔۔۔۔۔۔بیچارے آج ہیوی ٹریفک میں پھنس گئے ہوں گے۔۔۔۔۔۔ گرمی سے بھی برا حال ہو گیا ہو گا۔۔۔۔۔۔۔بھوک بھی لگی ہو گی“ وہاج نے آرڈر دیا تو شمس اور عامر نے تھوک نگل کر ایک دوسرے کو دیکھا جب کہ کرن سوچ میں پڑ گئی

”مگر بھائی سردیوں میں گرمی کب پڑتی ہے؟“ صدا کی بیچاری کرن کی بات پر سب کا قہقہ گونجا جس نے خفت کے مارے چہرہ نیچے کر لیا جبکہ زاویار نے یہ منظر نہایت دلچسپی سے دیکھا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”ہوش میں آ لالے!!“ وہاج نے اسے ٹھوکا مارا جس پر وہ گڑبڑا گیا جبکہ کرن نے وہاج کی بات مانتے ہوئے ان دونوں کی پلیٹ چاولوں سے بھر دی۔۔۔۔۔۔جو مسکین شکلیں بنائے ہوئے اسے دیکھ رہے

”چلو شروع کروں!!“ وہاج نے اسکی فریاد کرتی نگاہوں کو رد کیے اپنا فیصلہ سنایا جس پر وہ دونوں دل مسوس کر رہ گئے اور اللہ کا نام لیکر کھانا شروع کیا۔۔۔۔ان دونوں نے اپنا کھانا ختم کیا تو شکر ادا کیا کیونکہ پیٹ پھٹنے کے قریب تھا

”کرن انہیں اور دوں۔۔۔۔۔۔۔بیچارے بہت بھوکے ہیں!!“ وہاج بولا تو وہ

دونوں رونے والے ہو گئے

"نہیں۔۔۔۔ نہیں آپی پیٹ بھر گیا ہے ہمارا۔۔۔۔" شمس نے نہایت عاجزی سے اسے روکا۔۔۔۔ کرن کندھے اچکاتے جانے لگی جب وہاج نے نیا آرڈر دیا

"کرن ان کی پلیٹیں بھروں!!" وہاج کا سخت لہجہ سنتے ہی کرن کے ہاتھ پیر پھول گئے اور اس نے تیزی سے ان دونوں کی پلیٹیں بھر دی

ان دونوں نے دوبارہ کھانا شروع کیا مگر اب بس حد ہو چکی تھی۔۔۔۔۔ شمس تو جیسے تیسے کھانا کھا چکا تھا۔۔۔۔ جبکہ عامر منہ پر ہاتھ رکھے فوراً واشروم کی جانب بھاگا اور سارا کھایا پیا نکال دیا، اس کی حالت ابتر ہو چکی تھی

"اگلی بار جھوٹ بولا تو سزا سخت ہو گی!!" ان دونوں کو وارن کرتے وہاج کھانا کھا کر وہاں سے چلا گیا جبکہ وہ دونوں سر بھی ہلا نا پائے

"یہ ابھی سخت سزا نہیں تو معلوم نہیں سخت سزا کیا ہو گی!!" شمس چکرا کر رہ گیا

"بولا تھا جھوٹ مت بول!!" عامر کی حالت تو کچھ زیادہ ہی بری تھی

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

شام سر پر تھی۔۔۔۔ایسے میں سردی کی ٹھنڈی ہوا سے لطف اندوز ہونے وہ بنا شال کے لان میں آگئی تھی۔۔۔۔۔۔۔آج اسکا برتھڈے تھا۔۔۔۔۔وہ آج تو زارون کے میسج کا انتظار کر رہی تھی مگر نادارد۔۔۔۔۔۔پچھلے تین سالوں سے یہی ہوتا آرہا تھا

کاش وہ ایک بار بس ایک بار ایک میسج کر دے۔۔۔۔۔۔زارون زینیہ کو جانتا تھا وہ جانتا تھا کہ وہ اتنی جلدی اپنی فیلینگز کو بھول نہیں پائے گی اسی لیے وہ زینیہ سے بلکل بھی بات نہیں کرتا تھا۔۔۔۔۔۔زینیہ نے بھی بہت کوشش کی اسے بھولنے کی۔۔۔۔۔۔مگر جس سے محبت ہوں اسے بھولنا آسان تھوڑی نا ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔۔جس کے نام پر یہ دل دھڑکے وہ ہی اگر دل سے نکل جائے تو دھڑکن رک جائے

اداس اداس سی لان میں گھومتی وہ کسی کو اپنی پوری دنیا محسوس ہو رہی تھی

چہرے پر دلکش مسکراہٹ سجائے وہ اسے دیکھ رہا تھا جو فون پر نجانے کیا تلاش کر رہی تھی

کچھ سوچتے اسنے اپنی پاکٹ سے فون نکالا اور ایک میسج لکھ کر سینڈ کیا اور اب لب دانتوں میں دبائے پھر سے سامنے دیکھنے لگا جواب چہرے پر الجھن لیے فون دیکھ رہی تھی۔۔۔۔اسکا دل چاہا کہ وہ ہاتھ لگا کر اسے چھوئے۔۔۔۔۔لیکن ابھی نہیں ابھی

وقت نہیں آیا تھا

میری سانسوں میں اضافہ ہوتا ہے

جب کبھی آپ کا دیدار ہوتا ہے

اسکی دنیا کی سب سے حسین اور میرے دل کی ملکہ کو اسکا یہ خاص دن بہت بہت

مبارک ہوں

زینیہ نے حیرت سے اس میسج کو پڑھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"شائد غلطی سے ہو گیا ہوں !!" وہ خود سے بولتی اندر چلی گئی

"غلطی تو ہوئی ہے محترمہ بہت بڑی۔۔۔۔۔۔۔۔ محبت جو ہو گئی ہے آپ سے" وہ شائد

اسکے ہلتے لبوں کو پڑھ چکا تھا

ہر شام کہتے ہو کہ ہر شام ملیں گے

کیوں نہیں آتی وہ شام جس شام ملیں گے

یوں اچھا نہیں لگتا یہ شاموں کا بدلنا

کل شام بھی کہا تھا، کہ کل شام ملیں گے

آتی ہے جو ملنے کی گھڑی کرتے ہو بہانہ

یوں ملنا اچھا نہیں، کسی کام سے ملیں گے

یہ راہ محبت ہے، یہاں چلنا آساں نہیں

انگلی بھی اٹھے گی، یہاں الزام بھی لگیں گے

ممکن نہیں شاموں کو بھی ملنا ہمارا

ہم دونوں کے یکجا بھی تو نام ملیں گے

امید ہے وہ دن بھی آئیں گے پیارے

صبح و شام ملے گے، سرِ عام ملیں گے

اسکا پورا دن بسمل کے ساتھ گزرا تھا۔۔۔۔۔۔۔لنچ ٹائم پر زارون اور احان کہی گئے تھے۔۔۔۔۔۔۔کہاں اسے معلوم نہیں تھا۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|

اب رات کا وقت ہو گیا تھا اور وہ دونوں باہر ہوتی ہلکی سی برف باری کو دیکھے کافی انجوائے کر رہی تھیں

"آپ کی شادی کو کتنے سال ہو گئے ہیں؟" اچانک اس نے بسمل سے پوچھا

"تین سال!!" بسمل مختصر سا بولی

"لو میرج؟" اگلے سوال پر بسمل حیران ہوئی اسے لگا وہ بھی باقی سب کی طرح بچوں کا پوچھے گی

"ہاں!!" ایک شرمیلی مسکراہٹ کے ساتھ بسمل نے جواب دیا تو وہ ہنس دی

"پھر تو آپکی سٹوری کا بھی کوئی ویلن ضرور ہوگا؟" گلاب نے شرارت سے پوچھا

"ہاں تھا نا!!" بسمل ہنس کر بولی

"اچھا کون؟" گلاب نے ایک ہاتھ تھوڑی کے نیچے رکھ کر تجسس کے مارے پوچھا

"زارون رستم شیخ!!" بسمل اسکے چہرے کو تکتے بولی

"کون زارون رستم؟" گلاب نے سوال کیا تو بسمل کی آنکھیں پھیل گئیں

"میں زارون رستم !!" زارون جواحان کے ساتھ ابھی بھی واپس آیا تھا انکی بات سن کر بولا

گلاب کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اسنے تیزی چہرہ موڑے اسے دیکھا جواب دونوں بازو سینے پر باندھے فرصت سے اسے تک رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔گلاب کو ڈھیروں شرمندگی نے آن گھیرا وہ اپنے محسن کا نام تک نہیں جانتی تھی۔۔۔۔۔۔شرمندگی سے اسنے نظریں جھکالی جبکہ زارون آنکھیں چھوٹی کیے ایک غیر محسوس سی مسکراہٹ سجائے اسکے چہرے کے بدلتے رنگوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔بسمل اور احان بھی مسکراہٹ روکے اسے دیکھ رہے تھے

"وہ۔۔۔۔وہ۔۔۔۔مجھے گھر جانا ہے !!" جب کوئی جواب بن نا پایا تو وہ تیزی نے سر اٹھائے زارون کو دیکھتے بولی

"ہمم۔۔۔۔۔ٹھیک کھانا کھا کر چلے گے !!" زارون نے جواب دیا اور واشروم کی جانب بڑھ گیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کھانے سے فارغ ہوتے ہی وہ دونوں گلاب کے اپارٹمنٹ کی طرف نکل چکے تھے۔۔۔۔۔۔وہ دونوں واک کرتے زارون کی گاڑی کی جانب بڑھ رہے تھے جب کرسمس پارٹی کے لیے سامان لاتی میگی اور سلویا نے ان دونوں کو دیکھا۔۔۔۔۔ میگی کی آنکھوں میں نفرت جبکہ سلویا کہ چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ در آئی

''کیا۔۔۔۔۔کیا ہم واک کر کے جا سکتے ہیں؟''زارون جو کار کا دروازہ کھولنے لگا تھا گلاب کی آواز پر ٹھٹھکا۔۔۔۔پھر کچھ سوچ کر سر اثبات میں ہلائے اس نے گلاب کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا

گلاب کا ایریا زارون کے ایریا سے لگھ بھگ پنتالیس منٹ کی دوری پر تھا جب کہ ان کے اس راستے کے درمیان ایک بہت بڑی مارکیٹ آتی تھی، جس سے گزر کر انہیں گلاب کے ایریا جانا پڑتا

گلاب ایڈریس پہلے ہی دے چکی تھی جس پر کچھ پل کو تو زارون خاموش رہا کیونکہ وہ ایریا کیسا تھا وہ اچھے سے جانتا تھا اور خاص طور پر گلاب جیسی لڑکی کے لیے،اس نے سر جھٹکا

انہیں چلتے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی،ان کے درمیان میں ایک طویل مگر پر سکون

خاموشی تھی۔۔۔۔۔۔۔ٹھنڈی ہوائیں ان کے چہرے سے ٹکرا رہی تھی ایسے میں ہلکی برف باری۔۔۔۔۔۔۔۔مارکیٹ شروع ہو چکی تھی اور شروع سے ہی رش حد درجہ تھا۔۔۔۔۔آس پاس کی رنگینیوں کو مسکرا کر دیکھتے وہ دونوں ایک کافی شاپ کے پاس سے آکر رکے۔۔۔۔۔۔۔۔

"دس منٹ یہاں بیٹھ کر کافی پی لیتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔یہاں کی کافی بہت فیمس ہے امید ہے تمہیں پسند آئے گی۔۔۔۔۔۔۔تو کیا خیال ہے؟" زارون نے دوستانہ لہجے میں سوال کیا تو گلاب اسکے چہرے کو تکتی سر اثبات میں ہلا گئی۔۔۔۔۔۔۔۔۔کافی شاپ کے اندر بیٹھے وہ دونوں اپنے آرڈر کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔۔۔۔جبکہ گلاب جو کھڑکی پار باہر کی چہل پہل دیکھ رہی تھی وہ ایک نظر زارون کو بھی دیکھ لیتی

"کیا کچھ کہنا چاہتی ہوں؟" زارون جو اسکی نظریں ہر تھوڑی دیر بعد خود پر محسوس کر سکتا تھا، اس نے سوال کیا

"کچھ کہنا نہیں پوچھنا چاہتی ہوں؟" گلاب اب پوری طرح سے اسکی جانب متوجہ تھی

"پوچھو!!" زارون نے اجازت دی

اتنے میں ویٹر آکر ان دونوں کے سامنے ان کی کافی رکھ چکا تھا

"میری کہانی کا مسیحا کسی اور کی کہانی کا ولن کیسے ہو سکتا ہے؟" گلاب ابھی تک بسمل کی بات پر اڑی تھی، زارون اسکا سوال سن کر مسکرایا اور کافی کا کپ لبوں سے لگایا

"تصویر کے ہمیشہ دو رخ ہوتے ہیں!!" زارون نے بس اتنا سا جواب دیا

گلاب نے نظریں دوبارہ سے باہر کے منظر پر جمالی، زارون جو اسے دیکھ رہا تھا اسکی آنکھوں میں کچھ عجیب سا دیکھ کر اس نے بھی گلاب کے نظروں کو دیکھتے ہوئے باہر دیکھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سڑک کے دوسرے پار دو بچے، ایک لڑکا اور ایک لڑکی اپنے ماں باپ کے ساتھ ایک کھلونے والی دکان کے باہر کھڑے تھے۔۔۔۔۔ وہ دونوں بچے اپنے ماں باپ سے کھلونوں کے لیے ضد کر رہے تھے

گلاب نے دیکھا کیسے ان دونوں میاں بیوی نے اپنے بیٹے کو اسکا من پسند کھلونا دلوا دیا مگر بیٹی کی ضد پر اسے صرف آنکھیں دکھائی

اچانک گلاب کی آنکھوں کے سامنے کا منظر بدلا۔۔۔۔۔ اب وہ خود کو اور اپنے بھائی کو

ان بچوں کی جگہ دیکھ رہی تھی۔۔۔۔جہاں اسکا بھائی نئے جوتوں کی ضد کر رہا تھا جس پر اس کے ماں باپ نے وہ اسے دلوا دیے لیکن گلاب کی عید کے نئے جوڑے کی ضد پر اسے بہت برے سے جھڑکا اور یہ کہہ کر چپ کروا دیا کہ وہ پچھلے سال والا پہن لے ویسے بھی وہ ابھی نیا ہی ہے

ماضی یاد کر کے گلاب کی آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے

"ایسے لوگوں کو ماں باپ کہلانے کا حق نہیں کو بچوں میں انصاف نہیں کر سکے" گلاب کچھ حقارت سے بولی توزاروں نے اسے ایک نظر دیکھا اور نظریں دوبارہ سامنے کے منظر پر ٹکا لی۔

"ماں باپ کو کبھی برا بھلا مت کہوں۔۔۔۔وہ خدا کی طرف سے اولاد کے لیے دنیا کا بہترین تحفہ ہوتے ہیں" اسکے سامنے کافی رکھتے وہ دھیمے لہجے میں بولا

"آپ کہہ سکتے ہے۔۔۔آپ کے ماں باپ آپ سے محبت کرتے تھے۔۔۔آپ کی ہر خواہش کو پورا کیا۔۔۔مگر۔۔۔آپ کیا جانے کہ ماں باپ کے ہوتے ہوئے بھی یتیمی کی زندگی گزارنا کسے کہتے ہے" وہ نخوت سے سر جھٹکتے بولی

زارون کو یوں لگا جیسے کسی نے نوک دار خنجر سے اس کے دل پر وار کیا ہوں

"ہاں مجھے کیا معلوم یتیم ہونا کسے کہتے ہے؟" وہ کھوئے ہوئے لہجے میں بولا۔۔۔اور اپنے سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھ کر دھیما سا مسکرا دیا

"مگر پھر بھی جیسا میں نے کہاں تصویر کے ہمیشہ دو رخ ہوتے ہیں۔۔۔۔۔ضروری نہیں جیسا تم سمجھ رہی ہوں ویسا ہی ہوں۔۔۔۔۔۔اسکا کوئی مطلب بھی نکل سکتا ہے!!" زارون نے جواب دیا

"اچھا کیا مطلب؟" گلاب نے آبرو اچکائے پوچھا

"تم نے اس بچی کو روتے دیکھا۔۔۔یہ دیکھا کہ اس کے ماں باپ نے اسے ڈانٹا، اسکے بھائی کو کھلونہ لے دیا مگر اسے نہیں!!" زارون ایک پل کو رکا

"تو؟" گلاب نے نا سمجھی سے سوال کیا

"تو یہ کہ۔۔۔۔۔تم نے یہی نہیں دیکھا اس بچی کے ہاتھ میں پہلے ہی ایک گڑیا تھی جو بلکل نئ تھی۔۔۔۔۔مطلب کہ وہ کھلونہ پہلے ہی خرید چکی تھی مگر اب نئے کی ضد تھی۔۔۔۔۔ہو سکتا ہے اس کے والدین میں اتنی سقط نہ ہوں کہ وہ اسے دو کھلونے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دلواسکے اور اسی لیے ڈانٹ دیا ہوں؟" زارون نے واقعی ہی اسے تصویر کا دوسرا رخ دکھایا تھا، گلاب شرمندگی سے نظریں جھکا گئی

"چلے؟" زارون نے کافی ختم کیے پوچھا تو گلاب نے بھی کافی کا آخری گھونٹ بھرا اور اٹھ کھڑی ہوئی

خاموشی سے چلتے وہ دونوں اب گلاب کے فلیٹ کی بلڈنگ کے نیچے آرکے تھے

"اللہ حافظ!!" گلاب اسے دیکھ کر بولتی مڑ گئی

"گلاب!!" زارون نے یکدم اسے آواز دی

"جی؟" گلاب مڑی

"میرے پاس کام کروں گی؟"

"ہونہہ!!" گلاب کو اسکی بات سمجھ نہیں آئی

"میرا مطلب کہ جیسا تم بتایا کہ تمہارے پاس صرف ایک جاب ہے اور تم دوپہر تک فری ہوتی ہوں تو میں چاہتا ہوں تم فل ٹائم میرے پاس جاب کروں۔۔۔۔۔۔

پے مینٹ تمہاری دونوں جاب سے دوگنی ہو گی!!" زارون کو نہیں معلوم تھا کہ وہ ایسا

کیوں کر رہا ہے

"کیسی جاب؟" گلاب نے بھی سوال کیا

"ہاؤس میڈ۔۔۔۔۔۔ میرے فلیٹ کی صفائی، کھانا پکانا، میری غیر موجودگی میں میرے گھر کا دھیان رکھنا!!" زارون نے اسے بتایا

"آپ کو اچانک یہ خیال کیسے آگیا؟" گلاب نے دونوں بازو سینے پر باندھے پوچھا

"اچانک نہیں آیا۔۔۔۔۔۔ میں بہت دنوں سے کوئی ہاؤس میڈ رکھنا چاہ رہا تھا۔۔۔۔۔ مگر میں ایک دیسی انسان ہوں۔۔۔۔۔۔ دیسی کھانے پسند کرتا ہوں۔۔۔۔۔ یہاں کے فرنگی کھانے کھا کھا کر تھک گیا ہوں۔۔۔۔۔ آج رات کا کھانا تم نے بنایا تھا۔۔۔۔۔۔ بہت مزے کا تھا۔۔۔۔۔۔۔ سوچا تم سے پوچھ لوں۔۔۔۔۔۔ ویسے بھی تم اچھی لڑکی ہوں۔۔۔۔۔ بھروسے کے قابل!!" زارون نے نہایت سادہ لہجے میں جواب دیا، مگر گلاب یک ٹک اسکے چہرے کو دیکھتی رہی، اور سوچتی رہی بھلا یہ انسان کیسے کسی کی زندگی میں ولن کا کردار ادا کر سکتا ہے

"مجھے کچھ وقت چاہیے!!" گلاب گردن ہلکے سے موڑے بولی

"کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔۔۔جتنا وقت چاہیے لے لو!!" زارون نے جواب دیا

"یہ نمبر ہے میرا!!" اسکی جانب ایک کارڈ بڑھائے وہ بولا تو گلاب نے اسے تھام لیا

"میری تنخواہ کتنی ہو گی؟" گلاب نے کارڈ دیکھتے پوچھا۔۔۔ مگر جو رقم زارون نے اسے بتائی اس پر اسکی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔۔۔۔اتنے پیسے وہ بھی ایک میڈ کی تنخواہ۔۔۔۔یہ ایک سنہرہ موقع تھا گلاب کے لیے اپنی زندگی کو سنوارنے کا

"مجھے منظور ہے!!" گلاب دوسری سوچ دماغ میں لائے بغیر بولی

"کیا سچ میں۔۔۔۔۔۔تم وقت لے سکتی۔۔۔۔۔"

"نہیں مجھے وقت نہیں چاہیے، میں تیار ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔بس بتا دے کب سے آؤں؟" گلاب اسکی بات بیچ میں کاٹتے بولی

"کل۔۔۔۔۔کل سے تم آجانا۔۔۔۔۔" زارون کے جواب پر اس نے سر اثبات میں ہلایا

"اللہ حافظ!!"

"اللہ حافظ!!"

ایک دوسرے کو الوداع کیے وہ دونوں اپنے اپنے راستے کی طرف چل دیے

رامش اور جگنو کا فوٹو شوٹ بہت اچھا چل رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔جب ایک سین آیا جس میں جگنو کو رامش کے قریب کھڑے ہو کر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر ہنسنا تھا۔۔۔۔۔۔۔جب شوٹ شروع ہوا تو جگنو غیر محسوس طریقے سے رامش کے کچھ زیادہ ہی قریب کھڑی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔جس سے رامش کو چڑ ہونے لگی تھی۔۔۔۔۔رامش نے تھوڑا سا پیچھے ہو کر زرا جگہ بنانا چاہی جبکہ جگنو مسکرا کر اسکے اور قریب آئی۔۔۔۔۔۔رامش نے کچھ غصے اور نفرت سے اسے دیکھا مگر جگنو ڈھٹائی سے مسکرا دی۔۔۔۔رامش نے کچھ پل تو برداشت کیا مگر جب جگنو نہ ہٹی تو اس نے زور سے جگنو کے ہاتھوں کو اپنے کندھے سے جھٹکا اور اسے پیچھے کو دھکا دیا

"سٹے اوے فرام می۔۔۔۔۔۔۔یو ایڈیٹ!!"رامش کی دھاڑ اتنی اونچی تھی کہ وہاں موجود ہر شخص کانپ اٹھا جبکہ اہانت نے جگنو کا چہرہ سرخ ہو گیا جسے وہ کمال مہارت سے چھپا گئی

"کیا کسی نے تمہیں تمیز نہیں سکھائی۔۔۔۔۔۔جاہل عورت۔۔۔۔۔۔ایک ماڈل

ہوں تو اپنا کام ویسے ہی کروں۔۔۔۔۔۔ڈونٹ ایکٹ لائک آسلٹ!!''رامش کے ان سخت الفاظوں پر وہاں سب کے سب ششدر رہ گئے۔۔۔۔۔مگر جگنو کا چہرہ سپاٹ رہا، اسکا چہرہ بنا کسی تاثر کے تھا

اپنی جیکٹ اٹھائے رامش غصے سے وہاں سے نکلا جب کہ زینیہ ایک نظر جگنو پر ڈالے رامش کے پیچھے بھاگی

''سر۔۔۔سر بات سنے میری سر!!''زینیہ تیزی سے اسکے پیچھے بھاگی اور رامش کا اپنی کار کا دروازہ کھولنے سے پہلے ہی اسنے بند کر دیا

''مس زینیہ میرے راستے سے ہٹیے!!''رامش غصے کو قابو میں رکھتے بولا

''سر پلیز ایک بار میری بات سن لے!!''زینیہ سانس ہموار کرتے بولی

''جی کہیے!!''رامش نے دونوں بازو سینے پر باندھے

''دیکھے سر آپ کو میم سے ہوں بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔۔۔یوں سب کے سامنے انہیں انسلٹ نہیں کرنا چاہیے تھا''زینیہ بولی تو رامش آنکھیں گھما کر رہ گیا

''آپ کیا یہاں مجھ سے وومن رائٹس پر بات کرنے آئی ہے؟''رامش نے ایک آئی برو

اچکائے پوچھا

"نہیں سر میرا وہ مطلب نہیں ہے!!" زینیہ دونوں ہاتھ جھلائے بولی

"پھر کیا مطلب ہے؟" رامش اسکے تھوڑا سا قریب ہوا

"سر۔۔۔۔اندر جو بھی ہوا، مطلب کے میم جو بھی کر رہی تھی وہ ہم سب دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔ہم چپ تھے تو اسی وجہ سے کہ کوئی تماشہ نہ ہوں۔۔۔۔۔جو بھی تھا سر مگر آپ کو وہ الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہیے تھے۔۔۔۔آئی نو آپ کی کوئی غلطی نہیں مگر سر۔۔۔۔یا اللہ میں کیسے سمجھاؤں!!" اپنے سر پر ہاتھ مارتے وہ بولتی اس وقت رامش کو بہت کیوٹ لگ رہی تھی

"کیوٹ!!۔۔۔۔۔استغفر اللہ رامش۔۔۔۔ہوش کر سنبھال خود کو!!" رامش نے خود کو ڈپٹا

"آپ۔۔۔آپ سمجھ رہے ہے نا سر؟" زینیہ نے ہلکی آواز میں پوچھا تو رامش نے سر اثبات میں ہلا دیا

"جی میں سمجھ رہا ہوں۔۔۔۔۔چلے!!" اس جواب دیتا وہ دوبارہ اندر کی جانب بڑھا

"ویسے مس زینیہ!!" رامش رکا تو اس کے پیچھے آتی زینیہ بھی رک گئی

"آپ کو شکر گزار ہونا چاہیے کہ آپ کو مجھ جیسا سمجھے والا انسان ملا کیونکہ آپ کو سمجھانا بلکل بھی نہیں آتا!!" رامش ہلکی سی مسکراہٹ لیے بولا

"جی؟" زینیہ ناسمجھی سے بولی

"جی!!" رامش جی پر زور دیتا ہنستے ہوئے اندر کی جانب چلا گیا جبکہ زینیہ حیرت سے اسے ہنستے دیکھ رہی تھی

جتنے دن زینیہ نے رامش کے ساتھ کام کیا وہ یہ بات بہت اچھے سے جان گئی تھی کہ رامش بے شک جتنا مرضی فیمس ہوں مگر نا تو اس میں کوئی انا تھی اور نا ہی غرور، وہ ایک عاجز انسان تھا، جو زمین پر رہتا تھا، اسکی چال میں نہ تو اکڑ تھی اور نہ ہی وہ خود کو کوئی ماہان انسان سنجھتا تھا، رامش کے مقابلے میں جگنو کا انداز سب سے لیا دیا تھا، وہ زیادہ کسی سے بات نہیں کرتی تھی ماسوائے رامش کے، جس کے آگے پیچھے منڈلانے سے وہ باز نہیں آتی، مگر وہ باقی ماڈلز سے بہت بہتر تھی جو چھوٹی چھوٹی بات پر چیخنا چلانا اور ڈرامے لگانا شروع کر دیتی۔۔۔۔۔۔

وائن کا گلاس ہاتھ میں تھامے وہ کسی گہری سوچ میں غرق تھا جب دروازہ ناک کیے اسکا ایک ملازم اندر داخل ہوا

"سر!!"

"ہمم!!"اس نے بات کرنے کی اجازت چاہی

"سر وہ ایک لڑکا آیا ہے باہر آپ سے ملنے۔۔۔۔ کہہ رہا ہے بات کرنی ہے بہت ضروری۔۔۔۔"

"کون لڑکا؟"بہادر خان نے آنکھیں چھوٹی کیے پوچھا

"پتا نہیں سر، مگر کہہ رہا ہے بات بہت ضروری ہے"ملازم نے جواب دیا تو بہادر خان نے کچھ سوچتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا

"ٹھیک ہے بھیجواسے!!"بہادر خان کی اجازت ملتے ہی وہ وہاں سے چلا

تھوڑی دیر بعد دروازہ ناک ہوتے ہی ایک وجود کمرے میں داخل ہوا بہادر خان نے مڑ کر اسے دیکھا

"تم؟"

رات گہری ہو رہی تھی ایسے میں وہ سب اپنا اپنا کام سمیٹنے میں مصروف تھے۔۔۔۔۔

کرن بھی اپنا لیپ ٹاپ بند کر رہی تھی جب زاویار اسکے پاس آیا

کرن کو ہمیشہ زاویار ہی گھر چھوڑتا تھا۔۔۔۔۔وہاں موجود سب لڑکیوں کو چھوڑنے کی زمہ داری وہاج نے اپنے خاص لوگوں کو دی تھی

"یہ عامر کہاں ہے؟" وہاج نے شمس سے پوچھا

"وہ۔۔۔۔معلوم نہیں!!" شمس نے کندھے اچکائے

"حد ہے صائمہ کو چھوڑنے جانا ہے اور یہ لڑکا غائب ہے!" وہاج غصے سے بولا

"بھائی میں چھوڑ آتا ہوں!!" شمس نے کہاں تو وہاج نے ایک نظر اسے دیکھے سر اثبات میں ہلا دیا

"صائمہ!!" وہاج نے اسے پکارا

"جی بھائی؟" انیس سال کی ایک پیاری مگر سادہ نقوش والی لڑکی اسکے پاس آئی

"بیٹا آج آپ کو شمس چھوڑ دے گا گھر، عامر معلوم نہیں کہاں ہے" وہاج نے اسے بتایا

"جیسا آپ کو ٹھیک لگے!!" صائمہ نے جواب دیا تو وہاج نے اسکا سر تھپتھپایا

"چلے آپی!!" شمس اسکے پاس آکر بولا تو سر اثبات میں ہلائے وہ اسکے پیچھے چلی گئی

آدھی رات سے زیادہ کا وقت گزر چکا تھا، گلاب اپنے بستر پر کروٹیں بدلتی بار بار زارون کے بارے میں سوچ رہی تھی

"زارون رستم شیخ!!------آپ میرے حواسوں پر چڑھتے جا رہے ہے مسٹر شیخ------مجھے نہیں معلوم کے آپ میری زندگی میں کیوں آئے ہے، اللہ نے کیوں آپ کو میرا مسیحا بنا کر بھیجا ہے، مگر میں خوش ہوں کہ اس نے مجھے دربدر نہیں ہونے دیا، آپ کے روپ میں اپنی مدد بھیجی----امید ہے آپ سے میری یہ ملاقاتیں ہماری آنے والی زندگی پر اچھا اثر چھوڑے" کارڈ کو دیکھتے وہ کب نیند کی وادیوں میں گم ہوئی اسے پتہ نہیں چلا

رات کاآخری پہر شروع ہو چکا تھا شمس ابھی تک واپس نہیں آیا تھا، پہلے عامر اور اب شمس دونوں غائب تھے۔۔۔۔

وہاج حد درجہ پریشان تھا جب تھکا ہارا، پیٹا ہوا شمس اندر داخل ہوا

"شمس!!" وہاج فوراً اسکے پاس بھاگا

"شمس یہ، یہ کیا ہوا ہے شمس۔۔۔۔۔۔اور صائمہ، صائمہ کدھر ہے؟" وہاج نے اسکو دونوں شانوں سے جکڑتے پوچھا

"بب۔۔۔۔بھائی وہ اسے لے گئے۔۔۔۔وہ، وہ آئے اور اسے لے گئے!!" شمس ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں بولا

"کون؟ کون لے گیا شمس اور کسے؟" وہاج دھاڑا

"بب۔۔۔بھائی معلوم نہیں میں، میں چھوڑنے جارہا تھا آپی کو راستہ روکا انہوں نے میرا، بہت مارا اور آپی کو اپنے ساتھ لے گئے زبردستی!!" کہتے ہی شمس رو پڑا جبکہ وہاج کے ہونٹ سل گئے

وہاج کے دماغ میں صائمہ کو لیکر نجانے کتنی تکلیف دہ سوچیں آرہی تھی

"اے میرے اللہ۔۔۔۔۔اے میرے مالک بے شک تو رحیم اور کریم ہے۔۔۔۔۔۔

اسے اپنے حفظ و ایمان رکھنا۔۔۔۔۔۔" وہاج کا حال غصے سے برا تھا

زاویار کو کال کر کے ڈاکٹر کو بلانے کا کہہ کر اسنے شمس کو اسکے کمرے میں بھیجا

صائمہ اور باقی سب لوگ جو یہاں موجود تھے وہ وہاج کی زمہ داری تھی، اسکا دل ڈر رہا

تھا کانپ رہا تھا صائمہ کے لیے

پہلے عامر اور اب صائمہ۔۔۔۔۔۔زاویار کے آتے ہی اس نے ڈاکٹر کو شمس کی مرہم پٹی

کا بولا اور خود وہ زاویار کو تمام حالات بتانے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ ابھی زاویار کو بتا رہا تھا

جب لڑکھڑاتا عامر وہاں آیا۔۔۔۔اسکی حالت دیکھ کر معلوم ہو رہا تھا کہ وہ سخت نشے

میں ہے

"عامر!!" زاویار نے جا کر اسے پکڑنا چاہا جس نے زاویار کو دھکا دیا

"اے دور۔۔۔۔۔دور رکھو اسے۔۔۔۔۔۔۔۔میں، میں بیغیرت نہیں ہوں

سمجھے!!" عامر انگلی اٹھائے بولتا وہی زمین پر گر گیا، وہ ہوش و حواس سے مکمل بیگانہ

ہو چکا تھا

زاویار نے اسے اٹھا کر صوفہ پر ڈالا

وہاج سخت پریشان تھا، پہلے عامر کا غائب ہونا، پھر ایسی حالت میں واپس آنا، شمس کی حالت اور اب صائمہ کا غائب ہونا۔۔۔۔۔ وہ ابھی انہی سوچوں میں گم تھا جب اسکا موبائل بجا جس پر ایک ویڈیو اسے موصول ہوئی تھی

زاویار بھی اب اسکے پاس آکر کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔ ویڈیو صرف ایک پچاس سیکنڈ کی تھی۔۔۔ ویڈیو پلے کرتے ہی جو منظر زاویار اور وہاج نے دیکھا وہ ان کے پیروں کے نیچے سے زمین نکالنے کو کافی تھا۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس ویڈیو میں موجود لڑکی صائمہ تھی کو اپنی عزت کو بے آبرو ہونے سے بچانے کے لیے چیخ چلا رہی تھی، جبکہ وہ لڑکا عامر

"عامر!!" زاویار بڑبڑایا

"نہیں۔۔۔ نہیں عامر۔۔۔ عامر ایسا نہیں کر سکتا بھائی یہ، یہ ضرور کسی کی چال ہے بھائی۔۔۔۔۔ اور وہ صائمہ!!" زاویار نے وہاج کو دیکھا جس کی آنکھیں لہولہان ہو گئیں تھی

وہ کیسے بھول گیا، وہاج کی بہن کے ساتھ بھی تو کچھ ایسا ہی ہوا تھا، وہ اسکی اکلوتی بہن تھی جسے وہاج نے بہت محبت سے پالا تھا، مگر بہادر خان کی گندی اور غلیظ نظروں سے وہ بچ نہ پائی

وہ صائمہ، کرن سب لڑکیوں کو اپنی بہن کی طرح ٹریٹ کرتا تھا، ایک آنسو ٹوٹ کر اسکی آنکھ سے نکلا تھا

"میں چھوڑو گا نہیں اسے!!" بولتے ہی وہ عامر کی جانب لپکا۔

عامر کی طرف لپکتا وہ بیہوش عامر کو جھنجھوڑ چکا تھا۔۔۔۔عامر جس کی حالت پہلے ہی بری تھی وہ خود کو وہاج کے قہر سے بچا نہیں پایا

"بے غیرت، گھٹیا انسان، میں نے تمہیں اپنا بھائی مانا چھاٹے بھائی کی طرح محبت کی اور تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو گھٹیا شخص یہ تو نے کیا کیا؟ وہ، وہ تیری بہن کی طرح تھی، بے شرم میں تجھے نہیں چھوڑو گا، زندہ در گور کر دوں گا تجھے میں، زلیل شخص!!" وہاج عامر کو ادھموا کر چکا تھا، عامر نے خود کو بچانے کی بہت کوشش کی مگر وہ ناکام رہا۔۔۔۔عامر کا پورا چہرہ لہولہان ہو گیا تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”وہاج، وہاج کیا کر رہے ہوں چھوڑوں اسے۔۔۔۔۔۔وہاج!!۔۔۔۔۔۔پاگل تو نہیں ہو گئے ہو کیا؟“زاویار نے اسے زور سے پیچھے دھکا دیا جبکہ عامر اب مکمل طور پر ہوش کھو چکا تھا

”ہاں ہو گیا ہوں میں پاگل، پاگل ہو گیا ہوں میں۔۔۔۔۔۔وہ ویڈیو دیکھی تم نے؟ دیکھی ناوہ صائمہ،۔۔۔۔۔میری بہن کی طرح نہیں، بہن کی طرح نہیں بہن تھی وہ میری۔۔۔۔۔۔۔۔یہ، اس زلیل انسان نے کیا کیا۔۔۔۔۔۔کیا کیا اسکے ساتھ!!“وہ روتے ہوئے زاویار کے ساتھ لپٹ گیا

زاویار نے خود پر قابو پائے وہاج کی پیٹ کو تھپتھپایا

شمس بھی ڈاکٹر کے ساتھ مرہم پٹی کروا کر آچکا تھا، جب اسنے عامر کی دیکھا تو اسکی آنکھیں باہر کو آگئی

”بھائی یہ!!“وہ عامر کی جانب جاتے بولا

”خبردار۔۔۔۔۔۔۔خبردار کوئی ہاتھ نہیں لگائے گا اس جانور کو۔۔۔۔۔۔میں اسکے ٹکڑے کر دوں گا!!“وہاج پھر سے بے قابو ہوتا عامر کی جانب بڑھا جب زاویار نے

اسے پکڑ لیا جبکہ شمس ہر چیز سے بے خبر بس عامر کے وجود کو دیکھ رہا تھا

”بھائی۔۔۔۔۔۔بھائی۔۔۔۔۔۔وہاج بھائی !!“ایک گارڈ بھاگتا ہوا اندر آیا

”بھائی وہ،وہ صائمہ !!“وہ اپنی بات پوری نہیں کر سکا جب وہاج زاویار اور شمس کے ساتھ بھاگتا ہوا باہر کی جانب بھاگا

باہر سے دیکھو تو یہ ایک بند فیکٹری تھی جہاں وہ لوگ چھپ کر ثبوت اکھٹے کر رہے تھے جبکہ ایک خفیہ راستہ پیچھے گراؤنڈ کی جانب نکلتا تھا جہاں سے عامر بہادر خان سے بچ کر آیا تھا

وہاج بھاگتا ہوا باہر آیا جہاں ایک تھیلا زمین پر گرا تھا جس میں سے صائمہ کا تشدد زدہ چہرہ دیکھا جا رہا تھا۔۔۔۔اسکی حالت اا تنی بری تھی کہ وہاج کا دل ایک پل کو کانپ اٹھا، زاویا اور شمس بھی اس کے پیچھے تھے مگر صائمہ کو دیکھ کر وہ دونوں اپنی جگہ رک گئے

وہاج چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے صائمہ کے بے جان وجود کے پاس گیا،اسکا چہرہ ہاتھوں میں لیے کئی آنسو وہاج کی آنکھوں سے نکل کر اسکے چہرے پر گرے تھے

تھیلے سمیت وہ صائمہ کو اٹھائے اندر کی جانب بڑھا کیونکہ وہ تھیلے کے اندر اسکے برہنہ

جسم کو محسوس کر چکا تھا، صائمہ کے چہرے کی ابتر حالت دیکھ کر وہ جان چکا تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے، سرخ آنکھیں لیے اس نے اندر کی راہ لی

"زاویار جاؤ اور کرن کو لیکر آؤ ابھی!!" زاویار کو حکم دیتا وہ ایک کمرے میں داخل ہوا اور صائمہ کے وجود کو وہاں لٹائے اس نے ڈاکٹر کو فوراً اپنی ٹیم کو بلانے کو کہا

زاویار آدھے گھنٹے کے اندر اندر کرن کو لیے واپس آگیا تھا، جبکہ کرن جو پریشان تھی اب صائمہ کی حالت دیکھ کر اسکو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا

وہاج کا اشارہ ملتے ہی اس نے اب سب کو باہر جانے کو کہاں اور صائمہ کے جسم کو وہاں موجود کپڑوں سے ڈھکا، اسکے ہاتھ لرز رہے تھے، آنکھوں سے آنسوؤں بہے جا رہے تھے۔۔۔۔

تھوڑی دیر بعد وہاج ڈاکٹرز کی ایک ٹیم کے ساتھ اندر داخل ہوا جنہوں نے کئی آلات لگا کر فوراً صائمہ کو آکسیجن ماسک لگایا، اسکی سانسیں ابھی بھی مدہم چل رہی تھی، شائد وہ لوگ اسی لیے اسے پھینک گئے تھے کیونکہ انہیں یقین ہو چکا تھا کہ وہ مر گئی تھی، مگر ابھی بھی اسکی سانسیں ہلکی سی چل رہی تھی۔۔۔

اسکے جسم پر سیگریٹ سے جلانے کے نشان تھے،اسکے چہرے کا پورا نقشہ بگڑ کر رہ گیا تھا

''وو۔۔۔ہا۔۔ج۔۔۔۔بب۔۔۔بھا۔۔''وہ بس اتنا ہی بول پائی تو نرس فوراً سے وہاج کو بلانے باہر کو بھاگی

تھوڑی دیر بعد نرس کے ساتھ ساتھ وہاج بھی اندر داخل ہوا،صائمہ کو دیکھ کر ایک بار پھر اسکا چہرہ آنسوؤں سے بھر گیا۔۔۔۔ابھی چند گھنٹے پہلے تو وہ اسکے ساتھ تھی۔۔۔۔۔اسکے پاس محفوظ

وہ دھیمی چال چلتا بلکل اس کے پاس آرکا

''بب۔۔۔بھائی!!''صائمہ نے بلایا تو وہ آنسو صاف کرتا اسکے پاس بیٹھ گیا

''بب۔۔۔۔بہت۔۔۔۔تک۔۔ک۔۔۔لیف۔۔۔ہہ۔۔۔ہے!!''وہ اٹک اٹک کر بولتی اسکا دل گھائل کر گئی تھی

''مجھے بتاؤ کون۔۔۔کس۔۔۔کس نے کیا تمہارے ساتھ یہ؟''وہاج نے خود پر قابو پاتے پوچھا جبکہ صائمہ بس اسے دیکھتی رہی

''کیا۔۔۔کیا عامر تھا وہ؟''وہاج نے سوال کیا تو صائمہ کی آنکھوں سے گرم سیال بہنا

شروع ہو گیا۔۔۔۔۔۔بے بسی سے وہاج نے آنکھیں بند کر لی

اسنے صائمہ کو دیکھا جواب لمبے لمبے سانس بھر رہی تھی،اسے سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی،وہاج اسکی حالت دیکھ کر گڑبڑا گیا

"صائمہ۔۔۔۔۔صائمہ بیٹا کیا ہوا؟ صائمہ!!!" اسکے ناکارہ ہوتے وجود کو دیکھ کر وہ اسے جھنجھوڑتے چلایا

اسکی چیخ سن کر باقی سب بھی اندر بھاگ کر آئے مگر روح جسم سے پرواز کر چکی تھی۔۔۔۔وہ بے جان سی وہاج کے بازوؤں میں تھی،جو اسے سینے سے لگائے اونچا اونچا رو رہا تھا۔۔۔۔۔۔یہ منظر دیکھ کر ان سب کی آنکھوں سے بھی آنسو نکلنا شروع ہو گئے۔۔۔۔۔۔کرن نے دونوں ہاتھوں کو منہ پر جما لیا،زاویار نے ضبط سے آنکھیں میچ لی جبکہ شمس تو منہ ہی موڑ گیا تھا

وہاج کو ابھی بھی یقین نہیں تھا کہ عامر ایسا کچھ کر سکتا ہے۔۔۔۔۔۔اسکا بھائی جو کالج کی لڑکیوں سے دور بھاگتا ہے وہ خود اپنی منہ بولی بہن کے ساتھ ایسا کر سکتا ہے۔۔۔۔۔۔ نہیں عامر اتنا گر نہیں سکتا مگر صائمہ کا اقرار وہاج کو توڑ گیا تھا۔۔۔۔۔۔عامر کی ابھی عمر ہی کیا تھی صرف سولہ سترہ سال،اور ایسی حرکت

"زاویار!!" وہاج نے سرخ آنکھیں لیے اسے آواز دی

"جی بھائی؟" زاویار موؤدب سا بولا

"کک۔۔۔کفن۔۔۔۔۔۔۔کفن کاانتظام کروں زاویار۔۔۔۔۔۔اور۔۔۔۔اور سب کوبتادوں!!" کانپتے لہجے میں بھی آخر پر اسکی آواز لڑکھڑا گئی تھی

اسکادل چاہاان سب سے کہی دور بھاگ جائے اوراونچی اونچی دھاڑیں مار کر روئیں۔۔۔۔۔صائمہ کواپنے سینے میں بھینچے وہ بند آنکھوں سے بناآواز پیدا کیے رو رہا تھارات سے صبح ہوچکی تھی۔۔۔وہ صائمہ کی تدفین بھی کر چکے تھے مگر عامر کانشہ ابھی تک نہیں اترا تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صائمہ کی قبر پر بیٹھے ناجانے اسے کتنی دیر ہوگئی تھی۔۔۔زاویار کے کندھاہلانے پر وہ ایک آخری نظر اس قبر پر ڈالتااپنی جگہ سے اٹھااور قبرستان سے باہر نکل آیا

تھکے ہارے قدم اٹھاتے وہ دونوں دوبارہ اس فیکٹری میں آگئے تھے جہاں سب ابھی بھی موجود تھے

وہاج اندر داخل ہواجب اسکی نظر عامر پر پڑی جواپناد کھتا سر تھامے سب کو حیرت سے

دیکھ رہا تھا

"وہاج بھائی کیا ہوا؟ یہ سب ایسے کیوں۔۔۔۔۔اور آپ؟آپ سب روئے ہیں کیا؟ کیا ہوا ہے؟" عامران سب کو دیکھتا اپنا دکھتا سر تھامے بولا، اسکے جسم کا ہر عضو دکھ رہے تھے، آخر کو وہاج کی مار کا بھی اثر تھا جو سب وہ بھول چکا تھا

بس وہاج کی برداشت اب جواب دے گئی تھی، وہ غصے سے اسکی جانب لپکا اور گریبان سے تھام کر اپنے سامنے کیا

"وہاج بھائی!!" عامر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں

"زلیل کمینے انسان، ہم سے۔۔۔۔۔ہم سے پوچھتا ہے کہ کیا ہوا؟ کیا ہوا؟ ہم سے پوچھتا ہے۔۔۔۔۔۔مجھے آج خود سے نفرت ہو رہی ہے کیوں نہیں مرنے دیا تجھے تیرے ماں باپ کے ساتھ کیوں بچا لیا تجھے، ارے تو مر جاتا، کاش کے مجھے یہ دن تو نا دیکھنا پڑتا!!" اسکو مارتے وہ اونچی آواز میں چلایا

کرن ڈر کر زاویار کے بلکل قریب ہو گئی تھی، اسے خوف آ رہا تھا وہاج سے

"تو نے مار ڈالا، میری بہن۔۔۔۔۔وہ تیری بھی بہن تھی گھٹیا انسان اور تو نے اسی کے

ساتھ۔۔۔۔۔۔۔بے شرم زلیل شخص یہ کیا کیا۔۔۔۔۔کیا کیا تو نے!!" اسے زمین پر گرائے پیروں سے مارتا وہ بولا جبکہ عامر خود کو بچانے کی بے ضرر سی کوشش کر رہا تھا جو کہ ناممکن تھی

"میں نے، میں نے کچھ نہیں کیا بھائی۔۔۔۔۔آپ کو غلط فہمی ہوئی ہو گی۔۔۔۔۔۔ اور کونسی بہن کس کی بات کر رہے ہے آپ؟" عامر روتا خود کو بچاتے بولا

"کس کی۔۔۔۔۔کس کی بات کر رہا ہوں؟ کس کی بات کر رہا ہوں؟" اسے گریبان سے تھامے اپنے سامنے کیے وہاج پھنکارا

"صائمہ۔۔۔۔۔۔صائمہ کی بات کر رہا ہوں؟" وہاج دھاڑا

"صائمہ آپی؟" عامر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں

"ہاں اسی صائمہ کی جو تیری بہن تھی اور تو نے اسی کی عزت کو بے آبرو کر دیا۔۔۔۔۔۔اتنا گر گیا تو۔۔۔۔۔۔درندہ بن گیا تو!!" وہاج اسے قریب کیے بولا جبکہ عامر خود پر لگے اس الزام پر تڑپ اٹھا

وہ فوراً وہاج کی گرفت سے نکلا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کچھ نہیں کیا میں نے سنا آپ نے۔۔۔۔۔۔میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔۔۔۔ جھوٹ ہے یہ۔۔۔۔۔بکواس۔۔۔۔الزام لگایا گیا ہے مجھ پر!!" عامر چلا اٹھا مگر وہاج اسکی بات کو ان سنا کرتا اسے مارتا گیا، اتنا کہ عامر آدھ موہو گیا تھا اور اب اس میں کوئی ہمت باقی نہیں بچی تھی

"اسے باہر پھینک آؤ زاویار!!" وہاج سپاٹ چہرہ لیے سخت لہجے میں بولا

"مگر بھائی۔۔۔۔۔۔۔" زاویار نے کچھ بولنا چاہا

"زاویار جتنا کہا ہے اتنا کروں۔۔۔۔۔اسے اٹھاؤ اور باہر پھینک کر آؤ!!" وہاج دھاڑا تو زاویار تیزی سے عامر کی جانب بڑھا اور اسے اٹھائے وہ وہاں سے لیکر نکل گیا

"اگر اور کسی کو بھی عامر کے ساتھ ہمدردی ہو رہی ہے تو وہ یہاں سے دفعان ہو جائے، مجھے کوئی مسئلہ نہیں!" وہاج اونچی آواز میں بولا تو سب کے چہرے جھک گئے ،کسی میں بھی اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہاج کے فیصلے کے خلاف جا سکتا

سب پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالے وہ وہاں سے جا چکا تھا۔۔۔۔۔

آج صبح سویرے ہی اسکی آنکھ کھل چکی تھی، وہ ریسٹورانٹ کال کرکے اپنی نوکری چھوڑنے کے حوالے سے بتا چکی تھی

خود کو آئینے کے سامنے اچھے سے تیار کیے وہ آج اچھی نظر آنا چاہتی تھی۔۔۔۔کیوں؟ اسکا جواب وہ بھی نہیں جانتی تھی

ساڑھے سات ہوتے ہی وہ اپنی بلڈنگ سے نکلی اور تیز تیز قدم اٹھاتی مین روڈ پر آئی وہاں سے ٹیکسی لیے وہ اپنی نئی زندگی کا نیا آغاز کر چکی تھی

بلڈنگ میں داخل ہوتے ہی سب کی نظروں کو اگنور کیے وہ ناک کی سیدھ میں لفٹ میں داخل ہوئی۔۔۔۔۔۔لفٹ زارون کے فلور پر آکر رکی تھی، ایک گہری سانس خارج کیے وہ اب اپنے آپ کو اچھے سے تیار کر چکی تھی، تیز تیز قدم اٹھائے وہ زارون کے فلیٹ کے سامنے آرکی اور بیل بجائی

اسی وقت مخالف فلیٹ سے جاب کے لیے نکلتی میگی اسے وہاں دیکھ کر ٹھٹکی، اتنے میں زارون نے فلیٹ کا دروازہ کھولا جب گلاب اسے سلام کرتی اندر داخل ہوئی

یہ منظر بہت نفرت اور حقارت سے میگی نے دیکھا تھا۔۔۔آج اسکا آفس کا آخری دن

تھا۔۔۔۔۔۔آج سے کرسمس اور پھر نیوائیر کی چھٹیاں شروع ہو جانی تھی

"تمہیں تو میں دیکھ لوں گی بہت جلد !!" نفرت سے گلاب کی پشت کو تکتی وہ خود سے بولی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زارون کے دروازہ کھولتے ہی گلاب نے اسے سلام کیا جسکا اسنے سر ہلا کر جواب دیا تھا

گلاب کو وہ کچھ بجھا بجھا سا لگا، مگر اس نے زیادہ غور و فکر نہیں کی

"تو مجھے کیا کرنا ہے؟" گلاب نے ایک جذبے کے تحت پوچھا

"جو تمہیں ٹھیک لگے!!" زارون نے جواب دیا

گلاب نے غور کی تو اسکی آنکھیں سرخ تھی وہ یقینی طور پر پوری رات سویا نہیں تھا، اسکی

آواز اس بات کا اشارہ تھی کہ وہ رویا تھا

"ہونہہ!!" گلاب کو کچھ سمجھ نہیں آیا

"لسن میں اپنے کمرے میں ہوں۔۔۔۔۔تم بس اپنا کام کرنا اور جانے سے پہلے بتا دینا

اوکے!!" اسے بولتا زارون خود کمرے میں چلا گیا اور اندر سے لاک کر لیا

گلاب کچھ پل تو حیران پریشان رہی مگر پھر اسکی پرائویسی کا خیال کرتی کام کرنا شروع ہو گئی

سارے فلیٹ کی صفائی ماسوائے زارون کے کمرے کے کرنے کے بعد اس نے کچن میں کھانا پکایا، وہ دوپہر اور رات کا کھانا ایک ساتھ بنا چکی تھی

اسنے بہت دیر تک زارون کے باہر آنے کا انتظار کیا مگر وہ باہر نہیں نکلا۔۔۔۔۔۔۔۔

گلاب نے ایک دو بار ناک بھی کیا مگر اندر سے یہی جواب آیا کہ وہ مصروف ہے

جب رات ہونے کو آگئی تو گلاب نے ایک بار پھر سے دروازہ ناک کیا

"سر!!" گلاب نے اسے مخاطب کیا

"گلاب تم گھر جاؤ!!" وہ صرف اتنا بولا

"مگر سر۔۔۔۔۔۔۔۔"

"گھر جاؤ!!!!!" وہ دھاڑا

"جاو کا مطلب جاو ہوتا ہے سمجھی!!" اب کی بار وہ چلایا تو گلاب کی آنکھیں پانی سے بھر گئیں اور بنا کوئی جواب دیے وہ تیزی سے اپنا بیگ اٹھائے وہاں سے بھاگ گئی

اپنے ہاتھ میں ہیرے کی انگوٹھی پکڑے وہ غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک گہرہ سانس خارج کیے اس نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔۔۔۔ کل تک کتنا خوش تھا وہ، اس نے فیصلہ کیا تھا کہ آج وہ کرن کو پرپوز کرے گا، شادی کا پوچھے گا مگر اب جو ہوا تھا وہ تو اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا

"کیا سوچ رہے ہوں؟" وہاج اس کے پاس بیٹھتے بولا

"کچھ نہیں۔۔۔۔۔۔ بس ابھی تک یقین نہیں ہوتا کہ عامر ایسا کچھ کر سکتا ہے۔۔۔۔۔ وہ تو بچہ ہے!!" زاویار دھیمی آواز میں بولا

"نہیں زاویار وہ بچہ نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔ بچے ایسی حرکتیں نہیں کرتے!!" بات کرتے کرتے وہاج کی نظر زارون کے ہاتھ میں موجود انگوٹھی کی جانب گئی

"کیا یہ کرن کے لیے ہے؟" وہاج نے سوال کیا

"ہاں!!"

"تو تمہیں اس سے پوچھنا چاہیے شادی کا!!" وہاج دھیرے سے بولا

”کل تک تو یہی خیال تھا کہ آج پوچھوں گا مگر جو ہوا۔۔۔۔۔۔۔ابھی کچھ دن یہ قصہ نا ہی چھیڑے تو بہتر ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔“زاویار کی بات پر وہاج نے سر اثبات میں ہلایا

”تم نے۔۔۔۔۔۔۔تم نے رستم سر کو بتایا؟“زاویار نے جھجکتے ہوئے پوچھا

”زاویار!!“وہاج نے اسے آنکھیں دکھائی

”جانتے ہوں نا انکا نام لینے کی اجازت نہیں!!“وہاج ڈپٹے ہوئے بولا

”معافی چاہتا ہوں بھائی، مگر کیا بتایا تم نے؟“زاویار نے دوبارہ سوال کیا

”ہاں میں نے بتایا تھا نہیں!!“وہاج نے جواب دیا

”تو انکا کیا ری ایکشن تھا؟“زاویار نے مزید ایک سوال کیا

”معلوم نہیں مگر اتنا جانتا ہوں کہ وہ پوری رات سو نہیں پائے ہوگے!!“وہاج گہری سانس خارج کیے بولا

”خیر تم اب اٹھ جاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔کرن کو چھوڑنے جانا ہے، سمجھے!!“وہاج نے انگلی اٹھائے تنبیہ کی جب زاویار نے زور و شور سے سر اثبات میں ہلایا

وہاج وہاں سے جا چکا تھا مگر ایک اور انسان بھی وہاں موجود تھا جو چھپ چھپ کر ان کی

تمام باتیں سن چکا تھا۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"اوئے کیا ہوا ہے؟" بائیک کرن کے گھر کے سامنے روکے زاویار نے سوال کیا تو کرن کا سر نفی میں ہلا

"کرن ادھر دیکھو مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے؟" زاویار نے اسکا ہاتھ تھامے رخ اپنی جانب کیا

"کچھ نہیں بس جو صائمہ کے ساتھ ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے ساتھ ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا زاویار!!" کرن روتے بولی

"تم فکر مت کروں جس نے بھی یہ کیا ہے اسے سزا ضرور ملے گی!!" زاویار اسکا ہاتھ تھامے وعدہ کرتے بولا

"ہاں تم نے ٹھیک کہاں عامر کو ضرور سزا ملنی چاہیے!!" کرن بھی اب بولی جبکہ زاویار نے محض سر ہلایا

"اچھا چلو اب تم جاؤ۔۔۔آنٹی پریشان ہو رہی ہو گی!!"

"تم بھی آجاؤ امی بہت دنوں سے تمہارے بارے میں پوچھ رہی ہے، آج مل لو ان

سے۔۔۔۔۔۔مجھے نہیں لگتا میں آج نارمل طریقے سے بات کر پاؤ گی!!"کرن نے جواب دیا تو زاویار نے اسکو سمجھتے سر اثبات میں ہلا دیا

گھر آتے ہی اس نے زور سے اپنا بیگ صوفہ پر پٹخا۔۔۔۔۔۔آج کے دن کا آغاز جتنے پر کوش طریقے سے اس نے کیا تھا اختتام اتنا ہی برا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔اسکی آنکھوں میں بار بار آنسوؤں آرہے تھے

ایسا نہیں تھا کہ پہلی بار کسی نے اس سے اس آواز میں بات کی ہوں۔۔۔۔۔۔اسے عادت تھی اپنے ماں باپ کے ہاتھوں زلیل ہونے کی، مگر زارون وہ شخص تھا جس سے اسے ایسے رویے کی امید نہیں تھی۔۔۔۔۔۔زارون کے آج کے رویے نے اسکا دل دکھایا تھا

روتے روتے وہ بیڈ پر جا گری اور روتے ہوئے ہی اس کی آنکھ لگ گئی تھی

صبح سویرے ہی اسکی آنکھ کھل گئی تھی مگر آج وہ جوش نہیں تھا جو کل کے دن اس میں

موجود تھا

وہ بددل سی اپنے بستر سے اٹھی اور فریش ہو کر ناشتہ کر کے زارون کے فلیٹ کے لیے نکل گئی تھی

اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ زارون سے زیادہ بات نہیں کرے گی، نہ اسکی فکر کرے گی، آخر کو وہ تھی ہی کون، لگتی ہی کیا تھی زارون کی؟ بس ایک میڈ۔۔۔۔۔۔اور اس سے پہلے ایک انجان لڑکی جس کی مدد انسانیت کے ناطے اس نے کر دی تھی

پور اراستہ زارون سے بات نہ کرنے کا فیصلہ کرتے وہ اب اسکے فلیٹ کے سامنے کھڑی تھی، بیل بجا کر وہ دروازہ کھلنے کی منتظر تھی۔۔۔۔۔جب زارون نے اسے دیکھ کر سلام میں پہل کی اور ایک مسکراہٹ اسکی جانب اچھالی، مگر گلاب نے صرف سلام کا جواب دیا اور اندر داخل ہو گئی۔۔۔۔۔۔زارون نے اسکے پیچھے سے دروازہ بند کیا اور بالوں میں ہاتھ پھیرے وہ اسکے پیچھے ہی اندر آیا۔۔۔۔۔۔۔اسکی حالت آج کل کی نسبت کچھ بہتر تھی

فلیٹ میں آتے ہی گلاب کچن کی جانب بڑھی جہاں گندے برتن اسکے ویلکم میں تھے، کچن کا پورا حشر نشر بگڑا ہوا تھا، یوں جیسے کوئی طوفان آکر گزرا ہوں

''وہ میں اپنے لیے کچھ بنانے کی کوشش کر رہا تھا!!''شرمندہ سازاروں دروازے میں کھڑا بولا

''میں کھانا بنا کر گئی تھی!!''گلاب غصے پر قابو پاتے بولی

''ہاں وہ تب بھوک نہیں تھی تو میں نے۔۔۔۔۔۔۔''

''تو میں نے کیا؟تو میں نے کیا ہاں پھینک دیا؟ہاں پھینک دیا ہو گا۔۔۔۔۔کھانا تو مفت میں بک رہا ہے نا۔۔۔۔۔بہت اچھا کیا ایسا ہی کرنا چاہیے تھا آپکو!!''غصے سے پھنکارتی وہ توزاروں کو بھوکلانے پر مجبور کر گئی

''نہیں نہیں ایسا کچھ نہیں۔۔۔۔وہ تو میں نے یہ دیکھو فریج۔۔۔۔۔۔۔فریج میں رکھ دیا تھا۔۔۔۔بعد میں دل نہیں چاہا۔۔۔۔۔کچھ لائٹ کھانے کا موڈ تھا۔۔۔۔۔۔تو بس یہ ہو گیا!!''وہ فریج کھول کر اسے رات کا کھانا دکھاتا بعد میں کچن کی جانب اشارہ کرتے بولا۔۔۔۔۔۔۔۔گلاب شرمندہ ہو گئی

اسکی مرضی وہ جو مرضی کرتا اسے کیا۔۔۔۔۔مگر اس نے وہ وقت دیکھا جب وہ ایک ایک نوالے کو ترستی تھی تو بس اسی لیے وہ چلا اٹھی

''وہ۔۔۔۔۔۔وہ میں صفائی کرلوں۔۔۔۔۔۔آپ کا کمرہ صاف کرنا ہے؟'' گلاب نے سوال کیا تو زارون نے سر اثبات میں ہلا دیا

پورے فلیٹ کی صفائی کرنے کے بعد وہ اب لاؤنج کی ڈسٹنگ کر رہی جب اسکی نظر صوفہ پر موجود ایلبم پر گئی۔۔۔۔۔۔۔زارون اس وقت اپنے لیے کافی بنا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔گلاب نے اصرار کیا کہ وہ بنا دے مگر زارون نے ٹال دیا یہ کہہ کر کہ اسے صرف اپنے ہاتھ کی بنی کافی پسند ہے

کپڑہ ٹیبل پر رکھے اس نے ایلبم کھولی تو سب سے پہلے ایک لڑکی کی تصویر تھی۔۔۔۔۔ وہ عام شکل وصورت کی تھی مگر اسکی مسکراہٹ بہت پیاری تھی

اسنے آگے دیکھا تو ایک کپل کی فوٹو تھی۔۔۔۔۔۔تصویر اسی لڑکی اور اسکے ساتھ ایک آدمی کھڑا تھا۔۔۔۔۔۔ان کی جوڑی چاند سورج کی تھی۔۔۔۔۔۔۔وہ لڑکی برائیڈیل ڈریس میں ملبوس تھی۔۔۔۔۔۔گلاب ایلبم کو آگے دیکھتی گئی جب ایک تصویر پر نظر رکی۔۔۔۔۔۔اس لڑکی نے ایک بچے کو پکڑا ہوا تھا جس میں وہ بچہ کھلکھلا کر ہنس رہا تھا اور وہ لڑکی اسکے ہونٹوں کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی مسکرا رہی تھی

ساتھ ہی ایک تصویر میں وہ پوری فیملی تھی

"یہ میری مام ہے اوران کے ساتھ میرے ڈیڈ!!"کافی کے سپ لیتازارون بولا تو گلاب نے چونک کر سر اٹھایا

"آپ کی ماما بہت خوبصورت تھی!!"گلاب مسکرا کر بولی توزارون ہنس دیا

"اچھا مجھے لگا تم کہوں گی کہ میرے ڈیڈ بہت ہینڈ سم تھے!!"وہ مسکرایا توگلاب بھی مسکرادی

"کل کی انکی ڈیتھ اینیورسری تھی"وہ بولا توگلاب نے اسکے چہرے کو دیکھا جواب مرجھا گیا تھا جبکہ آنکھوں میں ہلکی سی نمی چھا گئی تھی

"اسی لیے کل اپ سیٹ تھا اور تم پر چلا اٹھا۔۔۔۔۔۔ہر سال یہ دن میں اکیلا رہ مناتا ہوں۔۔۔۔۔۔کل بھی کچھ ایسا ہی تھا۔۔۔۔۔۔۔۔کل کے رویے کے لیے شرمندہ ہوں تم سے۔۔۔۔۔۔۔تمہاری معافی کا طلبگار ہوں!!"وہ بولا توگلاب کو اسکی آنکھوں میں سچائی نظر آئی

"کوئی بات نہیں!!"گلاب مسکراہٹ سجائے بولی توزارون بھی مسکرادیا

"اسکا مطلب معافی مل گئی؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بلکل مل گئی!!"

"آہ شکر ہے ورنہ میں نے سنا تھا کہ لڑکیوں کے بہت نکھرے ہوتے ہیں" زارون شرارت سے بولا

"بلکل ہوتے ہیں!!" گلاب نے بھی جواب دیا

"مطلب کے تم اتفاق کرتی ہوں مجھ سے؟"

"میں سچی باتوں پر ہمیشہ ہی اتفاق کرتی ہوں!" گلاب کی بات پر زارون کھل کر ہنسا

"تم ایک اچھی لڑکی ہوں گلاب غضنفر!!" زارون اسکی تعریف کرتا کچن میں خالی مگ رکھنے چلا گیا جبکہ گلاب دوبارہ سے ایلبم دیکھنے لگی

"آپ کے ماں باپ آپ سے بہت محبت کرتے تھے نا؟" گلاب نے انکی فیملی پکچر پر ہاتھ پھیرتے پوچھا، اس کی آواز میں ایک خالی پن تھا جو زارون نے شدت سے محسوس کیا تھا

"ہاں بہت زیادہ!!" وہ بولا

"مگر میں کبھی ان کی محبت محسوس نہیں کر پایا!!" اس نے دل میں سوچا

"وہ آپ سے کتنی محبت کرتے تھے؟" گلاب نے پھر سے سوال کیا

"بہت زیادہ جانتی ہوں جب تک ڈیڈ جاب سے گھر آکر مجھے ڈھیر سارا پیار نہ کر لے وہ روم میں نہیں جاتے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ماما پورا دن میرے آگے پیچھے بھاگتی زارون یہ کھالو وہ پی لو۔۔۔۔۔۔۔ہر روز میری فیورٹ ڈش بناتی۔۔۔۔۔گھر بھر کا لاڈلا تھا میں اکلوتا جو تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔جانتی ہوں ہر ویک اینڈ پر وہ مجھے پارک لیکر جاتے میرے ساتھ کئی گھنٹے کھیلتے۔۔۔۔۔۔۔ڈیڈ میرے ساتھ ہر سنڈے کرکٹ کھیلتے، اپنے کندھے پر بٹھا کر جھولا جھلاتے۔۔۔۔۔۔۔۔میں بہت لکی تھا۔۔۔"زارون اپنے اندر کی کھولن کم کرتے بولا۔۔۔۔۔۔۔وہ یہ نہ کہہ سکا کہ وہ ایسی زندگی اپنی فیملی کے ساتھ گزارنا چاہتا تھا

وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ گلاب کے ساتھ کیا ہوا مگر اتنا جان چکا تھا کہ وہ اپنے ماں باپ سے ناراض تھی۔۔۔۔۔۔اسی لیے اس کے سامنے اس نے جھوٹ بولا وہ نہیں چاہتا تھا کہ گلاب اسکا ماضی سن کر ماں باپ سے مزید نفرت کرے

گلاب زارون کو سنے اسکا اور اپنا موازنہ کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔زارون کتنا خوش قسمت تھا اسکے نزدیک لیکن اگر وہ اسکے لفظوں پر غور کرتی تو جانتی کہ اسکے الفاظ کتنے کھوکھلے تھے، کتنی حسرت تھی ان لفظوں میں۔۔۔۔۔

جبکہ گلاب تو خود کی زندگی کو سوچنے لگی۔۔۔۔کیسے اسکے ماں باپ ہمیشہ اسکے بھائی پر جان لٹاتے۔۔۔۔۔۔ہر ویک اینڈ پر اسکے بھائی کو وہ باہر لیکر جاتے، فیملی پکنک پر جبکہ وہ ان کے پیچھے پورے گھر کی صفائی کرتی ڈھیروں برتن دھوتی، کپڑے دھوتی۔۔۔کھانا پکاتی مگر بدلے میں کیا ملتا اسے۔۔۔۔۔کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔ان کی مار سہتی۔۔۔۔ان کے منہ سے نکلے غلیظ الفاظ سنتی۔۔۔اسکی آنکھیں نمکین پانی سے بھر گئی۔۔۔۔۔۔آنکھوں میں آنسو تو زاروں کے بھی تھے جس کی پیٹھ اسکی جانب تھی۔۔۔۔۔مگر دونوں خود کو سنبھال چکے تھے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”انکی۔۔۔۔انکی دیتھ؟“گلاب خاموش ہوگئی

”ہاں۔۔۔۔۔ایک حادثہ ایک بہت برا حادثہ سب چھین کر لے گیا مجھ سے۔۔۔۔۔۔۔کار ایکسیڈینٹ میں دیتھ ہوئی تھی انکی۔۔۔۔۔جانتی ہوں تب ہماری فیملی میں ایک نئے انسان کا اضافہ ہونے جارہا تھا۔۔۔۔۔۔میری چھوٹی بہن۔۔۔۔۔۔مگر ایک حادثے نے سب کچھ ختم کر دیا!!“وہ ضبط کی کڑی منزلوں کو چھوتے بولا

گلاب افسوس سے اسکی پشت تکے گئی

سیٹی کی دھن بجاتے وہ آج ہفتے بعد گھر آیا تھا۔۔۔۔۔۔وہ سیڑھیاں چڑھتا اپنے کمرے کی جانب جارہا تھا جب اسے شیر کے کمرے سے دبی دبی سسکیوں کی آواز آئی۔۔۔۔۔۔ پہلے پہل تو اس نے اگنور کیا مگر جب خیال آیا کہ مہر النسا گھر پر نہیں ہے تو وہ کچھ سوچتے ہوئے شیر کے کمرے کی جانب بڑھا

"شیر!!"اسنے دروازہ کھولا تو کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا۔۔۔۔۔۔وہ مزید اندر داخل ہوا جب شیر پیچھے سے اس پر جھپٹا اور اسے مارنے لگا

"شیر۔۔۔۔شیر۔۔۔۔۔۔۔شیر ہوش میں آؤ میں ہوں رامش۔۔۔۔۔۔۔"اسے قابو کرتے وہ بولا جبکہ شیر پر تو کوئی جنون سا سوار ہو گیا تھا

"شیر!!!!!"رامش دھاڑا تو شیر خاموش ہوا

رامش نے کمرے کی لائٹ اون کی تو ہر چیز بکھری پڑی تھی جبکہ شیر اب زمین پر بیٹھا خود کے اردگرد بازو پھیلائے خوف سے کانپ رہا تھا۔۔۔۔۔۔اسکی ایسی حالت پر رامش کو افسوس ہوا تھا

"شیر!!" وہ اسکی جانب بڑھا جبکہ شیر پیچھے کو ہوا

"شیر ادھر دیکھو میں ہوں رامش۔۔۔۔تمہارا۔۔۔۔۔تمہارا بھائی!" وہ آخر وہ لفظ بول ہی چکا تھا جو کبھی نا بولنے کی قسم کھائی تھی اسنے

"رامش بھائی؟" شیر نے یقین کرنا چاہا جس پر رامش نے شر اثبات میں ہلایا

"بھائی!!" وہ زور سے اس سے لپٹ گیا۔۔۔

"سب سب بند کردوں بھائی وہ انکل۔۔۔۔وہ انکل گندے ہے بھائی وہ آئے گے۔۔۔مجھے، مجھے ان سے ڈر لگتا ہے بھائی!!" شیر بولا تو رامش نے اسکی پیٹھ تھپتھپائی

"کوئی نہیں آئے گا شیر میں ہوں یہاں!!" وہ اسے حوصلہ دیتے بولا

"چلو آؤ!!" اسے بیڈ پر بٹھائے وہ اسکی میڈیسن کا باکس لیکر آیا

"کھانا کھایا تھا؟" رامش کے سوال پر شیر نے سر اثبات میں ہلایا

رامش نے باکس میں سے اسکی میڈیسن نکالکر اسے دی۔۔۔۔۔مہرالنسا ہمیشہ رامش کے ساتھ شیر کی دوائیاں لینے جاتی تھی اسی لیے اسے معلوم تھا کہ کونسی دوائی دینی تھی

شیر کو

دوائی لیکر بہت جلد شیر نیند کی وادی میں کھو چکا تھا۔۔۔جبکہ رامش نے اسکے بکھرے کمرے کو دیکھا

وہ فری تھا تو اسنے شیر کا کمرہ سمیٹ دیا تھا۔۔۔وہ پین اٹھا کر ٹیبل پر رکھ رہا تھا جب نظر میں شیر کی سکیچ بک آئی۔۔۔۔۔

رامش نے کچھ سوچتے ہوئے سکیچ بک کھولی تو حیران رہ گیا۔۔۔۔۔ہر صفحے پر اسکی تصاویر بنی ہوئی تھی۔۔۔۔کوئی اس کی کسی کمرشل ایڈ کی۔۔۔کہی وہ ریمپ واک کر رہا تھا۔۔۔۔۔کہی اپنی کی چین گھمارہا تھا۔۔۔۔کسی میں وہ سیگریٹ پی رہا تھا۔۔۔مگر ایک تصویر پر اسکی آنکھیں پھیل گئی۔۔۔۔اس تصویر میں وہ اور شیر ایک جیسا سوٹ پہنے اکٹھے کھڑے تھے۔۔۔دونوں بھائی مسکرا رہے تھے جبکہ رامش نے اپنا ایک ہاتھ شیر کے کندھے پر رکھا تھا اسکے نیچے لکھی سطر پڑھ کر وہ حیران رہ گیا

"my unfulfilled dream"

سکیچ بک بند کیے وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلا اسکا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا

یہاں سے وہاں اور وہاں سے یہاں وہ کب سے چکر لگا کر تھک گیا تھا۔۔۔۔۔اسکا منہ وہاج کی مار سے ابھی تک سوجا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔وہ ابھی سوچ میں ہی تھا جب وہاج اسے آتا دکھائی دیا

"بھائی!!" عامر تیزی سے اسکی جانب لپکا

"عامر تم ٹھیک تو ہوں؟ زیادہ درد تو نہیں ہوا؟" وہاج اسکا سوجا چہرہ تھامے بولا

"بھائی میں ٹھیک ہوں بس آپ بتائے وہ سب کیسے؟"

"نہیں عامر پہلے یہ بتاؤ کہ تم اس رات کہاں غائب تھے اور واپس ایسی حالت میں؟"

وہاج کی بات پر عامر نے اسے اس رات جو کچھ ہوا وہ سب بتایا

عامر اس دن بیلنس کروانے دکان پر گیا تھا جب واپسی پر کسی نے پیچھے سے اس پر وار کرکے اسے بیہوش کر دیا۔۔۔۔۔۔اسکی آنکھ اندھیرے کمرے میں کھلی تھی۔۔۔۔۔ مگر اس کچھ نہیں معلوم تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔۔۔دو لوگ اس کمرے میں آئے ایک

نے اسے نشے والا انجیکشن لگایا جبکہ دوسرے نے زبردستی شراب اسکے اندر انڈیلی، جس کی وجہ سے وہ مکمل ہوش کھو چکا تھا۔۔۔۔اسکی آنکھیں ہلکی سی کسی لڑکی کی چیخوں پر کھلی تھی وہ اپنے سامنے اسے بے آبرو ہوتے دیکھ سکتا تھا مگر اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ کچھ کر سکے اور اسکے بعد کیا ہوا اسے کچھ معلوم نہیں ہوا

عامر کو بس اتنا معلوم ہے کہ جب دوسرے دن آنکھ کھلنے پر وہاج نے اسے مارا تو سب سے بچ کر اس نے عامر کو کچھ کہاں تھا

"عامر ابھی جیسا کر رہا ہوں چپ چاپ ہونے دوں۔۔۔۔۔ہم میں سے کوئی غدار ہو چکا ہے۔۔۔۔۔بہادر خان کے ساتھ ملا ہوا ہے۔۔۔۔۔جیسا چل رہا ہے چلنے دوں۔۔۔۔۔ابھی تم ہی مشکوک ہوں سب کی نظروں میں" مارتے مارتے وہاج دھیرے سے اسکے کان میں غرایا تھا۔۔جس پر عامر نے خاموشی اختیار کر لی تھی

"بھائی آپ کو معلوم ہوا کہ غدار کون ہے؟" عامر کے پوچھنے پر وہاج نے سر اثبات میں ہلایا اور اپنی بند مٹھی کھول کر اسکے آگے کی۔۔۔۔۔عامر کی آنکھیں پھیل گئیں

"یہ؟" عامر کو یقین نہیں ہوا

"ہاں یہ!!" وہاج نے تصدیق کی

"ویسے آپ کو کیسے مجھ پر یقین تھا کہ وہ میں نہیں تھا؟" عامر نے سوال کیا

"تمہاری حالت عامر۔۔۔۔۔۔تمہاری حالت اس بات کی تصدیق کے لیے کافی تھی۔۔۔۔اور پھر صائمہ بھی جاتے جاتے غدار کے بارے میں بتا کر گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔یہ اسی نے دیا تھا" اپنی مٹھی میں موجود چیز کی جانب اشارہ کیے وہ بولا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"کیا وہ عامر ہے؟" وہاج کے سوال پر صائمہ نے سر ملکے سے نفی میں ہلایا اور اپنی بند مٹھی کھول کر وہاج کے سامنے کر دی

وہاج نے حیرت سے صائمہ کو دیکھا جس کی آنکھوں سے آنسوؤں بہنا شروع ہو گئے تھے

"کیا۔۔۔۔۔۔کیا بہادر خان کے ساتھ یہ بھی ان سب میں ملوث؟" وہاج اسکی حالت کی جانب اشارہ کرتے بولا تو صائمہ نے سر پھر سے اثبات میں ہلایا تو وہاج آنکھیں میچ گیا

''اب کیا کرنا ہوگا بھائی؟''عامر کی آواز پر وہ حال میں لوٹا

''تم اب ہم سے ایک نہیں ہوں عامر۔۔۔۔۔میں تمہیں نکال چکا ہوں۔۔۔۔۔۔۔

اب تمہیں اس پر نظر رکھنی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ہمارے دشمنوں پر نظر رکھوں

عامر۔۔۔۔۔۔۔کچھ بھی غیر معملوی سا لگے تو ہمیں بتاؤ!!''وہاج کی بات پر عامر نے

سر اثبات میں ہلایا

''ٹھیک بھائی جیسا آپ کہے!!''عامر موؤدب سا بولا تو وہاج نے اسکا کندھا تھپتھپایا

''اب تکلیف تو نہیں ہو رہی؟''وہاج نے اسکی چوٹ کو دیکھے پوچھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''نہیں یہ درد اس درد کا مقابلہ نہیں کر سکتی جو مجھے تب ہوا تھا جب آپ نے شک کیا تھا

مجھ پر''عامر نے فوراً جواب دیا

''ضروری تھا عامر۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہم بہادر خان کو سزا دلوانے کے بہت نزدیک

ہیں۔۔۔۔۔اب یہاں سے ہم کوئی غلطی نہیں کر سکتے!!!سمجھے؟''وہاج کی بات پر

عامر نے جھٹ سے سر ہلایا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈئیر ریڈرز آن لائن کلاسز کی وجہ سے روزانہ قسط دینا مشکل ہوتا ہے تو رائیٹر کی مجبوری کو سمجھے اور تھوڑا سا کمپرومائز کر لے دیار عشق

قسط نمبر 8

لانگ ایپیسوڈ

از قلم قانتہ خدیجہ

عامر کی طرف لپکتا وہ بیہوش عامر کو جھنجھوڑ چکا تھا۔۔۔۔عامر جس کی حالت پہلے ہی بری تھی وہ خود کو وہاج کے قہر سے بچا نہیں پایا

"بے غیرت، گھٹیا انسان، میں نے تمہیں اپنا بھائی مانا چھاٹے بھائی کی طرح محبت کی اور تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو گھٹیا شخص یہ تو نے کیا کیا؟ وہ، وہ تیری بہن کی طرح تھی، بے شرم میں تجھے نہیں چھوڑو گا، زندہ در گور کر دوں گا تجھے میں، زلیل شخص!!" وہاج عامر کو ادموھا کر چکا تھا، عامر نے خود کو بچانے کی بہت کوشش کی مگر وہ ناکام رہا۔۔۔۔عامر کا پورا چہرہ لہولہان ہو گیا تھا

"وہاج، وہاج کیا کر رہے ہوں چھوڑوں اسے۔۔۔۔۔۔وہاج!!۔۔۔۔۔۔پاگل تو

نہیں ہوگئے ہو کیا؟"زاویار نے اسے زور سے پیچھے دھکا دیا جبکہ عامر اب مکمل طور پر ہوش کھو چکا تھا

"ہاں ہوگیا ہوں میں پاگل، پاگل ہوگیا ہوں میں۔۔۔۔۔۔وہ ویڈیو دیکھی تم نے؟ دیکھی نا وہ صائمہ،۔۔۔۔۔میری بہن کی طرح نہیں، بہن کی طرح نہیں بہن تھی وہ میری۔۔۔۔۔۔۔۔یہ، اس زلیل انسان نے کیا کیا۔۔۔۔۔کیا کیا اسکے ساتھ!!"وہ روتے ہوئے زاویار کے ساتھ لپٹ گیا

زاویار نے خود پر قابو پائے وہاج کی پیٹ کو تھپتھپایا

شمس بھی ڈاکٹر کے ساتھ مرہم پٹی کروا کر آچکا تھا، جب اسنے عامر کی دیکھا تو اسکی آنکھیں باہر کو آگئی

"بھائی یہ!!"وہ عامر کی جانب جاتے بولا

"خبردار۔۔۔۔۔۔۔خبردار کوئی ہاتھ نہیں لگائے گا اس جانور کو۔۔۔۔۔۔میں اسکے ٹکڑے کر دوں گا!!"وہاج پھر سے بے قابو ہوتا عامر کی جانب بڑھا جب زاویار نے اسے پکڑ لیا جبکہ شمس ہر چیز سے بے خبر بس عامر کے وجود کو دیکھ رہا تھا

”بھائی۔۔۔۔۔بھائی۔۔۔۔۔وہاج بھائی!!“ایک گارڈ بھاگتا ہوا اندر آیا

”بھائی وہ،وہ صائمہ!!“وہ اپنی بات پوری نہیں کر سکا جب وہاج زاویار اور شمس کے ساتھ بھاگتا ہوا باہر کی جانب بھاگا

باہر سے دیکھو تو یہ ایک بند فیکٹری تھی جہاں وہ لوگ چھپ کر ثبوت اکٹھے کر رہے تھے جبکہ ایک خفیہ راستہ پیچھے گراؤنڈ کی جانب نکلتا تھا جہاں سے عامر بہادر خان سے بچ کر آیا تھا

وہاج بھاگتا ہوا باہر آیا جہاں ایک تھیلا زمین پر گرا تھا جس میں سے صائمہ کا تشدد زدہ چہرہ دیکھا جا رہا تھا۔۔۔۔اسکی حالت اا تنی بری تھی کہ وہاج کا دل ایک پل کو کانپ اٹھا، زاویا اور شمس بھی اس کے پیچھے تھے مگر صائمہ کو دیکھ کر وہ دونوں اپنی جگہ رک گئے

وہاج چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے صائمہ کے بے جان وجود کے پاس گیا،اسکا چہرہ ہاتھوں میں لیے کئی آنسو وہاج کی آنکھوں سے نکل کر اسکے چہرے پر گرے تھے

تھیلے سمیت وہ صائمہ کو اٹھائے اندر کی جانب بڑھا کیونکہ وہ تھیلے کے اندر اسکے برہنہ جسم کو محسوس کر چکا تھا،صائمہ کے چہرے کی ابتر حالت دیکھ کر وہ جان چکا تھا کہ اس

کے ساتھ کیا ہوا ہے، سرخ آنکھیں لیے اس نے اندر کی راہ لی

''زاویار جاؤ اور کرن کو لیکر آؤ ابھی!!''زاویار کو حکم دیتا وہ ایک کمرے میں داخل ہوا

اور صائمہ کے وجود کو وہاں لٹائے اس نے ڈاکٹر کو فوراً اپنی ٹیم کو بلانے کو کہا

زاویار آدھے گھنٹے کے اندر اندر کرن کو لیے واپس آگیا تھا، جبکہ کرن جو پریشان تھی اب

صائمہ کی حالت دیکھ کر اسکو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا

وہاج کا اشارہ ملتے ہی اس نے اب سب کو باہر جانے کو کہاں اور صائمہ کے جسم کو وہاں

موجود کپڑوں سے ڈھکا، اسکے ہاتھ لرز رہے تھے، آنکھوں سے آنسوؤں بہے جا رہے

تھے۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھوڑی دیر بعد وہاج ڈاکٹرز کی ایک ٹیم کے ساتھ اندر داخل ہوا جنہوں نے کئی آلات لگا

کر فوراً صائمہ کو آکسیجن ماسک لگایا، اسکی سانسیں ابھی بھی مدھم چل رہی تھی، شائد وہ

لوگ اسی لیے اسے پھینک گئے تھے کیونکہ انہیں یقین ہو چکا تھا کہ وہ مر گئی تھی، مگر

ابھی بھی اسکی سانسیں ہلکی سی چل رہی تھی۔۔۔

اسکے جسم پر سیگریٹ سے جلانے کے نشان تھے، اسکے چہرے کا پورا نقشہ بگڑ کر رہ گیا تھا

"وو۔۔۔ہا۔۔ج۔۔۔۔بب۔۔۔بھا۔۔" وہ بس اتنا ہی بول پائی تو نرس فوراً سے وہاج کو بلانے باہر کو بھاگی

تھوڑی دیر بعد نرس کے ساتھ ساتھ وہاج بھی اندر داخل ہوا، صائمہ کو دیکھ کر ایک بار پھر اسکا چہرہ آنسوؤں سے بھر گیا۔۔۔۔ابھی چند گھنٹے پہلے تو وہ اسکے ساتھ تھی۔۔۔۔۔اسکے پاس محفوظ

وہ دھیمی چال چلتا بلکل اس کے پاس آرکا

"بب۔۔۔بھائی!!" صائمہ نے بلایا تو وہ آنسو صاف کرتا اسکے پاس بیٹھ گیا

"بب۔۔۔۔بہت۔۔۔۔تک۔۔ک۔۔۔لیف۔۔۔ہہ۔۔۔۔ہے!!" وہ اٹک اٹک کر بولتی اسکا دل گھائل کر گئی تھی

"مجھے بتاؤ کون۔۔۔کس۔۔۔کس نے کیا تمہارے ساتھ یہ؟" وہاج نے خود پر قابو پاتے پوچھا جبکہ صائمہ بس اسے دیکھتی رہی

"کیا۔۔۔کیا عامر تھا وہ؟" وہاج نے سوال کیا تو صائمہ کی آنکھوں سے گرم سیال بہنا شروع ہو گیا۔۔۔۔۔۔بے بسی سے وہاج نے آنکھیں بند کر لی

اسنے صائمہ کو دیکھا جواب لمبے لمبے سانس بھر رہی تھی،اسے سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی،وہاج اسکی حالت دیکھ کر گڑ بڑا گیا

"صائمہ۔۔۔۔۔صائمہ بیٹا کیا ہوا؟ صائمہ!!!"اسکے ناکارہ ہوتے وجود کو دیکھ کر وہ اسے جھنجھوڑتے چلایا

اسکی چیخ سن کر باقی سب بھی اندر بھاگ کر آئے مگر روح جسم سے پرواز کر چکی تھی۔۔۔۔وہ بے جان سی وہاج کے بازوؤں میں تھی،جو اسے سینے سے لگائے اونچا اونچا رو رہا تھا۔۔۔۔۔۔یہ منظر دیکھ کر ان سب کی آنکھوں سے بھی آنسو نکلنا شروع ہو گئے۔۔۔۔۔۔کرن نے دونوں ہاتھوں کو منہ پر جما لیا،زاویار نے ضبط سے آنکھیں میچ لی جبکہ شمس تو منہ ہی موڑ گیا تھا

وہاج کو ابھی بھی یقین نہیں تھا کہ عامر ایسا کچھ کر سکتا ہے۔۔۔۔۔اسکا بھائی جو کالج کی لڑکیوں سے دور بھاگتا ہے وہ خود اپنی منہ بولی بہن کے ساتھ ایسا کر سکتا ہے۔۔۔۔۔۔نہیں عامر اتنا گر نہیں سکتا مگر صائمہ کا اقرار وہاج کو توڑ گیا تھا۔۔۔۔۔عامر کی ابھی عمر ہی کیا تھی صرف سولہ سترہ سال،اور ایسی حرکت

"زاویار!!"وہاج نے سرخ آنکھیں لیے اسے آواز دی

"جی بھائی؟"زاویار موؤدب سا بولا

"کک۔۔۔کفن۔۔۔۔۔۔۔کفن کاانتظام کروں زاویار۔۔۔۔۔۔اور۔۔۔۔اور سب کوبتادوں!!"کانپتے لہجے میں بھی آخر پر اسکی آواز لڑکھڑا گئی تھی

اسکادل چاہاان سب سے کہی دور بھاگ جائے اوراونچی اونچی دھاڑیں مار کر روئیں۔۔۔۔۔صائمہ کواپنے سینے میں بھینچے وہ بند آنکھوں سے بناآواز پیدا کیے رو رہا تھارات سے صبح ہو چکی تھی۔۔۔وہ صائمہ کی تدفین بھی کر چکے تھے مگر عامر کا نشہ ابھی تک نہیں اترا تھا

صائمہ کی قبر پر بیٹھے ناجانے اسے کتنی دیر ہو گئی تھی۔۔۔زاویار کے کندھا ہلانے پر وہ ایک آخری نظر اس قبر پر ڈالتا اپنی جگہ سے اٹھا اور قبرستان سے باہر نکل آیا

تھکے ہارے قدم اٹھاتے وہ دونوں دوبارہ اس فیکٹری میں آگئے تھے جہاں سب ابھی بھی موجود تھے

وہاج اندر داخل ہوا جب اسکی نظر عامر پر پڑی جو اپناد کھتا سر تھامے سب کو حیرت سے دیکھ رہا تھا

”وہاج بھائی کیا ہوا؟ یہ سب ایسے کیوں۔۔۔۔اور آپ؟آپ سب روئے ہیں کیا؟ کیا ہوا ہے؟“ عامران سب کو دیکھتا اپنا دکھتا سر تھامے بولا،اسکے جسم کا ہر عضو دکھ رہے تھے،آخر کو وہاج کی مار کا بھی اثر تھا جو سب وہ بھول چکا تھا

بس وہاج کی برداشت اب جواب دے گئی تھی،وہ غصے سے اسکی جانب لپکا اور گریبان سے تھام کر اپنے سامنے کیا

”وہاج بھائی!!“ عامر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں

”زلیل کمینے انسان،ہم سے۔۔۔۔ہم سے پوچھتا ہے کہ کیا ہوا؟ کیا ہوا؟ ہم سے پوچھتا ہے۔۔۔۔۔۔مجھے آج خود سے نفرت ہو رہی ہے کیوں نہیں مرنے دیا تجھے تیرے ماں باپ کے ساتھ کیوں بچا لیا تجھے،ارے تو مر جاتا،کاش کے مجھے یہ دن تو نا دیکھنا پڑتا!!“ اسکو مارتے وہ اونچی آواز میں چلایا

کرن ڈر کر زاویار کے بلکل قریب ہو گئی تھی،اسے خوف آ رہا تھا وہاج سے

”تونے مار ڈالا،میری بہن۔۔۔۔وہ تیری بھی بہن تھی گھٹیا انسان اور تونے اسی کے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔بے شرم زلیل شخص یہ کیا کیا۔۔۔۔۔۔کیا کیا تونے!!“ اسے زمین

پر گرائے پیروں سے مارتا وہ بولا جبکہ عامر خود کو بچانے کی بے ضرر سی کوشش کر رہا تھا جو کہ ناممکن تھی

"میں نے، میں نے کچھ نہیں کیا بھائی۔۔۔۔۔آپ کو غلط فہمی ہوئی ہو گی۔۔۔۔۔۔۔ اور کونسی بہن کس کی بات کر رہے ہے آپ؟" عامر روتا خود کو بچاتے بولا

"کس کی۔۔۔۔۔کس کی بات کر رہا ہوں؟ کس کی بات کر رہا ہوں؟" اسے گریبان سے تھامے اپنے سامنے کیے وہاج پھنکارا

"صائمہ۔۔۔۔۔صائمہ کی بات کر رہا ہوں؟" وہاج دھاڑا

"صائمہ آپی؟" عامر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں

"ہاں اسی صائمہ کی جو تیری بہن تھی اور تو نے اسی کی عزت کو بے آبرو کر دیا۔۔۔۔۔۔اتنا گر گیا تو۔۔۔۔۔۔درندہ بن گیا تو!!" وہاج اسے قریب کیے بولا جبکہ عامر خود پر لگے اس الزام پر تڑپ اٹھا

وہ فوراً وہاج کی گرفت سے نکلا

"کچھ نہیں کیا میں نے سنا آپ نے۔۔۔۔۔۔میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔۔۔۔ جھوٹ

ہے یہ۔۔۔۔بکواس۔۔۔الزام لگایا گیا ہے مجھ پر!!" عامر چلا اٹھا مگر وہاج اسکی بات کو ان سنا کرتا اسے مارتا گیا،اتنا کہ عامر آدھ موہو گیا تھا اور اب اس میں کوئی ہمت باقی نہیں بچی تھی

"اسے باہر پھینک آؤ زاویار!!" وہاج سپاٹ چہرہ لیے سخت لہجے میں بولا

"مگر بھائی۔۔۔۔۔۔۔" زاویار نے کچھ بولنا چاہا

"زاویار جتنا کہا ہے اتنا کروں۔۔۔۔۔اسے اٹھاؤ اور باہر پھینک کر آؤ!!" وہاج دھاڑا تو زاویار تیزی سے عامر کی جانب بڑھا اور اسے اٹھائے وہ وہاں سے لیکر نکل گیا

"اگر اور کسی کو بھی عامر کے ساتھ ہمدردی ہو رہی ہے تو وہ یہاں سے دفعان ہو جائے، مجھے کوئی مسئلہ نہیں!" وہاج اونچی آواز میں بولا تو سب کے چہرے جھک گئے ،کسی میں بھی اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہاج کے فیصلے کے خلاف جا سکتا

سب پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالے وہ وہاں سے جا چکا تھا۔۔۔۔

آج صبح سویرے ہی اسکی آنکھ کھل چکی تھی، وہ ریسٹورانٹ کال کر کے اپنی نوکری

چھوڑنے کے حوالے سے بتا چکی تھی

خود کو آئینے کے سامنے اچھے سے تیار کیے وہ آج اچھی نظر آنا چاہتی تھی۔۔۔۔ کیوں؟
اسکا جواب وہ بھی نہیں جانتی تھی

ساڑھے سات ہوتے ہی وہ اپنی بلڈنگ سے نکلی اور تیز تیز قدم اٹھاتی مین روڈ پر آئی
وہاں سے ٹیکسی لیے وہ اپنی نئی زندگی کا نیا آغاز کر چکی تھی

بلڈنگ میں داخل ہوتے ہی سب کی نظروں کو اگنور کیے وہ ناک کی سیدھ میں لفٹ
میں داخل ہوئی۔۔۔۔۔ لفٹ زارون کے فلور پر آ کر رکی تھی، ایک گہری سانس
خارج کیے وہ اب اپنے آپ کو اچھے سے تیار کر چکی تھی، تیز تیز قدم اٹھائے وہ زارون
کے فلیٹ کے سامنے آ رکی اور بیل بجائی

اسی وقت مخالف فلیٹ سے جاب کے لیے نکلتی میگی اسے وہاں دیکھ کر ٹھٹکی، اتنے میں
زارون نے فلیٹ کا دروازہ کھولا جب گلاب اسے سلام کرتی اندر داخل ہوئی

یہ منظر بہت نفرت اور حقارت سے میگی نے دیکھا تھا۔۔۔ آج اسکا آفس کا آخری دن
تھا۔۔۔۔۔۔ آج سے کرسمس اور پھر نیو ائیر کی چھٹیاں شروع ہو جانی تھی

"تمہیں تو میں دیکھ لو گی بہت جلد!!" نفرت سے گلاب کی پشت کو تکتی وہ خود سے بولی

زارون کے دروازہ کھولتے ہی گلاب نے اسے سلام کیا جسکا اسنے سر ہلا کر جواب دیا تھا

گلاب کو وہ کچھ بجھا بجھا سا لگا، مگر اس نے زیادہ غور و فکر نہیں کی

"تو مجھے کیا کرنا ہے؟" گلاب نے ایک جذبے کے تحت پوچھا

"جو تمہیں ٹھیک لگے!!" زارون نے جواب دیا

گلاب نے غور کی تو اسکی آنکھیں سرخ تھی وہ یقینی طور پر پوری رات سویا نہیں تھا، اسکی آواز اس بات کا اشارہ تھی کہ وہ رویا تھا

"ہونہہ!!" گلاب کو کچھ سمجھ نہیں آیا

"لسن میں اپنے کمرے میں ہوں۔۔۔۔ تم بس اپنا کام کرنا اور جانے سے پہلے بتادینا

اوکے!!" اسے بولتا زارون خود کمرے میں چلا گیا اور اندر سے لاک کر لیا

گلاب کچھ پل تو حیران پریشان رہی مگر پھر اسکی پرائویسی کا خیال کرتی کام کرنا شروع ہو گئی

سارے فلیٹ کی صفائی ماسوائے زارون کے کمرے کے کرنے کے بعد اس نے کچن میں کھانا پکایا، وہ دوپہر اور رات کا کھانا ایک ساتھ بنا چکی تھی

اسنے بہت دیر تک زارون کے باہر آنے کا انتظار کیا مگر وہ باہر نہیں نکلا۔۔۔۔۔۔۔۔

گلاب نے ایک دو بار ناک بھی کیا مگر اندر سے یہی جواب آیا کہ وہ مصروف ہے

جب رات ہونے کو آگئی تو گلاب نے ایک بار پھر سے دروازہ ناک کیا

"سر!!" گلاب نے اسے مخاطب کیا

"گلاب تم گھر جاؤ!!" وہ صرف اتنا بولا

"مگر سر۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"گھر جاؤ!!!!!" وہ دھاڑا

"جاو کا مطلب جاو ہوتا ہے سمجھی!!" اب کی بار وہ چلایا تو گلاب کی آنکھیں پانی سے بھر گئیں اور بنا کوئی جواب دیے وہ تیزی سے اپنا بیگ اٹھائے وہاں سے بھاگ گئی

اپنے ہاتھ میں ہیرے کی انگوٹھی پکڑے وہ غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک گہرہ سانس خارج کیے اس نے اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔۔۔۔کل تک کتنا خوش تھا وہ، اس نے فیصلہ کیا تھا کہ آج وہ کرن کو پرپوز کرے گا، شادی کا پوچھے گا مگر اب جو ہوا تھا وہ تو اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا

"کیا سوچ رہے ہوں؟" وہاج اس کے پاس بیٹھتے بولا

"کچھ نہیں۔۔۔۔۔۔۔بس ابھی تک یقین نہیں ہوتا کہ عامر ایسا کچھ کر سکتا ہے۔۔۔۔۔وہ تو بچہ ہے!!" زاویار دھیمی آواز میں بولا

"نہیں زاویار وہ بچہ نہیں ہے۔۔۔۔۔۔بچے ایسی حرکتیں نہیں کرتے!!" بات کرتے کرتے وہاج کی نظر زارون کے ہاتھ میں موجود انگوٹھی کی جانب گئ

"کیا یہ کرن کے لیے ہے؟" وہاج نے سوال کیا

"ہاں!!"

"تو تمہیں اس سے پوچھنا چاہیے شادی کا!!" وہاج دھیرے سے بولا

"کل تک تو یہی خیال تھا کہ آج پوچھو گا مگر جو ہوا۔۔۔۔۔۔۔ابھی کچھ دن یہ قصہ نا ہی چھیڑے تو بہتر ہے۔۔۔۔۔۔۔۔" زاویار کی بات پر وہاج نے سر اثبات میں ہلایا

"تم نے۔۔۔۔۔۔تم نے رستم سر کو بتایا؟" زاویار نے جھجکتے ہوئے پوچھا

"زاویار!!" وہاج نے اسے آنکھیں دکھائی

"جانتے ہوں ناانکا نام لینے کی اجازت نہیں!!" وہاج ڈپٹتے ہوئے بولا

"معافی چاہتا ہوں بھائی، مگر کیا بتایا تم نے؟" زاویار نے دوبارہ سوال کیا

"ہاں میں نے بتایا تھا انہیں!!" وہاج نے جواب دیا

"توانکا کیاری ایکشن تھا؟" زاویار نے مزید ایک سوال کیا

"معلوم نہیں مگر اتنا جانتا ہوں کہ وہ پوری رات سو نہیں پائے ہو گے!!" وہاج گہری سانس خارج کیے بولا

"خیر تم اب اٹھ جاؤ۔۔۔۔۔۔۔کرن کو چھوڑنے جانا ہے، سمجھے!!" وہاج نے انگلی اٹھائے تنبیہ کی جب زاویار نے زور و شور سے سر اثبات میں ہلایا

وہاج وہاں سے جا چکا تھا مگر ایک اور انسان بھی وہاں موجود تھا جو چھپ چھپ کر ان کی تمام باتیں سن چکا تھا۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"اوئے کیا ہوا ہے؟" بائیک کرن کے گھر کے سامنے روکے زاویار نے سوال کیا تو کرن کا سر نفی میں ہلا

"کرن ادھر دیکھو مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے؟" زاویار نے اسکا ہاتھ تھامے رخ اپنی جانب کیا

"کچھ نہیں بس جو صائمہ کے ساتھ ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کے ساتھ ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا زاویار!!" کرن روتے بولی

"تم فکر مت کروں جس نے بھی یہ کیا ہے اسے سزا ضرور ملے گی!!" زاویار اسکا ہاتھ تھامے وعدہ کرتے بولا

"ہاں تم نے ٹھیک کہاں عامر کو ضرور سزا ملنی چاہیے!!" کرن بھی اب بولی جبکہ زاویار نے محض سر ہلایا

"اچھا چلو اب تم جاؤ۔۔۔آنٹی پریشان ہو رہی ہو گی!!"

"تم بھی آجاؤ امی بہت دنوں سے تمہارے بارے میں پوچھ رہی ہے، آج مل لو ان سے۔۔۔۔۔۔مجھے نہیں لگتا میں آج نارمل طریقے سے بات کر پاؤ گی!!" کرن نے جواب دیا تو زاویار نے اسکو سمجھتے سر اثبات میں ہلا دیا

گھر آتے ہی اس نے زور سے اپنا بیگ صوفہ پر پٹخا۔۔۔۔۔۔۔آج کے دن کا آغاز جتنے پر کوش طریقے سے اس نے کیا تھا اختتام اتنا ہی برا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔اسکی آنکھوں میں بار بار آنسوؤں آرہے تھے

ایسا نہیں تھا کہ پہلی بار کسی نے اس سے اس آواز میں بات کی ہوں۔۔۔۔۔۔اسے عادت تھی اپنے ماں باپ کے ہاتھوں زلیل ہونے کی، مگر زارون وہ شخص تھا جس سے اسے ایسے رویے کی امید نہیں تھی۔۔۔۔۔۔زارون کے آج کے رویے نے اسکا دل دکھایا تھا

روتے روتے وہ بیڈ پر جا گری اور روتے ہوئے ہی اس کی آنکھ لگ گئی تھی

صبح سویرے ہی اسکی آنکھ کھل گئی تھی مگر آج وہ جوش نہیں تھا جو کل کے دن اس میں موجود تھا

وہ بددل سی اپنے بستر سے اٹھی اور فریش ہو کر ناشتہ کر کے زارون کے فلیٹ کے لیے

نکل گئی تھی

اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ زارون سے زیادہ بات نہیں کرے گی، نہ اسکی فکر کرے گی، آخر کو وہ تھی ہی کون، لگتی ہی کیا تھی زارون کی؟ بس ایک میڈ۔۔۔۔۔۔اور اس سے پہلے ایک انجان لڑکی جس کی مدد انسانیت کے ناطے اس نے کر دی تھی

پورا راستہ زارون سے بات نہ کرنے کا فیصلہ کرتے وہ اب اسکے فلیٹ کے سامنے کھڑی تھی، بیل بجا کر وہ دروازہ کھلنے کی منتظر تھی۔۔۔۔جب زارون نے اسے دیکھ کر سلام میں پہل کی اور ایک مسکراہٹ اسکی جانب اچھالی، مگر گلاب نے صرف سلام کا جواب دیا اور اندر داخل ہو گئی۔۔۔۔۔۔زارون نے اسکے پیچھے سے دروازہ بند کیا اور بالوں میں ہاتھ پھیرے وہ اسکے پیچھے ہی اندر آیا۔۔۔۔۔۔۔اسکی حالت آج کل کی نسبت کچھ بہتر تھی

فلیٹ میں آتے ہی گلاب کچن کی جانب بڑھی جہاں گندے برتن اسکے ویلکم میں تھے، کچن کا پورا حشر نشر بگڑا ہوا تھا، یوں جیسے کوئی طوفان آکر گزرا ہوں

"وہ میں اپنے لیے کچھ بنانے کی کوشش کر رہا تھا!!" شرمندہ سا زارون دروازے میں کھڑا بولا

"میں کھانا بنا کر گئی تھی!!" گلاب غصے پر قابو پاتے بولی

"ہاں وہ تب بھوک نہیں تھی تو میں نے۔۔۔۔۔۔۔۔"

"تو میں نے کیا؟ تو میں نے کیا ہاں پھینک دیا؟ ہاں پھینک دیا ہو گا۔۔۔۔۔ کھانا تو مفت میں بک رہا ہے نا۔۔۔۔۔ بہت اچھا کیا ایسا ہی کرنا چاہیے تھا آپکو!!" غصے سے پھنکارتی وہ توزارون کو بھوکلانے پر مجبور کر گئی

"نہیں نہیں ایسا کچھ نہیں۔۔۔۔ وہ تو میں نے یہ دیکھو فریج۔۔۔۔۔۔۔۔ فریج میں رکھ دیا تھا۔۔۔۔ بعد میں دل نہیں چاہا۔۔۔۔ کچھ لائٹ کھانے کا موڈ تھا۔۔۔۔۔۔۔ تو بس یہ ہو گیا!!" وہ فریج کھول کر اسے رات کا کھانا دکھاتا بعد میں کچن کی جانب اشارہ کرتے بولا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ گلاب شرمندہ ہو گئی

اسکی مرضی وہ جو مرضی کرتا اسے کیا۔۔۔۔۔ مگر اس نے وہ وقت دیکھا جب وہ ایک ایک نوالے کو ترستی تھی تو بس اسی لیے وہ چلا اٹھی

"وہ۔۔۔۔۔۔ وہ میں صفائی کر لوں۔۔۔۔۔۔ آپ کا کمرہ صاف کرنا ہے؟" گلاب نے سوال کیا توزارون نے سر اثبات میں ہلا دیا

پورے فلیٹ کی صفائی کرنے کے بعد وہ اب لاؤنج کی ڈسٹنگ کر رہی جب اسکی نظر صوفہ پر موجود ایلبم پر گئی۔۔۔۔۔۔۔زارون اس وقت اپنے لیے کافی بنا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔گلاب نے اصرار کیا کہ وہ بنادے مگر زارون نے ٹال دیا یہ کہہ کر کہ اسے صرف اپنے ہاتھ کی بنی کافی پسند ہے

کپڑہ ٹیبل پر رکھے اس نے ایلبم کھولی تو سب سے پہلے ایک لڑکی کی تصویر تھی۔۔۔۔۔ وہ عام شکل وصورت کی تھی مگر اسکی مسکراہٹ بہت پیاری تھی

اسنے آگے دیکھا تو ایک کپل کی فوٹو تھی۔۔۔۔۔۔ تصویر اسی لڑکی اور اسکے ساتھ ایک آدمی کھڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔ان کی جوڑی چاند سورج کی تھی۔۔۔۔۔۔۔وہ لڑکی برائیڈل ڈریس میں ملبوس تھی۔۔۔۔۔۔گلاب ایلبم کو آگے دیکھتی گئی جب ایک تصویر پر نظر رکی۔۔۔۔۔۔اس لڑکی نے ایک بچے کو پکڑا ہوا تھا جس میں وہ بچہ کھلکھلا کر ہنس رہا تھا اور وہ لڑکی اسکے ہونٹوں کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی مسکرا رہی تھی

ساتھ ہی ایک تصویر میں وہ پوری فیملی تھی

"یہ میری مام ہے اور ان کے ساتھ میرے ڈیڈ!!" کافی کے سپ لیتا زارون بولا تو گلاب نے چونک کر سر اٹھایا

"آپ کی ماما بہت خوبصورت تھی!!"گلاب مسکرا کر بولی توزارون ہنس دیا

"اچھا مجھے لگا تم کہوں گی کہ میرے ڈیڈ بہت ہینڈسم تھے!!"وہ مسکرایا تو گلاب بھی مسکرادی

"کل کی انکی ڈیتھ اینیورسری تھی"وہ بولا تو گلاب نے اسکے چہرے کو دیکھا جواب مرجھا گیا تھا جبکہ آنکھوں میں ہلکی سی نمی چھاگئی تھی

"اسی لیے کل اپ سیٹ تھا اور تم پر چلا اٹھا۔۔۔۔۔۔ہر سال یہ دن میں اکیلا رہ مناتا ہوں۔۔۔۔۔۔کل بھی کچھ ایسا ہی تھا۔۔۔۔۔۔کل کے رویے کے لیے شرمندہ ہوں تم سے۔۔۔۔۔۔۔تمہاری معافی کا طلبگار ہوں!!"وہ بولا تو گلاب کو اسکی آنکھوں میں سچائی نظر آئی

"کوئی بات نہیں!!"گلاب مسکراہٹ سجائے بولی توزارون بھی مسکرادیا

"اسکا مطلب معافی مل گئی؟"

"بلکل مل گئی!!"

"آہ شکر ہے ورنہ میں نے سنا تھا کہ لڑکیوں کے بہت نکھرے ہوتے ہیں"زارون

شرارت سے بولا

"بلکل ہوتے ہیں!!"گلاب نے بھی جواب دیا

"مطلب کے تم اتفاق کرتی ہوں مجھ سے؟"

"میں سچی باتوں پر ہمیشہ ہی اتفاق کرتی ہوں!"گلاب کی بات پر زارون کھل کر ہنسا

"تم ایک اچھی لڑکی ہوں گلاب غضنفر!!"زارون اسکی تعریف کرتا کچن میں خالی مگ رکھنے چلا گیا جبکہ گلاب دوبارہ سے ایلبم دیکھنے لگی

"آپ کے ماں باپ آپ سے بہت محبت کرتے تھے نا؟"گلاب نے انکی فیملی پکچر پر ہاتھ پھیرتے پوچھا،اس کی آواز میں ایک خالی پن تھا جو زارون نے شدت سے محسوس کیا تھا

"ہاں بہت زیادہ!!"وہ بولا

"مگر میں کبھی ان کی محبت محسوس نہیں کر پایا!!"اس نے دل میں سوچا

"وہ آپ سے کتنی محبت کرتے تھے؟"گلاب نے پھر سے سوال کیا

"بہت زیادہ جانتی ہوں جب تک ڈیڈ جاب سے گھر آکر مجھے ڈھیر سارا پیار نہ کر لے وہ روم میں نہیں جاتے تھے۔۔۔۔۔۔۔ماما پورا دن میرے آگے پیچھے بھاگتی زارون یہ

کھالو وہ پی لو۔۔۔۔۔۔ہر روز میری فیورٹ ڈش بناتی۔۔۔۔گھر بھر کا لاڈلا تھا میں اکلوتا جو تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔جانتی ہوں ہر ویک اینڈ پر وہ مجھے پارک لیکر جاتے میرے ساتھ کئی گھنٹے کھیلتے۔۔۔۔۔۔ڈیڈ میرے ساتھ ہر سنڈے کرکٹ کھیلتے، اپنے کندھے پر بٹھا کر جھولا جھلاتے۔۔۔۔۔۔۔میں بہت لکی تھا۔۔۔"زارون اپنے اندر کی کھولن کم کرتے بولا۔۔۔۔۔۔۔وہ یہ نہ کہہ سکا کہ وہ ایسی زندگی اپنی فیملی کے ساتھ گزارنا چاہتا تھا

وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ گلاب کے ساتھ کیا ہوا مگر اتنا جان چکا تھا کہ وہ اپنے ماں باپ سے ناراض تھی۔۔۔۔۔اسی لیے اس کے سامنے اس نے جھوٹ بولا وہ نہیں چاہتا تھا کہ گلاب اسکا ماضی سن کر ماں باپ سے مزید نفرت کرے

گلاب زارون کو سنے اسکا اور اپنا موازنہ کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔زارون کتنا خوش قسمت تھا اسکے نزدیک لیکن اگر وہ اسکے لفظوں پر غور کرتی تو جانتی کہ اسکے الفاظ کتنے کھوکھلے تھے، کتنی حسرت تھی ان لفظوں میں۔۔۔۔۔

جبکہ گلاب تو خود کی زندگی کو سوچنے لگی۔۔۔۔۔کیسے اسکے ماں باپ ہمیشہ اسکے بھائی پر جان لٹاتے۔۔۔۔۔۔ہر ویک اینڈ پر اسکے بھائی کو وہ باہر لیکر جاتے، فیملی پکنک پر جبکہ

وہ ان کے پیچھے پورے گھر کی صفائی کرتی ڈھیروں برتن دھوتی، کپڑے دھوتی۔۔۔ کھانا پکاتی مگر بدلے میں کیا ملتا اسے۔۔۔۔۔۔کچھ بھی نہیں۔۔۔۔۔۔ان کی مار سہتی۔۔۔۔ان کے منہ سے نکلے غلیظ الفاظ سنتی۔۔۔اسکی آنکھیں نمکین پانی سے بھر گئی۔۔۔۔۔۔آنکھوں میں آنسو تو زاروں کے بھی تھے جس کی پیٹھ اسکی جانب تھی۔۔۔۔۔مگر دونوں خود کو سنبھال چکے تھے

"انکی۔۔۔۔انکی دیتھ ؟"گلاب خاموش ہو گئی

"ہاں۔۔۔۔ایک حادثہ ایک بہت برا حادثہ سب چھین کر لے گیا مجھ سے۔۔۔۔۔۔۔کار ایکسیڈینٹ میں دیتھ ہوئی تھی انکی۔۔۔۔۔جانتی ہوں تب ہماری فیملی میں ایک نئے انسان کا اضافہ ہونے جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔میری چھوٹی بہن۔۔۔۔۔۔مگر ایک حادثے نے سب کچھ ختم کر دیا!!"وہ ضبط کی کڑی منزلوں کو چھوتے بولا

گلاب افسوس سے اسکی پشت تکے گئی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Books | Articles | Poetry | Interviews

سیٹی کی دھن بجاتے وہ آج ہفتے بعد گھر آیا تھا۔۔۔۔۔۔وہ سیڑھیاں چڑھتا اپنے کمرے کی جانب جارہا تھا جب اسے شیر کے کمرے سے دبی دبی سسکیوں کی آواز آئی۔۔۔۔۔۔پہلے پہل تو اس نے اگنور کیا مگر جب خیال آیا کہ مہرالنسا گھر پر نہیں ہے تو وہ کچھ سوچتے ہوئے شیر کے کمرے کی جانب بڑھا

"شیر!!" اسنے دروازہ کھولا تو کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا۔۔۔۔۔۔وہ مزید اندر داخل ہوا جب شیر پیچھے سے اس پر جھپٹا اور اسے مارنے لگا

"شیر۔۔۔شیر۔۔۔۔۔۔شیر ہوش میں آؤ میں ہوں رامش۔۔۔۔۔۔۔" اسے قابو کرتے وہ بولا جبکہ شیر پر تو کوئی جنون سا سوار ہو گیا تھا

"شیر!!!!!" رامش دھاڑا تو شیر خاموش ہوا

رامش نے کمرے کی لائٹ اون کی تو ہر چیز بکھری پڑی تھی جبکہ شیر اب زمین پر بیٹھا خود کے ارد گرد بازو پھیلائے خوف سے کانپ رہا تھا۔۔۔۔۔۔اسکی ایسی حالت پر رامش کو افسوس ہوا تھا

"شیر!!" وہ اسکی جانب بڑھا جبکہ شیر پیچھے کو ہوا

”شیر ادھر دیکھو میں ہوں رامش۔۔۔۔۔تمہارا۔۔۔۔۔۔تمہارا بھائی !“ وہ آخر وہ لفظ بول ہی چکا تھا جو کبھی نا بولنے کی قسم کھائی تھی اسنے

”رامش بھائی ؟“ شیر نے یقین کرنا چاہا جس پر رامش نے شر اثبات میں ہلایا

”بھائی ! !“ وہ زور سے اس سے لپٹ گیا۔۔۔۔

”سب سب بند کردوں بھائی وہ انکل۔۔۔۔۔وہ انکل گندے ہے بھائی وہ آئے گے۔۔۔۔مجھے، مجھے ان سے ڈر لگتا ہے بھائی ! !“ شیر بولا تو رامش نے اسکی پیٹھ تھپتھپائی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”کوئی نہیں آئے گا شیر میں ہوں یہاں ! !“ وہ اسے حوصلہ دیتے بولا

”چلو آؤ ! !“ اسے بیڈ پر بٹھائے وہ اسکی میڈیسن کا باکس لیکر آیا

”کھانا کھایا تھا ؟“ رامش کے سوال پر شیر نے سر اثبات میں ہلایا

رامش نے باکس میں سے اسکی میڈیسن نکالکر اسے دی۔۔۔۔۔۔مہر النسا ہمیشہ رامش کے ساتھ شیر کی دوائیاں لینے جاتی تھی اسی لیے اسے معلوم تھا کہ کونسی دوائی دینی تھی شیر کو

دوائی لیکر بہت جلد شیر نیند کی وادی میں کھو چکا تھا۔۔۔جبکہ رامش نے اسکے بکھرے کمرے کو دیکھا

وہ فری تھا تو اسنے شیر کا کمرہ سمیٹ دیا تھا۔۔۔وہ پین اٹھا کر ٹیبل پر رکھ رہا تھا جب نظر میں شیر کی سکیچ بک آئی۔۔۔۔۔

رامش نے کچھ سوچتے ہوئے سکیچ بک کھولی تو حیران رہ گیا۔۔۔۔۔ہر صفحے پر اسکی تصاویر بنی ہوئی تھی۔۔۔۔۔کوئی اس کی کسی کمرشل ایڈ کی۔۔۔کہی وہ ریمپ واک کر رہا تھا۔۔۔۔۔کہی اپنی کی چین گھما رہا تھا۔۔۔کسی میں وہ سگریٹ پی رہا تھا۔۔۔مگر ایک تصویر پر اسکی آنکھیں پھیل گئی۔۔۔۔اس تصویر میں وہ اور شیر ایک جیسا سوٹ پہنے اکٹھے کھڑے تھے۔۔۔دونوں بھائی مسکرا رہے تھے جبکہ رامش نے اپنا ایک ہاتھ شیر کے کندھے پر رکھا تھا اسکے نیچے لکھی سطر پڑھ کر وہ حیران رہ گیا

"my unfulfilled dream"

سکیچ بک بند کیے وہ تیزی سے کمرے سے باہر نکلا اسکا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا

یہاں سے وہاں اور وہاں سے یہاں وہ کب سے چکر لگا کر تھک گیا تھا۔۔۔۔اسکا منہ وہاج کی مارسے ابھی تک سوجا ہوا تھا۔۔۔۔۔وہ ابھی سوچ میں ہی تھا جب وہاج اسے آتا دکھائی دیا

"بھائی!!" عامر تیزی سے اسکی جانب لپکا

"عامر تم ٹھیک تو ہوں؟زیادہ درد تو نہیں ہوا؟" وہاج اسکا سوجا چہرہ تھامے بولا

"بھائی میں ٹھیک ہوں بس آپ بتائے وہ سب کیسے؟"

"نہیں عامر پہلے یہ بتاؤ کہ تم اس رات کہاں غائب تھے اور واپس ایسی حالت میں؟"

وہاج کی بات پر عامر نے اسے اس رات جو کچھ ہوا وہ سب بتایا

عامر اس دن بیلنس کروانے دکان پر گیا تھا جب واپسی پر کسی نے پیچھے سے اس پر وار کرکے اسے بیہوش کر دیا۔۔۔۔۔اسکی آنکھ اندھیرے کمرے میں کھلی تھی۔۔۔۔مگر اس کچھ نہیں معلوم تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔۔۔۔۔دو لوگ اس کمرے میں آئے ایک نے اسے نشے والا انجیکشن لگایا جبکہ دوسرے نے زبردستی شراب اسکے اندر انڈیلی،

جس کی وجہ سے وہ مکمل ہوش کھو چکا تھا۔۔۔۔اسکی آنکھیں ہلکی سی کسی لڑکی کی چیخوں پر کھلی تھی وہ اپنے سامنے اسے بے آبرو ہوتے دیکھ سکتا تھا مگر اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ کچھ کر سکے اور اسکے بعد کیا ہوا اسے کچھ معلوم نہیں ہوا

عامر کو بس اتنا معلوم ہے کہ جب دوسرے دن آنکھ کھلنے پر وہاج نے اسے مارا تو سب سے بچ کر اس نے عامر کو کچھ کہاں تھا

"عامر ابھی جیسا کر رہا ہوں چپ چاپ ہونے دوں۔۔۔۔۔ہم میں سے کوئی غدار ہو چکا ہے۔۔۔۔۔بہادر خان کے ساتھ ملا ہوا ہے۔۔۔۔۔جیسا چل رہا ہے چلنے دوں۔۔۔۔۔ابھی تم ہی مشکوک ہوں سب کی نظروں میں "مارتے مارتے وہاج دھیرے سے اسکے کان میں غرایا تھا۔۔جس پر عامر نے خاموشی اختیار کر لی تھی

"بھائی آپ کو معلوم ہوا کہ غدار کون ہے؟" عامر کے پوچھنے پر وہاج نے سر اثبات میں ہلایا اور اپنی بند مٹھی کھول کر اسکے آگے کی۔۔۔۔۔عامر کی آنکھیں پھیل گئیں

"یہ؟" عامر کو یقین نہیں ہوا

"ہاں یہ!!" وہاج نے تصدیق کی

"ویسے آپ کو کیسے مجھ پر یقین تھا کہ وہ میں نہیں تھا!؟" عامر نے سوال کیا

"تمہاری حالت عامر۔۔۔۔۔تمہاری حالت اس بات کی تصدیق کے لیے کافی تھی۔۔۔۔اور پھر صائمہ بھی جاتے جاتے غدار کے بارے میں بتا کر گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔یہ اسی نے دیا تھا" اپنی مٹھی میں موجود چیز کی جانب اشارہ کیے وہ بولا

"کیا وہ عامر ہے؟" وہاج کے سوال پر صائمہ نے سر ہلکے سے نفی میں ہلا یا اور اپنی بند مٹھی کھول کر وہاج کے سامنے کر دی

وہاج نے حیرت سے صائمہ کو دیکھا جس کی آنکھوں سے آنسوؤں بہنا شروع ہو گئے تھے

"کیا۔۔۔۔۔۔کیا بہادر خان کے ساتھ یہ بھی ان سب میں ملوث؟" وہاج اسکی حالت کی جانب اشارہ کرتے بولا تو صائمہ نے سر پھر سے اثبات میں ہلا یا تو وہاج آنکھیں میچ گیا

"اب کیا کرنا ہو گا بھائی؟" عامر کی آواز پر وہ حال میں لوٹا

"تم اب ہم سے ایک نہیں ہوں عامر۔۔۔۔۔میں تمہیں نکال چکا ہوں۔۔۔۔۔۔۔

اب تمہیں اس پر نظر رکھنی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہمارے دشمنوں پر نظر رکھوں

عامر۔۔۔۔۔۔۔کچھ بھی غیر معملوی سا لگے تو ہمیں بتاؤ!!" وہاج کی بات پر عامر نے

سر اثبات میں ہلایا

"ٹھیک بھائی جیسا آپ کہے!!" عامر موؤدب سا بولا تو وہاج نے اسکا کندھا تھپتھپایا

"اب تکلیف تو نہیں ہو رہی؟" وہاج نے اسکی چوٹ کو دیکھے پوچھا

"نہیں یہ درد اس درد کا مقابلہ نہیں کر سکتی جو مجھے تب ہوا تھا جب آپ نے شک کیا تھا

مجھ پر" عامر نے فوراً جواب دیا

"ضروری تھا عامر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہم بہادر خان کو سزا دلوانے کے بہت نزدیک

ہیں۔۔۔۔۔اب یہاں سے ہم کوئی غلطی نہیں کر سکتے!!! سمجھے؟" وہاج کی بات پر

عامر نے جھٹ سے سر ہلایا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈیئر ریڈرز آن لائن کلاسز کی وجہ سے روزانہ قسط دینا مشکل ہوتا ہے تو رائیٹر کی مجبوری

کو سمجھے اور تھوڑا سا کمپرومائز کرلے

کرسمس کا دن آن پہنچا تھا۔۔۔۔۔۔۔چار سو خوشیاں بکھیرے یہ دن بڑے مان سے جلوہ افروز تھا۔۔۔۔۔۔۔۔جہاں پاکستان میں کرسمس کے ساتھ ساتھ جناح کا دن منایا جارہا تھا وہی لندن میں کرسمس کی رونقیں اپنے عروج پر تھی۔۔۔۔۔۔۔۔چھوٹے لڑکے اور لڑکیاں اپنی عیدی لیے خوبصورت ملبوسات میں ملبوس سڑکوں پر گھوم پھر رہے تھے۔۔۔۔۔۔کسی کے گھر دعوت رکھی گئی تھی تو کوئی دعوت پر جانے کی تیاری میں تھا۔۔۔۔۔

آج زارون نے اپنے کچھ کولیگز کو ڈنر پر انوائٹ کیا تھا جس کی ساری تیاری گلاب کو کرنی تھی مگر بسمل کو معلوم ہوا تو وہ بھی اسکی مدد کو آن پہنچی۔۔۔۔۔۔۔بسمل کے آتے ہی زارون احان کے پاس چلا گیا تھا تب تک ان دونوں نے ملکر ساری تیاری کرلی تھی

چونکہ سب کولیگز انگریز تھے اسی لیے پاستہ اور پزا جیسی ڈشز بنائی گئیں تھی۔

رات کا اندھیرا چھایا تو آسمان سے ہلکی ہلکی برف باری ہونا شروع ہوگئی تھی۔۔۔۔۔

رات گئے تک سب مہمان زارون کے گھر رہے اور پھر آہستہ آہستہ چلے گئے۔۔۔۔۔۔

بسمل اور احان بھی جا چکے تھے اب بس زارون اور گلاب بچے تھے جب برف باری نے زور پکڑا اور تیز برف باری ہونا شروع ہو گئی

گلاب کچن سمیٹنے میں مصروف تھی جب زارون جھجک کر کچن میں داخل ہوا

"گلاب!!" گلا کھنکھار کر اس نے پکارا

"جی؟" گلاب فوراً مڑی

"وہ تو آج رات یہاں رک جاؤ!!" زارون تیزی بولا

"جی؟" گلاب کا جی کچھ زیادہ ہی لمبا تھا جبکہ آنکھیں حیرت سے پھیل گئی

"وہ میرا مطلب میں نے ابھی ٹی۔وی دیکھا نیوز چل رہی تھی۔۔۔۔۔۔تیز برف باری کی بنا پر تمام راستے جام ہو چکے ہیں۔۔۔۔۔۔بہت سے لوگ پھنس گئے ہیں۔۔۔۔۔ اور برف باری بھی شدت سے ہو رہی ہے تو ایسے میں گھر جانا سراسر بیوقفانہ فیصلہ ہو گا!!" وہ سمجھاتے بولا تو گلاب نے سمجھ کر سر اثبات میں ہلایا

"اوکے!!" وہ سمجھتے بولی

"میں احان کو کال کر دیتا ہوں تم بے شک بسمل کی جانب رک جاؤ۔۔۔۔۔اگر تم

کمفرٹیبل نہیں ہوں!!" وہ بولتے فوراً فون کی جانب لپکا

"زارون!!" یہ پہلی بار تھا جب اس نے زارون کو نام سے پکارا تھا

"میرا مطلب سر!! سر مجھے نہیں لگتا آپ کو اس وقت کال کرنی چاہیے ان کو۔۔۔۔۔
کافی رات ہو گئی ہے۔۔۔انہیں ڈسٹرب کرنا کچھ اچھا نہیں لگتا۔۔۔۔۔۔اور میرا کوئی
مسئلہ نہیں میں باہر کاؤچ پر سو جاؤں گی!!" گلاب کلاک کی جانب دیکھتے بولی تو زارون
مزید شرمندہ ہوا جہاں رات کا ایک بج رہا تھا

"آئی ایم ریئلی سوری میری وجہ سے تمہیں اتنی دیر تک رکنا پڑا۔۔۔۔۔یقین مانو اگر
راستے کلیئر ہوتے تو میں تمہیں خود چھوڑ کر آجاتا!!" زارون نے فوراً صفائی دی

"نو سر معافی کی کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔۔یہ میری جاب ہے۔۔۔۔۔۔کوئی مسئلہ
نہیں!!" وہ مسکرائی تو زارون بھی مسکرا دیا

"گلاب!!" وہ جو دوبارہ برتنوں کی جانب متوجہ ہوئی تھی زارون کی آواز پر پلٹی

"جی!!"

"تم واقعی میں ایک اچھی لڑکی ہوں!!" زارون بولا تو گلاب نے تیزی سے رخ

بدلا۔۔۔اسکے گال تمتمانے لگے تھے زارون کی بات پر

حالانکہ یہ کوئی بڑا جملہ نہیں تھا، مگر گلاب میں دل میں محبت کی کونپل کو کھلانے کے لیے کافی تھا

سارا کچن سمیٹتے اسے دو بج گئے تھے۔۔۔۔۔وہ کچن کی لائٹ آف کرتی لاؤنج میں آئی تو صوفہ پر کمبل دیکھ کر مسکرا دی

وہ صوفہ اتنا بڑا اور کھلا تھا کہ گلاب آرام سے سو سکتی تھی اس پر۔۔۔۔تمام فلیٹ کی لائٹس آف کیے وہ خود پر کمبل درست کرتی نیند کی وادیوں میں گم ہو گئی تھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چہرے کو ہوڈی سے ڈھکے وہ کب سے اس شخص کا پیچھا کر رہا تھا۔۔۔کرسمس کی وجہ سے اور جناح ڈے کی وجہ سے کراچی کی سڑکوں پر بہت رش تھا۔۔۔۔سب لوگ اپنی خوشیاں منانے سڑکوں پر نکلے تھے۔۔۔۔۔صدر بازار میں رش کو چیرتا وہ اسکا پیچھا کرتے تیز تیز قدم چل رہا تھا۔۔۔۔۔رش ہونے کی وجہ سے اسے دشواری پیش آ رہی تھی مگر کچھ بھی کر کے اسے آج اس غدار کو رنگے ہاتھوں پکڑنا تھا

یہ کام مشکل ضرور تھا مگر ناممکن نہیں

وہ آدمی ایک اندھیری گلی کی جانب مڑا اور اندر کو بڑھنے لگا۔۔۔۔۔۔عامر بھی چھپتا چھپاتا اسکا پیچھا کرنے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔وہ آدمی ایک پل کو رکا اور زرا سا چہرہ موڑے پیچھے کو دیکھا مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔ایک پر اسرار مسکراہٹ اسکے چہرے پر در آئی۔۔۔۔۔۔عامر کو لگتا تھا کہ وہ چھپ چکا ہے مگر وہ غلط تھا۔۔۔۔۔وہ اسکی نظر میں آگیا تھا۔۔۔۔۔۔اس آدمی کو بس اب خود کو بچانا تھا۔۔۔۔۔۔عامر کا ایک جوتا باہر کو تھا اسی لیے جب وہ کچرے کے ڈبے کے پیچھے چھپا تو اس جوتے پر اس آدمی کی نظر پڑ گئی۔۔۔۔۔۔وہ آدمی کچھ دیر وہی کھڑا رہا جبکہ عامر حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا کہ وہ آگے کیا کرتا ہے۔۔۔۔۔۔کچھ سوچتے وہ آدمی چلنا شروع ہوا اور ایک تنگ و تاریک گلی میں مڑا۔۔۔۔۔۔عامر بھی اس کے پیچھے تیز قدم اٹھائے بڑھا جب کچھ منچلے اپنی تیز سپیڈ پر اپنی بائیک چلاتے عامر کے پاس سے گزرے جس پر وہ دھکا کھا کر زمین پر گر گیا۔۔۔۔۔جبکہ وہ لڑکے اب ہنستے ہوئے آگے کو بڑھ گئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عامر تیزی سے اٹھا اور اپنے کپڑوں کو جھاڑتا اس گلی میں داخل ہوا مگر اور موبائل ٹارچ آن کی مگر وہاں کوئی نہیں تھا

”شٹ!!“وہ ہوا میں مکا مارے بولا اور واپس مڑ گیا۔۔۔۔۔۔عامر کے جانے کے ایک منٹ بعد ہی وہ آدمی ایک ڈبے کے پیچھے سے نکلا اور طنزیہ مسکرا دیا

”تم لوگ مجھ تک کبھی نہیں پہنچ پاؤ گے!!“خود سے بولتا وہ وہاں سے چلا گیا

\-------------

رامش کب سے اپنے گھر میں بیٹھا سگریٹ پر سگریٹ پھونکے شیر کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔۔۔شیر اسے اپنا بھائی مانتا تھا اپنا آئیڈیل۔۔۔۔۔۔رامش نے وہ تصویر دوبارہ سے زمین پر سے اٹھائی جو شیر کی سکیچ بک سے علیحدہ پڑی تھی

”my hero, my ideal, my brother“

اس تصویر کے نیچے یہ تحریر پڑھ کر رامش عجیب مشکل میں گھیرا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے سکون نہیں مل رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔اس نے کبھی بھی شیر سے اچھے سے بات نہیں کی تھی۔۔۔۔۔۔۔ہمیشہ اسے ڈانٹا،اس پر چلایا،غصہ کیا۔۔۔۔۔۔مگر اس کے بعد بھی شیر اس سے محبت کرتا تھا

اپنے اندر کی بڑھتی بے چینی کو ختم کرنے کے لیے وہ بالکونی میں آگیا اور نظریں سامنے

والے گھر کے لان پر ٹکی تھی جہاں وہ ہاتھ میں چائے کا کپ تھامے ابھی ابھی آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔اسے دیکھتے ہی رامش کو اپنا آپ ہلکا ہوتا محسوس ہوا

"زینیہ۔۔۔۔۔۔۔۔زینیہ رامش !!"اسکا نام اپنے نام سے جوڑے وہ خود بخود مسکرا اٹھا۔۔۔۔۔۔کتنا اچھا لگتا تھا اسکا نام اپنے نام سے جوڑ کر

"اے اللہ ہمارا نصیب بھی جوڑ دے !!"یہ دعا رامش کے دل سے نکلی تھی جبکہ وہ اسے دیکھتا رہا تب تک جب تک وہ واپس اندر نہیں چلی گئی تھی

"you are indeed the one for me!!"

وہ مسکراتے خود سے بولا اور اسکے اندر جاتے ہی خود بھی اندر چلا گیا

صبح اسکی آنکھ کھلی تو سات بج رہے تھے۔۔۔۔زارون ساڑھے سات تک جاگ جاتا تھا۔۔۔۔۔۔وہ تیزی سے اٹھی اور قضا نماز پڑھ کر کچن میں ناشتہ بنانے چلی گئی۔۔۔۔۔۔زارون جب تک ناشتے کے لیے آیا وہ ناشتہ لگا چکی تھی

زارون کے ناشتہ کرتے ہی اس نے برتن سمیٹے اور واپس جانے کو تیار تھی جب زارون

نے اسے روک لیا

"کچھ دیر رک جاؤ گلاب فلحال راستوں سے برف صاف کی جارہی ہے کچھ وقت لگے گا۔۔۔۔۔تم تب تک یہی رک جاؤ میں نے احان کو کہاں ہے وہ بسمل بھابھی کو بھیج دے گا پھر چلی جانا اوکے!!" زارون کی اس فکر پر وہ مسکرا اٹھی

"اوکے!!" کہتے ہی وہ دوپہر کے کھانے کے متعلق سوچنے لگی تھی۔۔۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر میں بسمل آگئی تھی۔۔۔۔۔۔بسمل کو آئے دوپہر ہوگئی تھی اور اب کھانے کا وقت ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔راستے بھی صاف تھے جس کا مطلب وہ اب گھر جاسکتی تھی

دوپہر تک احان بھی یہ بہانہ لگائے آگیا کہ اسکا اسکی بیوی کے بنا دل نہیں لگتا۔۔۔۔۔۔گلاب نے دوپہر کے کھانے کا خوب اہتمام کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔زارون نے تشکرانہ نظروں سے گلاب کو دیکھا۔۔۔۔۔۔اسے ان دعوتوں کا زرا علم نہیں تھا اگر گلاب نہ ہوتی تو؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بسمل اور احان کے جاتے ہی گلاب نے دوبارہ سے برتن سمیٹے اور کچن کو صاف

NEW ERA MAGAZINE.COM
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا۔۔۔۔۔رات کا کھانا وہ بناچکی تھی اسی لیے فکر نہیں تھی اسے

"گلاب!!" کیبن میں برتن رکھتی گلاب کو زارون نے پکارا

"جی؟"

"یااللہ ایک تو اسکا جی" زارون سوچ کر رہ گیا

"وہ تمہارا شکریہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔مطلب کے مجھے معلوم نہیں تھا یہ سب کیسے کرتے۔۔۔۔۔۔مطلب کے مہمانوں کو کس طرح ڈیل کرتے ہیں۔۔۔۔۔ گر تم نا ہوتی تو شائد کل رات بھی باہر سے کھانا کھلادیتا۔۔۔۔۔۔۔۔اور آج بھی لنچ۔۔۔۔۔۔ تمہارا بہت شکریہ!!" زارون دھیمے مگر میٹھے لہجے میں بولا

"میں نے آپ سے پہلے بھی کہاں تھا اور اب بھی کہ یہ میری جاب ہے سر۔۔۔۔آپ مجھے تھینکیو مت کہے" گلاب نے جواب دیا

"تم مجھے سر کیوں کہتی ہوں زارون کیوں نہیں۔۔۔۔۔۔۔کل بھی میرا نام لینے کے بعد تم نے مجھے سر بلایا تھا۔۔۔" زارون ماتھے پر بل ڈالے بولا

"آپ عمر میں مجھ سے بڑے ہے۔۔۔۔ بھلا آپ کا نام کیسے لے سکتی ہوں میں؟"

گلاب نے اپنے تئ ایک اہم بات بتائی جبکہ زارون پر سوچ نظروں سے اسے دیکھنے لگا

اس کو یوں اپنی سوچ میں گم پاکر گلاب کو ٹینشن ہونے لگ گئ

"یااللہ کہی یہ مجھے خود کو بھائی بولنے کو نا کہہ دے!!"اس نے دل سے دعا کی

"چلو ٹھیک جیسا تمہیں ٹھیک لگے!!"زارون کے جواب پر گلاب نے شکرادا کیا

"ویسے گلاب۔۔۔تم۔۔۔۔۔۔۔"

"میں ایک اچھی لڑکی ہوں!!"زارون کی بات کاٹتے وہ ہنس کر بولی تو مسکراہٹ دبائے زارون نے سر نفی میں ہلایا اور وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔

اپنا کام ختم کیے وہ اپنے فلیٹ کے لیے نکل چکی تھی جب میگی کی اس پر نظر پڑی۔۔۔۔۔آج کل میگی کا سارا دھیان زارون کے فلیٹ کی جانب ہی تھا۔۔۔۔۔۔ کل اس نے گلاب کو واپس جاتے نہیں دیکھا تھا اور آج جب وہ زارون کے فلیٹ سے نکلی تو میگی اسکے مسکراتے ہونٹ دیکھ کر جل گئ،اسکے گالوں کی سرخی کو وہ کوئی اور ہی مطلب دے گئ تھی

گلاب اسے کھٹکنے لگی تھی پہلے دن سے ہی۔۔۔۔۔۔وہ زارون پر صرف اپنا حق سمجھتی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھی یہ اور بات تھی کہ زارون نے کبھی اسکی جانب دھیان نہیں دیا تھا

خیر اپنے بالوں کو اچھے سے سیٹ کیے وہ ہاتھ میں کوکیز کی ٹرے تھامے زارون کے فلیٹ کی جانب بڑھی، راستے میں گلاب کو ایک حقارت بھری نظر سے نوازہ نہیں بھولی، جس پر گلاب نے حیرت سے اسے دیکھا اور کندھے اچکائے لفٹ کی جانب چلی گئی۔۔۔

اپنے آفس میں بیٹھا وہ کب سے اس انسان کے آنے کا انتظار کر رہا تھا جب اسکا ملازم دوڑا آیا

"سر وہ لڑکا آیا ہے دوبارہ!!" ملازم کے بولنے پر اس نے ہنکارہ بھرا اور گلاس کو سائڈ پر رکھے وہ باہر لاؤنج میں آیا جہاں ٹانگ پر تانگ جمائے وہ بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔بہادر خان کو دیکھتے ہی وہ فورا اپنی جگہ سے اٹھا

"کہوں کیوں آئے ہوں تم؟" بہادر خان نے آتے ہی سوال کیا

"انہیں مجھ پر شک ہو گیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نہیں شک نہیں بلکہ یقین!!" وہ سر

نفی میں ہلائے بولا

"کیسا یقین؟" بہادر خان نے آبرو اچکائے پوچھا

"یہی کہ غدار میں ہوں!!" وہ سکون سے بولا

"تو اب؟" بہادر خان نے سوال کیا

"اب کچھ نہیں۔۔۔۔۔۔۔میں تو آپ کے حکم کا منتظر ہوں۔۔۔۔۔۔۔جب کہے گے تب ہم اگلہ قدم اٹھائے گے" وہ پر سکون سا بولا تو بہادر خان نے کچھ سوچتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تو اب کیا کرنا ہے ہمیں؟" اس نے سوال کیا

"ابھی تو جیسا چل رہا ہے ویسا چلنے دوں۔۔۔۔۔۔۔نیا سال آنے والا ہے۔۔۔۔۔تیار رہنے ہمارے دشمنوں کو بہت بڑا تحفہ ملنے والا ہے!!" بہادر خان مکار مسکراہٹ سجائے بولا تو وہ ہنس دیا

"اب تم جاؤ!!" بہادر خان نے انگلی سے اشارہ کیا

"چلا تو جاؤں گا مگر!!" چہرے پر ہاتھ پھیرتے وہ بول کر رکا

''مگر کیا؟'' بہادر خان نے آنکھیں چھوٹی کیے پوچھا

''مگر یہ کہ اس رات اتنی کمال چیز لا کر دی تھی آپ کو۔۔۔۔۔۔تو میری اجرت؟'' وہ مسرایا تو بہادر خان بھی کمینی ہنسی ہنس دیا اور نوکر کو اشارہ کیا جس نے ایک بریف کیس لا کر ٹیبل پر رکھ دیا

''بہت آگے جاؤ گے لڑکے!!'' پیسوں بھرا بریف کیس اسے پکڑاتے بہادر خان بولا تو سر کو خم دیے اس نے مسکرا کر تعریف وصول کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ریسٹورانٹ میں بیٹھی وہ کب سے ان دونوں کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔آج مائیک اور آمنہ کے ساتھ اس نے ڈنر کا پلان بنایا تھا۔۔۔۔اور اسی وجہ سے ہاف لیو لیے وہ اب یہاں بیٹھی ان کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔اپنی نئی جاب کی وجہ سے وہ ان دونوں سے کٹ کر رہ گئی تھی۔۔۔۔۔جس پر ان دونوں نے اس سے اعتراض کیا تھا اور اسی لیے اب وہ یہاں موجود تھی۔۔۔۔۔مگر وہ دونوں نجانے کہاں رہ گئے تھے

''ارے میگی وہ دیکھو!!'' سلویا جو میگی کے ساتھ وہاں آئی تھی گلاب کو دیکھ کر اسکی جانب اشارہ کیا

"یہ یہاں کیا کر رہی ہے؟" میگی کا منہ بن گیا اسکی شکل دیکھ کر

"کیا پتہ تمہارے اس مسٹر پرفیکٹ کے ساتھ ڈیٹ پر آئی ہوں؟" سلویا طنزیہ مسکراہٹ سجائے بولی تو میگی کا خون کھول اٹھا

"شٹ اپ سلویا!!" میگی دھیمی آواز میں غرائی

ان دونوں کا دھیان گلاب کی جانب جب ایک بیس سال کا لڑکا گلاب کی طرف گیا ۔۔۔۔۔۔ وہ دونوں بہت ہنس کر اور خوشی سے بات کر رہے تھے جب وہ لڑکا گلاب کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا

"آمنہ کیوں نہیں آئی؟" گلاب نے مائیک سے پوچھا جو موبائل میں اپنے بال ٹھیک کر رہا تھا

"وہ اسکی باس نے اسے اچانک بلا لیا۔۔۔۔۔۔ تم جانتی ہوں سال کے آخری دن ہیں ایسے میں زیادہ سٹاف کی ضرورت ہوتی ہے!!" مائیک کی بات پر اس نے سمجھ کر سر اثبات میں ہلا یا

"امم روز۔۔۔۔۔۔۔ وہ دراصل۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے۔۔۔۔۔۔ مجھے تم سے کچھ کہنا

ہے؟"" کھانا کھاتے مائیک اسکی جانب دیکھے بولا

""ہمم کہوں!!"" گلاب پاستہ کھاتے بولی

""وہ۔۔۔وہ۔۔۔۔"" مائیک سمجھ نہیں آیا وہ کیسے کہے

""وہ کیا مائیک اب بول بھی دوں!!"" گلاب چڑ کر بولی تو مائیک مسکرا دیا

اپنی جگہ سے اٹھے وہ بلکل گلاب کے سامنے ایک گھٹنے کے بل بیٹھ گیا، میگی اور سلویا نے آنکھیں پھاڑے یہ منظر دیکھا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

""میں۔۔۔۔میں جانتا روز کہ ہم ایک دوسرے کو زیادہ عرصے سے نہیں جانتے، مگر اس کم وقت میں ہی تم میرے لیے بہت خاص بہت اہم ہو گئی ہوں۔۔۔۔۔ اتنی، اتنی کہ میں اب ایک پل۔۔۔۔۔ایک پل بھی تم سے دور نہیں رہنا چاہتا۔۔۔۔۔۔۔آئی لو یو روز۔۔۔آئی لو یو۔۔۔۔۔۔ول یو میری می!!"" ڈائمنڈ کی خوبصورت مگر نفیس سی انگوٹھی اسکے سامنے کیے وہ بولا

چیچ گلاب کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گیا تھا۔۔۔۔آنکھیں حیرت سے پھیلائیں وہ مائیک کو دیکھ رہی تھی جبکہ آس پاس موجود لوگ اب اسے ہاں بولنے کے لیے کہہ رہے

تھے

"مائیک میں۔۔۔۔۔۔۔۔"

"گلاب میری بیٹی !!"اس سے پہلے گلاب کوئی جواب دیتی ایک بھاری مردانہ آواز گلاب کے کانوں سے ٹکرائی،پل بھر میں گلاب کے چہرے کا رنگ بدلا تھا وہ سامنے ہی تھا،وہ شخص جو اسکا باپ تو تھا مگر اسکا حقدار نہیں تھا،مکار ہنسی چہرے پر سجائے وہ گلاب کو دیکھتا چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے اسکی جانب بڑھ رہا تھا

"نہیں۔۔۔۔نہیں !!"سر نفی میں ہلائے وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور الٹے قدموں پیچھے کی جانب بھاگی،ایک ویٹر سے ٹکراتی وہ اسکے ہاتھ میں موجود ڈش زمین پر گرا چکی تھی۔۔۔۔۔وہاں موجود سب لوگ حیرانگی سے اس لڑکی کو دیکھ رہے تھے جو بھاگتی ہوئی کچن میں داخل ہوئی۔۔

"go fetch her!!"

اپنے ساتھ موجود آدمیوں کو حکم دیتے وہ بولا تو وہ سب گلاب کے پیچھے بھاگے۔۔۔۔۔

میگی کو تو آج جھٹکوں پر جھٹکے لگ رہے تھے۔۔۔اسکی نظروں نے دور تک گلاب کا

پیچھا کیا تھا

کچن سے بھاگتی وہ پچھلے دروازے کی جانب بڑھی، دروازہ کھولتی وہ اب ایک تنگ و تاریک گلی میں موجود تھی، یہاں وہاں نظر دوڑائے وہ مین روڈ پر جاتی سڑک کی جانب بھاگی۔۔۔۔۔۔۔اپنے پیچھے آتی قدموں کی چاپ وہ باآسانی سن سکتی تھی۔۔۔۔۔وہ بھاگتی بھاگتی ایک پتھر سے ٹکڑا کر زمین پر گر گئی تھی۔۔۔۔۔۔اٹھنے کی ناکام کوشش کرتے وہ ان آدمیوں میں سے ایک کے ہاتھ لگ چکی تھی، گلاب نے بہت کوشش کی اسکی گرفت سے نکلنے کی جب ایک زوردار تھپڑ سے وہ زمین پر جا گری، اسکے ہونٹ کا کنارہ پھٹ چکا تھا۔۔۔۔سر کا حجاب ڈھیلا ہو کر زمین پر گر گیا تھا اور دائیں بازو کی آستین بھی پھٹ گئی تھی، خون کے ننھے قطرے اسکے ماتھے سے گرنے لگے تھے

وہ آدمی اب شیطانیت بھری مسکان چہرے پر سجائے گلاب کی جانب قدم بڑھا رہا تھا جب گلاب نے اندھیرے میں اپنے ہاتھ کے نیچے موجود پتھر کو اٹھائے اسکی آنکھ میں دے مارا جس پر وہ آدمی چلا اٹھا۔۔۔۔موقع پا کر گلاب جلدی سے اٹھی اور بھاگتی ہوئی مین روڈ پر نکل آئی۔۔۔۔۔۔۔وہ لوگ ابھی بھی اسکے پیچھے آرہے تھے۔۔۔۔۔۔۔گھٹنے پر چوٹ لگنے کی وجہ سے اسے بھاگنے میں مشکل ہو رہی تھی، پیر کو گھسیٹتی وہ اب مزید

روشنی میں آگئی تھی۔۔۔۔سڑک پر موجود لوگ حیرت سے یہ کاروائی دیکھ رہے تھے مگر کوئی بھی مدد کو آگے نہیں بڑھا بھاگنے کی وجہ سے پونی میں مقید بال بھی اب چہرے پر بکھر گئے تھے۔۔۔۔۔۔آنسوؤں سے اسکا چہرہ بھیگ چکا تھا۔۔۔۔۔۔قدموں کی آواز مزید قریب سن کر اسکے رہے سہے اوسان بھی خطا ہونے والے تھے جب ایک ہاتھ نے اسے ایک تاریک گلی میں کھینچا اور اس سے پہلے وہ چیختی اسکے منہ پر ہاتھ رکھے اسے دیوار کے ساتھ لگا دیا

خوف و حراس سے گلاب کی آنکھیں پھیل گئیں تھی۔۔۔وہ اس آدمی کی مضبوط گرفت میں مچلنے لگی، جب ان لوگوں کی آوازیں اسے قریب سے سنائی دینے لگی جو اب ادھر ادھر بکھر کر اسے ڈھونڈنے کا بول رہے تھے۔۔۔۔سختی سے آنکھیں بند کیے وہ من ہی من میں اللہ سے دعا کرنے لگی

تھوڑی ہی دیر میں آوازیں آنا بند ہو گئیں تھی جسکا مطلب تھا وہ لوگ جا چکے ہیں۔۔۔۔۔گلاب کے منہ سے وہ بھاری بھر کم ہاتھ ہٹتے ہی اس نے سکون کا سانس لیا، مگر خوف کی وجہ سے آنکھیں ابھی بھی نہیں کھولی تھی۔۔۔۔۔اسکا پورا جسم کانپ رہا تھا

”تم محفوظ ہوں اب۔۔۔۔۔۔آنکھیں کھولو گلاب!!“بھاری مردانہ آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی

یہ آواز!!حیرت سے آنکھیں کھولے اس نے سامنے کھڑے اس شخص کو دیکھا۔۔۔۔۔۔۔ہاں یہ وہی تھا،وہی شخص،جو ہر مشکل میں اسکی مدد کرتا،جو اجنبی ہو کر بھی اپنوں سے زیادہ خاص ہو گیا تھا اسکے لیے،نم آنکھیں،ایک سسکی لیے وہ اسکے سینے جا لگی اور رونے لگی

زارون اسکی اس حرکت پر پتھر ہو گیا اور حیرت سے سر نیچے کیے اسکے دیکھنے لگا جو اسکے سینے سے لگی رو رہی تھی،اسکا پورا جسم ابھی بھی کانپ رہا تھا

”شش۔۔۔۔بس چپ۔۔۔۔۔سب ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔گلاب،سب ٹھیک ہے!!“اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ بولا

تھوڑی دیر بعد جب گلاب کو احساس ہوا اپنی حرکت کا تو وہ شرمندہ سی رخ موڑ گئی۔۔۔۔۔۔۔زارون نے غور سے اسکا حلیہ دیکھا نا سر پر حجاب اور پھٹی ہوئی آستین اس نے فوراً سے اپنا جیکٹ اتارا اور گلاب کو پہنا دیا

”اتنی ٹھنڈ ہے اور تم نے کوئی گرم کپڑا نہیں پہنا؟“زارون نے اسکا دھیان ہٹانے کے لیے سوال کیا

”وہ۔۔وہ مجھے سردی نہیں لگتی!!“گلاب دھیمی آواز میں بڑبڑائی

”کیوں تم برفانی ریچھ ہوں؟“ہلکی سی مسکراہٹ لیے زارون نے سوال کیا تو گلاب اپنے ہونٹ چبانے لگی

”آؤ!!“اسکا ہاتھ تھامے وہ اسے اپنے ساتھ باہر لیکر آیا،ایک نظر آس پاس دوڑائی جب کوئی نظر نہیں آیا تو اس نے گلاب کا ہاتھ تھامے تیز تیز قدم اٹھائے اور اپنی گاڑی کی جانب اسے لے آیا،دروازہ کھولے اس نے گلاب کو اندر بٹھایا اور گھوم کر فورا ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا

پورا راستہ گلاب خاموش رہی،زارون ایک آدھ نظر اس پر ڈال کر دوبارہ روڈ دیکھنے لگتا

اپنے فلیت کی بلڈنگ کے نیچے آکر اس نے گاڑی روکی اور کار سے نکلتا گلاب کی جانب آکر اسکی سائڈ کا دروازہ کھولے وہ اس کا ہاتھ تھامے اندر داخل ہوا۔۔۔۔۔گلاب خاموشی سے اسکے ساتھ چلنے لگی۔۔۔۔۔۔۔

وہ گلاب کو اپنے فلیٹ لیجانے کی بجائے احان کے فلیٹ لے آیا تھا۔۔۔۔ایسے میں اسے بسمل ہی سنبھال سکتی تھی

بیل کی آواز پر احان نے آکر دروازہ کھولا مگر سامنے کھڑے زارون اور اسکے ساتھ چپکی کھڑی گلاب کی حالت دیکھ کر اسے حیرت کا جھٹکا لگا وہ منہ کھولے انہیں دیکھنے لگا جبکہ زارون نے غصے سے اسے گھورا

"جاؤ بھابھی کو بلاؤ!!" دانت پیستے وہ بولا تو احان کو ہوش آیا اور سر اثبات میں ہلائے وہ تیزی سے اندر بھاگا

"چلو!!" گلاب کا ہاتھ تھامے وہ اندر داخل ہوا جو بنا کسی مزاحمت کے اسکے ساتھ اندر آگئی

اسے صوفہ پر بٹھائے زارون اسکے سامنے بیٹھ گیا،اسکا چہرہ کسی بھی تاثر سے عاری تھا وہ اس وقت کیا سوچ رہا تھا کچھ معلوم نہیں تھا

بسمل جو کمرے سے باہر آئی گلاب کی حالت دیکھ کر وہ آنکھیں پھیلائے فوراً گلاب کے پاس جا بیٹھی

"گلاب!! گلاب ادھر دیکھو، گلاب!!" بسمل نے اسکا چہرہ اٹھائے اپنے جانب کیا تو نظریں اسکے چہرے پر موجود انگلیوں سے جا ٹکرائی

"گلاب یہ۔۔۔۔" اس سے پہلے بسمل بول پاتی گلاب ایک بار پھر سے اسکے گلے لگے رونے لگی

"وہ لوگ کون تھے گلاب اور وہ کیوں تمہارے پیچھے ہیں؟" زارون نے گلاب کی جانب دیکھتے سوال کیا

"وہ لوگ کون تھے گلاب؟" اب کی بار زارون نے دانت پیسے پوچھا مگر گلاب ہنوز رونے میں مگن تھی

بس!! اب زارون کی برداشت جواب دے گئی تھی

"ول یو جسٹ شٹ اپ اینڈ سٹاپ کرائینگ!!" واز اٹھا کر زور سے زمین پر مارے وہ دھاڑا تو وہ تینوں ڈر گئے، گلاب مزید بسمل کے گلے لگے تھر تھر کانپنے لگی

"وہ لوگ کون تھے گلاب بتاؤ مجھے!!" بسمل سے جدا کیے اسکو دونوں شانوں سے تھامے زارون اسے جھنجھوڑتے بولا

''وہ۔۔۔وہ۔۔۔''گلاب کو سمجھ نہیں آئی وہ کیا بولے

''وہ۔۔۔وہ کیا گلاب ؟مجھے جواب چاہیے آخر وہ کیوں ہیں تمہارے پیچھے ؟کیا تم نے کچھ ایسا کیا ہے گلاب ہے جو تمہیں کرنا نہیں چاہیے تھا؟''زارون کے سوال پر گلاب کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا تھا

''میں۔۔۔میں بتاتی ہوں !!''تھکے ہارے لہجے میں بولتی وہ بسمل کے پاس صوفہ پر ٹک گئی

''میرے بابا۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔وہ ڈرگز مافیا کہ لیے کام کرتے ہے اور میرا بڑا بھائی بھی۔۔۔۔۔۔ہماری فیملی میں ہم پانچ لوگ ہیں میرے بابا، میری ماما، میرا بڑا بھائی میں اور میری چھوٹی بہن۔۔۔۔۔میرے بابا وہ پاکستان سے یہاں آئے تھے۔۔۔۔۔۔۔مجھے نہیں معلوم مگر وہ شروع سے میری پیدائش سے مجھ سے نفرت کرتے رہے۔۔۔۔۔۔۔میں انکی بیٹی کم اور غلام زیادہ تھی۔۔۔۔۔۔ایک بار ڈرگز کی ایک بہت بڑی ڈیل تھی جو میرے بابا کے زمے تھی۔۔۔۔۔میرے بھائی نے پیسوں کی لالچ میں ڈرگز کے کچھ کیریٹ گھر میں چھپا لیے مگر بابا کے باس کو پتہ چل چکا تھا۔۔۔۔۔۔وہ میرے بھائی، وہ میرے بھائی کو مارنے والا تھا جب اسکی نظر مجھ

پر پڑی۔۔۔۔۔۔اس نے بابا سے اس شرط پر بھائی کو چھوڑا کہ بابا میری شادی اس سے کروادے گے اور وہ بدلے میں انہیں بہت سارا پیسہ دے گا۔۔۔۔۔۔۔وہ شخص جس سے میرا باپ میری شادی کروانے والا تھا وہ عمر میں میرے باپ سے بھی بڑا تھا۔۔۔۔۔اسکے دو بیٹے بھی ہیں، بڑا بیٹا بھی عمر میں مجھ سے بڑا ہے جبکہ چھوٹا بیٹا میرا ہم عمر۔۔۔۔ایسے شخص سے شادی بھلا کیسے کر سکتی تھی میں اسی لیے،اسی لیے میں وہاں سے بھاگ آئی۔۔۔۔۔اور اب وہ لوگ میرے پیچھے ہیں کیونکہ انہیں ڈر ہے کہ کہی میں پولیس سے رابطہ نہ کرلو"گلاب کہہ کر خاموش ہوئی۔۔۔احان اور بسمل نے ترس سے اسے دیکھا جبکہ زارون کی آنکھیں خالی تھی

"تو پولیس سے رابطہ کیوں نہیں کیا تم نے؟"ایک اور سوال تیار تھا

"کیا تھا۔۔۔مگر ان لوگوں نے الٹا مجھ پر الزام لگادیا کہ میں ایک مسلمان اور دہشت گرد ہوں۔۔۔بعد میں معلوم ہوا کہ وہ لوگ بھی میرے بابا کے ساتھ ملے ہوئے ہیں!!"نظریں جھکائے وہ آنکھیں ادھر ادھر گھمائے بولی

"تمہارے بابا تم سے نفرت کیوں کرتے ہے؟"اب کی بار نیا سوال۔۔۔۔۔۔۔ زارون واقعی آج اسے بخشنے کے موڈ مین نہیں تھا

''معلوم نہیں۔۔۔۔بس اتنا پتہ ہے کہ میری شکل نہیں پسند انہیں۔۔۔۔۔۔وہ کہتے ہے جب جب میرے چہرے کو دیکھتے ہے انہیں وہ شخص یاد آتا ہے جس سے وہ بے حد نفرت کرتے ہے!!''اپنی انگلیوں سے کھیلتی وہ نظریں جھکائے بولی

''کون ہے وہ شخص جس سے وہ نفرت کرتے ہے؟''زارون نے آگے ہو کر پوچھا

''معلوم نہیں،میری اتنی حیثیت نہیں تھی کہ میں ان سے کوئی سوال کر سکوں!!'' اسکے جواب پر وہ گہرا سانس بھر کر رہ گیا

''کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔خیر تم آرام کروں تمہیں ضرورت ہے۔۔۔میں اب چلتا ہوں۔۔۔۔۔پلیز اسکے زخم صاف کر دینا!!''گلاب کو سمجھاتے آخری جملہ وہ بسمل کی جانب دیکھتے بولا جس پر اس نے سر اثبات میں ہلا دیا

''ماما آئے نا کھیلے میرے ساتھ!!''آج موسم سرما کی چھوپ نکلی تھی ایسے میں مہر النسا شیر کے ساتھ باہر لان میں بیٹھی دھوپ کو انجوائے کر رہی تھی جب شیر اپنی کرکٹ کٹ اٹھائے وہاں لے آیا اور ضد کرنے لگا

"جانو ماما کے گھٹنوں میں تکلیف ہوتی ہے ماما نہیں کھیل سکتی!!" وہ اسے پیار سے سمجھاتے بولی جبکہ شیر باضد تھا

"نہیں ماما کھیلے نا میرے ساتھ۔۔۔۔آپ نہیں کھیلے گی تو کون کھیلے گا؟" شیر بچوں کی طرح ضد کرتے بولا جبکہ مہر النسا نے بیچارہ سا منہ بنائے اسے دیکھا

"ماما کے ساتھ کیوں میرے ساتھ کھیلو!!" رامش کو کب سے اپنے کمرے کی کھڑکی سے یہ منظر دیکھ رہا تھا لان میں آئے شیر کو دیکھتے بولا جبکہ شیر اور مہر النسا دونوں منہ کھولے حیرت سے اسے تکنے لگے تھے

"واٹ؟" آبرو اچکائے اس نے پوچھا تو دونوں جلدی سے سر نفی میں ہلایا

"میں پہلے بالنگ کروں گا!!" اسکے ہاتھ سے بال لیے رامش مسکرائے بولا تو شیر نے مہر النسا کو دیکھا جس پر وہ بھی مسکرا دی

وکٹ پر کھڑا وہ بیٹنگ کے لیے تیار تھا جب رامش نے اسے بال کروائی اور یہ اٹھایا شیر نے بلا اور وہ گئی بال دیوار کے پار۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رامش تو آنکھیں پھاڑے اڑتی بال کو دیکھ رہا تھا اور بعد میں شیر کو جو ہلکی سے مسکراہٹ

لیے رامش کو دیکھ رہا تھا

"ناٹ بیڈ!!" دوسری بال لیے رامش نے اسے سراہا جبکہ اب کی بار شیر کھل کر مسکرا دیا

"تو پھر جوان تیار ہوں؟" رامش کے سوال پر شیر نے جھٹ سر اثبات میں ہلایا

شیر اپنی بیٹنگ لے چکا تھا پچاس سکور بنا کر آؤٹ ہوئے اب وہ رامش کو بال کروا رہا

"آؤٹ!!" شیر خوشی سے چلایا

"کوئی آؤٹ نہیں نو بال تھی!!" رامش فورا بولا

"جی نہیں کوئی نو بال نہیں آپ آؤٹ ہوئے ہے!!" شیر ماتھے پر بل ڈالے بولا

"نو بال!"

"آؤٹ"

"نو بال"

"آؤٹ"

"میں نے کہا نا نو بال!!" رامش چڑ کر بولا

"مین نے کہا نا آؤٹ!!" شیر بھی ویسے بولا

دونوں بھائی ایک دوسرے کے سامنے کھرے ایک دوسرے کو گھور رہے تھے

"ماما!!!!" جب کوئی نہیں ہوتا تب ماں ہی ہوتی ہے اسی لیے دونوں مہرالنسا کی جانب دیکھ کر چلائے

"رامش!!" مہرالنسا کو معلوم تھا کہ اس نے چیٹنگ کی ہے اسی لیے وہ اسے گھورنے لگی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آپ کبھی میرے سائڈ نہیں لے گی۔۔۔۔ ہے نا؟" رامش منہ بنائے بولا

"ہاں کیونکہ وہ میری ماما ہے!!" شیر اسے چڑاتے بولا

"وہ میری ماما ہے!!"

"میری ماما"

"میری ماما"

”میری ماما“

”جی نہیں میری ماما“ اب شیر کو غصہ آنے لگ گیا تھا

”رامش شیر!!“ مہرالنساء اب غصے سے بولی تو دونوں بھائی انہیں دیکھنے لگے

”اب اگر تم دونوں لڑے تو میں تم میں سے کسی کی ماما نہیں سمجھے!!“ انگلی اٹھائے انہیں تنبیہ کرتے وہ بولی تو دونوں بھائیوں نے سر اثبات میں ہلایا

”گڈ!!“ مہرالنساء پر سکون ہوئی

”ویسے وہ میری ماما ہے چھوٹے!!“ جاتے جاتے بھی شیر کے سر پر ہاتھ مار کر وہ اسے چھیڑنا نہیں بھولا تھا

”ماما!!“ شیر رونے والا ہو گیا تھا جبکہ رامش کا قہقہ گونجا تھا پورے گھر میں

کی چین انگلیوں مین گھمائے وہ تیار سا سیڑھیاں اترتے نیچے آیا تھا جہاں شیر اکیلا بیٹھا کھانا کھا رہا تھا

”ماما کہاں ہے؟“ اس نے شیر سے پوچھا جو بے دلی سے کھانا کھا رہا تھا

''وہ میڈیسن لیکر سو گئی ہے!!''اسنے ہلکی آواز میں جواب دیا،رامش جانتا تھا کہ اسے اکیلے کھانا پسند نہیں۔۔۔۔۔۔۔

''اچھا چلو جلدی کپڑے چینج کر کے آؤ!!''موبائل استعمال کرتے اس نے وہاں بیٹھے شیر کو حکم دیا

''کیوں؟''شیر نے آنکھیں پھیلائے پوچھا

''زیادہ سوال نہیں جو کہا ہے وہ کروں!!''رامش آنکھیں دکھاتے بولا تو شیر فوراً اٹھ کر کمرے کی جانب بڑھا

رامش خود بھی باہر کھانے جا رہا تھا تو ایسے میں شیر کو اپنے ساتھ لیجانا برا نہیں تھا

شیر کے آتے ہی دونوں بھائی فائیو سٹار ہوٹل میں کھانے کے لیے نکل گئے تھے۔۔۔۔۔ہوٹل میں داخل ہوتے ہی شیر حیرت سے گھومتا چاروں اور دیکھنے لگا

''شیر کیا کر رہے ہوں؟''رامش نے ہلکی آواز میں اسے ڈپٹا

''سوری وہ میں پہلی بار آیا ہوں!!''آنکھیں نیچی کیے وہ شرمندہ سا بولا تو رامش کو اس پر ترس اور خود غصہ آیا

"چلو کوئی نہیں اب تو ہر ہفتے باہر آنے کی عادت ڈال لو!" اسکی گردن میں پیچھے سے بازو ڈالے اسے اپنے ساتھ لگائے وہ بولا تو شیر ہنس دیا۔۔۔۔۔۔اسکو خوش دیکھ کر رامش خود کو بہت پر سکون محسوس کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔

"چلو اب!!" اسے تیبل کی جانب لیجاتے اسکے بال بگاڑتے وہ بولا

\-------------

کھانے سے فری ہو کر وہ شیر کو اپنے ساتھ مال لیکر آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔ شیر کے پینٹنگ کے شوق کو مد نظر رکھتے وہ اسے آرٹس اینڈ کرافٹ کی شاپ میں لیکر آیا تھا

وہاں موجود سب لڑکیاں رامش کو گھور رہیں تھی جس پر رامش کا منہ بن گیا جبکہ شیر کا قہقہ بلند ہوا

"تمہارے بہت قہقے نکل رہے ہیں آج؟" رامش نے آنکھیں چھوٹی کیے اس سے پوچھا جس نے سر نفی میں ہلایا

"جو لینا ہے جلدی لو!!" رامش مصنوئی غصہ دکھاتے بولا

"مگر مجھے کچھ آئیڈیا نہیں۔۔۔۔۔۔یہاں بہت سی چیزیں ہیں!!" شیر منہ بنائے

بولا۔۔۔۔اب رامش بھی اسکی مدد نہیں کر سکتا تھا

"سر!!" زینیہ جو اپنے ڈیزائینز کے لیے پینسلز لینے وہاں آئی تھی رامش کو دیکھ کر چونکی جبکہ اسے دیکھ کر رامش مکسرا دیا

"اوہ زینیہ کیسی ہوں تم؟"

"میں ٹھیک ہوں مگر آپ یہاں؟" زینیہ نے شاپ کی جانب اشارہ کیا

"وہ میں۔۔۔۔دراصل میں اپنے بھائی کے ساتھ یہاں آیا ہوں اسے کچھ سامان لینا تھا تو بس!!" رامش نے اسے جواب دیا

"بھائی مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا!!" شیر ساری چیزیں دیکھ کر دوبارہ رامش کی جانب آکر بولا۔۔۔اسکے ہاتھ میں وہی پینسلز تھی جو زینیہ کو چاہیے تھی مگر افسوس وہ آخری پیک تھا جو اب شیر لے چکا تھا

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ کا کوئی بھائی بھی ہے وہ بھی اتنا کیوٹ!!" زینیہ شیر کی جانب دیکھ کر بولی تو شیر شرما دیا جس پر زینیہ ہنس دی جبکہ رامش نے غصے سے شیر کو دیکھا جو فلحال اسے اپنا رقیب محسوس ہو رہا تھا

"ویل معلوم تو مجھے بھی نہیں تھا!!" رامش ہلکی آواز میں بڑبڑایا

"اوکے اب چلتی ہوں اللہ حافظ !!" زینیہ شیر کی جانب ہاتھ ہلائے بولی

"زینیہ !!" باہر جاتی زینیہ کے قدم رکے

"وہ دراصل شیر نے ابھی سٹارٹ کیا پینٹنگز کرنا مگر اسے ابھی بھی بہت سی چیزوں کا علم نہیں ہے۔۔۔۔تو میں چاہتا ہوں کہ تم اسکی مدد کردوں کیونکہ تمہیں آئیڈیا ہے۔۔۔پلیز!!" شیر تو حیرت سے اپنے بھائی کو دیکھ رہا تھا جو گھر میں آگ برساتا تھا اور یہاں کیسے پھول برس رہے تھے

"ٹھیک ہے مدد تو میں کردوں گی مگر میری ایک شرط ہے!!" زینیہ کچھ سوچتے بولی

"کیسی شرط؟" رامش نے جھٹ سے پوچھا

"دراصل مجھے جو پینسلز چاہیے وہ صرف ایک ہی پیک بچا تھا اس شاپ میں اور اب وہ آپ کے بھائی کے قبضے میں ہے۔۔۔تو میں مدد اسی شرط پر کروں گی جب وہ پیک مجھے ملے گا!!" زینیہ پینسلز کے پیک کو دیکھ کر بولی تو شیر نے فوراً اسے پیچھے چھپالیا

"اوہ کم آن شیر اسے دے دوں۔۔۔۔وہ بولے میں تمہاری مدد کرے گی!!"

رامش نے اسے سمجھایا

”نہیں۔۔۔۔۔نہیں دوں گا!!“شیر ضدی لہجے میں بولا

”شیر!!“رامش نے اسے آنکھیں دکھائی تو شیر سر جھکا گیا شائد اپنے آنسو روک رہا تھا

”شیر ادھر دیکھو۔۔۔۔۔۔یہاں میری طرف!!“زینیہ پیار بھرے لہجے میں اسکی جانب دیکھتے بولی تو شیر نے آنکھیں اٹھائے اسے دیکھا

”ادھر دیکھو۔۔۔۔۔۔۔یہ جو پینسلز ہیں نا یہ بڑے لیول پر استعمال کی جاتی ہیں۔۔۔۔تم ابھی سیکھ رہے ہوں نا؟تو کیوں نا ہم بیسک لیول سے شروعات کرے؟ کہوں کیسا لگا آئیڈیا؟“ہمم!!“زینیہ کی بات پر شیر نے سر اثبات میں ہلایا

”اوکے چلو آؤ!!“اسکا ہاتھ تھامے زینیہ مختلف ریکس کی جانب بڑھی اور اسے اپنے ساتھ رکھے چیزوں کے بارے میں سمجھانے لگی۔۔۔۔۔گھنٹے کے اندر اندر وہ بہت کچھ خرید چکے تھے

”تو اب میرا معاوضہ؟“زینیہ نے ہاتھ آگے پھیلایا تو شیر نے بددلی سے پیک اسکے ہاتھ میں رکھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زینیہ نے مسکرا کر پیک میں سے آدھی پینسلز نکالی اور باقی پیک شیر کو تھمادیا۔۔۔۔۔

جس نے حیرت سے زینیہ کو دیکھا

"کیا پورا رکھ لوں؟" زینیہ نے شرارت سے پوچھا تو شیر پھر سے شرمادیا

شیر کا چہرہ مارے شرم جبکہ رامش کا چہرہ غصے سے لال ہو چکا تھا

"چلو شیر گھر چلے ماما ویٹ کررہی ہونگی۔۔۔۔۔۔ تھینکیو زینیہ تمہاری مدد کے لیے۔۔۔۔۔اور اللہ حافظ!!" شیر کا ہاتھ تھامے کاؤنٹر پر بل پے کیے وہ فوراد کان سے باہر نکلا جبکہ زینیہ نے حیرت سے اسے دیکھا

"سٹرینج!!" کندھے اچکائے وہ خود سے بولی

نئے سال کی آمد ایسے میں گھر کی سجاوٹ کے لیے کچھ ضروری سامان خریدنے وہ سٹور میں موجود تھی، جب تین چار لوگ سٹور میں داخل ہوئے اور یک تصویر ہاتھ میں تھامے سب کو دکھانے لگے۔۔۔۔۔ میگی اس تصویر کو اگنور کردیتی اگر اس میں موجود چہرہ گلاب کا نہیں ہوتا۔۔۔ سٹور کے مالک اور کچھ ورکرز سے تصویر کے بابت

پوچھنے کے بعد وہ لوگ سٹور سے باہر نکل گئے جب میگی ان کے پیچھے بھاگی

”ایکسکیوز می!!“اس نے انکے سربراہ کو آواز دی

”کیا تم تصویر میں موجود اس لڑکی کو ڈھونڈ رہے ہوں؟“میگی کے سوال پر اس شخص کی آنکھیں حیرت سے پھیلی اور اس نے سر اثبات میں ہلایا

”ہاں کیا تم اسے جانتی ہوں؟“اسنے بے چین لہجے میں پوچھا

”ہاں جانتی ہوں!!“میگی نے سر اثبات میں ہلایا

”کہاں ہے وہ؟“آواز میں بے چینی تھی

”بتادوں گی مگر مجھے کیا ملے گا؟“میگی نے آبرو اچکائے پوچھا تو سامنے کھڑے شخص نے دانت پیسے

”بولو کیا چاہیے!!“چڑ کر پوچھا

”تم مجھے دے ہی کیا سکتے ہوں؟بس تھوڑا سا وقت دوں میں خود اس چڑیا کو تمہاری قید میں دے دوں گی“میگی مسکرا کر بولی

”مگر تم مدد کیوں کروں گی؟“اس شخص نے حیرت سے پوچھا

''کیونکہ اس لڑکی نے مجھ سے میری ایک بہت قیمتی شہ چھینی ہے جو میں واپس لیکر رہوں گی !!''میگی غصے سے پھنکاری

''تواب بتاؤ کب تک ملواؤ گی مجھے میری بیٹی سے ؟''اس آدمی کی بات پر میگی چونک گئی۔۔۔۔۔۔یہ لڑکی گلاب اس آدمی کی بیٹی تھی ؟خیر اسے کیا

''اکتیس دسمبر۔۔۔۔۔۔۔نئے سال کے پروان چڑھتے ہی۔۔۔۔۔۔ٹھیک بارہ بجے !!''میگی اسکی جانب دیکھ کر مسکرائی تو وہ بھی مسکرا دیا۔

.....

ایپیسوڈ کل کی لکھی ہوئی تھی مگر نیٹ نا آنے کی وجہ سے پوسٹ نہیں کر پائی لیٹ دینے پر رائٹر کی جانب سے معافی

ہاتھوں کو آپس میں مسلتے وہ زارون کے فلیٹ کے سامنے کھڑی تھی۔۔۔۔۔گھنٹی بجائے وہ دروازہ کھلنے کی منتظر تھی۔۔۔۔۔۔

دروازہ کھولے زارون باہر نکلا تو میگی کو سامنے دیکھ کر چونکا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

''جی ؟''زارون نے میگی کو دیکھے سوال کیا جس پر اس نے گلا کھنکھارتے بات کا آغاز کیا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"وہ میں آپکی پڑوسی ہوں!!"میگی اپنے فلیٹ کی جانب اشارہ کرتے بولی

"تو؟"زارون کو اسکے آنے کی وجہ سمجھ نہیں آئی

"وہ دراصل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔۔۔۔۔۔وہ لڑکی جو آپ کے گھر آتی ہے۔۔۔۔اس کے حوالے سے!!"زارون جو بیزار سا اسکی شکل دیکھ رہا تھا گلاب کے زکر پر فورا اسکے کان کھڑے ہوئے

"کیا؟ کیا جانتی ہوں تم؟"زارون فورا الرٹ ہوا

"امم۔۔۔۔۔کیا میں اندر آسکتی ہوں؟"میگی نے جھجک کر پوچھا تو زارون سر اثبات میں ہلا گیا اور اسے اندر آنے کا راستہ دیا

"اب بتاؤ کیوں آئی ہوں تم؟"صوفہ پر اسکے سامنے ٹک کر اس نے پوچھا

"وہ آج میں مارکیٹ گئی تھی۔۔۔۔۔وہاں ایک شاپ پر کچھ آدمی ایک لڑکی کی تلاش میں تھے،ان کے ہاتھ میں ایک تصویر تھی۔۔۔۔۔۔اسی۔۔۔اسی لڑکی کی،وہ بار والی۔۔۔۔۔۔میں نے ویسے ہی انہیں بتایا کہ میں نے اس لڑکی کو بار میں دیکھا تھا اور وہ اسے کیوں ڈھونڈ رہے ہیں؟ تو ان میں سے ایک آدمی جو کہ بڑی عمر کا تھا اس نے بتایا کہ

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اسکی بیٹی ہے اور ناراض ہو کر گھر چھوڑ کر چلی گئی تھی وہ اب اسے ڈھونڈ رہا ہے!!"
میگی نے معصومیت کے تمام ریکارڈ توڑ ڈالے تھے

"اور کچھ بتایا اس شخص نے؟"زارون نے پرسوچ نگاہیں اس پر ٹکائے پوچھا

"بس اتنا کہ اس لڑکی کی شادی۔۔۔۔۔"

"گلاب نام ہے اس لڑکی کا!!"زارون بار بار لڑکی لفظ سن کر اکتا کر بولا

"جی جی وہی گلاب غا۔۔۔۔۔"

"گلاب غضنفر!!"زارون پھر سے بولا تو میگی چونکی

"مگر اسکا نام تو گلاب غازان ہے!!"میگی خود سے بڑبڑائی اور ساتھ ہی ایک مکار مسکراہٹ اسکے چہرے پر در آئی

"اوہ تو اس نے اپنی پہچان چھپائی ہے۔۔۔۔۔۔!!"میگی کے ذہن میں یہ سوچ فورا آئی

"اب،اب مین چلتی ہوں!!"میگی اپنی جگہ سے اٹھتی بولی

"ہمم!!"زارون تو اپنی ہی دنیا میں گم تھا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اور یہ ہے میرا کمرہ!!" رامش شیر کو اپنے گھر لایا تھا سارا گھر دکھانے کے بعد وہ اسے اپنا کمرہ دکھانے لایا تھا

اس نے اب فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ مہر النسا اور شیر کو اپنے ساتھ رکھے گا اور شیر کا علاج بھی کروائے گا۔۔۔۔وہ چاہتا تھا کہ شیر اس سوسائٹی میں جینا شروع کر دے نہیں تو یہ سوسائٹی اسے جینے نہیں دے گی۔۔۔۔۔اب وہ ایک پل بھی اپنی ماں اور اپنے بھائی کو بہادر خان کے گھر نہیں رکھ سکتا تھا

"اور میرا کمرہ؟" اسکے کمرے کو ستائشی نگاہوں سے دیکھتے بولا

"تم ابھی سارا گھر دیکھ لو پھر جو کمرہ چاہے لے لینا تمہاری مرضی!!" اسکی چمکتی اور روشن آنکھوں کو دیکھتے وہ خود بھی مسکرایا

"کیا سچ میں؟" شیر کے سوال پر رامش نے سر اثبات میں ہلایا۔۔۔۔۔۔کتنی بچوں جیسی خوشی تھی اسکے چہرے پر

"تو پھر۔۔۔۔۔" شیر ایک لمحے کو رکا

"مجھے یہ کمرہ چاہیے آپکے والا!!" شیر بولا تو رامش گڑ بڑا گیا

"یہ؟ یہ کمرہ کیوں۔۔۔۔۔۔کوئی اور کیوں نہیں؟ میرا مطلب کے گھر میں اتنے کمرے ہیں۔۔۔۔۔یہی کیوں۔۔۔۔۔۔ویسے بھی میرا سارا سامان یہاں سیٹ ہے!!" رامش ماتھے پر بل ڈالے بولا

"وہ۔۔۔۔۔۔۔ادھر آئے!!" اسکا ہاتھ تھامے وہ بالکونی میں لایا

"وہ سامنے گھر دیکھ رہے ہے؟" اشارہ زینیہ کے گھر کی جانب تھا

"ہاں!!" رامش کو کسی گڑ بڑ کا احساس ہوا

"وہ زینو وہاں رہتی ہے۔۔۔۔۔۔آپ کے کمرے سے مجھے انکا گھر نظر آتا ہے۔۔۔۔۔اسی لیے مجھے یہ کمرہ دے دے۔۔۔۔۔۔۔۔پھر میں روزانہ انہیں دیکھ سکوں گا!!" شرمیلا شیر نظریں جھکائے بولتا رامش کو تپا گیا

"کون زینو؟" غصے پیتے اسنے دانت پیستے پوچھا

"ارے زینو۔۔۔۔۔۔وہ جو اس دن شاپ میں ملی تھی میری مدد کی تھی انہوں نے، وہی زینو۔۔۔۔۔۔۔میری زینو!!"

"میری زینو؟" رامش کا دل چاہا وہ شیر کو بھی مار ڈالے

"شیر اسکا نام زینیہ ہے زینو نہیں۔۔۔۔۔اور تمہاری تو وہ بلکل بھی نہیں ہے!!"

رامش آخر جملہ منہ میں بولا

"مجھے تو زینو ہی پسند ہے ویسے بھی زینو کو بھی اس نام سے کوئی پرابلم نہیں!!" شیر

اپنی بات کر ڈٹ کر بولا

"ایک منٹ،ایک منٹ کیا مطلب تمہارا کہ زینو او نہوں میرا مطلب زینیہ کو اس نام

سے کوئی پرابلم نہیں؟ کیا تم اس سے کانٹیکٹ میں ہوں؟" رامش کی بات پر ایک بار

پھر شرمیلا شیر سر جھکا گیا اور گلابی گالوں کے ساتھ سر اثبات میں ہلایا

"کیسے؟ تمہارے پاس نمبر کیسے آیا؟" رامش نے غصے کو حد درجہ قابو میں رکھا

"وہ اس دن زینو نے دیا تھا۔۔۔۔انہوں نے کہا کبھی بھی کوئی پرابلم ہوں تو میں

انہیں کال کر کے پینٹنگ کے حوالے سے پوچھ سکتا ہوں۔۔۔۔۔وہ بہت اچھی ہے اور

خوبصورت بھی!!" شیر شرماتے بولا

"اسکی اتنی ہمت میری زینیہ کی تعریف کرے!!" رامش کی نظر سب سے پہلے

کمرے میں موجود بلے پر گئی اور پھر شیر کے سر پر

دل چاہا اسی سے شیر کا سر پھاڑ دے مگر ہائے سامنے بھائی کھڑا تھا وہ کچھ نہیں کر سکا۔۔۔۔۔۔پہلی بار رامش کا دل چاہا کہ کاش وہ بھی ڈرائنگ میں اچھا ہوتا۔۔۔۔۔۔۔۔یہ واحد سبجیکٹ تھا جس سے اسے بے انتہا نفرت تھی۔۔۔۔مگر اب اسی سبجیکٹ کی وجہ سے اسکا بھائی اسکا رقیب بنا بیٹھا تھا

”مگر تمہیں یہ کمرہ نہیں مل سکتا!!“رامش گلا صاف کرتے بولا

”مگر کیوں؟“شیر کا دل افسردہ ہوا

”وہ یہاں سورج کی روشنی بہت اچھی آتی ہے تو انسٹا گرام کے لیے تصاویر اپلوڈ کرنی ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔اچھا کلک آتا ہے!!“اس نے فوراً بہانہ گڑھا

”اچھا!!“شیر کا منہ لٹک گیا جبکہ رامش جھوم اٹھا

”چلے کوئی بات نہیں میں ساتھ والا کمرہ لے لیتا ہوں وہاں سے بھی گھر صاف نظر آتا ہے۔۔۔۔کیا معلوم زینو کا کمرہ بھی نظر آجائے!!“شیر دوبارہ پرجوش سا بولا۔۔۔۔

بس اب ایک اور بار وہ زینو بولتا تو پکا رامش کے ہاتھوں مرتا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نہیں وہاں سے نظر نہیں آتا۔۔۔۔صرف یہی سے آتا ہے!!"رامش ادھر ادھر دیکھتے بولا تو شیر چونکا

"آپ کو کیسے معلوم؟آپ کیا نظر رکھتے ہے ان کے گھر پر؟"شیر نے آنکھیں چھوٹی کیے پوچھا

"واٹ؟واٹ رابش میں کیوں نظر رکھوں گا۔۔۔۔وہ تو یہ میرا گھر ہے مجھے معلوم ہے اسی لیے بتا رہا ہوں۔۔۔۔اور تم بند کروں اپنا یہ زینو میرا مطلب اپنا زینیہ نامہ۔۔۔۔۔۔چلو لنچ پر جانا ہے!!"رامش اسے جھڑکتے بولا

"بھائی؟"شیر نے واشروم کی جانب جاتے رامش کو پکارا

"ہمم!!"رامش پیچھے مڑا

"وہ ہم زینو کو بھی لے جائے لنچ پر؟وہ گھر پر اکیلی بور ہوتی ہو گی نا؟ایسا کرتے ہیں انہیں بلا لیتے ہیں۔۔۔۔۔۔میں ابھی میسج کرتا ہوں انہیں!!"موبائل ہاتھ میں تھامے وہ کمرے سے نکل چکا تھا جبکہ رامش نے بلا ہاتھ میں اٹھا لیا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آج عامر نے پھر سے اس شخص کا پیچھا کیا تھا مگر ایک بار پھر وہ اسے چکما دیے جا چکا تھا جس پر عامر ہاتھ ملتے رہ گیا تھا۔۔۔۔

چہرہ موڑے موبائل نکالے اس نے وہاج کو میسج کیا تھا

"اسے معلوم ہے کہ ہم اس پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔۔۔۔ ہمیں کوئی اور پلان ترتیب دینا ہوگا!!" وہ وہاج کو میسج ٹائپ کر رہا تھا جب کسی نے پیچھے سے اس کے سر پر بھاری چیز سے وار کیا اور عامر وہی زمین پر گر گیا

جبکہ عامر کے سر پر ڈنڈا مارنے والا وہ انسان اب اس کے بیہوش وجود کو دیکھے شیطانی مسکراہٹ مسکرا رہا تھا

آج بہادر خان سائٹ پر اپنا مال چیک کرنے آیا تھا۔۔۔۔ ڈرگز کی ایک بہت بڑی ڈیل تھی جس میں اسے کروڑوں کا فائدہ تھا

وہ تمام مال چیک کر کے واپس گاڑی میں آکر بیٹھا تھا جب اسکے موبائل پر کال آنا شروع ہوئی۔۔۔۔۔۔

لندن کا نمبر دیکھ کر اس نے فوراً کال رسیو کی

"ہیلو!!" وہ موبائل کال سے لگائے بولا

"لڑکی کا پتہ چل گیا ہے باس۔۔۔۔اکتیس دسمبر کو ہم اسے پکڑ لے گے!!" دوسری طرف سے سنائی جانے والی خوشخبری پر وہ خوشی سے پھولے نا سمایا

"اکتیس تاریخ کو کیوں۔۔۔۔ابھی کیوں نہیں؟" وہ ناگوار لہجے میں بولا

"چوہیا ابھی بل میں چھپی ہوئی ہے۔۔۔۔۔۔اسے معلوم ہے کہ ہم اسے ڈھونڈ رہے ہیں۔۔۔۔۔کچھ دن ہم اسے نہیں ڈھونڈے گے تو وہ خود باہر نکل آئے گی،بس اسی لیے۔۔۔۔۔" آگے سے دیے گئے جواب پر بہادر خان نے ہنکارا بھرا اور فون رکھ دیا

"تمہارا اور میرا ساتھ بس یہی تک کا تھا مہر النسا افسوس کے تمہیں اب جانا ہو گا!!" وہ مکار ہنسی ہنستے خود سے بولا

ابھی وہ فون جیب میں رکھنے ہی والا تھا کہ جب دوبارہ اسکے موبائل پر کال آئی

"یہ کیوں کال کر رہا ہے؟" اس نے لب بھینچے سوچا

"بولو!!" موبائل کان سے لگائے وہ کرخت آواز میں بولا، مگر آگے سے دی جانے والی

انفارمیشن پر وہ خوشی سے پھولے نا سمایا

بے شک یہ آنے والا نیا سال اسکے لیے بہت خوش قسمت ہونے والا تھا

"اکتیس دسمبر کا بے حد انتظار ہے مجھے اب!!" وہ مسکرا رہا تھا

خوش ہوتا بھی کیوں نا آخر کو اتنے دنوں کی زہنی اذیت سے اب سکون ملنے والا تھا اسے

نیا سال آنے والا تھا مگر جانے والا سال کس کس سے کیا چھیننے والا تھا ہر کوئی اس سے

بے خبر اپنی دنیا میں مگن تھا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مینگی کے جانے کے بعد وہ کچھ دیر کشمکش میں ہی رہا اور آخر کار کچھ سوچتے ہوئے اپنی جگہ

سے اٹھا، اوور کوٹ پہنے وہ فلیٹ سے نکل کر لفٹ میں داخل ہوا

بے انتہا سردی ہونے کے باعث اسنے مفلر کو اپنے منہ کے ارد گرد اچھے سے لپیٹ لیا تھا

لفٹ سے نکلتے ہی وہ احان کے فلیٹ پر پہنچا اور بیل دبائی۔۔۔۔۔جب گرم کوٹ اور

سر پر شال لیے فریش سی گلاب باہر نکلی۔۔۔۔اسکے ماتھے پر سنی پلاسٹ لگی ہوئی

تھی۔۔۔۔مطلب کے چوٹ زیادہ گہری نہیں آئی تھی

وہ احان کو پہلے ہی میسج کر چکا تھا کہ وہ گلاب کو لینے آ رہا تھا

”چلو!!“ اسے اشارہ کرتے وہ دوبارہ لفٹ کی جانب بڑھا جبکہ نظریں اپنے موبائل پر تھی۔۔۔۔۔۔۔گلاب کو اس کے اس رویے نے بہت تکلیف دی تھی۔۔۔۔۔۔اسکا دل چاہ رہا تھا کہ وہ زارون کے خود کو اگنور کرنے پر دھاڑیں مار کر روئیں، مگر ضبط کیے وہ کئی آنسو اپنے اندر اتارے اسکے پیچھے چل دی۔۔۔۔گھٹنے میں تکلیف کی وجہ سے اس سے ٹھیک سے چلا نہیں جا رہا تھا مگر زارون نے تو ایک بار بھی دیکھنا ضروری نہیں سمجھا

وہ دونوں لفٹ سے نکل کر لابی میں آ چکے تھے جبکہ زارون ہنوز موبائل پر لگا تھا۔۔۔۔وہ چاہتا تھا کہ گلاب کوئی بات کرے کچھ بولے مگر وہ خاموش سی سر جھکائے اس کے پیچھے چل رہی تھی

زارون شیخ زندگی میں پہلی بار کسی لڑکی پر نہیں چلا پایا تھا، پرانے والا زارون تو اس حد تک لڑکیوں کو زلیل کرتا کہ وہ خود کشی کر لے، اگر وہ پرانے والا زارون ہوتا تو گلاب کی خاموشی سے اسے ایک فیصد بھی فرق نا پڑتا مگر اب تو سب کچھ بدل چکا تھا وہ بدل چکا تھا اور گلاب کی خاموشی اسے بری لگ رہی تھی

موبائل پینٹ کی جیب میں ڈالے اس نے دروازہ کھول کر گلاب کو باہر آنے کا راستہ دیا

انہیں چہل قدمی کرتے پندرہ منٹ گزر چکے تھے مگر گلاب ابھی بھی سر جھکائے چل رہی تھی

زارون نے ایک گہری سانس خارج کی اور رخ گلاب کی جانب کیا جو اسکے پیروں کو رکتا دیکھ کر خود بھی رک گئی مگر سر اوپر نہیں اٹھایا

"ایم سوری گلاب۔۔۔۔۔۔۔ایم ریئلی سوری۔۔۔۔۔۔مجھے تم پر اس طرح غصہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔۔۔۔مگر تب حالات ہی کچھ ایسے تھے۔۔۔۔۔ایم ریئلی سوری!!"وہ اسکے جھکے سر کو دیکھ کر بولا

"اٹس اوکے!!"وہ زرا نم لہجے میں سر جھکائے بولی اور چلنا شروع ہو گئی۔۔۔۔۔اب وہ دونوں سگنل کے پاس آ کر رک گئے تھے۔۔۔۔۔جہاں اب گاڑیوں کے چلنے کا ٹائم شروع ہونے والا تھا

"گلاب لسن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے یو سٹے اوے!!"گلاب کا ہاتھ تھامے وہ اسے کچھ بولنے والا تھا جب نظر دوسری جانب سے بھاگتے آتے بچے پر گئی جو اپنی بال اٹھانے آیا تھا۔۔۔۔زارون چلا کر اسکی جانب بھاگا۔۔۔۔۔۔گلاب نے فوراً سے سر اٹھائے اسے دیکھا جو بچے کو گود میں لیے ایک گاڑی سے ٹکراتا دوسری جانب گر چکا تھا

”زارون!!“گلاب اونچی آواز میں چلائی۔۔۔۔۔تمام ٹریفک رک چکی تھی جب گلاب بھاگتی ہوئی دوسری جانب پہنچی

زارون کو ٹھیک دیکھ کر اسکی جان میں جان آئی تھی جو اسکی جانب پیٹھ کیے گھٹنے کے بل بیٹھا اس بچے کا معائنہ کر رہا تھا

”زز۔۔۔زارون!!“گلاب نے نم آنکھوں سے اسے پکارا جس پر زارون نے رخ موڑے اسے دیکھا۔۔۔اسکے سر پر چوٹ آئی تھی

”زارون آپ کو چوٹ آئی ہے!!“وہ لڑکھڑاتے لہجے پر قابو پاتے بولی

”اوہ یہ۔۔۔۔۔۔ارے کچھ نہیں بس ہلکی سی چوٹ ہے!!“وہ اپنے ماتھے کو چھوتے بولا اور مسکرا دیا۔۔۔اپنی جیکٹ سے رومال نکالے اس نے ماتھے پر رکھ لیا تھا۔۔۔جب کہ گلاب کا دل ابھی تک تیزی سے دھڑک رہا تھا، اگر اسے کچھ ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔۔یہ خیال ہے اتنا تکلیف دہ تھا کہ گلاب کو اپنی جان جاتی محسوس ہو رہی تھی

”آپ کو چوٹ آئی ہے!!“اسکی روندھی آواز سن کر زارون نے حیرت سے اسے دیکھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جو رونے کے در پر تھی۔۔۔۔۔۔۔ایک گہری سانس خارج کیے وہ اپنی جگہ سے اٹھنے لگا تھا جب اس بچے کی ماں اس تک آئی اور شکریہ ادا کرتی اپنے بچے کو لے گئی تھی

زارون ابھی تک وہی بیٹھا ہوا تھا جب گلاب نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔۔۔زارون نے اسکے ہاتھ کو ایک نظر دیکھا اور پھر گلاب کو، چہرے پر چھوٹی سی مسکراہٹ لیے اس نے گلاب کا ہاتھ تھاما اور اپنی جگہ سے اٹھا

"آہ!!" وہ سسک اٹھا

"کیا ہوا؟" گلاب کے دل کو دوبارہ کچھ ہوا

"کچھ نہیں بس گھٹنے پر ہلکی سی چوٹ آئی ہے اسی لیے!!" وہ سر نیچے کیے بولا

زارون سے چلنا محال ہو رہا تھا جب گلاب نے اسکا ہاتھ تھامے ایک بازو اپنے کندھے پر ڈالا اور پیچھے کی جانب سے دوسرا ہاتھ اسکی کمر پر ٹکا دیا۔۔۔زارون نے حیرت سے آنکھیں بڑی کیے اسے دیکھا۔۔۔۔۔

"وہ آپ کو مدد کی ضرورت ہے!!" وہ چہرہ جھکائے ہلکی آواز میں بولی

"وہ تو واقعی ہے!!" زارون ماحول کو لائٹ کرنے کے لیے ہلکا سا ہنستے بولا تو وہ بھی

مسکرا دی

زارون نہیں چاہتا تھا کہ گلاب ان کمفرٹیبل محسوس کرے

"ویسے مجھے سہارا دے رہی ہوں۔۔۔اپنی چوٹ کا کیا؟"زارون نے ایک آبرو اچکائے پوچھا

"تو آپ ہے نا سہارے دینے کو۔۔۔۔کل آپ نے مجھے سہارا دیا تھا آج مجھ پر فرض ہے کہ میں آپ کو سہارا دوں!!"وہ اسکے ساتھ لیے چلتی بولی

"ہمم۔۔۔تو محترمہ حساب برابر کرنا چاہتی ہے!!"زارون سوچتے بولی

"محبت میں کیسا حساب؟"وہ بڑبڑائی

"ہوں!!"زارون اسکی بڑبڑاہٹ سن نا سکا جبکہ گلاب تو اپنے ہی لفظوں پر جم کر رہ گئی

"محبت۔۔۔۔محبت کیا واقعی میں؟"وہ سوچنے لگنی

"محبت!!"اب کی بار وہ مسکرا دی

"ہاں محبت!!"بس ایک منٹ لگا تھا گلاب کو اپنے احساسات کو نام دینے کے لیے

"کیا بات ہے اکیلے اکیلے مسکرایا جارہا ہے؟"زارون اسکے ہونٹوں پر مچلتی مسکراہٹ دیکھتے بولا

گلاب کے گال دہک اٹھے تھے زارون کی اتنی سی بات پر

"نہیں کچھ نہیں!!"وہ سر نفی میں ہلائے بولی

"یہ جو اکیلے اکیلے مسکرایا جارہا

کچھ ناکچھ تو ضرور ہے جو چھپایا جارہا ہے!!"زارون زراسا شاعرانہ انداز میں بولا تو

گلاب کھل کر ہنس دی اور زارون بھی مسکرادیا

"ہنستی رہا کروں اچھی لگتی ہوں۔۔۔۔مسکراہٹ بہادری کی علامت ہوتی ہے!!"

چمکتی آنکھوں سے بولتا وہ گلاب کا دل دھڑکا گیا تھا

"کیا ایسے کیا دیکھ رہی ہوں؟"گلاب کو مسلسل اپنی طرف تکتا پا کر اس نے پوچھا

"آپ کا چہرہ!!"وہ بے خیالی میں بولی

"ہوں؟"زارون کو اسکی دماغی حالت پر شک ہوا

"وہ میرا مطلب کے آپ کا رومال بھیگ چکا ہے خون سے۔۔۔۔۔ہمیں جلد ہی

بینڈ ایج کروانا ہو گی!!"گلاب نے اپنی حالت پر قابو پاتے جواب دیا

"بھائی کہاں لیجا رہے ہے؟"شیر اپنی آنکھوں سے اسکا ہاتھ ہٹانے کی ناکام کوشش کرتے بولا

"تم سے چپ نہیں رہا جاتا!!"رامش نے اسے جھڑکا

"بھائی!!!"وہ دونوں پیر زمین پر مارنے لگا

"شیر!!!"رامش کے لہجے میں وارننگ تھی

وہ اسے اپنے کمرے میں لایا اور اسکی آنکھوں سے ہاتھ ہٹایا

"سرپرائز!!!"وہ پرجوش سا بولا جبکہ شیر پورا کمرہ دیکھنے لگا جہاں اسے سرپرائز کہی بھی نظر نہیں آیا

"کہاں ہے؟"شیر نے نگاہیں ادھر ادھر گھمائیں پوچھا

"کیا؟"رامش نے چونک کر پوچھا

''سرپرائز!!''شیر کے جواب پر رامش نے اسکے سر پر تھپڑ مارا

''بھائی!!''شیر سر پر ہاتھ پھیرتا چڑ کر بولا

''ایڈیٹ سامنے دیکھو بیڈ پر!!''رامش نے بیڈ کی جانب اشارہ کیا جہاں دو ایک جیسے سوٹ موجود تھے

''یہ!!''شیر کی آنکھیں پھیل گئیں۔۔۔بلکل ویسا ہی ڈیزائین جیسا اس نے سکیچ کیا تھا

''ہمم۔۔۔یہ۔۔۔۔۔نیوائیر پارٹی کے لیے!!''رامش دونوں بازو سینے پر باندھے بولا

''گھر کی نیوائیر پارٹی!!''شیر کا لہجہ ناگوار ہو گیا تھا

''اونہوں۔۔۔۔۔ہمارے گھر کی نیوائیر پارٹی!!''رامش نے سر نفی میں ہلایا

''ایک ہی بات ہے!!''شیر منہ پھولائے بولا

''ایک بات کب ہے؟اب کی نیوائیر پارٹی میرے گھر ہو گی۔۔۔ہمارے گھر۔۔۔!!''رامش نے جواب دیا تو شیر بیڈ پر سے اچھلا

''زینو بھی آئے گی!!''شیر کی آنکھیں چمک رہی تھی جبکہ رامش کے کانوں سے پھر سے دھواں نکلنے لگ گیا تھا۔۔۔مگر صد شکر اب کی بار شیر نے زینیہ کو میری زینو

نہیں بولا تھا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"بس اب آپ دونوں پیکنگ کر لے میں چاہتا ہوں کہ نئے سال سے ہم سب ہمارے نئے گھر شفٹ ہو جائے!!" کھانے کی ٹیبل پر اس نے مہرالنسا کو بتایا

"رامش یہ میرا گھر ہے۔۔۔۔ میں بھلا کیسے اسے چھوڑ کر تمہارے ساتھ شفٹ ہو سکتی ہوں؟" مہرالنسا اسکی ایک ہی بات سے تنگ آگئی تھی

"عورت کا گھر وہی ہوتا ہے جہاں اسکا شوہر رہتا ہے۔۔۔۔ آپکا شوہر تو۔۔۔۔۔ خیر چھوڑے۔۔۔۔۔ اب آپ میرے ساتھ، ہمارے ساتھ اپنے بیٹوں کے ساتھ اپنے نئے گھر میں رہے گی!!" وہ تنبیہ کرتے بولا

"بھائی مجھے ایک آرٹ سٹوڈیو بھی چاہیے۔۔۔۔ میں ایک بہت بڑا پینٹر بنوگا!!" شیر چہک کر بولا تو رامش ہنس دیا

"بلکل ایسا ہی ہوگا!!" وہ اسکے ہاتھ پر ہاتھ مارتے بولا

"ہاں اور زینو نے وعدہ کیا ہے کہ وہ میری مدد کرے گی!!" ہائے شرمیلا شیر

”اسکا نام زینو نہیں زینیہ ہے!!“رامش دانت پیستے بولا

”میں تو زینو ہی بولوگا۔۔۔۔زینو،زینو،زینو!!“شیر ڈٹ کر بولا

”شیر کسی کا نام نہیں بگاڑتے!!“رامش نے خود پر قابو پاتے اسے سمجھایا

”میں نے کب بگاڑا۔۔۔۔زینو کو تو کوئی مسئلہ نہیں۔۔۔“شیر نے منہ بنایا

”ارے رامش جانے دوں ناجب بچی کو مسئلہ نہیں تو تم بھی ضد مت لگاؤں چھوٹا بھائی ہے تمہارا!!“مہرالنسا نے رامش کو ٹوکا جس نے دوبارہ کچھ بولنے کے لیے منہ کھولا تھا

”ماما آپ جانتی ہے زینو میری بہت اچھی اور پکی والی دوست بن گئی ہے۔۔۔۔جب ہم ہمارے گھر جائے گے نا تو میں آپ کو ملواؤ گا ان سے۔۔۔۔زینو نے وعدہ کیا ہے کہ وہ میرے ساتھ مل کر پینٹنگ بھی کیا کرے گی!!“شیر جوشیلے لہجے میں بولا تو مہرالنسا مسکرادی۔۔۔جبکہ رامش کو ”اچھی اور پکی والی دوست“ جملہ ہی سکون دے گیا

”یا اللہ انہیں دوست ہی رکھنا۔۔۔۔کیونکہ میرے بھائی کے ارادے کچھ نیک نہیں لگ رہے مجھے!!“رامش نے اسکے مسکراتے چہرے کو دیکھ کر دعا کی

"دیکھو بلکل ٹھیک ہوں میں تم خوامخواہ ڈر گئی تھی!!"زارون جو ابھی پٹی کروا کر آیا تھا وہ گلاب کو دیکھ کر بولا جس کی ناک اور گال لال ہو چکے تھے

"اب چلے!!"زارون کی بات گلاب سر ہلائے اسے سہارا دینے کو آگے بڑھی

"یار ٹھیک ہوں میں!!"زارون ہنس کر بولا تو گلاب کو اپنی جلد بازی پر شرمندگی محسوس ہوئی

"میں۔۔۔میں بس مدد کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔مجھے غلط لڑکی نہیں سمجھیے گا!!"

گلاب ہونٹ چباتی بولی تو زارون کو اس کی بات پر افسوس ہوا

"میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔۔۔تمہیں بھی چوٹ لگی تھی۔۔۔۔بھلے درد کم ہو گیا ہوں مگر زخموں کو آرام دینا چاہیے ورنہ وہ بھرے گے کیسے؟اسی لیے تم سے مدد نہیں لی۔۔۔۔اور فکر مت کروں۔۔۔۔زارون رستم شیخ اتنی چھوٹی سوچ کا مالک نہیں ہے!!ویسے بھی تم ایک اچھی لڑکی ہوں!!"وہ مسکرا کر بولا تو گلاب بھی مسکرا دی

"ایک بات بولوں؟"گلاب نے اجازت چاہی

"بولو بولو!!"اجازت دی گئی

"مجھے آپ سے محبت ہو گئی ہے۔۔۔میں آپ کے ساتھ اپنی آئندہ زندگی گزارنا چاہتی ہوں "زارون اس چھوٹی لڑکی کی اس بڑی بات پر کھل کر ہنسا

"تم پہلی نہیں جس نے اظہار محبت کیا ہوں مجھ سے "وہ اسکی بات کو مزاق میں لیتے بولا

"جانتی ہوں۔۔۔۔مگر میں وہ پہلی لڑکی ہوں جس کے اظہار محبت نے آپ کے دل کو چھوا ہے اور یقینی طور پر آخری بھی ہو گی "وہ مضبوط لہجے میں بولتی زارون شیخ کو چونکا گئی

"کانفیڈینس اور اوور کانفیڈینس میں بہت معمولی سا فرق ہے۔۔کیا تمہیں یہ بات معلوم ہے ؟"زارون نے لطیف سا طنز کیا

"میں اس فرق کو بہت اچھے سے جانتی ہوں۔۔۔میں آپ سے عمر میں چھوٹی ہوں تجربے میں نہیں۔۔۔۔میں دنیا کہ ان رنگوں سے واقف ہوں جن سے آپ آشنا تک نہیں "اس چھوٹی لڑکی نے زارون رستم کو متاثر کرنے کی گویا قسم کھا رکھی تھی۔

"میں تمہاری بات سے متاثر ہونے والا نہیں "زارون نے گویا ناک سے مکھی اڑائی

"مگر آپ کی آنکھیں اس بات کا اعتراف کر رہی ہے کہ آپ متاثر ہو چکے ہے "وہی

ازلی سکون کے ساتھ جواب دیا گیا

''آں گلاب تم مذاق کر رہی ہوں نا؟''زارون کو لگا وہ مذاق کر رہی تھی

''آپ کو میرا اعتراف محبت مذاق لگتا ہے؟''گلاب سیریس لہجے میں بولی

''تمہاری عمر کیا ہے گلاب؟''زارون کے اس بے تکے سوال کی گلاب کو سمجھ نہیں آئی مگر جواب دیا

''اٹھارہ!!''زارون چونکا۔۔۔۔وہ اس سے چھوٹی تھی مگر دس سال؟ یہ تو زارون کو خیال بھی نہیں آیا

''اور آپکی؟''اب کی بار سوال گلاب کی جانب سے تھا

''اٹھائیس!!''اب کی بار چونکنے کی باری گلاب کی تھی۔۔۔۔وہ اس سے عمر میں بڑا تھا مگر دس سال؟

''آپ اپنی عمر سے چھوٹے لگتے ہے!!''وہ ہنس کر بولی

''اور تم اپنی عمر سے بڑی!!''اب کی بار زارون ہنسا

''مجھے لگا آپ زیادہ سے زیادہ پچیس سال کے ہونگے!!''

"اور مجھے لگا تم کم از کم اکیس سال کی تو ہو نگی!!"

"آہ۔۔۔میں آپ کو اپنی عمر سے تین سال بڑی لگتی ہوں۔۔۔۔۔مجھے تکلیف ہوئی!!" وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھے بولی تو زاروں ہنس دیا

"میں محبت پر یقین نہیں رکھتا گلاب!!" یکدم وہ سنجیدہ ہوا

"وجہ جاننے کا حق ہے؟" گلاب نے سوال کیا

"محبت بہت ظالم ہوتی ہے گلاب ہے۔۔۔۔۔۔یہ سب کچھ تباہ و برباد کر دیتی ہے۔۔۔۔۔۔کسی کے حصے کچھ نہیں آتا گلاب۔۔۔۔سب کچھ برباد ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔ جب تک تمہاری سانسیں نہ نکل جائے یہ تمہیں چھوڑتی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔ایک بہت خطرناک بیماری ہے یہ محبت گلاب۔۔۔۔۔انسان کو جینے بھی نہیں دیتی اور مرنے بھی۔۔۔۔مجھے معاف کرنا گلاب مگر میں تمہارے احساسات تمہیں شائد نہ لوٹا پاؤ۔۔۔۔ایم سوری!!" اسکے چہرے پر ایک آخری نگاہ ڈالے وہ وہاں سے جا چکا تھا جب کہ گلاب اپنی جگہ جم کر رہ گئی تھی

اے عشق اگر تو انسان ہوتا

تیرا قتل عام ہوتا

گلاب کو وہاں چھوڑ کر وہ ہوسپٹل سے باہر نکلا جب ٹھنڈی ہوائیں اسکے چہرے سے ٹکرائی۔۔۔۔۔۔اسکے چہرے پر غموں کا سایہ لہرایا ہوا تھا

"مجھے نفرت ہے محبت سے۔۔۔اس محبت نے ہی آپ کو مجھ سے چھین لیا تھا ماما۔۔۔۔۔مجھے ڈر لگتا ہے محبت سے ماما۔۔۔یہ محبت ہی تھی نا جس نے آپ کو اتنی تکلیفیں دی۔۔۔۔کتنے دکھ دیے۔۔۔اور آخر میں آپکی سانسیں تک چھین لی۔۔میں کبھی کسی سے محبت نہیں کروں گا کبھی نہیں!!" سر کو نفی میں ہلائے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اپنی چوٹ کی پرواہ کیے بغیر وہاں سے چلا گیا تھا۔

اسے نہیں معلوم تھا وہ گھر کب، کیسے، کس طرح آئی تھی۔۔۔۔اسے تو بس اتنا معلوم تھا کہ اسکی محبت کو ٹھکرا دیا گیا تھا۔۔۔۔۔وہ تو یہ تک محسوس نہیں کر پائی کے مارکیٹ

کے شروع ہوتے ہی اسکا پیچھا کیا جارہا تھا

فلیٹ میں داخل ہوتے ہی اس نے دروازہ بند کیا اور دروازے کے ساتھ لگتی وہ نیچے زمین پر بیٹھ چکی تھی۔۔۔۔۔آنسو مسلسل اسکی آنکھوں سے بہہ رہے تھے

دونوں ہاتھ سختی سے منہ پر جمائے وہ رو رہی تھی۔۔۔اسکے ہاتھ تک آنسوؤں سے بھیگ چکے تھے

اسکے دماغ میں بس ایک بات چل رہی تھی اسے ٹھکرا دیا گیا، اسکی محبت کو ٹھکرا دیا گیا

اپنے ماں باپ کے اس نے زاروں محبت کی تھی۔۔۔مگر اس شخص نے بھی اسے اسکے ماں باپ کی طرح ٹھکرا دیا۔۔۔۔۔وہ اسکی نظروں میں بھی اتنی ہی بے مول تھی جتنی اپنے ماں باپ کی نظروں میں

\-----------

صبح اسکی آنکھین کھلی تو وہ وہی دروازے کے ساتھ بیٹھی تھی۔۔۔۔شائذ وہ رات میں وہی سو گئی تھی۔۔۔رات کو یاد کرتے اس کی آنکھوں سے ایک بار پھر آنسو چھلکنا شروع ہو گئے تھے

اسکا سر درد سے پھٹا جا رہا تھا، اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اٹھ سکے۔۔۔۔۔۔وہ تیز بخار میں تپ رہی تھی

ہمت کرتی وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔۔بہت مشکل سے کال ملائے اس نے آمنہ کو بلایا تھا

آمنہ کے آنے تک اس نے شاور لیا تھا وہ بہت حد تک خود کو نارمل کر چکی تھی مگر پھر بھی تکلیف کم نہیں ہو رہی تھی اس آنکھوں سے مسلسل آنسوؤں نکل رہے تھے

"کیا بہت زیادہ درد ہو رہا ہے گلاب ؟" گرم پانی کی پٹیاں اسکے سر پر رکھے آمنہ نے سوال کیا تو اس نے صرف سر اثبات میں ہلا یا

"ہاں دل میں !!" وہ بول نا پائی صرف سوچ سکی

"ڈاکٹر کو بلواؤ ؟"

"اسکا علاج ڈاکٹر کے پاس نہیں !!" وہ تلخ ہنسی ہنستے بولی

اسکی طبیعت بگڑتی جا رہی تھی جب آمنہ نے مائیک کو کال کر کے ڈاکٹر کو لانے کو کہاں۔۔۔۔۔مائیک تو پرسوں رات سے اس کے لیے پریشان تھا مگر اب اسکی طبیعت کا

سن کر وہ بھاگا آیا تھا

ڈاکٹر نے اسکو چیک کر کے میڈیسن دی تھی اور اسے کسی بھی قسم کے ڈیپریشن سے دور رکھنے کی ہدایت دی تھی

مائیک اور آمنہ کو لگا کہ شائد وہ اپنے باپ کی وجہ سے پریشان ہے مگر یہ وجہ تو اس اصل وجہ کے سامنے کچھ بھی نہیں تھی

محبت میں ناکامی، ٹھکرائے جانا کیا ہوتا ہے یہ کوئی گلاب سے پوچھتا۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی آنکھیں کھلی تو خود کو ایک بند کمرے میں پایا جہاں صرف ایک روشن دان تھا جس سے ہلکی سی روشنی اندر آرہی تھی۔۔۔۔اسکا سر شدید بھاری ہو رہا تھا اور درد الگ سے ہو رہا تھا۔۔۔۔۔اسے کرسیوں کے ساتھ باندھا ہوا تھا۔۔۔دماغ پر بہت زور دینے کے بعد اسے یاد آیا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا تھا

"کوئی ہے؟ کوئی ہے یہاں؟ ہیلو؟ کوئی ہے۔۔۔۔۔مجھے کھولو۔۔۔نکالو یہاں سے ۔۔۔۔۔کوئی ہے یہاں؟" وہ بار بار خود کو آزاد کرنے کی ناکام کوشش کرتے چلایا

"یااللہ اب کیا ہوگا؟"بے بسی اسکے چہرے پر عیاں تھی اسے سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا کرے۔۔۔اتنے میں دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا جسے دیکھ کر عامر کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں

"تم؟"وہ چونک کر بولا

کافی شاپ میں بیٹھی وہ کب سے دروازے پر نظریں ٹکائے بیٹھی تھی،سامنے موجود کافی اب ٹھنڈی ہوچکی تھی۔۔۔۔۔وہ بار بار اپنی گھڑی کو اور پھر دروازے کو دیکھتی جب دروازہ کھولے وہ اندر داخل ہوا

"کہاں رہ گئے تھے تم میں کب سے انتظار کررہی تھی!!"میگی دھیمی آواز میں دانت پیستے بولی

"بس ہوگئی دیر۔۔۔تم بتاؤ مجھے کیوں بلایا ہے؟"اس نے میگی سے سوال کیا

میگی نے اس کے سامنے زارون کی ایک تصویر رکھ دی

"یہ وہ انسان ہے جس کے ہوتے ہوئے تمہیں گلاب نہیں مل سکتی!!"اسنے تصویر غازان کی جانب کھسکائی تو تصویر دیکھ کر اسکی آنکھیں بھیل گئیں

"یہ؟"غازان سے کچھ بولا نہ گیا

"تمہاری بیٹی اسکے پاس نوکری کرتی ہے۔۔۔اسکے گھر کی میڈ ہے وہ!!"میگی نے جواب دیا اور غازان کو دیکھا جو دیدے پھاڑے تصویر کو ہی دیکھ رہا تھا

"کیا ہوا تم ٹھیک ہوں؟"میگی کے سوال پر اس نے سر اثبات میں ہلایا

"اسکا نام۔۔۔"

"زارون رستم شیخ!!"میگی کی بات کاٹتا وہ دانت پیستے بولا

"کیا تم اسے جانتے ہوں؟"میگی نے چونک کر پوچھا

"ہاں! یہ میرے سوتیلے بھائی کا اکلوتا بیٹا ہے۔۔۔ مگر یہ یہاں لندن میں۔۔۔۔۔ گلاب اسے کیسے ملی۔۔۔۔۔۔اگر اسے کہی کچھ پتا چل گیا تو؟"غازان گڑبڑا گیا تھا۔۔۔۔۔آخر کو ڈرتا کیوں نا وہ رستم کا بیٹا تھا تو ضرور رستم جیسا ہوتا

"یہ تمہارا رشتہ دار ہے۔۔۔۔۔تمہارا بھتیجا تو تمہیں خوش ہونا چاہیے۔۔۔۔۔اب تم اپنی بیٹی آسانی سے حاصل کر سکتے ہوں!!"میگی پر جوش انداز میں بولی

"نہیں یہ ممکن نہیں۔۔۔۔۔ہمارا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی میں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کوئی تعلق رکھنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔مجھے نفرت ہے اس سے!!" غازان نفرت بھرے لہجے میں بولا

"خیر جو بھی ہے۔۔۔۔۔۔تو بات اتنی ہے کہ تمہاری بیٹی اپنا نام بدل کر رہ رہی ہے یہاں۔۔۔۔۔وہ یہاں گلاب غضنفر کے نام سے رہ رہی ہے!!" میگی نے اسے جواب دیا

"گلاب غضفر؟" غازان نے حیرت سے اسے دیکھا

"خیر تم مجھے کیوں بتا رہی ہوں اسکے بارے میں؟" اشارہ زارون کی تصویر کی جانب تھا

"جب تک یہ ہے گلاب تمہیں نہیں مل سکتی۔۔۔۔۔۔۔اکتیس کی رات کو ہماری بلڈنگ میں ایک بہت بڑی پارٹی ہے نئے سال کی۔۔۔۔۔میں اس وقت تمہاری بیٹی کو سب کی نظروں سے بچا کر باہر بھیجوں گی تمہیں بس وہاں سے اسے اٹھانا ہے۔۔۔۔۔ ویسے بھی آجکل یہ انسان سائے کی طرح تمہاری بیٹی کے ساتھ رہتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ اسے شک ہے کہ تمہاری بیٹی کو کوئی خطرہ ہے" میگی کے جواب پر غازان دانت پیس کر رہ گیا۔۔۔۔۔۔

اتنی بڑی دنیا میں رستم کا بیٹا ہی تھا جس کو اسکی بیٹی کی مدد کرنا تھی۔۔۔۔۔۔وہ اچھے سے زارون کی تصویر کو اپنے ہاتھ میں مڑوڑ چکا تھا

"ویسے تم میری مدد کیوں رہی ہوں؟" غازان نے ابرو اچکائے اس سے پوچھا

"میں نے تمہیں کہا تھا نا کہ میری ایک قیمتی چیز ہے جو مجھے واپس چاہیے۔۔۔۔۔وہ یہی ہے زارون۔۔۔۔۔مگر تمہاری بیٹی۔۔۔۔۔۔۔ایسی گھٹیا لڑکی میں نے نہیں دیکھی۔۔۔۔۔وہ اس کے آگے پیچھے منڈلاتی رہتی ہے۔۔۔۔۔۔بوائے فرینڈ ہوتے ہوئے بھی وہ اس کو اپنے جال میں پھنسا رہی ہے!!" میگی حقارت سے بولی

"بوائے فرینڈ؟" غازان کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا

"ہاں بوائے فرینڈ۔۔۔۔۔۔۔۔۔حیرت کی بات ہے تمہیں نہیں معلوم حالانکہ وہ شادی بھی کرنے والی ہے اس سے۔۔۔۔۔۔یہ ہے اسکا بوائے فرینڈ۔۔۔۔۔جس رات تم نے ریسٹورانٹ میں اس پر حملہ کیا تھا یہ وہی تھا۔۔۔۔۔۔اس نے تمہاری بیٹی کو پرپوز کیا تھا۔۔۔۔۔وہ ہاں کرنے والی تھی کہ تم آ گئے۔۔۔۔۔۔ویسے میں نے سنا ہے کہ وہ دونوں ایک ہی بلڈنگ میں رہتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔کیا معلوم ایک ہی اپارٹمنٹ بھی ہوں!!" مائیک کی تصویر غازان کو دیے وہ کندھے اچکائے بولی

"یہ گھٹیا لڑکی ایک بار میرے ہاتھ لگ جائے وہ حال کروں گا کہ اپنی شکل بھی پہچان نہیں پائے گی وہ!!" غازان دانت پیستے بولا

"اب میں چلتی ہوں۔۔۔۔۔۔۔ پھر ملے گے اکتیس دسمبر کو!!" بیگ کندھے پر ٹکائے وہ وہاں سے نکل گئی جبکہ غازان اب خونخوار نظروں سے مائیک کی تصویر کو دیکھ رہا تھا

"بھائی جلدی کرے نا!!" شیر پیر زمین پر مارتے بولا

"شیر آرام سے!!" رامش نے اسے آنکھیں دکھائی اور ٹائی باندھنے لگا۔۔۔۔۔۔

دونوں بھائیوں نے پینٹ کوٹ پہنا ہوا تھا اور اب رامش شیر کی ٹائی باندھ رہا تھا

"ارے یہ کیا کر رہے ہوں؟" مہرالنساجو دودھ کے گلاس روم میں لیکر داخل ہوئی انہیں دیکھ کر چونکی

"کچھ نہیں ماما بس تیار ہو رہے ہیں!!" رامش مصروف سا بولا

"ہاں وہ توں ظر آرہا ہے مگر تم یہ ابھی کیوں پہن لیا یہ تو نیو ائیر پارٹی پر پہننا تھا نا تم

دونوں نے؟" مہرالنسا نے ٹرے کو ٹیبل پر رکھا

"جی تبھی پہننا ہے مگر ابھی صرف فٹنگ چیک کر رہا ہوں میں۔۔۔۔۔۔اگر کچھ پرابلم ہوئی پہلے ہی ٹیلر سے ٹھیک کروالوں گا!!" رامش کے جواب پر انہوں نے سر اثبات میں ہلایا

"پرفیکٹ!!" شیر کی ٹائی باندھتا وہ اسکا مکمل جائزہ لیتے بولا

مہرالنسا نے اپنے دونوں بیٹوں کو دیکھا اور دل میں ماشاءاللہ بولی۔۔۔

"ماما ہماری ایک تصویر تو لے زرا!!" موبائل مہرالنسا کی جانب بڑھائے رامش بولا

مہرالنساان دونوں کی تصویر لی بلکل ویسی ہی جیسی شیر کی ڈرائنگ تھی

"ماما آپ بھی آئے نا!!" شیر نے مہرالنسا کو دونوں کے درمیان میں کھڑا کیا جبکہ رامش نے فرنٹ کیمرا سے سیلفی لی

"اب جاؤ اور چینج کرلو!!" رامش نے شیر کو آرڈر دیا جو منہ بنائے وہاں سے چلا گیا

"اور کوئی کام ہی نہیں نا پہلے پہنو پھر اتارو!!" شیر بڑبڑاتا واشروم میں چلا گیا جبکہ رامش پیچھے ہنسنے لگ گیا

شیر کے آتے ہی رامش چینج کرنے چلا گیا تھا تب تک شیر اپنا گلاس ختم کر چکا تھا

''بھائی پارٹی کتنے بجے ہو گی؟''شیر نے اسکے پاس بیٹھے شوق سے پوچھا۔۔۔۔۔۔جب بھی بہادر خان گھر میں کوئی پارٹی رکھتا تو شیر کو ہمیشہ کمرے میں لاک کر دیا جاتا۔۔۔۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ لوگ اس سے ملے

''عیشا کے بعد!!''موبائل پر مصروف رامش نے جواب دیا

''وہ بھائی آپ زینو کو بلائے گے؟''شیر نے گلابی گال لیے سوال کیا تو رامش خود پر قابو کرنے لگا۔۔۔۔آج کل شیر اسکا کچھ زیادہ ہی امتحان لے رہا تھا۔۔۔۔۔۔رامش میں اتنا صبر ہے یہ بات اسے بھی خود تازہ ہی معلوم ہوئی تھی

''نہیں وہ نہیں آئے گی!!''رامش نے جواب دیا

''کیوں؟''شیر کا منہ بنا

''کیونکہ وہ ایک اچھی فیملی کو بلانگ کرتی ہے۔۔۔۔۔اور شریف خاندان کی لڑکیاں دیر رات تک کسی کے گھر نہیں رکتی!!''رامش نے اسے سمجھایا

''مگر میں نے زینو سے جب پوچھا تو انہوں نے کہا وہ ضرور آئے گی۔۔۔۔۔تو کیا اس کا

مطلب وہ اچھے خاندان کی نہیں ہے؟‘‘شیر کے جواب پر رامش نے حیرت سے اسے دیکھا

’’تم نے زینو میرا مطلن زینیہ سے کب پوچھا۔۔۔تمہارا موبائل تو ٹوٹ گیا تھا نا؟‘‘یہ سچ تھا شیر کا موبائل ٹوٹ گیا تھا اور توڑنے والا رامش تھا

’’بھائی موبائل ٹوٹا تھا سم تو ٹھیک تھی نا۔۔۔۔میں نے ماما کے ایکسٹرا موبائل میں ڈال کر بات کی تھی۔۔۔۔۔تو اب بتائے وہ آئے گی نا؟‘‘اسکا بازو زور زور سے ہلائے شیر نے پوچھا

’’اچھا بابا آجائے گی وہ اب خوش؟‘‘رامش چڑ کر بولا تو شیر نے خوشی سے اسے گلے لگا لیا

\-----------

دسمبر کی شب آخر نہ پوچھو کس طرح گزری

یہی لگتا تھا ہر دم وہ ہمیں کچھ پھول بھیجے گا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تو یہ سال بھی ختم ہونے والا ہے اور تم نہیں آئے "!! کھڑکی پار" ڈھلتی شام کو دیکھتے وہ خود سے بولی

تیسرا سال ختم ہونے کو آگیا تھا۔۔۔ دسمبر کی آخری شامیں تیزی سے گزر رہی تھی۔۔۔۔۔

"کیا وہ اس سال بھی نہیں آئے گا؟ کیا اسے میری محبت کا یقین نہیں ہوا ابھی تک۔۔۔۔۔ کیا واقعی میرے جذبات اسکے لیے کوئی معنی نہیں رکھتے؟" وہ خود سے سوال کرنے لگی

"زینیہ!!" دروازے پر دستک دیے زرقہ بیگم اندر داخل ہوئی

زینیہ نے ہاتھ کی پشت سے آنکھوں کو ملا۔۔۔۔۔۔

"جی ماما؟" اس نے چہرے پر زبردستی کی مسکراہٹ سجائے پوچھا

"آؤ کھانا کھالو!!" وہ بیٹی کے دل کی حالت سے ناواقف نہیں تھی مگر زبردستی کے رشتے کے حق میں بھی نہیں تھی

"آپ جائے میں بس ابھی آئی!!" اس نے جواب دیا

کھانے کی میز پر وہ سب موجود تھے جب زرقہ نے بات شروع کی

''آج زارون کی کال آئی تھی۔۔۔۔۔''زارون کا نام سن کر زینیہ کے کان کھڑے ہوئے

''اچھا کیا کہہ رہا تھا وہ۔۔۔۔کیا آرہا ہے پاکستان واپس؟''وجدان نے سوال کیا

''نہیں ایسا تو کچھ نہیں تھا بس اپنا حال احوال بتا رہا تھا!!''زرقہ تھوڑا مایوسی سے بولی

''اچھا تم نے بتایا کہ ہم نے اب فیصلہ کیا ہے رستم کے علاج کا؟''وجدان نے سوال کیا

''ہوں کی بات۔۔۔۔۔مگر وہ تو اس معاملے میں بلکل اپنے باپ پر گیا ہے۔۔۔۔۔کہتا ہے وہ جہاں ہے بلکل ٹھیک ہے انہیں وہی رہنے دے۔۔۔۔۔۔جواب آیا کہ اسکے باپ کو اسکی ماں کے پاس رہنے دیا جائے۔۔۔۔۔وہ انکے لیے بہترین جگہ ہے!!''

زرقہ کا جواب سن کر وجدان نے سر نفی میں ہلایا

''بھلا یہ کیا جواب ہوا؟زارون سے ایسی امید نہیں تھی!''

''میں نے بھی اسے یہی کہا تو بولا اگر انکا علاج کروانا ہی ہوتا تو تین سال پہلے انہیں وہی شہر خموشاں میں چھوڑ کر نہیں جاتا، مگر جان چکا ہوں کہ وہ جگہ ان کے لیے بلکل ٹھیک

ہے!!" زرقہ بیگم نے جواب دیا

"دماغ خراب ہو گیا ہے اس لڑکے کا، سب جانتا ہوں بدلا لے رہا ہے اپنی ماں کا!!"

وجدان سر جھٹک کر بولا

"کی تھی بات جواب آیا بدلا نہیں ہے، خیال ہے، بولتا ہے میرے باپ کا انداز محبت بھلے دل کو چھو لینا والا نہیں تھا مگر محبت سچی تھی۔۔۔۔۔۔۔اور میں سچی محبت کی قدر کرتا ہوں!!" زرقہ کے جواب پر زینیہ نے کھانے سے ہاتھ کھینچا اور کمرے میں چلی گئی

"اسے کیا ہوا؟" وجدان نے حیرت سے اسے جاتے دیکھا

"کچھ نہیں بس کچھ کام ہے!!" زرقہ نے بہانہ گڑھا

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

"تو کیا میری محبت اسے سچی نہیں لگتی۔۔۔۔۔اگر تم واقعی میں محبت کی قدر کرتے ہوں تو میری محبت کی ناقدری کیوں زارون، یہ کیسا روپ ہے تمہارا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہاری باتیں میری سمجھ سے باہر ہے زارون!!" وہ دروازہ بند کیے بیڈ پر بیٹھی خود سے بولی

دو دن، دو دن سے وہ ہسپتال میں موجود تھی۔۔۔۔۔۔۔محبت کا روگ دل کو لگائے وہ لاعلاج سی بستر پر لیٹی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔اسکے ہاتھ میں ڈرپ لگی ہوئی تھی۔۔۔۔وہ مکمل طور پر غنودگی میں تھی۔۔۔۔۔۔۔اسکا بخار زرا سا بھی کم نہیں ہو رہا تھا

مائیک جو میڈیسن لیے گلاب کے کمرے کی جانب جا رہا تھا زارون کو وہاں دیکھ کر حیران ہوا

"ایکسکیوز می مسٹر!!"مائیک نے اسے بلایا جو پریشان سا گائنی ڈاکٹر کے روم کے باہر کھڑا تھا

بسمل کی طبیعت اچانک بگڑ گئی تھی جب وہ احان کے ساتھ ہسپتال آیا تھا۔۔۔۔احان اور بسمل اندر موجود تھے اور وہ یہاں وہاں چکر کاٹ رہا تھا

"یس؟"زارون نے سوال کیا

"آپ روز سے ملنے آئے ہے نا؟"اس نے زارون سے سوال کیا

"روز؟"زارون نے حیرت سے سوال کیا وہ کسی روز کو نہیں جانتا تھا

”اوہ گلاب !!“ مائیک ماتھے پر ہاتھ مارتے بولا تو زارون کی آنکھیں پھیل گئیں

”گلاب ؟گلاب کو کیا ہوا؟“ زارون نے سوال کیا

وہ دو دن سے جاب پر نہیں آئی تھی زارون بھی اسکے کچھ وقت اکیلے رہنے دینا چاہتا تھا اسی لیے کوئی کانٹیکٹ نہیں کیا

”ڈونٹ یو نو؟ شی از ہوسپٹلائز۔۔اٹ ہیز بین ٹوڈیز (آپ کو نہیں معلوم؟ وہ دو دن سے ہسپتال میں موجود ہے)“ مائیک چونک کر بولا

”وچ روم؟“ زارون نے جلدی سے پوچھا اور مائیک کے بتاتے ہی وہ گلاب کے کمرے کی جانب بھاگا

”اسے کیا ہوا ہے؟“ اس نے مائیک سے سوال کیا

”بخار ہے دو دن سے بہت تیز۔۔۔اور اب بھی حالت کچھ سٹیبل نہیں ہے !!“ وہ فورا بولا

”ہوں !!“ زارون وہی اس کے پاس بیٹھ گیا اور غور سے اسکے زرد چہرے کو دیکھنے لگا

اتنا نا سمجھ نہیں تھا کہ وہ گلاب کی اس حالت کی وجہ نہ سمجھ سکے

"یہ تم نے اپنی کیا حالت بنالی ہے گلاب!!" وہ افسوس سے بولا

"سر وہ دراصل مجھے اب جانا ہے میری جاب کا ٹائم شروع ہو چکا ہے تو کیا آپ زور کے پاس رک جائے گے؟" مائیک کی بات پر اس نے سر اثبات میں ہلا دیا اور احان کو گلاب کی کنڈیشن کے حوالے سے میسج کر دیا تھا

کرسی سے ٹیک لگائے وہ آنکھیں مونددے بیٹھا تھا جب گلاب نے دھیرے دھیرے سے اپنی آنکھیں کھولی

"زارون!!" وہ آدھی آنکھیں کھولے ہلکی آواز میں بڑبڑائی

"زارون!!" اب کی بار اس نے زارون کا ہاتھ تھاما تو زارون فوراً اسے سیدھا ہوا گلاب اسے دیکھ کر مسکرادی جبکہ دو موتی آنکھوں سے ٹوٹ کر تکیے میں جذب ہو گئے

"پپ۔۔۔پانی!!" وہ کھانستے ہوئے بولی تو زارون نے فوراً آگے بڑھ کر اسے بٹھایا اور پانی کا گلاس لبوں سے لگایا۔۔۔۔وہ ایک سانس میں ہی سارا پانی پی گئی تھی

اسکی کمر کے پیچھے تکیہ سیٹ کرتے زارون دوبارہ سامنے کرسی پر بیٹھ گیا تھا

"زارون۔۔۔آپ۔۔۔آپ کی چوٹ اب کیسی ہے؟" گلاب نے دھیمی آواز میں

سوال کیا۔۔۔۔زارون تو بس یک ٹک اسکے مرجھائے چہرے کو دیکھ رہا تھا

"یہ سب کیا ہے گلاب؟" وہ اسکی ایسی حالت دیکھ کر افسوس سے بولا

"کیا کیا ہے؟" وہ انجان بنی

"تمہاری یہ حالت گلاب!!" ہسپتال کے بستر پر لیٹی وہ اسے زرا اچھی نہیں لگی

"یہ۔۔۔۔۔۔یہ تو بس بخار ہے ہلا سا لگتا ہے ٹھنڈ لگ گئی!!" وہ سرخ آنکھیں لیے مسکرا کر بولی

"ٹھنڈ؟" زارون نے اسکی بات پر یقین نہیں کیا۔۔۔۔معلوم تھا جھوٹ بول رہی ہے

"ہاں میں بھی حیران ہوں کہ کیسے لگ گئی، لگتا ہے سردی کو اچھا نہیں لگا میرا اسے انڈر ایسٹیمیٹ کرنا!!" وہ ہنسی (کھوکھلی ہنسی)

"بس کردوں گلاب مت دو خود کو تکلیف۔۔۔۔۔بھول جاؤ!!" زارون اسکی حالت پر پیشمان سا بولا

"کسے بھول جاؤ!! آپ کو؟ یہ تو ناممکن سی بات ہے!!" وہ زارون کے چہرے پر نظریں ٹکائے بولی

''یہ محبت وحبت کچھ نہیں ہوتی گلاب، کیوں خود کو تکلیف دے رہی ہوں۔۔۔۔۔۔تم میرے لیے جو محسوس کرتی ہوں وہ محبت نہیں ہے!!''زارون اب تنگ آچکا تھا۔۔۔کتنا ڈر گیا تھا وہ اسکی حالت کا سن کر

''تو پھر کیا ہے؟''گلاب نے الٹا سوال کیا

''تمہارے ذہن کا فتور ہے بس اور کچھ نہیں!!''زارون نے فوراجواب دیا

''میں نے۔۔۔۔۔۔میں نے بہت کوشش کی زاورن۔۔۔۔۔۔بہت زیادہ۔۔۔۔۔ان دو دنوں میں جتنا ہوسکا اتنا ہی بھولنے کی کوشش کی۔۔۔مگر محبت نامی کیڑا مجھے آہستہ آہستہ دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے۔۔۔۔۔۔جب جب آپ کو بھولنے کی کوشش کرتی ہوں اپنا آپ ختم ہوتا محسوس ہوتا ہے۔۔۔۔۔میں نے کوشش کی زارون۔۔۔مگر، مگر میں آپ سے بہت محبت کرتی ہوں۔۔۔۔بے حد، بے انتہا''

بے بسی سے اسکی آنکھوں سے آنسو چھلکنا شروع ہو گئے تھے

''محبت، محبت، محبت بس کردوں گلاب۔۔۔۔۔۔۔محبت ہوتی کیا ہے؟محبت کہتے کسے ہے؟تم جانتی کیا ہوں محبت کے بارے میں؟۔۔۔۔تمہارے نزدیک محبت ہے کیا؟ چھوٹی عمر کا ایک سو کالڈ کرش؟یہ محبت نہیں ہے گلاب بی بی،اسے محبت نہیں

کہتے۔۔۔۔۔تم جانتی ہی کیا ہوں محبت کے بارے میں، علم ہی کیا رکھتی ہوں تم؟ تمہیں زرا سا بھی احساس ہے کتنی ظالم ہوتی ہے محبت؟“

”اگر اپنی تکلیف بھلائے آپ کی تکلیف کو محسوس کرنے کو محبت کہتے ہے تو مجھے آپ سے محبت ہے، اگر آپ ایک مسکراہٹ دیکھ کر خود کو پر سکون محسوس کرنے کو محبت کہتے ہے تو مجھے آپ سے محبت ہے۔۔۔۔۔اگر آپکی خوشی میں خوش ہونا اور آپ کے غم میں غمگیں ہونے کو محبت کہتے ہے تو مجھے آپ سے محبت ہے۔۔۔۔آپ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا میں جانتی ہوں محبت کہتے کسے ہے؟ مجھے معلوم ہے محبت کسے کہتے ہے زارون۔۔۔۔۔کسی کو چاہتا ٹوٹ کر چاہنا، اتنا کہ وہ تمہاری روح سما جائے۔۔۔۔۔ اور، اور جب اسے دل سے نکال دینے کا خیال آئے تو ساتھ تمہاری جان بھی نکل جائے!!“ وہ ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے نم آنکھوں سے بولی

”میرے سامنے کتابی باتیں مت کروں گلاب مجھے تمہاری محبت پر یقین نہیں آئے گا!!“ وہ درشتگی سے بولا

”مت کرے یقین۔۔۔۔۔آپ کو میری محبت پر یقین نہیں کرنا مت کرے، مگر اسکی ناقدری نہ کرے۔۔۔۔۔۔میں، میں کوشش کروں گی کہ بھول جاؤ آپ کو ہاں

آسان نہیں ہو گا مگر کوشش۔۔۔۔کوشش تو کی جا سکتی ہے نا؟ مشکل ہے ناممکن نہیں!!" وہ خود کو مضبوط بنائے بولی جبکہ اسکے اندر ایک جنگ سی چھیڑ گئی

"تم بھول جاؤ گی گلاب۔۔۔۔۔میں دعا کروں گا کہ تم بھول جاؤ!!" زارون نے اسکی حالت سے نظریں چرائی اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ جب اسکے جاتے ہی وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔۔۔۔وہ جو اسے کہہ رہی تھی کہ ناممکن ہے اسے بھلا دینا اب کتنی آسانی سے کہہ گئی تھی وہ بھول جائے گی اسے۔۔۔۔۔کیا وہ واقعی اسے بھول جائے گی۔۔۔۔۔کیا وہ اپنی زندگی میں آئے اس پہلے مرد کو بھول جائے گی جس نے بنا کسی رشتے کے اسے تحفظ دیا، اپنائیت دی۔۔۔۔اسے احساس دلایا وہ بھی ایک انسان ہے اسے بھی زندگی گزارنے کا حق ہے۔۔۔۔۔۔کیا یہ واقعی اتنا آسان تھا۔

پتہ ہے محبت کسے کہتے ہے

کسی کو ٹوٹ کر چاہنا

اسکی منتیں کرنا

اسے اپنی محبت کا یقین دلانا

اسکی توجہ کا طلبگار رہونا

پھر اسے ہار جانا، خود ٹوٹ جانا

اور پھر سب سے، خود سے منہ چھپانا

ہمیشہ کے لیے خاموش ہو جانا

رامش اپنی شوٹنگ کے لیے سنگاپور آیا ہوا تھا اور کل اسے واپس جانا تھا۔۔۔۔۔۔اب وہ سنگاپور کے ایک شاپنگ مال میں موجود تھا، جہاں اسکی نظر ایک فیملی پر پڑی۔۔۔۔ایک ماں اسکے دو بیٹے اور ساتھ میں ایک لڑکی، وہ شائد بڑے بیٹے کی بیوی تھی کیونکہ اسکے ہاتھ میں چھ ماہ کی ایک بچی تھی اور بڑا والا لڑکا اس سے کھیل رہا تھا جس پر وہ کھلکھلا دیتی

چھوٹا بھائی بڑے بھائی کے بازو سے چپکا فرمائیشیں کر رہا تھا جبکہ اسکی ماں اسے ٹوک رہی تھی مگر ساتھ کھڑی لڑکی مسلسل مسکرائے جا رہی تھی

ان سب کو دیکھ کر رامش کو اپنی فیملی یاد آگئی۔۔۔۔۔۔اس نے شیر کے لیے پینٹنگ کا مختلف سامان، مہرالنسا کے لیے ایک کوٹ اور سینڈل لیا۔۔۔۔۔واپسی میں اسکی نظر

جیولری شاپ میں موجود ایک بریسلیٹ پر پڑی جس کے درمیان میں ایک درمیانے سائز کا ڈائمنڈ تھا۔۔۔۔اس بریسلیٹ کو دیکھ کر پل بھر میں زینیہ کا چہرہ نظروں کے سامنے آیا اور اس نے وہ بریسلیٹ خرید لیا۔۔۔۔۔۔شیر کے لیے اس نے نیو ماڈل کا موبائل اور کافی گیمز بھی خریدی تھی، جن کا ذکر اس نے مہرالنسا سے کیا تھا اور یہ بھی کہ وہ کسی کو بتائے نہیں۔۔۔۔۔

”لگتا شیر خراب ہونے والا ہے!!“مہرالنسا ہنس کر بولی تو وہ بھی ہنس دیا

”کوئی بات نہیں میں سدھار لوں گا!!“اسنے برجستہ جواب دیا

عامر کی حالت خراب ہو چکی تھی۔۔۔۔وہ شخص جو اس دن اس کمرے میں آیا تھا وہ کوئی اور نہیں بلکہ ان کے ہی کالج کے سامنے چائے کا چھوٹا سا سٹال لگاتا تھا۔۔۔۔۔ عامر، شمس اور ان کے باقی کے دوست اکثر اسکے سٹال سے چائے پیتے تھے

پچھلے کئی دنوں سے وہ کمرے میں آتا اور عامر کو تب تک مارتا جب تک عامر بے بس نہیں ہو جاتا۔۔۔۔۔اسے کھانے میں صرف ایک روٹی اور پتلا شوربہ ملتا تھا

آج قدرت کی طرف سے اسے ایک موقع ملا تھا جب پانی کا گلاس سٹیل نہیں بلکہ کانچ کا تھا۔۔۔۔۔۔

عامر نے کھانا کھاتے ہوئے گلاس کا معائنہ کیا، بے شک اس گلاس کا شیشیہ تیز تھا۔۔۔۔ کھانا کھاتے ہوئے بھی اس پر نظر رکھی جاتی تھی۔۔۔۔۔اسنے ایک نظر سامنے کھڑے شخص کو دیکھا جو اسے ہی گھور رہا تھا اور پانی کا گلاس لبوں سے لگایا۔۔۔۔وہ آدھا گلاس پانی پی کر واپس رکھنے والا تھا کہ گلاس اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر گیا اور کرچی کرچی ہو گیا

"بے وقوف انسان یہ کیا کیا؟" وہ عامر پر چڑھ دوڑا اور اسے بری طرح سے پیٹنے لگا انہیں بس معمولی سی وجہ چاہیے ہوتی تھی عامر پر ہاتھ اٹھانے کی۔۔۔۔۔ویسے بھی یہ سترہ سال کا لڑکا کر ہی کیا لیتا۔۔۔۔

اس وقت بھی عامر بنا کسی مزاحمت کے مار کھا رہا تھا۔۔۔۔۔اسے فلحال اپنی طاقت کو جما کرنا تھا، اسے بچانا تھا یہاں سے بھاگنے کے لیے۔۔۔۔۔جب وہ آدمی عامر پر اپنا غصہ نکال چکا تو اسے ایک ٹھوکر مارتا وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔جبکہ عامر کے چہرے پر ایک مطمئن سی مسکراہٹ آگئی تھی۔۔۔۔اب وہ یہاں سے بھاگ سکتا

تھا۔۔۔۔۔۔ نظریں سامنے پڑے کانچ کے ٹکڑوں پر تھی جنہیں کسی نے بھی آکر صاف کرنے کی کوشش نہیں کی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اکتیس دسمبر کی صبح پروان چڑھ چکی تھی۔۔۔۔۔۔آج کا دن سب کی زندگیوں کو بدلنے والا تھا۔۔۔۔۔۔

لاؤنج میں اپنے ساتھیوں کے ہمراہ بیٹھا وہ سب کو اپنے پلان سے آگاہ کر رہا تھا

"آج شام میں فیکٹری پر حملہ ہو گا!!" بہادر خان سرد آواز میں بولا

"شام میں کیوں؟ رات بہتر نہیں تھی؟" سامنے بیٹھے شخص نے اعتراض کیا

"نہیں رات کو مجھے اور بھی کام ہے!!" وہ ٹیڑھی مسکراہٹ مسکرایا

اس وقت وہ لوگ وہاج اور اسکی ٹیم پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے تھے۔۔۔۔۔۔

"ٹھیک ہے پھر جیسا آپ کہے!!" وہ اپنی جگہ سے اٹھتا مسکرایا

"وہ اس لڑکے کا کیا بنا جو تم پر نظر رکھے ہوئے تھا؟" بہادر خان نے عامر کے بارے میں سوال کیا

"اس سے کوئی خطرہ نہیں۔۔۔۔۔۔اسے ٹھکانے لگا دیا ہے میں نے!!"جواب دیتا وہ گھر کی دہلیز عبور کر گیا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"کیا ہوا وہاج تم کچھ پریشان ہوں؟"زاویار نے اسکی پریشانی بھانپتے پوچھا

"ہمم۔۔۔۔۔۔دو دن ہو گئے ہیں زاویار عامر کا کوئی اتا پتا نہیں معلوم۔۔۔۔۔۔موبائل بھی نہیں اٹھا رہا!!"وہاج پریشانی کے عالم میں بولا

"اس نے تمہیں بتایا تھا نا کہ ان لوگوں کو شک ہو گیا ہے۔۔۔۔۔۔ہو سکتا ہے اسی وجہ سے وہ ہم سے کانٹیکٹ نہیں کر پا رہا ہوں!!"زاویار کے جواب وہاج نے سر اثبات میں ہلا دیا

"خیر تم یہ بتاؤ کرن کو کب آگاہ کر رہے ہوں اپنی دلی کیفیت سے؟"وہاج نے ہنس کر پوچھا تو زاویار مسکرا دیا

"آج!!میں چاہتا ہوں اس آنے والے نئے سال پر میں اسے اپنے نام کر لوں وہاج!!"

وہ خوش باش سا بولا

"چلو یہ تو بہت اچھی سوچ ہے میرے یار کی!!" وہاج اسکا شانہ تھپتھپاتے بولا

"پرنسز!!" قبرستان میں وہ انا کی قبر کے پاس بیٹھا آنکھوں میں آنسو لیے اسے دیکھ رہا تھا

"اب اور برداشت نہیں ہوتی یہ دوری۔۔۔۔تم جانتی ہوں میرا دل۔۔۔میرا دل کیا کہہ رہا ہے؟ میرا دل کہہ رہا ہے کہ ہم دونوں اب جلد ہی اکٹھے ہونے والے ہیں۔۔۔۔بہت جلد ہم ساتھ ہوگے۔۔۔۔مائی پرنسز!!" قبر ہو چومتا وہ بڑبڑایا اور وہی سر رکھے آنکھیں موند گیا۔

سیگریٹ پر سیگریٹ پھونکے وہ سخت مضطرب حالت میں ادھر ادھر چکر کاٹ رہا تھا۔۔۔احان بینچ پر بیٹھا غور سے اسکی ساری کاروائی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔آدھی رات بیت چکی تھی مگر نہ تو زارون خود سویا تھا اور نہ ہی اسے اسکی بیوی کے پاس جانے دیا تھا

"یار زارون بس بھی کردوں اب کیا مسئلہ ہے؟" احان اکتا کر بولا جس پر زارون نے اسے ایک زبردست گھوری سے نوازہ

"تم نہیں جانتے کیا مسئلہ ہے؟"زارون نے گھور کر پوچھا

"اب ایسا بھی کوئی اہم مسئلہ نہیں ہے۔۔۔۔۔دیکھ یار گلاب نے تجھ سے اظہار محبت کیا اور تو نے اسے انکار دیا بس بات ختم!!"احان ہاتھ جھاڑتے بولا

"ہاں مگر وہ تکلیف میں تھی!!"زارون دھیمے لہجے میں بولا

"تکلیف میں تو زینیہ بھی تھی جب تو اسکی محبت کو انکار کیے یہاں چلا آیا تھا۔۔پھر کیا ہوا سنبھل گئی ناوہ۔۔۔گلاب بھی سنبھل جائے گی!!ایک ہی بات ہے"احان آرام دہ لہجے میں بولا

"بات ایک نہیں ہے احان۔۔۔۔۔زینیہ کی بار اسکی حالت سن کر افسوس ضرور ہوا تھا مگر گلاب!!گلاب کی دفع ایک بے نام سی بے چینی مجھے اپنے گھیرے میں لیے ہوئے ہے۔۔۔۔۔میں جتنی کوشش کرتا ہوں اسے دماغ سے نکالنے کی اتنا ہی وہ ۔۔۔۔۔آہ!!مجھے سمجھ نہیں آرہی کیا کروں!!وہ،وہ ایک اچھی لڑکی ہے!!"زارون کی بات سن کر احان مسکرادیا

"محبت ہو گئی ہے جناب کو اس اچھی لڑکی سے!!"احان شرارتا بولا

"بکواس مت کروں !! مجھے محبت نہیں ہوسکتی !!" زارون نے نفی کی اس کی بات کی

"کیوں بھائی تمہیں کیوں نہیں ہوسکتی؟" احان نے ایک ابرو اچکائے پوچھا

"محبت کمزوروں کا شیوا۔۔۔۔۔۔یہ کمزور لوگوں کو اپنا نشانہ بناتی ہے جو اسکے ظلم سہہ نہیں پاتے۔۔۔۔۔طاقتوروں سے ڈرتی ہے محبت !!" زارون تڑخ کر بولا

"کیا بکواس لاجک ہے آپکا تالیاں !!" احان تالیاں مارتے ٹھنڈے لہجے میں بولا

"محبت تو تمہیں ہوگئی ہے زارون رستم شیخ مانو یا نا مانو ورنہ گلاب کی تکلیف کبھی تمہیں تکلیف نہیں دیتی۔۔۔اچھا ایک بات بتاؤ تم گلاب کے بارے میں کیا سوچتے ہوں، مطلب کے کیا محسوس کرتے ہوں؟" احان نے سوال کیا

"گلاب ایک اچھی لڑکی ہے !!" زارون چونک کر بولا

"او بھائی یہ دیکھ میرے جڑے ہوئے ہاتھ۔۔۔۔۔خدا کے لیے اس اچھی لڑکی والے ڈائیلاگ کو چھوڑ دے میرے بھائی !!" احان دونوں ہاتھ جوڑ کر چڑ کر بولا

"اور میں چلا سونے۔۔۔۔۔اتنی دیر اپنی بیوی سے دور نہیں رہ سکتا۔۔۔۔۔تو یہاں پوری رات گزار اور سوچ کہ گلاب کی تکلیف تجھے تکلیف کیوں دیتی ہے۔۔۔۔۔۔

کیونکہ میرے نزدیک تو یہ محبت ہی ہے!!" وہ کندھے اچکائے مزے سے بولتا اندر چلا گیا جبکہ زارون ایک اور سیگریٹ جلا چکا تھا

صبح کی اجلی کرنیں ہر سو پھیل چکی تھی۔۔۔۔وہ پوری رات وہی جھولے پر بیٹھا رہا تھا۔۔۔اب فجر کے وقت زرا سی آنکھ لگی تھی وہ بھی احان جو اسے اسکے فلیٹ پر نا پا کر باہر ڈھونڈنے آیا تھا اسکے ہلانے پر جاگا

"ہاں ہاں کیا ہوا؟" زارون نے چونک کر سوال کیا

"تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے اور کچھ نہیں ہوا۔۔۔۔جلدی اٹھو گزرے سال کا آخری دن ہے آج!!" احان اسکا شانہ زور سے ہلائے بولا

"اندر آجاؤ ٹھنڈ بڑھ رہی ہے لگتا ہے جلد ہی برف باری گرنا شروع ہو گی!!" احان ابر آلود موسم کو دیکھ کر بولا

"میں شادی کر رہا ہوں احان!!" زارون ایک دم بولا

"ہاہاہاہا۔۔۔ویری فنی۔۔۔ویسے بھی آج اپریل فول نہیں ہے!!" احان ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولا

”میں سچ بول رہا ہوں احان میں شادی کر رہا ہوں!!“زارون سنجیدہ لہجے میں بولا تو احان بھی کچھ سنجیدہ ہوا

”یہ راتوں رات تمہارے دماغ کو کیا ہو گیا ہے زارون۔۔۔۔۔کہی ٹھنڈ ونڈ تو نہیں لگ گئی!!“احان زرا سا ہنسا

”میں سیریس ہوں!!“زارون اپنے الفاظ پر زور ڈالے بولا

”میں بھی سیریس ہوں۔۔۔۔۔اور یہ تمہیں بیٹھے بٹھائے کیا خیال آگیا شادی کرنے کا اور کس سے؟“احان نے دونوں بازو سینے پر باندھے

”گلاب غضنفر سے شادی کرنے والا ہوں میں آج۔۔۔۔۔اور خیال بیٹھے بٹھائے نہیں آیا بہت دیر سوچا ہے میں نے!!“جواب دیتا وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور پارکنگ ایریا کی جانب بڑھا

”کہا جا رہے ہوں؟“احان پیچھے سے اونچی آواز میں چلایا

”اپنا رشتہ طے کرنے!!“جواب دیتا وہ گاڑی میں بیٹھ چکا تھا جبکہ احان کا سر نفی میں ہلا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ تکیوں کے سہارے بیڈ پر بیٹھی آمنہ کے ہاتھوں سوپ پی رہی تھی۔۔۔۔۔۔کل پوری رات اسکی روتے گزری تھی،آنکھیں رو رو کر سوجھ چکی تھی۔۔۔۔۔۔۔آمنہ اور مائیک تھوڑی دیر پہلے ہی اسکے پاس آئے تھے۔۔۔۔۔۔۔

پوری رات رو لینے کے بعد وہ اپنے دل کے غبار کو کچھ ہلکا کر چکی تھی، مگر اسے بھولنے کی ہر کوشش ناکام ہوئی۔۔۔۔۔۔وہ چاہتی تھی کہ جتنی تیزی سے وہ اسکے دل میں سمایا تھا اتنی ہی جلدی نکل بھی جائے مگر ایسا ممکن نہیں تھا

آمنہ نے اسکے منہ میں چمچ ڈالا ہی تھا جب زارون آندھی طوفان کی طرح اندر داخل ہوا

"تمہیں مجھ سے محبت ہے؟" اندر داخل ہوتے ہی اس نے بلا تمہید گلاب سے پوچھا

وہ جو آمنہ کے ہاتھوں سوپ پی رہی تھی چونک کر اس نے زارون کو دیکھا جس کی آنکھیں پوری رات جاگنے کی کہانی سنا رہی تھی۔۔۔۔گلاب نے سر اثبات میں ہلایا

"کس حد تک؟" زارون کا لہجہ از حد سنجیدہ تھا

"آپ سے محبت کی تو کوئی حد ہے ہی نہیں" وہ سر نفی میں ہلائے دھیمے سے مسکرائی۔۔۔۔اسکی بات سن کر آمنہ کا منہ کھل گیا جبکہ مائیک کبھی گلاب کو دیکھتا, کبھی

آمنہ کو تو کبھی زارون کو۔۔۔وہ کیا بول رہے تھے مائیک کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا

گلاب کا جواب سن کر زارون کچھ دیر لب بھینچے خاموش رہا۔۔۔

"مجھے محبت پر یقین نہیں گلاب "اس نے اپنی بات دہرائی

"مجھے بھی نہیں تھا۔۔ مگر اب۔۔"وہ ہنس دی

"آپ کو بھی ہو جائے گی"وہ زارون کی آنکھوں میں دیکھتے بولی

"کل تک تو بڑے دعوے کر رہی تھی کہ بھول جاؤ گی مجھے"زارون نے آنکھیں چھوٹی کیے پوچھا

"میں نے کہا تھا کوشش کروں گی۔۔۔۔کی بھی مگر ناممکن ہے۔۔۔۔اور ویسے بھی رات گئی بات گئی"وہ کندھے اچکائے مزے سے بولی

"ایک بات تو بتاؤ گلاب غضنفر کیا تم جیسی لڑکی کی محبت پر مجھے یقین کرنا چاہیے مجھے جس کے قول و فعل میں تضاد ہوں؟"زارون نے اسکے بلکل قریب جھک کر ابرو اچکائے پوچھا

"میرے قول و فعل میں کوئی تضاد نہیں"گلاب نے اسکی بات کی نفی کی

”تم نے کہا تھا کہ تم مجھے بھول جاؤ گی"زارون دانت پیستے بولا

”میں نے کہا تھا کوشش کروں گی, مگر آج آپ کا دوبارہ یہاں آنا مجھے کوئی نئ کہانی سنا رہا ہے۔۔۔۔ویسے بھی کوئی ایسے ہی کسی سے اسکی محبت کے بابت سوال نہیں کرتا"

وہ مسکراہ کر بولی اور ایک بار پھر زارون رستم شیخ کو متاثر کر گئ

”میں تمہیں یہاں ایک موقع دینے آیا ہوں گلاب, تمہاری محبت کو ایک موقع دینے آیا ہوں۔۔۔ مگر۔۔۔"وہ رکا

”مگر؟"گلاب نے سانس روک کے پوچھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مگر میں بے نام رشتوں پر یقین نہیں رکھتا پھر چاہے وہ رشتہ محبت کا” ہی کیوں نا ہوں اور کتنا ہی پاک کیوں نا ہوں "!! !وہ گلاب کی آنکھوں دیکھتا اسے اپنے سحر میں جکڑتے بولا

پھر کیا چاہتے ہے؟ "گلاب کے لب پھڑپھڑائے وہ دھیمی آواز میں بولی”

نکاح۔۔۔۔ میں تم سے نکاح کرنا چاہتا ہوں گلاب غضنفر۔۔۔ میں”

تمہاری محبت کو محرم رشتے میں ڈھال کر تمہیں ایک موقع دینا چاہتا ہوں۔۔۔ خود کو ایک موقع دینا چاہتا ہوں۔۔۔ محبت پر یقین کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔ شادی کروں گی مجھ سے؟ "گلاب اور آمنہ سانس روکے زارون کو سن رہی تھیں۔۔ جبکہ مائیک اب ناپسندیدہ نظروں سے زارون کو دیکھ رہا تھا جو گلاب کے بے حد قریب کھڑا تھا

میری می گلاب "!!!اور زارون کی اس بات پر مائیک کو چار سو" چالیس والٹ کا جھٹکا لگا۔۔۔۔ اس نے چونک کر گلاب کی جانب دیکھا جس کا سر اثبات میں ہلا اور مائیک ضبط سے آنکھیں میچ گیا

ول یو؟ ''زارون نے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے سوال کیا''

یس آئی ول ''!!گلاب کا اقرار مائیک کی روح تک کو چھلنی کر گیا تھا''

میں آج شام آؤں گا مولوی اور گواہوں کو لیکر۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے تیار'' رکھنا۔۔۔۔۔ ڈسچارج پیپرز کا کہہ دیتا ہوں میں جاتے ہوئے ''!!وہ آپی کو نصیحت کرتے گلاب کی جانب مڑا اور ہلکی سی مسکراہٹ نوازے دروازہ پار کر گیا

مائیک بھی کچھ بولے بنا وہاں سے نکل گیا جب آمنہ مائیک کے پیچھے بھاگی

"مائیک۔۔۔۔۔مائیک۔۔۔۔۔۔ لسن مین!!" آمنہ بھاگتی ہوئی اس تک پہنچی اور اسکا بازو پکڑ لیا

"واٹ!!" ایک جھٹکے سے اپنا بازو آزاد کروائے وہ آنسو چھپاتے چلایا

she loves him mike.... From the very first day" she met him... you have to understand and respect her feelings.... And also it is prohibited "!!in our religion

آمنہ اسے سمجھاتے ہوئے بولی

"!!but I am ready to be a Muslim"

مائیک نے جھٹ سے جواب دیا

she loves him mike... she really does... so" please just for her... for the sake of your love

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"!!mike, let her marry him

آمنہ کی بات سمجھتا وہ سر اثبات میں ہلا گیا اور آنکھیں صاف کرتا چہرے پر مسکراہٹ سجائے وہ کمرے میں انٹر ہوا اور گلاب کو مبارکباد دی۔۔۔جبکہ وہ خوشی سے پھولے نا سمارہی تھی

گلاب سے بات کرنے کے بعد وہ شاپنگ مال آگیا تھا یہاں اسے کافی دیر لگ گئی تھی جب احان کی کال آئی

"زارون؟ یار کہاں ہے تو؟ کب سے ٹرائے کر رہا ہوں تیرا نمبر!! صبح سے غائب ہے تو!!" کال اٹھاتے ہی احان زارون پر برس پڑا تھا

"بتایا تو تھا اپنا رشتہ طے کرنے جارہا ہوں۔۔۔۔یاد نہیں تجھے؟" زارون ایک برائیڈل ڈریس دیکھتے بولا

"ہاں ہاں یاد ہے سب یہ بتا اب کہاں ہے تو؟" احان نے جھٹ سے سوال کیا

"شاپنگ کرنے آیا ہوں اپنی ہونے والی بیوی کے لیے۔۔۔۔برائیڈل ڈریس دیکھ رہا

ہوں!!"اسکے جواب پر احان کے منہ میں موجود کافی ساری باہر نکل گئی

"واٹ!!"وہ فون پر چلایا جبکہ کچن میں موجود بسمل کا دل دہل گیا

"یااللہ خیر کیا ہوا؟"اپنے زور زور سے دھڑکتے دل پر ہاتھ رکھتے بسمل نے احان سے سوال کیا

"اچھا سن تو اور بھابھی مغرب کے بعد ہسپتال آجانا میں تجھے وہی ملوں گا!!۔۔۔اور سن قاضی اور گواہ لیکر آنا۔۔۔۔۔۔اوکے اللہ حافظ!!" کہتے ہی زارون کال کاٹ گیا جبکہ احان ارے ارے کرتا رہ گیا

"کیا ہوا احان سب ٹھیک تو ہے؟"بسمل نے اسکے شانے پر ہاتھ رکھے پوچھا

"کچھ نہیں کچھ بھی نہیں ہوا۔۔۔۔۔۔۔بس زارون ہل گیا ہے محترم شادی کر رہے ہے آج محترمہ گلاب سے۔۔۔۔۔۔کہہ رہا تھا کہ قاضی اور گواہوں کے ساتھ آجانا ہسپتال۔۔۔۔۔۔لائک سیریسلی ہسپتال بھی کوئی جگہ ہے نکاح کرنے کی ایڈیٹ!!" احان موبائل ٹیبل پر پٹختے بولا تو بسمل ہنس دی

"آپ کو ابھی تک اپنے دوست سے ایسی حرکتوں اور باتوں کی امید رکھ لینی چاہیے

تھی۔۔۔ معلوم تو ہے آپ کو!!"" بسمل کافی کا مگ کچن میں لیجاتی بولی

"ہاں معلوم ہے کتنی الٹی کھوپڑی کا مالک ہے یہ شخص!!"" احان غصے سے بولا

"اچھا بتائے کونسا سوٹ پریس کروں آج شام کے لیے؟"" بسمل شرارت سے بولی تو

احان نے اسے گھورا جس پر وہ مزید کھلکھلا کر ہنس دی

\-----------

کانچ کا ٹکڑا اٹھائے وہ دیوار کے ایک کونے کے ساتھ لگا اپنی رسی کاٹنے لگا۔۔۔۔ اسکے

پاس بہت تھوڑا سا وقت تھا اس کام کے لیے۔۔۔۔۔۔ بیس منٹ بعد دوبارہ اس آدمی کو

کمرے میں واپس آنا تھا اور وہ اس سے پہلے ہی کام ختم کرنا چاہتا تھا

چونک کانچ کا شیشہ خاصہ نوکیلا اور تیز تھا اسی لیے وہ رسی کاٹنے میں جلد ہی کامیاب

ہو گیا تھا

دفعتاً اسے بھاری بوٹوں کی آواز سنائی دی اور اسکے عمل میں تیزی آگئی۔۔۔۔۔۔ صرف

چند سیکنڈز میں وہ اپنے ہاتھ رسیوں سے آزاد کروا چکا تھا

دونوں ہاتوں کو مسلے وہ کانچ اٹھائے دروازے کے پیچھے چھپ گیا تھا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اندر داخل ہونے والے شخص پر وہ فورا جھپٹا اور اس سے پہلے کہ وہ آدمی اپنا بچاؤ کر پاتا عامر نوکیلا کانچ اسکے گلے میں دھنسا چکا تھا اور اس آدمی کی چیخ کا گلہ گھونٹتے اپنا ہاتھ اسکے لبوں پر جما چکا تھا

یہ وہ پہلا قتل تھا جو عامر نے اپنے ہاتھوں سے کیا تھا۔۔۔۔وہ آدمی پھڑ پھڑاتا زمین پر گر چکا تھا اور خون اسکے گلے سے یوں نکلنے لگا تھا جیسے قربانی کا کوئی جانور ہوں۔۔۔۔۔۔عامر کچھ دیر تو کھڑا وحشت زدہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا مگر اب اسکا دماغ بہت تیزی سے چل رہا تھا۔۔۔۔۔اس آدمی کی جیب ٹٹولے اس نے موبائل ڈھونڈا اور پھر وہاج کو کال ملائی مگر نیٹورک نہ ہونے کی وجہ سے وہ جھنجھلا گیا۔۔۔۔۔۔آہستہ آہستہ قدم اٹھائے وہ باہر نکلا۔۔۔۔۔یہ ایک ویران علاقے میں ایک بند فیکٹری تھی۔۔۔۔یہاں آس پس نیٹ ورک نا ہونے کے برابر تھا

عامر اس سنسان سڑک پر بھاگے جا رہا تھا۔۔۔۔بار بار پیچھے مڑ کر بھی دیکھ رہا تھا مگر اسے یقین ہو گیا تھا کہ وہاں کوئی نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔اسے بھاگتے ہوئے ناجانے کتنی دیر ہو گئی تھی مگر ابھی تک کوئی کنوینس نہیں ملی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گلاب کے لیے وہ ایک انتہائی خوبصورت سیلور رنگ کا جوڑا خرید چکا تھا اور اسے ہسپتال ڈلیور کرنے کو کہا تھا

"زارون!!" وہ جو برائیڈل شاپ سے باہر نکلا تھا اپنے نام کی پکار سنے مڑا تو میگی کو وہاں کھڑا پایا

"جی؟" زارون نے سپاٹ لہجے میں سوال کیا

"کیا ہم کچھ دیر بیٹھ کر بات کر سکتے ہے؟" میگی نے سوال کیا

"معزرت میں مصروف ہوں!!" زارون نے بے تاثر لہجے میں جواب دیا

"یہ گلاب کے حوالے سے ہے!!" میگی کی بات پر وہ چونک کر رکا

میگی کو شدت سے گلاب سے جلن محسوس ہوئی

"شیور!!" زارون نے فوراً حامی بھری

"جی تو کیا بات کرنی تھی آپ کو مجھ سے؟" فورڈ کورٹ میں بیٹھے اس نے میگی سے سوال کیا جو یک ٹک اسے دیکھ رہی تھی

"وہ اس دن جو شخص مجھے ملا تھا۔۔۔۔گلاب کے ڈیڈ۔۔۔۔میں نے انہیں پھر سے

دیکھا وہ ہماری بلڈنگ کے آس پاس ہی تھے اپنے آدمیوں کے ساتھ۔۔۔۔۔۔ مجھے معلوم ہوا کہ انہیں شک ہے کہ گلاب ہماری بلڈنگ میں رہتی ہے!!" میگی نے جواب دیا

"آج انہیں شک ہے تو کوئی مسئلہ نہیں کل تک یقین ہو جائے گا کہ وہ وہی رہتی ہے۔۔۔۔ ویسے بھی وہ کل سے گلاب غضنفر نہیں بلکہ گلاب زارون کہلائی جائے گی۔۔۔۔۔ ہم شادی کر رہے ہیں آج رات!!" زارون کی بات پر میگی کو اپنے پیروں تلے زمین کھسکتی محسوس ہوئی

"اوواؤ کانگریچولیشنز!!" میگی اپنے اندر اٹھتے طوفان پر پہرہ ڈالتے بولی

"ویسے زارون آپ گلاب کو گلاب غضنفر کیوں کہتے ہے جبکہ اسکا پورا نام تو گلاب غازان انصاری ہے؟" میگی نے آخری پتہ پھینکا

"واٹ رابش کیا بکواس کر رہی ہوں تم؟" زارون بپھر کر اپنی جگہ سے اٹھا

"میں۔۔۔ میں سچ بول رہی ہوں۔۔۔۔۔ مجھے خود اس آدمی نے اپنا نام بتایا تھا۔۔۔۔۔ میرے پاس اسکی تصویر بھی ہے۔۔۔۔۔ یقین نہیں آتا تو میں دکھاتی ہوں

آپکو۔۔۔۔۔۔یہ دیکھے!!"میگی اسے غصے کو بھانپتی ہڑبڑائی اور تصویر نکال کے اسکے سامنے رکھ دی

زارون تو بس شاک میں مبتلا اس تصویر کو دیکھے جا رہا تھا۔۔۔تب کے غازان اور اب کے غازان میں صرف بالوں کا فرق تھا جواب سفید ہو چکے تھے۔۔۔

"اتنا بڑا دھوکا!!"زارون بڑبڑایا اور موبائل وہی چھوڑے وہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا اور وہاں سے چلا گیا

اسکے جاتے ہی ایک شاطرانہ مسکراہٹ میگی کے ہونٹوں پر در آئی۔۔۔۔۔موبائل اٹھائے اس نے کال ملائی

"ہیلو!!ہاں چڑیا کے پنجرے کا دروازہ کھل گیا ہے آج رات آجانا اسے لینے کے لیے"

کال ختم کرتی وہ کھل کر ہنسی

"تم صرف میرے ہوں زارون۔۔۔۔صرف میرے!!"جنونی کیفیت میں بولتی وہ ایک بار پھر سے اونچی آواز میں ہنسنے لگی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کرن!!"زاویار نے ہمت کر کے اسے پکارا جو سرخ ناک لیے چائے سے لطف اندوز ہورہی تھی

"جی؟"چائے کا کپ سائڈ پر رکھے وہ زاویار کی جانب مڑی

زاویار نے ایک نظر اپنے پیچھے کھڑے وہاج اور شمس کو دیکھا جو اسکی ہمت بڑھا رہے تھے

"کرن۔۔۔وہ میں تم۔۔۔وہ۔۔۔وہ یہ کہ۔۔۔۔۔دراصل!!"وہ بڑبڑایا تو ان سب کی ہنسی چھوٹ گئی جبکہ کرن اسے گھورنے لگی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"زاویار آپ کہنا کیا چاہتے ہے؟"کرن نے اکتا کر پوچھا

"میری می!!"اسکے بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں انگوٹھی پہنائے وہ بولا

"پوچھ رہے ہے یا بتا رہے ہے؟"کرن نے ابرو اچکائے پوچھا

"آئی لو یو کرن۔۔۔۔۔۔بہت زیادہ۔۔۔۔معلوم نہیں کب کیسے؟ مگر ہو گئی محبت تم سے۔۔۔۔۔۔اظہار کرنا نہیں آتا۔۔۔۔چاند تارے بھی توڑنے والا جھوٹ نہیں بول سکتا کیونکہ وہ نا ممکن ہے۔۔۔۔۔۔۔بس اتنا جانتا ہوں کہ تمہیں خوش رکھوں گا بہت

خوش۔۔۔۔ہمیشہ حفاظت کروں گا تمہاری۔۔۔۔شادی کروں گی مجھ سے؟"

زاویار نے اسکا ہاتھ تھامے پوچھا تو کرن کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔۔۔۔۔۔ جنہیں دیکھ کر زاویار پریشان ہو گیا مگر اسکے ہونٹوں پر مچلتی مسکراہٹ دیکھ کر وہ کچھ پرسکون ہو گیا

"ہا۔۔۔۔آہ!!"اس سے پہلے وہ اقرار کرتی ایک گولی چلی اور کرن کے دل کو چیر گئی۔۔۔۔۔خون کی بوندیں کرن کے جسم سے نکلتی اسکے سفید فراک کو لال کر گئی

"کرن!!"وہ زاویار کے کندھے پر آگری جسکی مدھم آواز نکلی اور آنکھیں پھیل گئی۔۔۔۔بس چند لمحوں کی خاموشی اور پھر گولیوں کی بوچھار شروع ہو گئی۔۔۔۔۔۔ایک گولی سیدھی زاویار کے دماغ میں جا لگی اور کرن کو باہوں میں لیے وہ وہی زمین پر گر گیا

وہاج ایسے حالات دیکھ کر ایک پل کو گڑبڑا گیا اور جلدی سے اپنی پسٹل نکالے سامنے والے شخص پر تانی جبکہ پیچھے س اس پر گولی چلی۔۔۔۔۔۔وہاج پیچھے مڑا تو شمس کو خود پر پستول تانے دیکھ کر اسکی آنکھیں لال ہو گئی اور وہی گر گیا۔۔۔۔جبکہ شمس ہونٹوں پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں چمک لیے کھڑا تھا

صرف چند لمحوں میں جس جگہ خوشیاں بکھری تھی اب اسی جگہ سکوت چھا گیا تھا۔۔۔۔یوں معلوم ہوا تھا جیسے خون کی ہولی کھیلی گئی ہوں

"فائلز کہاں ہے؟" بہادر خان کے خاص آدمی نے شمس سے سوال کیا جب شمس اسے اپنے ساتھ لیے آگے بڑھا۔۔۔مختلف لاشوں کو پھلانگتے وہ لوگ ایک الماری کے سامنے آرکے اور اس میں سے تمام فائلز نکال لی گئی۔۔۔۔کمپیوٹر سے تمام ڈیٹا اڑا دیا گیا تھا

"جلدی چلو!!" شمس انہیں بولتا وہاں سے نکلا

"اتنی بھی جلدی کیا ہے بچے؟" وہ آدمی ہنس کر بولا اور ایک چھوٹا سا بمب وہاں فٹ کر دیا

"صرف آدھا گھنٹہ اور یہ جگہ ایک راکھ بن جائے گی۔۔۔۔سب کو لگے گا کہ یہاں آگ لگی تھی!!" وہ ہنس کر بولا

"اور یہ لاشیں؟" شمس نے سوال کیا

"غدار تھے سب۔۔۔۔۔۔دہشتگروں کے ساتھ ملے تھے ایک گینگ تھا ان کا۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ختم کر دیا انہیں۔۔۔۔ویسے بھی نیازی صاحب نے اب سیاست میں اپنا قدم رکھا ہے تو پیر مضبوط بھی تو کرنے ہوگے نا؟" وہ ہنس کر بولا تو شمس بھی ہنس دیا اور وہ سب لوگ اہم معلومات لیے وہاں سے جا چکے تھے

وہ کئی دیر اس ویران سنسان سڑک پر چل رہا تھا۔۔۔۔اسکے پاؤں شل ہو چکے تھے ۔۔۔۔۔ٹھنڈ حد سے زیادہ بڑھ چکی تھی جبکہ وہ ننگے پاؤں وہاں چل رہا تھا۔۔۔جب ایک کار اسے سامنے آرکی

"بیٹا کیا ہوا؟ کیا آپ ٹھیک ہوں؟ اور آپ یہاں کیا کر رہے ہوں؟" ایک اڈھیر عمر آدمی گاڑی سے نکل کر بولا

"انکل۔۔۔انکل پلیز میری ہیلپ کرے۔۔۔وہ مجھے ان لوگوں نے اغواہ کر لیا تھا مجھے نہیں معلوم کہ یہ کونسی جگہ ہے۔۔۔۔مجھے میرے گھر جانا ہے پلیز مجھے لے جائے!!" عامر کو سہارا ملا تو وہ رونے لگا

"بیٹا آپ اڈریس بتاؤ ہم چھوڑ آئے گے آپکو!!" وہ آدمی عامر کی حالت دیکھتے افسوس

بھرے لہجے میں بولا

"جی انکل!!" عامر نے فوراً انہیں اپنا اڈریس بتایا

"بیٹا آپ غلط راستے جا رہے ہوں۔۔۔ ہم اسی طرف جا رہے ہیں آئے میں آپ کو چھوڑ دیتا ہوں!" وہ آدمی بولا تو عامر خوشی سے ان سے لپٹ گیا

عامر گاڑی میں بیٹھا تو وہاں اسی کے عمر کی ایک لڑکی پہلے سے کانوں میں ہینڈ فری لگائے بیٹھی ہوئی تھی جبکہ فرنٹ سیٹ پر ایک عورت بیٹھی تھی۔۔۔۔ انہوں نے عامر کو کھانے پینے کا کچھ سامان دیا تھا وہ دونوں میاں بیوی خوش اخلاقی سے عامر سے بات چیت کر رہے تھے جبکہ وہ لڑکی منہ دوسری جانب کیے بیٹھی رہی

"بس انکل میرا گھر یہی آگے ہے آپ کا بہت شکریہ میری مدد کرنے کا!" فیکٹری کے قریب پہنچ کر عامر بولا

"بیٹا یہاں؟" "جی انکل وہ دراصل مجھے ٹھیک سے راستہ معلوم نہیں یہاں میرے چچا کی کریانے کی دکان ہے میں ان کے پاس جا رہا ہوں آپ جائے!!" وہ فوراً گاڑی سے باہر نکلا اور تیزی سے وہاں سے بھاگا

"سٹرینج!!" وہ لڑکی اتنے عرصے میں صرف اتنا ہی بولی

عامر ان کی نظروں سے اوجھل ہوتا پچھلی جانب سے فیکٹری کے اندر داخل ہوا مگر وہاں کا منظر دیکھ کا اسکا خون خشک ہو گیا

"وہاج بھائی۔۔۔۔زاویار بھائی۔۔۔کرن آپی!!" وہ ہولے سے بڑبڑایا اور ہر ایک کے پاس جاکر اسے دیکھنے لگا مگر سب کی جانیں پرواز کر چکی تھی

"ع۔۔۔عامر۔۔۔عا۔۔عامر!!" وہاج ہلکی آواز میں بولا تو عامر فوراً اسکی جانب بھاگا

"بھائی وہاج بھائی!!" وہ اسکے سینے سے لپٹے رو دیا جبکہ وہاج میں اتنی بھی سکت نہیں تھی کہ وہ اسے دلاسہ دے سکے

"بھاگ جاؤ عامر۔۔۔۔سر۔۔۔۔سر کے پاس جاؤ۔۔۔۔۔۔چلے جاؤ عامر۔۔۔۔۔ یہ جگہ۔۔۔۔۔یہ جگہ بہت جلد راکھ کا ڈھیر بننے والی ہے بھاگ جاؤ عامر!!" وہ اسے پیچھے دھکیلتے بولا

"بھائی نہیں۔۔۔۔۔اٹھے بھائی۔۔۔۔۔بھائی!!" وہ چلایا

"عامر یہ لو۔۔۔۔۔۔لو اسے اور جاؤ۔۔۔۔۔۔چلے جاؤ عامر۔۔۔۔۔۔بھاگ

جاؤ۔۔۔۔جاؤ!!!" اسکے ہاتھ میں ایک چپ تھمائے وہ بولا اور عامر کو اپنے ناکارہ ہوتے ہاتھوں سے دھکا دیا

"بھائی!!" عامر اسکے سینے پر سر رکھے ہچکیوں میں رو دیا

"جاؤ عامر۔۔۔۔۔تمہیں میری قسم بھاگ جاؤ!!" وہاج نے اسے خود سے دور دھکیلا۔۔۔۔۔

عامر ایک الوداعی نظر ان سب پر ڈالے نم آنکھوں سے وہاج کو دیکھنے لگا جس نے اسے بھاگنے کا اشارہ کیا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"گو!!" عامر آنسو کو اپنے اندر اتارتا وہاں سے فوراً نکلا دوسری جانب ٹائمر بمب زیرو پر آرکا اور ایک دھماکہ سب کچھ ختم کر گیا

وہ آدمی اور اسکی فیملی جو وہاں سے جانے والے تھے دھماکا ہوتا دیکھ کر ششدر رہ گئے

"ڈیڈ!!" وہ لڑکی راکھ ہوتی فیکٹری کو دیکھ کر حیرت سے بڑبڑائی

وہ آدمی سیٹ بیلٹ نکالے جلدی سے گاڑی سے نکلا اور فیکٹری کے دروازے کی جانب بھاگا۔۔۔جہاں زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھا عامر اونچی اونچی آواز میں رو رہا تھا۔۔۔۔۔

اسکی بلند ہوتی چیخیں سن کر اس لڑکی کا دل دہل گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔

''نہیں !!'' وہ اونچی آواز میں چلاتا دھاڑیں مار مار کر رونے لگا اور بیہوشی میں جاتا وہی زمین پر گر گیا

شیشے کے سامنے کھڑا وہ اپنی ٹائی ٹھیک سے باندھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔ مہر النسا جو اپنی ساڑھی کا پلو ٹھیک کرتے اس کے کمرے میں داخل ہوئی اسے تیار دیکھ کر مسکرا دی۔۔۔۔۔۔۔

شام ڈھل چکی تھی۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر میں ہی انہیں اپنے نئے گھر جانا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ اب پارٹی کے لیے ہی تیار ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔ ان کا سارا سامان پہلے ہی رامش لے جا چکا تھا

''ماماجان کیسا لگ رہا ہوں ؟'' شیر نے اپنی تیاری پر آخری نگاہ ڈالے مہر النسا سے پوچھا

''ماشااللہ !!'' وہ اسکا ماتھا محبت سے چومتے بولی اور اپنی آنکھ کے کاجل سے کالا ٹیکا اسکے کان کے پیچھے لگایا

''یہ کیوں ؟'' شیر نے بھنویں اچکائی

”کیونکہ میرا بیٹا بہت ہینڈ سم لگ رہا ہے!!“وہ ہنس کر بولی

شیر نے فوراً سے اپنے ڈراسے بیک مار کر نکالا اور چھوٹا ساڈاٹ مہرالنساکے کان کے پیچھے لگایا

”ارے یہ کیا؟“وہ چونکی

”کیونکہ میری ماما بہت بیوٹیفل لگ رہی ہے!!“وہ ہنس کر بولا تو مہرالنسا ہنس دی۔۔۔۔اتنے میں گھر کی بیل بجی

”لگتا ہے رامش بھائی آگئے۔۔۔اللہ ماما میں نے جوتا بھی نہیں پہنا اب کیا ہوگا؟“وہ ہڑبڑا گیا۔۔۔۔محبت اپنی جگہ مگر رامش سے ڈر اپنی جگہ تھا

”ہاہاہا۔۔۔فکر مت کروں میں دیکھتی ہوں تم جلدی سے جوتے پہنوں!!“وہ اسکے بالوں کو خراب کرتی کمرے سے نکل گئی جبکہ شیر منہ بسور کر رہ گیا

اس نے ابھی ایک پاؤں کا ہی جوتا پہنا تھا جب اسے زوردار آواز سنائی دی اور ساتھ ہی ایک نسوانی چیخ۔۔۔۔۔وہ دوڑ کر کمرے سے باہر نکلا مگر سامنے کا منظر دیکھ کر اسکے چہرے کا رنگ اڑ گیا

مہر النساخون میں ڈوبی زمین پر گری ہوئی تھی

"ماما!!" وہ چلا کر ان کی جانب بھاگا۔۔۔۔کوئی نوکر بھی وہاں نہیں آیا تھا

اس نے ایک نظر اپنے خون سے رنگے ہاتھوں کو دیکھا اور پھر اوپر جہاں اسے کالے

لباس میں دو آدمی نظر آئے جو اپنی وحشت ناک آنکھوں سے اسے ہی گھور رہے

تھے۔۔۔۔ان کے ہاتھ میں پسٹل دیکھ کر شیر کا خون خشک ہو گیا۔۔۔۔۔ڈر کے

مارے وہ دو قدم پیچھے ہٹا اور رامش کو کال ملانے کے لیے وہ اپنے کمرے کی جانب بھاگا

وہ دونوں آدمی بھی سیڑھیاں اترتے اسکے پیچھے بھاگے۔۔۔۔کمرے میں پہنچتے ہی اس

نے موبائل اٹھایا اور رامش کو کال ملائی۔۔۔وہ دونوں آدمی زور زور سے دروازہ

بجا رہے تھے۔۔۔۔۔وہ دونوں دروازہ توڑنے کی کوشش میں تھے۔۔۔۔۔

وہ پورے گھر کی خوبصورت سی سجاوٹ کروا چکا تھا۔۔۔مہر النسا اور شیر کا سامان بھی

ان کے کمروں میں اچھے سے سیٹ کر دیا گیا تھا

وہ اب کیٹرنگ مینیجمنٹ کے ساتھ ڈسکشن کر رہا تھا جب زینیہ ہاتھ میں تحفہ تھامے

اس کے گھر میں داخل ہوئی

ایک پل کو تو رامش مبہوت سا ہو گیا اسے دیکھ کر۔۔۔۔۔ سرخ انار کلی سادہ فراک کے ساتھ نفاست سے کیا گیا میک اپ۔۔۔۔۔ وہ واقعی میں بے تحاشہ خوبصورت تھی۔۔۔۔اور یوں اسے اپنے گھر میں دیکھ کر تو رامش کو اپنے احساسات بدلتے محسوس ہوئے

"زینیہ تم یہاں؟"رامش فورا اسکے پاس گیا اور چونک کر پوچھا

"کیا نہیں آنا چاہیے تھا؟"زینیہ نے ہونٹ چباتے پوچھا۔۔۔۔وہ شیر کے اتنے اصرار پر یہاں آئی تھی مگر وہ پہلے ہی آگئی تھی تا کہ پارٹی شروع ہونے سے پہلے ہی وہ گھر چلی جائے

"نہیں میرا مطلب کہ ابھی تو پارٹی شروع ہونے میں ٹائم ہے نا؟"رامش نے شارٹس کے ساتھ آرام دہ ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی مگر زینیہ کو اس کے حلیے سے الجھن نہیں ہوئی وہ جس فیلڈ سے تعلق رکھتی تھی اسکے بعد تو یہ سب معمولی تھا اسکے لیے

"وہ ایکچوئیلی میں شیر کے اصرار پر یہاں آئی ہوں۔۔۔مجھے پارٹیز پسند نہیں مگر اس نے

بہت زور دیا تھا۔۔۔میں دل نہیں توڑنا چاہتی تھی اسکا۔۔۔۔"

"اسکے دل کی فکر ہے اور میرے دل کا کیا؟" وہ بڑبڑایا

"جی؟" زینیہ نے چونک کر پوچھا

"نہیں کچھ نہیں وہ دراصل میں بس جا ہی رہا ہوں انہیں لینے۔۔۔۔۔۔۔۔تم ایسا کروں یہاں ویٹ۔۔۔۔۔" اس سے پہلے وہ کچھ بولتا اسکے موبائل پر شیر کا نمبر جگمگایا

"لیجیے محترمہ، محترم شیر صاحب کی ہی کال آرہی ہے۔۔۔۔۔۔۔یقیناً پوچھنا ہو گا کہ میں ابھی آیا کیوں نہیں؟" وہ ہنس کر بولا تو زینیہ بھی ہنس دی

"ہیلو شیر ہاں میں بس آرہا ہوں!!" رامش کال اٹھاتے بولا

"بب۔۔۔۔بھائی۔۔۔۔۔بھائی!!" شیر کی ڈری سہمی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی

"شیر کیا ہوا؟" رامش کچھ پریشان ہوا، اسکے چہرے پر پریشانی بھانپتے ہوئے زینیہ بھی کچھ پریشان ہوئی

"بھائی ماما۔۔۔۔۔انہوں نے مار دیا۔۔۔وہ، وہ مجھے مار دے گے۔۔۔۔۔بھائی بچا لو۔۔۔۔۔بھائی بب۔۔۔بچا لو۔۔۔۔۔۔۔۔آہ!!۔۔۔۔بھائی وہ آرہے ہیں

بھائی۔۔۔۔۔مجھے بچالو بھائی۔۔۔بھائی!!!"ایک چیخ کے ساتھ کال کٹ گئی

دروازہ توڑے وہ دونوں آدمی اندر داخل ہو چکے تھے اور بغیر کچھ سوچ سمجھے شیر کے دل کا نشانہ لیے گولی چلادی

"شیر۔۔۔۔۔شیر۔۔۔۔۔۔شیر!!!!"رامش اونچی آواز میں چلایا۔۔۔۔۔۔زینیہ ڈر کر دو قدم پیچھے ہوئی جو موبائل وہی پھینکے جلدی سے باہر کی جانب بھاگا

"یااللہ خیر!!"زینیہ بھی اسکے پیچھے بھاگی اور جلدی سے اسکے ساتھ گاڑی میں جابیٹھی

اگر کوئی اور لمحہ تو شائد ہی رامش خوش ہوتا مگر اس وقت اسے کوئی احساس نہیں تھا کہ اسکے ساتھ کون تھا

رش ڈرائیونگ کرتا وہ پنتالیس منٹ کا فاصلہ بیس منٹ میں طے کر چکا تھا۔۔۔۔۔۔

وہ جلدی سے گاڑی سے نکلتا گھر کے اندر داخل ہوا جہاں کوئی بھی ذی روح نہ تھا۔۔۔۔۔۔وہ بھاگتا ہوا لاؤنج میں آیا جہاں زمین پر مہر النسا کا بے جان لہولہان وجود موجود تھا

"ماما!!"وہ سرگوشی نما آواز میں بولتا مہر النسا کے وجود سے جالپٹا

"ماما!!" وہ اونچی اونچی آواز میں روتے چلاتے ان کے وجود کو ہلانے لگا کہ شائد وہ اٹھ جائے مگر وہ ویسے ہی بے جان رہی

زینیہ بس دروازے کے ساتھ لگی رامش کو روتا دیکھ رہی تھی اسکی خود کی آنکھیں بھی بھیگ چکی تھی۔۔۔۔۔۔دفتعا اسے شیر کا خیال آیا۔۔۔۔۔۔وہ ایک ایک کر کے تمام کمرے دیکھنے لگی اور آخری کمرے میں داخل ہوتے ہی اسکی چیخیں بلند ہوئی۔۔۔۔ اسکی بلند چیخیں سن کر رامش بھی دوڑ آیا

کمرے کا دروازہ ٹوٹا ہوا تھا جب کہ شیر کا وجود اوندھے منہ زمین پر گرا ہوا تھا۔۔۔۔ ایک جوتا اسکے پیر میں تھا جبکہ دوسرا جوتا الٹے رخ گرا ہوا تھا

اسکی پیٹھ خون سے بھری ہوئی تھی۔۔۔۔۔رامش فورا آگے بڑھا اور شیر کو سیدھا کیا

"شش۔۔۔شیر۔۔۔۔۔شیر اٹھو۔۔۔۔۔۔شیر۔۔۔۔۔میرا بھائی۔۔۔۔۔ اٹھو۔۔۔۔۔۔دیکھو بھیا تمہارے لیے کیا لائے ہے۔۔۔۔۔۔۔تمہارا فیورٹ پلے سٹیشن لایا ہوں میں۔۔۔۔۔ابھی نیا آیا ہے نا مارکیٹ میں دیکھو میں نے خرید لیا اسے۔۔۔۔۔۔چلو اٹھو شاباش۔۔۔۔۔۔۔" وہ اسکے گال پیار سے تھپتھپاتے بولا۔۔۔اسکا لہجہ کانپ رہا تھا

''شیر اب اگر تم نہیں نہ اٹھے تو دیکھنا میں کیا حال کرتا ہوں تمہارا۔۔۔۔۔۔میرے غصے سے لگتا ہے واقف نہیں ہوں تم۔۔۔۔۔۔۔جلدی اٹھو شیر۔۔۔۔۔۔شیر!!!!!!''وہ اسکے وجود کو جھنجھوڑتے ہوئے چلایا

''وہ،وہ مر چکا ہے سر''زینیہ دھیمی آواز میں بولی

''شٹ اپ۔۔۔۔۔جسٹ شٹ اپ۔۔۔۔۔تم سے نہیں پوچھا میں نے!!!''رامش دھاڑا تو زینیہ سہم گئ

''شیر۔۔۔اٹھ جاؤ۔۔۔دیکھو اٹھ جاؤ نا۔۔۔۔آج ہم دونوں بھائیوں نے ایک جیسی ڈریسنگ کرنی تھی۔۔۔۔۔اور پھر میں تو تمہیں وہ کمرہ بھی دینا والا ہوں جہاں سے تمہاری زینو کا گھر نظر آتا ہے!!''وہ لالچ دیتے بولا

''تم جاتی ہوں زینیہ شیر نا تمہیں زینو بلاتا ہے۔۔۔۔۔کہتا ہے تم اسکی زینو ہوں۔۔۔۔۔صاحبزادے کو میرا کمرہ چاہیے کیونکہ وہاں سے تمہارا گھر صاف نظر آتا ہے۔۔۔۔۔بہت شریر ہے یہ۔۔۔۔۔۔دیکھو اب تو میں تمہیں اپنا کمرہ بھی دینے کو ریڈی ہوں۔۔۔۔۔۔آج نہیں بلکہ ابھی میں کال کرتا ہوں اپنے نوکر کہتا ہوں کہ شیر صاحب کا سارا سامان میرے کمرے میں شفٹ کر دے۔۔۔۔۔اور میرا سامان اسکے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کمرے میں۔۔۔اب تو اٹھ جا یار!!"رامش ہنستے ہنستے بولتا آخر میں رو دیا

"وہ اب نہیں اٹھے گا سر۔۔۔۔وہ مر چکا ہے"زینیہ نے کیسے یہ بات بولی تھی یہ وہی جانتی تھی

"بکواس بند کروں!!"رامش دھاڑ کر اپنی جگہ سے اٹھا

"بکواس نہیں کر رہی سنا آپ نے نہیں کر رہی بکواس۔۔۔مر گیا ہے شیر۔۔۔۔مر گیا ہے وہ آپکی ماما بھی۔۔۔۔مار دیا گیا ہے انہیں۔۔۔۔۔ڈوبتے سورج کے ساتھ ختم ہوتا یہ سال کا آخری دن انہیں بھی ختم کر چکا ہے۔۔ان زندگیاں لے چکا ہے۔۔۔۔۔وہ جا چکے ہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کبھی واپس نہ آنے کو!!!!"وہ چیخ کر بولی تو رامش گھٹنوں کے بل زمین پر گر گیا۔۔۔۔۔ٹپ ٹپ کرتے قطرے اسکی آنکھوں سے گرنے لگے۔۔۔۔۔وہ بلکل خاموش ہو گیا تھا

برائیڈل ڈریس میں تیار بیٹھی وہ بلکل کوئی گڑیا لگ رہی تھی۔۔۔سلور میکسی زیب تن کیے اسکے ساتھ کا میچنگ حجاب اور ڈوپٹا سر پر سجائے وہ خوشی سے پھولے نا سما رہی

تھی

آمنہ بھی مسراتی اسکے دمکتے چہرے کو دیکھ رہی تھی

"کوئی بہت بلش کر رہا ہے؟" اسکے گلابی گالوں پر چٹکی کاٹتے آمنہ نے اسے چھیڑا تو وہ جھینپ گئی۔۔۔۔۔اسکے چہرہ خوشی سے تمتمارہا تھا

"اچھا سنو میں اچھی تو لگ رہی ہوں نا؟" اپنے حلیے کا جائزہ لیتے اس نے فوراً آمنہ سے پوچھا

"یہ تو اب زارون بھائی ہی بتائے گے تمہیں وہ بھی رات میں" آمنہ شرارتاً اسے چھیڑتے بولی تو گلاب نے شرماتے ہوئے ایک تھپڑ اسکے کندھے پر مارا اور پھر کھل کر ہنسی

اندر آتا مائیک اس ہنسی میں کھو سا گیا تھا مگر وہ کسی اور کی ہونے والی ہے یہ سوچتے ہی رخ پھیر گیا۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

تھر تھراتی سردی میں وہ پھٹے کپڑوں میں وہی قبر کے پاس بیٹھا بہت سکون میں

تھا۔۔۔۔۔اسکے چہرے پر ایک مطمئن سی مسکراہٹ تھی

”میرا دل کہہ رہا ہے پرنسز ہم بہت جلد ملنے والے ہیں!!“ وہ اسکی قبر پر ہاتھ پھیرتے بولا

گاڑی سے نکلا بہادر خان اپنا کوٹ درست کیے قبرستان میں داخل ہوا۔۔۔۔۔اسکا رخ انا کی قبر کی جانب تھا۔۔۔جب اسے رستم کی حالت کے بارے میں معلوم ہوا تھا تو وہ بہت خوش تھا کہ اب اسے کوئی مسئلہ نہیں مگر اب چوبیس سال بعد رستم نے اس سے بدلا لینے کا سوچا۔۔۔وہ غصے سے پاگل ہو گیا تھا۔۔۔ فلحال وہ لندن جا رہا تھا اور جانے سے پہلے وہ رستم کا کام تمام کرنا چاہتا تھا

وہ انا کی قبر کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا جہاں رستم نے اسکی قبر پر سر رکھا ہوا تھا

”رستم!! میرے دوست، میرے مالک، تمہیں اس حالت میں دیکھ کر ایک کمینی سی خوشی ہو رہی ہے مجھے، یہ دیکھ کر کہ تمہیں وہ سزا ملی جس کے تم حقدار ہوں مگر تم نے مجھ سے بہادر خان نیازی سے پنگا لینے کی کوشش کی تو اسکی سزا تو تمہیں ملنی چاہیے نا۔۔۔۔۔ویسے میں نے سنا ہے پچھلے چوبیس سال سے تم یہی ہوں، اپنی اس محبوبہ و معشوقہ کی قبر پر۔۔۔تو کیوں نا تمہیں میں اسی کے پاس بھیج دوں؟ ہمیشہ ہمیشہ کے

لیے۔۔۔وہ کیا ہے ناتمہیں اس حالت میں دیکھ کر میرا دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔۔تو تیار ہو جاؤ رستم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنی انا،اپنی پرنسز کے پاس جانے کے لیے!!"وہ گن اسکے سر پر تانے بولا

رستم نے انا کے نام پر سر قبر سے اٹھایا اور حیرت سے اس شخص کو دیکھا جو کمینی مسکراہٹ چہرے پر سجائے اسے دیکھ رہا تھا،رستم نے آنکھیں چھوٹی کیے اس پہچاننا چاہا۔۔۔۔۔یہ چہرہ اسے شناسا سا لگا

"بہادر خان؟میرے دوست؟"رستم بڑبڑایا

"دوست نہیں دشمن!!"کہتے ہی بہادر خان نے اسکے دل کا نشانہ لیا اور گولی چلا دی

رستم ایک جھٹکے سے زمین پر گرا،اسکی سانسیں اکھڑنے لگی اور آنکھیں بند ہونے لگی،جبھی ایک روشنی سی اسکے چاروں اطراف چھا گئی۔۔۔۔۔اس روشنی میں آہستہ آہستہ قدم اٹھائے وہ اپسرا رستم کی جانب بڑھی۔۔۔۔رستم نے اس روشنی میں اسکی شکل دیکھنے کی کوشش کی اور بہت جلد وہ شکل واضع ہو گئی

"انا!!"اسکے لب پھڑپھڑائے۔۔۔۔۔انا نے مسکرا کر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا جسے رستم

نے فوراً تھام لیے

"چلے؟" انا کے سوال پر رستم نے سر اثبات میں ہلایا اور وہی آنکھیں موند گیا

بہادر خان نے ایک جھٹکے سے اپنا کوٹ ٹھیک کیا قبرستان سے باہر نکل گیا

"اب تم رہنا یہی اس شہر خموشاں میں اپنی پرنسز کے ساتھ رستم شیخ۔۔۔۔۔۔
الوداع!!" وہ ایک آخری نظر قبرستان پر ڈالے وہاں سے نکل گیا

ائیر پورٹ کے راستے میں ہی اسے کال آئی تھی، اسکا کام ہو چکا تھا مہر النسا نام کا کانٹا اسکی زندگی سے نکل چکا تھا۔۔۔۔۔ اسے شیر کی موت کا بھی پتہ چلا تھا جس پر اس نے کوئی اظہار افسوس نہیں کیا تھا

"اچھا ہوا مر گیا ویسے بھی میرے کسی کام کا تو تھا نہیں!!" بہادر خان حقارت بھرے لہجے میں بولا اور آنکھیں موند

"آہ گلاب!! دیکھو زرا تمہاری قربت کی خاطر میں کیا سے کیا بن گیا ہوں۔۔۔۔۔ اپنی ہی بیوی اور بیٹے کو مروا دیا۔۔۔۔۔ اب تو تمہیں میری ہونا ہی ہو گا!!" وہ خود سے بڑبڑایا اور پھر اونچی آواز میں قہقہے لگانا شروع کر دیے۔۔۔ مگر جلد ہی قہقے تھمے اور چہرے

پر سختی اور کر ختگی در آئی

"ارے وجدان آپ کہی جارہے ہے؟" زرقہ اسے عجلت میں گھر سے نکلتے دیکھ کر پوچھ بیٹھی

"ہاں رستم کو لینے جارہاہوں۔۔۔۔بس زرقہ اب بہت ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔چوبیس سال کم نہیں ہوتے۔۔۔۔۔۔۔چوبیس سال سے وہ سزا جھیل رہاہے۔۔۔۔۔۔اب وقت آگیاہے کہ وہ اپنی بچی زندگی سکون سے گزارے۔۔۔۔۔میں اور رستم کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتا!!" وجدان نے جواب دیا

"وہ نہیں آئے گے وجدان، بھائی نہیں آئے گے!!" زرقہ سر نفی میں ہلائے بولی

"پچھلے چوبیس سال سے آپ کتنی بارانہیں لینے گئے ہے، کتنی کوشش کی ہے مگر وہ نہیں آئے اب بھی نہیں گے۔۔۔۔۔وہ۔۔" اس سے پہلے زرقہ بات پوری کرتی وجدان کو ایک کال موصول ہوئی

کال سنتے ہی وجدان کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر گرگیا۔۔۔اسکی آنکھیں سرخ

ہو گئیں جن میں نمی گھلنے لگی

”وجدان، وجدان کیا ہوا؟ خیریت سب ٹھیک ہے نا؟“ زرقہ اس کی حالت دیکھ کر پریشان ہو گئی

”رستم۔۔۔۔۔۔۔۔رستم آرہا ہے زرقہ۔۔۔۔وہ گھر واپس آرہا ہے، مگر۔۔۔“ وہ رکا

”مگر؟“ زرقہ کے دل کو کچھ ہوا

”مگر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جانے کو۔۔۔وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چلا گیا زرقہ۔۔۔۔وہ چلا گیا اپنی انا کے پاس۔۔۔۔۔۔۔رستم، رستم نہیں رہا زرقہ۔۔۔۔۔وہ چلا گیا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے!!“ وجدان کی بات ختم ہوتے زرقہ صوفہ پر ڈھ گئی

آنسوؤں آنکھوں سے بہنا شروع ہو گئے، اور بہت جلد وہ اونچی آواز میں رونا شروع ہو گئی جبکہ وجدان نے آنکھیں میچ لی۔۔

گھر میں داخل ہوتی زینیہ کے کانوں سے اپنے باپ کے الفاظ ٹکڑائے تو وہی دروازے کے ساتھ چپک گئی

یہ، یہ کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔یہ کیسا اختتام تھا اس جانے والے سال کا جو اپنوں کو اپنوں سے

بچھاڑ گیا تھا۔۔۔جو سب کے دلوں کو غم سے بھر گیا تھا۔۔۔زینیہ تیزی سے زرقہ کی جانب بھاگی اور اسے اپنے سینے لگایا جبکہ نظریں اپنے باپ پر تھی جو پل بھر میں تھکے تھکے سے نظر آنے لگے تھے، جن کا چہرہ مرجھا گیا تھا۔۔۔۔۔۔زینیہ رونا چاہتی تھی، چیخنا چلانا چاہتی تھی مگر وہ خاموش رہی۔۔۔۔۔اسے سنبھلنا تھا ان سب کو۔۔۔۔۔۔۔

اپنے ماں باپ کو۔۔اور زارون، ابھی تو اسے بھی بتانا تھا

تکلیف سے اسکی آنکھوں میں چبھن سی ہونے لگی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مغرب کا وقت ہو گیا تھا مگر زارون ابھی تک سڑک پر بے وجہ گاڑی چلا رہا تھا۔۔۔۔۔

ہر طرف خوشیاں بکھری ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔لوگ نئے سال کو خوشآمدید کہنے کو تیار تھے۔۔۔۔۔مگر زارون کے اندر ایک طوفان سا اٹھا تھا

"بسمل یار جلدی کروں!!" احان دوبارہ چلایا

"جی جی بس آگئی!!" بسمل کان میں جھمکا پہنتے ہوئے کمرے سے باہر نکلی

بسمل بہت نارمل ساتیار ہوئی تھی

''لو بھئی دولہے صاحب کا بھی کال آگئی !!'' اپنے موبائل پر زارون کی کال آتے دیکھ کر احان ہنس کر بولا اور بسمل مسکرا دی

''ہیلو ہاں زارون یار، بس ہم نکلنے والے ہیں۔۔۔۔ تھوڑی دیر میں پہنچتے ہیں !!'' احان مسکرا کر بولا، مگر نجانے دوسری جانب سے نجانے ایسا کیا کہا گیا کہ احان کی مسکراہٹ تھمی، اس نے کال بند کی اور بسمل کی جانب دیکھا جو اپنی چوڑیاں پہن رہی تھی

''کیا ہوا اب جانا نہیں ہے؟'' بسمل نے اسکی آنکھوں کے آگے چٹکی بجائی

''ہم جانا ہے مگر۔۔۔۔ پاکستان !!'' احان سپاٹ لہجے سے بولا جبکہ بسمل نے چونک کر اسے دیکھا

عیشا کا وقت آچکا تھا مگر زارون ابھی تک نہیں آیا تھا، گلاب کا دل اب بیٹھنے لگا تھا۔۔۔۔ مائیک نے کافی بار زارون کو کال کی مگر اسکا نمبر سوئچ آف تھا

''آمنہ پلیز کچھ کروں، مجھے۔۔۔۔۔ مجھے برے برے خیال آرہے ہیں۔۔۔۔ نجانے وہ کہاں ہوگا!!''گلاب روتی بولی

آمنہ نے اسے چپ کروانے کی ہر ممکن کوشش کی مگر ناکام رہی، اتنے میں ایک نرس اندر داخل ہوئی

''مس گلاب؟''اس نرس نے اسے پکارا

''جی؟''جواب آمنہ نے دیا

''میم۔۔مس گلاب کے لیے گاڑی آئی ہے نیچے۔۔۔۔مسٹر زارون شیخ کا ڈرائیور ہے۔۔۔۔۔آپ کے ڈسچارج پیپرز بن چکے ہے۔۔۔۔۔ڈرائیور نیچے آپکا انتظار کر رہا ہے!!''نرس کی بات پر گلاب کو اپنی سانس نارمل ہوتی محسوس ہوئی اس نے آمنہ کی جانب دیکھا جو مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھی

ہوسپٹل سے ڈسچارج ہو کر وہ مائیک اور آمنہ کی مدد سے گاڑی میں آ بیٹھی تھی

''مگر زارون خود کیوں نہیں آیا اور کال بھی نہیں اٹھائی؟''مائیک نے بہت دیر دماغ میں چلتا سوال آخر کار پوچھ ہی لیا

"اوہو بدھو ہو سکتا ہے اسے کام ہوں۔۔۔موبائل چارج نہیں ہو گا۔۔۔۔اب ایسی باتیں مت کروں اور سب اچھا اچھا سوچو!!"آمنہ بولی تو گلاب مسکرادی، مگر نجانے کیوں اسکا دل کسی انجانے خدشے کا اظہار کر رہا تھا

تیس منٹ بعد ایک سنسان جگہ پر آکر گاڑی رکی

"یہاں کیوں رکے ہوں؟"مائیک نے اچھنبے سے پوچھا

"سر زارون نے یہی آنے کا بولا تھا۔۔۔اور آپ لوگوں کو بھی یہی اترنا ہو گا!!"وہ ڈرائیور زرا بھاری آواز میں بولا

گلاب کو اسکی آواز میں کچھ گڑبڑ لگی اور چونک کر اسکے دیکھا جس کا چہرہ ڈھکا ہوا تھا

"یہاں؟"مائیک کو کچھ سمجھ نہیں آیا

"اوہو ہو سکتا ہے کوئی سر پرائز ہوں جیسا ناولز میں ہوتا ہے۔۔۔۔۔اب اترو بھی!!"

آمنہ جلدی سے اتری اور گلاب کی جانب کا دروازہ آکر کھولا

ڈرائیور اب ان سے کچھ دور گاڑی روک کر گاڑی سے اترا اور وہی گاڑی کے پاس کھڑا ہو گیا

وہ تینوں آس پاس کے ایریا کو حیرت سے دیکھ رہے تھے جب یکدم چاروں اطراف سے لائٹس چلی اور روشنی نے ان تینوں کو چاروں اطراف سے گھیر لیا

وہ تینوں حیرانگی سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔۔۔۔آمنہ مسکرا کر، گلاب حیرت سے اور مائیک نے کچھ اچھنبے سے

دفتعاً انہیں اپنے پیچھے سے بھاری بوٹوں کی آواز سنائی دی، کوئی ان کے قریب آرہا تھا۔۔۔۔وہ تینوں چونک کر مڑے جبکہ سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر گلاب کا چہرہ سفید ہو گیا

"بہادر خان!!" گلاب بڑبڑائی

"گلاب!!" بہادر خان سب کچھ راکھ کر دینے والی مسکراہٹ چہرے پر سجائے بولا

پانچ سال بعد:

پارکنگ ایریا میں گاڑی روکے اس نے ایک پیر باہر نکالا۔۔۔۔۔بلیک پینٹ کوٹ زیب تن کیے، آنکھوں کے گرد چھائے گہرے سیاہ ہلکوں کو چشمے کے نیچے چھپاتا وہ باہر نکلا۔۔۔آفس کی بلند و بالا بلڈنگ میں داخل ہوتے ہی سب لوگوں نے اسے سلام کیا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جس کا جواب اس نے سر ہلا کر دیا۔۔۔۔۔۔پورے آفس میں گہری خاموشی تھی۔۔۔۔۔سارا اسٹاف سانس روکے اپنا کام کر رہا تھا۔۔۔۔۔اتنے میں ایک ورکر کے ہاتھ سے بال پوائنٹ نیچے گرا جس کی آواز پورے فلور پر گونجی۔۔۔۔اپنے کیبن کی جانب جاتا وہ رکا اور گھوم کر اس ورکر کو دیکھا۔۔۔۔چشمہ اتارے اس نے اس ورکر کو دیکھا جس نے جلدی سے اپنا بال پوائنٹ اٹھایا۔

لب بھینچے وہ اس ورکر کو دیکھ رہا تھا جس کے ماتھے پر ڈر کے مارے ننھے قطرے چمکنے لگے۔۔۔۔وہ کچھ بھی بولے یا کہے بنا اپنے کیبن کی جانب چل دیا۔۔۔۔۔۔۔اس کے جاتے ہی وہاں موجود تمام سٹاف نے سکون کی سانس خارج کی

کیبن میں جاتے ہی اس نے دروازہ لاک کیا اور اپنی کرسی پر جا بیٹھا اور آنکھیں بند کر لی۔۔۔۔گلاسز وہ ٹیبل پر رکھ چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔تازہ گلاب کی خوشبو اسکے نتھنوں سے ٹکرائی تو ایک آنسو اسکی آنکھ سے نکلا

”گلاب!!“ اسکے لب پھڑ پھڑائے اور گلے میں ایک گلٹی ابھری

”تم کہاں ہوں؟ کہاں ہوں۔۔۔۔پلیز مجھے مل جاؤ۔۔۔۔۔واپس آجاؤ!!“ ایک درد اسکی آواز میں شامل تھا

دفعتاً کسی نے دروازہ ناک کیا

"کون؟" اچانک ہی اسکی آواز سرد ہو گئی تھی

"زارون میں ہوں احان!!" احان کے جواب دیتے ہی زارون تیزی سے اپنی جگہ سے اٹھا اور لاک اوپن کیا

"کیا ہوا کچھ پتہ چلا؟" زارون کے لہجے میں چھپی بے تابی محسوس کر کے احان کو افسوس ہوا اور اسکا سر نفی میں ہلا

زارون کی آنکھوں میں موجود روشنی ختم ہو گئی اور آنکھیں یکدم سرد ہو گئیں

"کوئی کام تھا جو آئے؟" اسکا لہجہ بلکل سرد ہو چکا تھا

"میں نے دوبارہ انفارمیشن نکلوائی ہے زارون۔۔۔۔نا صرف گلاب غازان بلکہ گلاب غضنفر کے نام سے بھی مگر اس نام کی کسی لڑکی کو کوئی نہیں جانتا۔۔۔سوائے ان چند ایک لوگوں کے جن کے پاس گلاب جاب کرتی تھی۔۔۔۔اسکے علاوہ اسے کوئی نہیں جانتا۔۔۔۔اور غازان انصاری کی ڈیٹیلز نکلوائی ہیں تو معلوم ہوا کہ اسکی صرف ایک ہی بیٹی تھی جو پیدا ہوتے ہی مر گئی!!" احان کو اسکی حالت پر ترس آ رہا تھا

زارون اسکی بات سنتے سنتے اپنے ٹیبل کی جانب بڑھااور کرسٹل کا پیپر ویٹ اٹھا کر پوری زور سے احان کی جانب ماراجو اسکے چہرے کے پاس سے گزرتا پیچھے موجود دیوار پر جا ٹکرایااور کرچی کرچی ہو گیا

آفس میں کام کرتے سب لوگوں کے ہاتھ تھمے اور سب نے نظر اٹھا کر زارون کی کیبن کی جانب دیکھا، مگر دوسرے ہی لمحے سب دوبارہ اپنے کام کی جانب متوجہ ہو گئے تھے

"آؤٹ!!"زارون دھاڑا

"زارون!!"احان نے آگے قدم اٹھائے اسے پکارا

"آئی سیڈ آؤٹ۔۔۔۔۔۔۔جسٹ گیٹ آؤٹ!!"ٹیبل پر ہاتھ مارتے زارون اونچی آواز میں چلایا۔۔۔جبکہ احان کو اس پر غصہ آنے کی بجائے ترس آیا

پانچ سالوں سے وہ اسے ایسے ہی ٹوٹتے بکھرتے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔پانچ سالوں سے وہ اس تکلیف سے گزر رہا تھا۔۔۔۔کوئی بھی اسکی اس تکلیف سے آشنا نہ تھا سوائے بسمل اور احان کے۔۔۔۔۔۔

احان نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر آفس سے باہر نکل آیا۔۔۔تمام سٹاف نے اسکے

چہرے کو دیکھا شائد وہاں پر کوئی غصہ ہوں مگر اسکا چہرہ بے تاثر تھا۔۔۔

"ویسے ہمت ہے احان سر کی کہ زاروں سر کو برداشت کر لیتے ہے؟" ایک کولیگ دوسرے کے کان میں بولا

"روزی روٹی کی خاطر اپنی عزت نفس کو مارنا پڑتا ہے، یہ آج کی دنیا میں جینے کا اصول ہے!!" دوسرے نے جواب دیا

موبائل کی بار بار بجتی گھنٹی نے اسکی نیند میں خلل ڈالا۔۔۔مندی آنکھوں سے اسنے موبائل اٹھایا اور کان سے لگایا

"ہیلو؟" اسکی آواز میں نیند کا خمار شامل تھا

"عامر کاشان کہاں ہو تم!!!!" چنگارتی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔۔۔۔عامر نے موبائل کان سے دور ہٹا کر نمبر دیکھا تو فورا بیڈ پر یہ اچھلا

"پیپ۔۔۔پریشے!!" عامر کا لہجہ کانپ رہا تھا

"ہاں پریشے اور اگر تم دس منٹ میں یہاں نہیں پہنچے تو یہ پریشے تمہاری موت کا فرشتہ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بننے میں ایک منٹ ضائع نہیں کرے گی سمجھے!!!!" وہ چلا کر بولتی فون کاٹ گئی جبکہ عامر اپنا ماتھا مسلنے لگا

"یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے بھائی!!" وہ خیالوں میں زارون کو کوسنے لگا جب اسکے نمبر پر ایک میسج نمودار ہوا

"تمہارے پاس صرف نو منٹ بچے ہے!!" یہ میسج ہی اسکے چہرے کے تمام رنگ نچوڑنے کو کافی تھا

اگر عامر کو اس دنیا میں کسی سے حقیقی طور پر ڈر لگتا تھا تو وہ تھی پریشے۔۔۔۔۔۔اسکی پریشے

جلدی میں منہ ہاتھ دھوئے وہ اپنے چہرے سے صابن ٹھیک سے صاف نہیں کر پایا۔۔۔۔نائٹ سوٹ میں ملبوس وہ گاڑی کی چابیاں اٹھائے جلدی سے باہر کو بھاگا۔۔۔۔اسکے بال بکھرے ہوئے تھے جبکہ آنکھوں میں ابھی بھی ہلکی ہلکی نیند کی خماری شامل تھی

گاڑی فل سپیڈ پر اڑاتا وہ شاپنگ مال پہنچ چکا تھا جہاں اینٹرینس پر کھڑی پریشے کبھی اپنی

نازک کلائی میں بندھی گھڑی کی جانب تو کبھی اینٹریس کی جانب دیکھتی۔۔۔اسکا چہرہ غصے سے لال ہو چکا

"سوری۔۔۔سوری۔۔۔سوری۔۔۔سوسوسوری۔۔۔۔۔۔رئیلی سوری!!" وہ گاڑی سے نکل کر فوراً اسکے پاس پہنچا جبکہ گارڈز نے کچھ مشکوک نظروں سے اسکا حلیہ دیکھا

پریشے نے کچھ بھی کہے بنا دوبارہ گھڑی کی جانب دیکھا اور پھر عامر کو جو اسے اب اپنی بتیسی دکھاتا اس وقت جوکر لگ رہا تھا۔۔۔۔۔پریشے نے اسکا بازو تھاما اور اسے ایک سائڈ پر لیکر آئی۔۔۔پانی کی بوتل بیگ سے نکال کر اس نے عامر کے منہ پر اچھالا

"پریشے یہ کیا۔۔۔۔۔۔" عامر کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی پریشے اسکا گریبان پکڑے اسے زرا سا نیچے کیا اور ٹشو سے اسکا چہرہ صاف کرنے لگی۔۔۔۔۔عامر تو بس اسکے چہرے کو یک ٹک دیکھے جا رہا تھا جو غصے میں بھی اسے اپنے دل پاس محسوس ہوتی تھی

چہرہ صاف کرنے کے بعد اس نے چھوٹا سا برش بیگ سا نکالا اور عامر کے بال سنوارے۔۔۔۔

"سوری!!" عامر بچوں سامنہ بنائے بولا جبکہ پریشے سر نفی میں ہلائے اسے وہی چھوڑ کر اندر بڑھ گئی

"ارے یار سنو تو!!" عامر اسکے پیچھے بھاگا اور اسکا ہاتھ تھاما جو اسنے ایک جھٹکے سے آزاد کروایا اور آگے نکل گئی

"ہے ہینڈسم وہ بات نہیں کر رہی تو ہم سے کرلوں!!" وہاں موجود دو تین لڑکیوں میں سے ایک لڑکی ایک ادا سے بولی

پریشے جو آگے بڑھ رہی تھی اس لڑکی کی بات سن کر ہاتھ میں موجود پانی کی بوتل پر اسکی گرفت سخت ہوئی اور وہ دوبارہ مڑ کر اس لڑکی کے سامنے آکھڑی ہوئی۔۔۔۔اس نے ایک نظر پیچھے کھڑے عامر کو دیکھا اور دوبارہ مڑ کر اس لڑکی کو جو چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ چہرے پر سجائے پریشے کو دیکھ رہے تھی

پریشے نے ایک ہلکی سی مسکراہٹ سے اسے نوازہ اور بوتل میں موجود سارا پانی اسکے منہ پر دے مارا

"وہ میرا ہے!!" وہ عامر کی جانب اشارہ کرتی اس لڑکی سے بولی اور عامر کا بازو تھامے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آگے چل پڑی۔۔۔عامر مسکراہٹ دبائے اسے دیکھ رہا تھا جس کا موڈ سخت آف تھا

"ہمم تو میں تمہارا ہوں؟"عامر شرارتا بولا

"کچھ غلط ہے اس میں؟"پریشے نے نظریں تیکھی کیے اس سے پوچھا

"ہائے ایوی تو نہیں پانچ سال سے تمہارے جادو کے سحر میں۔۔۔۔۔۔پوری جادو گرنی ہوں تم۔۔۔۔۔۔"وہ اسکی ناک دباتے بولا تو پریشے خفگی سے رخ موڑ گئی

"اب بھی نہ آتے!!"اس نے شکوہ کیا

"یار۔۔۔۔رات میں دیر سے سویا تھا بھائی نے کام دیا تھا"اس نے بیچارہ سا منہ بنایا

"کونسا کام؟"پریشے نے تفتیشی لہجے میں پوچھا

"تھا ایک کام!!"عامر ادھر ادھر دیکھتے بولا

"عامر!!"پریشے کا لہجہ سخت تھا

"کیا؟"عامر نے معصومیت سے پوچھا

"کیا کام تھا؟"پریشے کا لہجہ حد درجہ سخت تھا

"بہادر خان کی انفارمیشن نکلوانی تھی!!" عامر چہرہ جھکائے بولا

"عامر!!" پریشے کا لہجہ بے یقینی تھا

"یہ ضروری ہے پریشے!!" عامر لہجہ ہموار کرتے بولا

"عامر پلیز!!" اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں تھی

"ششش پریشے۔۔۔" عامر اسکی نم آنکھیں دیکھتا اسکے گال پر ہاتھ رکھے بولا

"کیا یہ ضروری ہے؟" پریشے نے نم لہجے میں پوچھا

"بہت ضروری ہے پریشے۔۔۔۔۔۔پانچ سال پریشے۔۔۔۔۔پانچ سال گزر گئے ہیں مگر مجھے لگتا ہے جیسے کل کا ہی دن ہوں۔۔۔۔۔میرے اندر اس آگ کے شعلے ابھی تک بھڑک رہے ہیں جس میں میرے اپنے جل کر راکھ بن گئے تھے۔۔۔۔ مجھے سکون نہیں آئے گا پریشے جب تک میرا انتقام میرے دل میں جلتی آگ کو بجھا دے!!" پل بھر میں اسکا لہجہ جنونی ہوا تھا

"عامر مجھے ڈر لگتا ہے!" وہ اسکے گال پر ہاتھ رکھے بولی

"کیوں ڈر لگتا ہے؟" عامر نے اسکا وہ ہاتھ تھاما

"تمہیں کھونا دوں عامر۔۔۔۔میں آج تک اپنے ذہن سے اس حادثے کو نہیں نکال پائی۔۔۔۔۔تمہاری کیا حالت ہو گئی تھی تب، میں کچھ بھی نہیں بھول پائی۔۔۔۔۔۔۔ مجھے بہادر خان سے ڈر لگتا ہے عامر۔۔۔۔۔۔وہ ایک سانپ ہے۔۔۔۔۔۔جو اپنوں کو کھا گیا اسے غیروں کی کہاں پرواہ۔۔۔۔۔۔بس تمہیں کچھ ہو نا جائے!!" اسکے لہجے میں اپنے لیے محبت محسوس کر کے عامر مسکرا دیا

"ارے ایک پولیس انسپیکٹر کی بیٹی ہو کر اتنا ڈر۔۔۔۔۔ویسے بھی ہم ہماری انگیجمینٹ کی شاپنگ کرنے آئے ہیں اس پر دھیان دے؟" عامر نے ابرو اچکائے پوچھا تو پریشے نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلا دیا

امریکہ کی سڑکوں پر گھومتا وہ سپاٹ چہرہ لیے اپنی دنیا میں گم تھا۔۔۔۔۔پانچ سال ہو گئے تھے اس پاکستان چھوڑے۔۔۔۔۔۔ویسے بھی وہ پاکستان کیوں رہتا؟ کون تھا اسکا وہاں؟ کوئی بھی نہیں۔۔۔۔۔ایسے میں اس جگہ کو چھوڑ دینا ہی بہتر تھا جہاں اسے تکلیف اور زخم کے سوا کچھ نہ ملا ہوں۔۔۔۔۔۔وہ ہر چیز سے کٹ کر رہ گیا تھا۔۔۔۔۔بہادر خان نے بھی بس کبھی کبھار وہ بات کرتا۔۔۔۔۔۔امریکہ آکر

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بھی اس نے ماڈلنگ جاری رکھی مگر اب کے رامش اور پانچ سال پہلے کے رامش میں بہت فرق تھا۔۔۔۔۔۔۔۔اب وہ مسکراتا نہیں تھا۔۔۔۔۔وہ ہنستا نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ نہ ہی کسی کے لیے جیتا تھا۔۔۔۔۔۔

یونہی سڑکوں پر آوارہ گردی کرتے وہ اب مال کے قریب جار کا تھا۔۔۔۔۔ایک منظر اسکی آنکھوں میں آنسو لے آیا۔۔۔۔۔ایک چھوٹا بچہ اپنے بڑے بھائی کی پیٹھ پر سوار تھا، شائد وہ تھک چکا تھا جبکہ ان کی ماں بڑے بیٹے کا ہاتھ تھامے آہستہ آہستہ قدم آگے بڑھا رہی تھی

یہ منظر دیکھ کر رامش کی آنکھیں بھیگ گئیں جنہیں اس نے نا محسوس انداز میں صاف کیا

وہ یک ٹک انہیں دیکھ رہا تھا جب اسکے موبائل پر اسکے اسسٹینٹ کی کال آئی

"ہیلو؟"اس نے سپاٹ لہجے میں پوچھا

آگے سی دی جانے والی خبر پر اسکا پارہ ہائی ہو گیا اور اس نے غصے سے کال کاٹ دی

"بلڈی ہیل !!"وہ اونچی آواز میں دھاڑا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا

”زارون۔۔۔۔۔۔زارون۔۔۔۔۔مجھے بچالو زارون۔۔۔۔۔۔پلیز مجھے بچالو۔۔۔۔۔یہ لوگ۔۔۔۔۔۔یہ لوگ مار دے گے زارون۔۔۔۔۔۔۔۔مت جاؤں۔۔۔۔۔۔۔ نہیں جاؤ۔۔۔۔زارون!!“

”گلاب!!“ وہ نیند سے اٹھ کر یکدم چلایا۔۔۔۔۔آج پھر وہ اسکے خواب میں آئی تھی۔۔۔۔۔۔۔وہی روتی اور فریاد کرتی آنکھیں

”آہ!!!“ وہ چلاا ٹھا اور سائڈ لیمپ اٹھا کر پوری قوت سے دیوار میں مارا

”تم کہاں ہوں گلاب؟“ وہ تکیے پر گرا اور آنسو اسکی آنکھوں سے نکلنا شروع ہو گئے

پانچ سالوں سے ایک دن بھی ایسا نہیں تھا جب اسے سکون نہ نصیب ہوا ہوں۔۔۔۔۔ہر رات اسکی یونہی گزرتی، اتنی ہی تکلیف میں ایسی ہی بے آرامی۔۔۔۔۔۔۔سائڈ ٹیبل سے سلیپنگ پلز نکالے وہ پانی کے ساتھ دو گولیاں وہ ایک بار میں لے چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔تکیے پر سر رکھے وہ دوبارہ سے سونے کی کوشش کر رہا تھا جب اسے اپنے کانوں میں اسکی آواز سنائی دی

"مجھے آپ سے محبت ہو گئی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" گلاب کہ الفاظ اسکے کانوں میں گونجے

"مجھے بھی۔۔۔۔۔۔۔بے حد، بے انتہا۔۔۔۔۔۔۔پلیز مجھے مل جاؤ!!" نیند کی وادی میں گم ہوتا وہ بڑبڑایا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"یہ آج یونی میں اتنا ہنگامہ کیوں ہے؟ کیا کوئی آرہا ہے؟" یونی میں ہلچل دیکھے عامر نے اپنے ایک کلاس فیلو سے پوچھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ارے تمہیں نہیں معلوم؟" وہ حیرت سے آنکھیں بڑی کیے بولا

"کیا نہیں معلوم ہمیں؟" پریشے نے سوال کیا

"اوہو۔۔۔۔ایک بہت بڑی، اہم اور کامیاب شخصیت آرہی ہے دو دن بعد ہماری یونی!!" وہ لڑکا پرجوش سا بولا

"یار سیدھے سیدھے بتاؤ نا!!" عامر اکتا کر بولا

"اوہو۔۔۔۔۔۔۔پاکستان کی سب سے بڑی سیاسی پارٹی کے سربراہ بہادر خان نیازی

سر آرہے ہیں۔۔۔۔۔۔۔خود ہماری یونی !!" وہ لڑکا جوشیلا سا بولا کیونکہ وہ اس پارٹی کا بہت بڑا حامی تھا جبکہ عامر اور پریشے اپنی جگہ جم کر رہ گئے

پریشے نے عامر کو دیکھا جس کی آنکھیں لال ہو چکی تھی، فوراً اس نے عامر کا ہاتھ تھاما۔۔۔۔۔۔عامر نے پریشے کی جانب دیکھا جسنے سر نفی میں ہلایا۔۔۔۔۔۔اپنا ہاتھ پریشے کی گرفت سے آزاد کرواتا وہ فوراً وہاں سے بھاگا

بھاگتے ہوا وہ ایک مردانہ وجود سے زور سے ٹکرایا جس سے شمس کے ہاتھ سے موبائل چھوٹ کر نیچے گر گیا جبکہ عامر اسے دیکھے بنا آگے چلا گیا

اپنا ٹوٹا ہوا موبائل دیکھ کر شمس نے اسکو مڑ کر دو چار گالیاں بکی جبکہ پریشے جو اسے جانب آرہی تھی فوراً شمس کے سامنے رکی

"دیکھیے آئی ایم رئیلی سوری۔۔۔۔۔۔۔وہ اس نے جان بوجھ کر نہیں کیا بس غلطی سے ہو گیا !!" شمس نسوانی آواز سن کر پیچھے مڑا تو پریشے کو دیکھ کر اسکی آنکھوں میں حیوانیت در آئی۔۔۔۔۔۔جبکہ پریشے کو ڈر تھا کہ کہی عامر اپنا غصہ اسی شخص پر نہ نکال دے

''کوئی بات نہیں محترمہ!!''شمس کا لہجہ تمیز کے دائرے میں ہوتے ہوئے بھی خاصہ خباثت بھرا تھا

پریشے اسکی گھٹیا نظروں سے کتراتی فوراعامر کے پیچھے بھاگی

وہ نہایت غصے میں اپنا سامان پیک کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔اسکے اسسٹینٹ نے اسے بتایا تھا کہ اسے ایک شوٹ کرنا ہے۔۔۔۔۔مسئلہ شوٹ نہیں بلکہ اسکی جگہ تھی۔۔۔۔۔پاکستان۔۔۔۔وہ مر کر بھی کبھی وہاں نہیں جانا چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔مگر اس نے ایک ٹرسٹ اوپن کیا تھا۔۔۔۔۔۔یہ ٹرسٹ ایسے لوگوں کے لیے کام کرتا تھا جو کسی نہ کسی ٹریجیڈی کے وکٹم ہو کر اپنا ذہنی توازن کھو دیتے۔۔۔۔۔۔۔ایک بہت بڑے میگزین نے اسکے ٹرسٹ کو ڈونیشن کی اوفر کی تھی مگر شرط تھی کہ شوٹ پاکستان میں ہی ہوگا۔۔۔۔۔۔۔اور اب وہ بھنایا ہوا پاکستان جا رہا تھا

وہ اس ملک ہی جانا نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔۔وہ اس شخص کی شکل نہیں دیکھنا چاہتا تھا جسے اسکی ماں، اپنی بیوی اور بیٹے کے مرنے کا کوئی غم نہیں تھا۔۔۔۔۔بلکہ اس نے تو بڑے مزے سے شادی رچالی تھی

مہرالنسااور شیر کی موت کے چھ ماہ بعد رامش بہادر خان سے ٹرسٹ کے حوالے سے بات کرنے لندن گیا تھا جو وہاں ملکی دورا کرنے گیا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔جب وہ وہاں پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ بہادر خان اپنے فارم ہاؤس میں قیام پزیر ہے۔۔۔۔۔۔۔رامش کے پاس ٹائم ضائع کرنے کے لیے نہ تھا سو وہ فارم ہاؤس چلا گیا۔۔۔۔۔جہاں ایک شاندار پارٹی چل رہی تھی۔۔۔۔۔اور وہی وہ بہادر خان کی دوسری بیوی گل رعنا سے ملا۔۔۔۔۔۔وہ شکل سے جتنی خوبصورت تھی کردار کی اتنی ہلکی۔۔۔۔۔۔۔اس بات کا علم اسے تب ہوا جب اگلی صبح اس نے گل رعنا کو اپنے باپ کے ایک دوست کے کمرے سے تیزی سے نکلتے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔گل رعنا کا حلیہ دیکھ کر رامش کو اس بات کا اندازہ ہونے میں دیر نہیں ہوئی تھی کہ اندر کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔وہ گل رعنا کو نفرت سے دیکھتا رخ پھیر گیا جو چور سے بنی اسکے پاس سے گزر گئی

یہ تو اسکے باپ کی پسند تھی۔۔۔۔۔۔۔یہ تھی وہ لڑکی جس کے پیچھے اسکے باپ کو اپنی پہلی بیوی تک بھول گئی تھی

اپنے فلیٹ کو تالا لگائے وہ ائیر پورٹ کے لیے نکل گیا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تیز تیز قدم اٹھائے وہ آفس کی بلڈنگ میں داخل ہوا تھا۔۔۔سب لوگ عامر کو وہاں دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھے جو کسی پر بھی ایک نگاہ غلط ڈالے بغیر سید ھا زارون کے آفس میں داخل ہوا۔۔۔۔۔دروازہ ناک کرنے کی اس نے کوشش نہیں کی تھی

"بھائی ضروری بات کرنی ہے!!" وہاں موجود لوگوں کو نظر انداز کرتا وہ زارون کو دیکھ کر بولا

اگر کوئی وقت ہوتا تو زارون اسکی ایک اچھی خاصی کلاس لیتا مگر اسکا چہرہ دیکھ کر زارون کو بات کچھ زیادہ ہی سیریس لگی

"جینٹل مینز کین یو پلیز۔۔۔۔۔" اس نے ہاتھ کے اشارے سے باہر جانے کا بولا تو سب لوگ وہاں سے چلے گئے

"اب بتاؤں عامر کیا بات ہے؟" زارون نے اسے اپنے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کرتے پوچھا

"یہ دکھانا تھا آپ کو!!" وہ فائل زارون کے سامنے رکھتے بولا

"یہ کیا ہے؟" زارون نے حیرت سے فائل اٹھائی جبکہ اس فائل کو دیکھ کر اسے ہزار

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

والٹ کا جھٹکا لگا اور لبوں پر ایک پر اسرار سی مسکراہٹ در آئی

"یہ۔۔۔۔" زارون نے فائل کو دوبارہ دیکھا

"جی بھائی۔۔۔۔۔۔ فائنلی وہ بہادر خان ہمارے ساتھ پراجیکٹ کرنے کو تیار ہو گیا ہے۔۔۔۔۔۔ یہ اسی پراجیکٹ کی فائل ہے!!" عامر کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا

"تمہیں کیا ہوا ہے؟" زارون نے فائل سائڈ پر رکھی اور اس سے سوال کیا

"وہ کمینہ۔۔۔۔۔۔۔ وہ ہماری یونی آرہا ہے کل۔۔۔۔۔۔ میرا خون کھول رہا ہے بھائی!!" عامر اپنی مٹھیاں غصے سے بھینچتے بولا

زارون اپنی جگہ سے اٹھا اور عامر کے ساتھ والی کرسی پر جا بیٹھا

"تم جانتے ہوں عامر میں نے تمہارا نام عمر سے عامر کیوں رکھا؟" زارون نے سوال کیا

"میری سیفٹی کے لیے؟" عامر نے تکا لگایا

"اونہوں!!" زارون کا سر نفی میں ہلا

"تو پھر؟" عامر نے سوال کیا

"کاشان انکل اور آنٹی کی ڈیتھ کے بعد تم اکیلے ہو گئے تھے عامر مگر پھر بھی تم نے ہمت نہیں ہاری۔۔۔۔۔۔تم جانتے ہوں میں ایک اور عامر کو بھی جانتا ہوں۔۔۔۔۔ کبھی ملا نہیں ان سے مگر ان کی بہت عزت کرتا ہوں۔۔۔۔۔۔وہ میری ماما کے بہت اچھے دوست تھے۔۔۔۔۔۔۔انہوں نے جان گنوادی مگر، مگر پاپا کے آگے جھکے نہیں، وہ ڈرے نہیں۔۔۔تم بھی ان جیسے لگے۔۔۔۔۔۔تم نے انکل آنٹی کو گنوایا۔۔۔۔۔۔اور پھر پانچ سال پہلے۔۔۔۔۔۔۔ مگر تم نے بہادر خان سے خوف نہیں کھایا۔۔۔۔۔۔تو ان جیسے لگتے ہوں مجھے۔۔۔۔۔۔۔بس اپنے احساسات پر قابو رکھو۔۔۔۔۔۔۔۔غصے میں کچھ ایسا مت کرنا عامر جو ہمیں مشکل میں ڈال دے۔۔۔۔۔۔پانچ سال انتظار کیا ہے ہم نے اس دن کا سمجھے؟"زارون کی بات پر اسکا سر اثبات میں ہلا

"بھائی کچھ اور بھی بتانا ہے!!"عامر نے زارون کی جانب دیکھا

"ہمم بولو؟"زارون نے اجازت دی

"وہ بہادر خان وہ ایک بہت بڑی پارٹی دے رہا ہے اپنی دوسری بیوی کے لیے۔۔۔۔۔ اور اس نے آپ کو بھی انویٹیشن بھیجا ہے!!"یہ کہتے ہی عامر نے اپنی جیکٹ کے پاکٹ سے ایک کارڈ نکالا

"بہادر خان کی دوسری شادی، کب؟ کیسے؟" زارون نے چونک کر پوچھا

"بھائی شادی تو پانچ سال پہلے ہی کر لی تھی اس نے۔۔۔۔۔بس پاکستان وہ اب آئی ہے۔۔۔۔۔لندن میں رہتی تھی وہ!!" لندن کا نام سن کر زارون کی آنکھوں میں ایک درد سا ابھرا مگر دوسرے ہی پل وہ حیران بھی ہوا کہ وہ بہادر خان کی دوسری شادی سے اب تک انجان رہا

"لگتا ہے کسی گوری سے شادی کی ہے!!" زارون کارڈ کھولتے بولا

"گل رعنا نام ہے اسکی بیوی کا۔۔۔۔گوری تو نہیں لگتی!!" عامر نے پیپر ویٹ گھمائے کندھے اچکائے

"ویسے عامر میں اب تک کیوں انجان رہا اسکی دوسری شادی سے؟" زارون نے عامر سے سوال کیا کیونکہ بہادر خان کی ساری انفارمیشن نکلوانا اسکا کام تھا

"بھائی مجھے بھی کہاں معلوم تھا۔۔۔۔۔سنا ہے کافی خوبصورت اور کم عمر ہے۔۔۔۔۔اسی لیے چھپا کر رکھی تھی۔۔۔۔۔ہو۔۔۔۔۔بیوی نا ہو گئی کوئی کوہ نور کا ہیرا ہو گئی!!۔۔۔۔۔سنا ہے کافی پوزیسو" عامر منہ بنائے بولا تو زارون مسکرا

دیا

”ایسا ہے تو پھر تو میں ضرور جاؤ گا۔۔۔۔۔آخر کو میں بھی تو دیدار بخشوں اس ہیرے کو۔۔۔۔۔۔“زارون خود سے بڑبڑایا

”تو اب پانچ سال بعد پوری دنیا کے سامنے لانے کا مقصد؟“زارون نے کارڈ کو پڑھتے عامر سے پوچھا

”کیونکہ یہ بات میڈیا کو اب معلوم ہوئی ہے۔۔۔۔۔۔کسی نے مخبری کر دی تھی۔۔۔۔۔ایک تصویر بھی ہے اسکی بیوی کے ساتھ مگر کلیئر نہیں ہے۔۔۔۔۔۔اور ہماری میڈیا کو تو جانتے ہے آپ۔۔۔۔۔۔۔سب کا ماننا ہے کہ وہ اسکی بیوی نہیں بلکہ۔۔۔۔آپ سمجھ رہے ہے نا تو بس اسی لیے۔۔۔۔۔بہادر خان نے ایک بہت بڑی دعوت رکھی ہے!!“عامر نے اسے تمام نیوز دی

”تو آپ جائے گے؟“عامر نے اس سے سوال کیا

”جانا تو بنتا ہے۔۔۔۔۔اب وقت آگیا ہے عامر کہ دشمن کا سامنا کیا جائے۔۔۔۔۔۔پانچ سال پہلے کھیلے گئے چوہے بلی کے کھیل میں سوائے تکلیف اور

سسکیوں کے مجھے اور کچھ نہیں ملا!!"زارون جبڑے بھینچے بولا تو عامر نے سر اثبات میں ہلایا

"تو بتاؤں تمہاری منگنی کی تیاریاں کہاں تک پہنچی؟"زارون نے بات دوسری جانب گھمائی

"اللہ اللہ بھائی آپ کی وجہ سے میرا قتل ہو جانا تھا!!"عامر کانوں کو ہاتھ لگاتے بولا

"ہے میں نے کیا کیا؟"زارون تو اسکے اس الزام پر حیران رہ گیا

"بھئی آپکے دیے کام کی وجہ سے رات کو دیر سے سویا اور صبح دیر سے اٹھا۔۔۔۔۔میرا مطلب اٹھایا گیا۔۔۔۔۔پریشے تو میرا قتل کرنے کے درپر تھی۔۔۔۔۔۔اتنی خطرناک لڑکی ہے اففف توبہ!!"عامر نے دوبارہ کانوں کو ہاتھ لگائے

"ہاہاہا۔۔۔تمہاری ہی پسند ہے!!"زارون ہنس کر بولا

"وہ تو ہے!!"زارون نے عامر کے چہرے کے بدلتے رنگوں کو دیکھا۔۔۔پریشے کے نام پر اسکی آنکھوں میں ایک الگ ہی چمک ابھرتی تھی۔۔۔۔اسکا چہرہ روشن ہو جاتا۔۔۔۔۔زارون کے دل میں درد سا اٹھا۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کاش وہ پانچ سال پہلے پاکستان نہ آتا۔۔۔۔۔۔کاش وہ گلاب کو اپنے ساتھ لے آتا۔۔۔۔۔۔ مگر یہ کاش، کاش ہی رہ گئے اور پانچ سال گزر گئے مگر گلاب نہ ملی

"آپ جانتے ہے پریشے بہت اچھی لڑکی ہے!!" عامر کی بات پر زارون چہرہ جھکائے دھیرے سے ہنسا، اور اپنی آنکھوں میں اُمڈتی نمی کو پیچھے دھکیلا

"تم ایک اچھی لڑکی کو گلاب!!" اپنا کہا جملہ اسکے کانوں میں گونجا

بائیک گیٹ کے اندر لاتا پارکنگ میں روکے وہ شیشے میں دیکھ کر اپنے بال سیٹ کرنے لگا

وہ ابھی پریشے کو یونی لیجانے کے لیے آیا تھا۔۔۔۔۔۔ بائیک سے اترتا وہ گھر میں داخل ہوا

"اسلام علیکم ایوری ون!!" اس نے پریشے کے ماں باپ کو دیکھ کر سلام کیا

"ارے وعلیکم السلام!!! عامر کیسے ہوئی بھئی!!" پریشے کے ابو اسے گلے لگاتے بولے

"میں ٹھیک انکل آپ کیسے ہے؟" عامر نے محبت سے ان سے سوال کیا

"تین تین پراٹھے کھا کر انسان کو کیسا ہونا چاہیے؟ حالانکہ ڈاکٹر نے منع کیا ہے مگر پھر بھی" جواب پریشے کی ماں کی جانب سے آیا جو ٹیبل پر برتن رکھ رہی تھی

"ارے بیگم یونہی ٹینشن لیتی ہوں۔۔۔۔۔ بھئی ابھی تو ہم جوان ہے!!" وہ عامر کے کندھے پر ہاتھ رکھے بولے

"بلکل ٹھیک کہاں انکل نے!!" عامر نے انکی تائید کی

"اچھا عامر بیٹا آجاؤ ناشتہ کرلو!!" وہ محبت سے بولی

"ارے نہیں آنٹی ناشتہ تو آج گرما گرم آلو کے پراٹھوں کا کر کے آیا ہوں وہ بھی زرقہ چچی کے ہاتھوں سے۔۔۔ تو آج نہیں پھر کبھی ٹھیک!!" وہ آرام سے منع کرتے بولا

"چلو جیسی تمہاری مرضی!!" انہوں نے زیادہ زور نہ دیا

"تو کیا خیال ہے برخودار ہو جائے شطرنج کا ایک مقابلہ تب تک؟" جاوید صاحب نے سوال کیا

"ارے کیوں نہیں انکل ضرور!!" عامر نے جھٹ جواب دیا

"بیگم چائے بھجوا دیجیے گا سٹڈی میں!!" جاوید صاحب اپنی بیوی سے بولے

”چائے تو پیوں گے نا؟“انہوں نے عامر سے سوال کیا

”بھئی ضرور پیوں گا!!“عامر جواب دیتا ان کے پیچھے چل پڑا

”تو بہادر خان تمہاری یونی آرہا ہے۔۔۔۔۔۔الیکشنز کے حوالے سے؟“جاوید صاحب نے پوچھا

”جی!!“عامر کا چہرہ پل بھر میں سخت ہوا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”سب ٹھیک ہو جائے گا میرے بچے بس اللہ پر بھروسہ رکھو!!“انہوں نے عامر کا ہاتھ دبایا

”اسی کی ذات کا تو آسرا ہے ورنہ مجھ میں کہاں ہمت تھی کہ اتنے سال صبر کرلیتا!!“ عامر نے چل چلتے جواب دیا

”اللہ تمہیں ضرور کامیاب کرے گا میرے بچے!!“انہوں نے دعا دی

”انشااللہ!!“وہ فورا بولا

”کب آرہا ہے؟“انہوں نے دوبارہ سوال کیا

"جس نے یہ بتایا وہ آرہا ہے اس نے یہ نہیں بتایا کہ کب آرہا ہے؟" اشارہ پریشے کی جانب تھا

"وہ ڈرتی ہے عامر۔۔۔۔۔حالانکہ ہے ایک بہادر پولیس آفیسر کی بیٹی مگر تمہیں کھونے سے اسے ڈر لگتا ہے۔۔۔۔۔۔اور اسکا باپ ہوتے ہوئے میں کبھی یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اسکی آنکھوں میں آنسو آئے!!" وہ اموشنل ہو کر بولے

"آپ کو مجھ پر بھروسہ ہے؟" عامر نے سوال کیا

"بھروسہ نہ ہوتا تو کبھی بھی اپنی بیٹی تمہارے حوالے نہ کرتا!!" جاوید صاحب نے عامر کو گھورتے کو مارتے جواب دیا

"میں کبھی بھی آپ کا بھروسہ نہیں ٹوٹنے دوں گا۔۔۔۔۔۔اگر آپ پانچ سال پہلے نہ ہوتے تو شائد میں اب تک اس حادثے سے باہر نہ نکلتا۔۔۔۔۔۔۔مجھے ابھی یاد ہے کہ کیسے آپ نے میری مدد کی تھی۔۔۔۔۔۔۔کتنا خیال رکھا تھا میرا۔۔۔۔جب تک میں نارمل نہیں ہوا تھا۔۔۔۔اور اگر اس دن آپ نہ ہوتے تو شائد میں سردی کی اس شام میں اس سنسان سڑک پر چلتا راہ بھٹک جاتا۔۔۔۔۔اگر آپ تب مجھے لفٹ نہ دیتے!!"

عامر بولتے بولتے رکا۔۔۔۔۔۔۔جاوید صاحب وہی انسان تھے جنہوں نے پانچ سال

پہلے عامر کی مدد کی تھی جب وہ اپنے اغواہ کار کو مار کر بھاگا تھا

"کل آرہا ہے وہ!" عامر نے اگلی چال چلتے کچھ توقف کے بعد جواب دیا

"کل جب نظروں کے سامنے آئے تو بھول جانا جو پانچ سال پہلے ہوا" انہوں نے مشورہ دیا

"ہمم ٹھیک!!" عامر نے سر اثبات ہلایا

پوری یونی میں بہادر خان کے آنے کے چرچے تھے۔۔۔۔ ہر کوئی پر جوش نظر آرہا تھا

ایسے میں عامر سب سے الگ تھلگ گراؤنڈ میں ایک درخت کے نیچے بیٹھا تھا جب پریشے ڈھونڈتے ہوئے اسے ادھر آئی

"اللہ عامر تم یہاں ہوں اور میں ہر جگہ تمہیں ڈھونڈ رہی ہوں!!" پریشے اسکے سر پر کھڑی بولی

"کوئی کام تھا؟" گھاس پر انگلی پھیرتے اس نے سوال کیا

"عامر کیا ہوا ہے؟" پریشے فوراً اسکے قریب بیٹھی

"کچھ نہیں!!" وہ آنکھیں اپنی جینز پر ملتے بولا

"عامر ادھر دیکھو میری طرف کیا ہوا ہے؟" پریشے نے اسکا چہرہ اوپر اٹھایا

"میرا دل۔۔۔۔۔میرا دل کٹ رہا ہے پریشے۔۔۔۔۔آج وہ شخص میرے اتنے قریب ہے جس کی وجہ سے میں نے اپنے ماں باپ کو کھو دیا۔۔۔۔۔اپنے اپنوں کو کھو دیا۔۔۔۔۔وہ شخص کیسے خوش باش سا آرام سے گھوم رہا ہے اور میں کچھ بھی نہیں کر پا رہا۔۔۔۔۔بلکہ ایک کونے میں چھپ کر بیٹھا ہوں۔۔۔۔۔۔اتنا کمزور کیوں ہوں میں؟" عامر کی آنکھوں میں نمی چھا گئی

"عامر تمہیں کس نے کہا کہ تم کمزور ہوں؟ ہر کسی میں اتنی ہمت نہیں ہوتی عامر جتنی تم نے دکھائی ہے۔۔۔۔۔۔اور جہاں تک تعلق ہے اس شخص کا تو اللہ اسکی رسی ایک دن ضرور کھینچے گا عامر تم دیکھنا۔۔۔۔۔۔۔۔ایسے لوگ جو اپنی طاقت کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں نا عامر انکی رسی ضرور کھینچی جاتی ہے ایک دن۔۔۔۔۔۔اللہ کا سخت عذاب نازل ہو گا اس شخص پر۔۔۔۔۔۔۔بس تم اپنا موڈ ٹھیک کروں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایسے اچھے نہیں لگتے!!" وہ اسکی ناک دباتے بولی تو عامر مسکرا دیا

"تھوڑا کھل کر مسکراؤ!!" وہ شرارت سے بولی تو عامر کی لب پھیل گئے

"اچھا چائے پیوں گے؟لاؤں میں؟"پریشے نے جھٹ سے سوال کیا

"بھلا چائے کاانکار کر سکتا ہوں میں؟"عامر نے سوال کے بدلے سوال کیا تو پریشے مسکرا کر اپنی جگہ سے اٹھی

چائے لیکر وہ جب مڑی تو بری طرح کسی سے تصادم ہوا

"اوہ آئی ایم رئیلی سوری!!"پریشے زمین پر گری چائے کو دیکھ کر بولی

"نو پرابلم محترمہ!!"شمس اسکو گھورتے بولا

"یہ لیجیے!!"پریشے نے اسے ٹشو تھمایا جبکہ شمس نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا

پریشے نے جلدی سے اپنا ہاتھ واپس کھینچا اور شمس کی بے لگام نظروں سے خائف ہوتی وہ وہاں سے نکل گئی

"ٹیپو!!"شمس نے اپنے ساتھ کو پریشے کی پیٹھ پر نظریں گاڑھے پکارا

"ہاں شہزادے؟"اسکا ہم عمر لڑکا بولا

"اس شہزادی کا بائیو ڈاٹا تو نکلوا عرصہ ہوا ہے کسی خوبصورت مال سے لطف اندوز ہوئے!!" وہ خباثت سے ہنستے بولا تو ٹیپو بھی مسکرا دیا

\-------------

آئینے کے سامنے کھڑا وہ اپنی مکمل تیاری کا آخری جائزہ لے رہا تھا جب دروازہ ناک کر کے زرقہ بیگم اندر داخل ہوئی

"ماشاءاللہ!!" وہ زارون کو دیکھ کر بے ساختہ بولی جوان کو دیکھ کر مسکرا دیا

"نظر نہ لگے میرے بیٹے کو!!" وہ محبت سے اسکا ماتھا چومتی بولی

"آپ کے بیٹے کو کس کی ں طر لگنی پھوپھو؟" وہ پھیکا سا مسکرایا

"ارے بھئی کیوں نہیں لگ سکتی۔۔۔۔۔ جس ماں کا بیٹا اتنا اس ماں کو تو ہر پل اپنے بیٹے کی ں طر اتارنی چاہیے۔۔۔۔۔ بھئی میں نے فیصلہ کر لیا ہے بس اب تو شادی کروا کر ہی رہوں گی تمہاری!!" وہ عہد کرتے بولی

شادی کے نام پر زارون کے مسکراتے لب سکڑے

"نہیں پھوپھو ابھی نہیں۔۔۔۔۔ جب تک میرا انتقام پورا نہیں ہو جاتا تب تک تو

بلکل بھی نہیں" وہ گھڑی اپنے ہاتھ میں باندھتا بولا، جبکہ دوسرا جملہ خود سے دل میں بولا

"اب نہیں تو کب زارون۔۔۔۔۔۔۔میں ترس گئی ہوں اپنے بچوں کی خوشیاں دیکھنے کو۔۔۔۔۔۔۔تینتیس کے ہوگئے ہوں کب کروں گے تم شادی؟" زرقہ بیگم جھنجھلا کر بولی

"ہاں تو اس ڈیزائنر کی کروادے ناآپ!!" اشارہ زینیہ کی جانب تھا

"بھئی اسکی تو بات ہی مت کروں۔۔۔۔۔۔انیتس کی ہوگئی ہے وہ بھی مگر شادی نہیں کرنی۔۔۔۔۔۔کیوں؟ کیونکہ تم اس سے بڑے ہوں پہلے تمہاری ہوگی پھر اسکی۔۔۔۔۔۔۔۔میں تو چکرا کر رہ گئی ہوں۔۔۔۔۔۔۔تم دونوں ہی بہت ضدی ہوں!!" زرقہ بیگم اس کے بیڈ پر بیٹھتی غصے سے بولی

زارون مسکرا کر ان قدموں میں جا بیٹھا

"غصہ مت ہوں پھوپھو۔۔۔۔۔۔آپ کی ہر خواہش۔۔۔۔۔۔ہر بات سر آنکھوں پر مگر شادی نہیں۔۔۔۔۔۔۔پلیز!!" اس نے منت کی

"زارون میری جان کیا ہوا کیا کوئی بات ہے؟اپنی پھوپھو سے شئیر کروں۔۔۔۔۔۔ تمہاری یہ خالی آنکھیں اور کھوکھلی مسکراہٹ مجھے ڈرادیتی ہے زارون کیا بات ہے مجھ سے شئیر کروں چندا!"اسکے گال پر ہاتھ رکھے وہ بولی

"کوئی بات نہیں ہے پھوپھو اور مجھے دیر ہورہی ہے میں جارہا ہوں۔۔۔۔۔ بائے!!" انکے گال چومتا وہ تیزی سے باہر نکلا مبادا وہ اسکی آنکھوں میں چھپا راز نا پا جائے

وینیو پر پہنچتا وہ اپنی گاڑی سے نکلا اور کوٹ ٹھیک کرتا اندر کو بڑھا جہاں تمام میڈیا کھڑا ہر آنے والے شخص کی دھڑا دھڑ تصوریں لے رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔زارون نے کچھ کوفت سے یہ سب دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔میڈیا کے کچھ نمائندوں سے اس سے بات کرنے کی کوشش کی جسے اگنور کرتا وہ اندر چلا گیا

اسے اینٹرینس کے پاس ہی احان اور بسمل کھڑے نظر آگئے تھے۔۔۔۔۔۔بسمل کے ساتھ کھڑے چار سال کے ان کے بیٹے کو دیکھ کر زارون مسکرادیا

"چاچو!!"اس بچے نے فوراً باہیں پھیلائی

''چاچو کی جان!!''زارون نے اسے گود میں اٹھایا اور چٹاچٹ اسکے گال چومے

زارون نے احان کو دیکھا جو کچھ پریشان سا نظر آرہا تھا

زارون نے شایان کو گود سے اتارا جس کا ہاتھ بسمل نے فوراً تھاما اور احان کی جانب دیکھ کر ابرو اچکائے

''زارون وہ ضروری بات کرنی ہے ذرا سائڈ پر آنا!!''احان ہاتھ مسلتے بولا تو زارون کو وہ کچھ عجیب سا لگا۔۔

اتنی دیر میں سٹیج پر کھڑا آدمی ہاتھ میں مائیک تھامے اپنی سپیچ شروع کر چکا تھا اور سب لوگوں کے آنے کا شکریہ ادا کر رہا تھا

''کیا ہوا احان میں نے تمہیں بہادر خان کی بیوی کے حوالے سے معلومات نکلوانے کو کہاں تھا نا؟ تو کیا بنا اسکا؟''زارون اور وہ ایک قدرے سنسان گوشے میں کھڑے تھے

''زارون وہ دراصل۔۔۔۔۔میں نے۔۔۔۔۔۔میں نے پتا کروایا۔۔۔۔۔۔وہ بہادر خان کی دوسری بیوی۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔''

''لیڈیز اینڈ جینٹل مینز پلیز ویلکم داموسٹ اویٹڈ کپل مسٹر اینڈ مسز بہادر خان

نیازی!!" وہ آدمی پرجوش سا بولا میڈیا کی ٹیمز دھڑادھڑ تصویریں کھینچنے لگی جب سپاٹ لائٹ بہادر خان نیازی اور اسکے ساتھ کھڑی اسکی بیوی گل رعنا پر پڑی

اسی وقت زارون نے چہرہ موڑے سٹیج کی جانب دیکھا جبکہ نظریں پلٹا بھول گئی

"گلاب!!" زارون کے لب ہلے جبکہ احان آنکھیں بند کر گیا

سلیو لیس میکسی پہنے، ڈارک پیک اپ کیے میڈیا کی باتوں کا مسکرا مسکرا جواب دیتی وہ لڑکی بلاشبہ گلاب تھی۔۔۔۔۔۔۔۔زارون ہزاروں کیا لاکھوں کروڑوں میں اس لڑکی کو پہچان سکتا تھا۔۔۔۔۔وہ اپنی جگہ جم کر رہ گیا

رامش کاسٹے ہوٹل میں تھا۔۔۔۔۔۔رات کا کھانا کھاتے وقت اسکی نظر ٹی۔وی پر گئی جہاں گل رعنا بہادر خان کے ساتھ کھڑی ہنس ہنس کر میڈیا کے سوالوں کا جواب دے رہی تھی

یکدم رامش کی آنکھیں لال انگارہ ہوئی اور ان میں نفرت در آئی۔۔۔۔۔۔وہ چمچ پر سخت گرفت کیے ٹی۔وی کو دیکھ رہا تھا

"بلڈی بچ!!" گل رعنا کا چہرہ دیکھتے وہ غصے سے پھنکارا

کھانا ادھورا چھوڑے وہ اپنے کمرے میں آگیا تھا۔۔۔۔۔کب سے روکے آنسو تواتر سے بہنا شروع ہو گئے تھے

اس کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ سب کچھ ختم کر دے، سب کچھ۔۔۔۔۔۔۔ہر جگہ کو آگ لگا دے

وہ جلدی سے واشروم میں داخل ہوا اور ٹھنڈے پانی سے منہ دھونے لگا۔۔۔ مگر اندر غصہ کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا۔۔۔۔اچانک اسنے ہاتھ کا مکا بنا کر واش بیسن کے اوپر لگے شیشے پر مارا جس سے شیشہ ٹوٹ گیا۔۔۔۔ مگر رامش مزید بے قابو ہو گیا تھا۔۔۔۔۔اس نے واشروم میں موجود ہر ایک چیز کو توڑ ڈالا تھا

کمرے میں آکر بھی اسکا غصہ کسی طور کم نہ ہوا اور وہ ٹیبل، کرسی ہر ایک چیز توڑنے لگا۔۔۔۔آنسو مسلسل اسکی آنکھوں سے گر رہے تھے،اور دونوں ہاتھ زخمی ہو چکے تھے مگر اس پر تو ایک جنون سا سوار تھا۔۔۔۔۔۔۔اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ گل رعنا کو قتل کر دے۔۔۔۔۔

"آہ!!!" وہ زور سے دھاڑا اور بیڈ پر گر گیا۔۔۔۔۔اپنے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑے وہ لبوں پر تالا لگائے رو رہا تھا

ایک بار پھر سے اسکے سامنے اسکی ماں اور اسکے بھائی کا بے جان وجود آگیا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ اس کا باپ اس سب سے بے نیاز لندن میں عیاشی کر رہا تھا وہ بھی اس گل رعنا کے ساتھ

"اللہ تم دونوں سے اسکا حساب لے گا!!" نیند کی وادی میں جانے سے پہلے وہ بڑبڑایا

زارون کے قدم اپنی جگہ پیوست ہو کر رہ گئے تھے۔۔۔۔۔وہ غور سے اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا جس کی محبت میں وہ پچھلے پانچ سالوں سے قید تھا۔۔۔۔اور وہ یہاں آزاد خوش و خرم سی اپنی نئی زندگی کا آغاز کر چکی تھی

اسکی آنکھیں دھندلا گئیں تھی یہ منظر دیکھ کر

"زارون!!" احان نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا

"میں، میں ٹھیک ہوں احان۔۔۔۔۔۔ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔۔۔یو نو۔۔۔۔۔۔میں صرف ٹھیک نہیں بلکہ بہت، بہت خوش ہوں۔۔۔۔۔وہ اپنی زندگی میں کتنی خوش ہے نا؟ ہاں وہ خوش ہے تو میں۔۔۔۔۔میں بھی خوش ہوں۔۔۔۔۔۔گلہ ہے تو بس

ایک بات کا۔۔۔۔۔۔کیا محبت اتنی کمزور ہوتی ہے کہ لمحہ بھر میں بھلادی جائے؟“

زارون خود کو کمپوز کرتے بولا

اپنے آنسوؤں کو اندر اتارتا وہ اسی کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔وقت انسان کو کتنا

بدل دیتا ہے۔۔۔۔۔۔اسے بھی بدل دیا تھا۔۔۔۔۔۔

لذت غم سے آشنا ہو کر

اپنے محبوب سے جدا ہو کر

دل کہیں جب سکون نہ پائے گا

تم کو اک شخص یاد آئے گا

”زارون گھر چلے؟“احان نے سوال کیا

”نہیں“سر نفی میں ہلائے وہ بہادر خان اور گل رعنا کی جانب بڑھا

ایک ہاتھ گل رعنا کی کمر پر ٹکائے دوسرے ہاتھ میں وائن کا گلاس تھامے وہ اپنے کسی

دوست سے ہنس ہنس کر بات کر رہا تھا جب زارون ان تک پہنچا اور گلہ کھنکھارا

زارون کو دیکھ کر بہادر خان کو ایک پل کو اس پر رستم کا گمان ہوا

بہادر خان آنکھیں پھیلائے اسے دیکھ رہا تھا جبکہ زارون کی نظریں گلاب پر ٹکی تھی

کیا نہ تھا ان نظروں میں دکھ، غم تکلیف، غصہ اور سب سے بڑھ کر

بے اعتباری۔۔۔۔۔۔۔وقت تھم چکا تھا ایک پل کو۔۔۔۔

"میں، میں ابھی آتی ہوں!!"خود کو کمپوز کیے گلاب اپنی کمر سے بہادر خان کا ہاتھ

ہٹائے بولی اور مڑی

"ہمیں ملاقات کا شرف نہیں بخشے گی مسز نیازی؟"زارون نے آنکھیں چھوٹی کیے

گلاب سے سوال کیا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بائے داوے یو؟"سوال بہادر خان کی جانب سے تھا

"اوہ آئی ایم سوری۔۔۔۔۔۔میں زارون رستم شیخ۔۔۔۔۔شیخ انڈسٹریز کا اونر اور یہ

ہماری پہلی ملاقات ہے مسٹر نیازی!!"زارون اسکی جانب ہاتھ بڑھاتے بولا تو بہادر

خان نے سپاٹ چہرہ لیے ہاتھ تھام لیا

"تو تم رستم کے بیٹے ہوں؟"اس نے ہنکارا بھرا

"آپ میرے ڈیڈ کو جانتے ہے؟"زارون نے چونک کر پوچھا

"ہاں ہم دونوں بہت اچھے دوست تھے ایک وقت میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مگر پھر۔۔۔۔۔ خیر چھوڑو!!" بہادر خان نے بات ختم کی

"میں۔۔۔۔میں ابھی آئی!!" گلاب دوبارہ منمنائی

"کہاں جارہی ہوں؟" بظاہر مسکراتے مگر اسکی کمر پر گرفت سخت کرتے بہادر خان نے کان میں سرگوشی کی

"وہ میری۔۔۔۔میری طبیعت نہیں ٹھیک۔۔۔۔۔۔تھوڑی دیر تازہ ہوا لینا چاہتی ہوں!!" گلاب کی آنکھوں سے چند آنسو ٹوٹ کر زمین پر گرے

"کیوں اپنے کسی نئے عاشق سے ملنے کا ارادہ ہے؟" بہادر خان کا سخت لہجہ گلاب کے جسم کا سارا خون نچوڑ چکا تھا

زارون بہادر خان کی بات تو نہ سن سکا مگر گلاب کے چہرے کے اتار چڑھاؤ بہت اچھے سے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔

گلاب کے چہرے پر رقم درد اور خوف زارون کو پریشانی میں مبتلا کر گیا۔۔۔۔۔گلاب کی شکل تو اسے کوئی اور ہی کہانی سنا رہی تھی

''مسٹر خان مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے!!''زارون فوراً بولا

''یا شیور!''بہادر خان نے اجازت دی

''یہاں نہیں اکیلے میں!!''وہ ایک نظر گلاب کے سرخ ہوتے چہرے کو دیکھ کر بہادر خان کی جانب دیکھتے بولا

''اوکے تو چلیے میرے پرائیویٹ روم۔۔۔۔۔۔کم ہنی!!''زارون کو بولتے وہ گلاب کی جانب دیکھتے بولا

''بہادر خان صرف میں اور تم۔۔۔۔یہ نہیں!!''پل بھر میں زارون کا لہجہ بدلا

''ہوں؟''بہادر خان چونکہ

''بزنس تمہارے ساتھ کر رہا ہوں تو بات بھی تم سے کروں گا۔۔۔۔میٹینگ کے دوران کوئی نہیں چاہیے تمہاری بیوی بھی نہیں!!''وہ سخت لہجے میں بولتا بہادر خان کو ایک دم رستم لگا

''تم واقعی میں رستم کے بیٹے ہوں۔۔۔۔بلکل اپنے باپ جیسے!!''بہادر خان مسکرا کر بولا

''نہیں میں اپنے باپ جیسا نہیں ہوں۔۔۔۔۔اگر ہوتا تو خود کو اذیت اور تکلیف دینے والوں کو ایک لمحے میں قبر میں اتار چکا ہوتا!!''زارون جس لہجے میں بولا اس سے بہادر خان کے ساتھ ساتھ گلاب بھی کانپ اٹھی

''چلیے؟''زارون کے سوال پر بہادر خان نے سر اثبات میں ہلایا

''یہی رہنا۔۔۔۔کہی جانا مت ورنہ جان نکال دوں گا!!''بہادر خان گلاب کے کان میں دوبارہ بولا جس پر گلاب نے جھٹ سے سر اثبات میں ہلایا

''ہم دوبارہ ضرور ملے گے پرنسز!!''گلاب کے پاس سے گزرتا زارون اسکے قریب جھک کر بولا۔۔۔۔۔گلاب کے پورے جسم میں سنسنی خیز لہر دوڑ گئی

تھوک اندر نگلتے وہ اپنی جگہ جمی رہی اس نے ایک بار بھی دوبارہ زارون کو نظر اٹھا کر نہیں دیکھا

بہادر خان اور زارون کے جاتے ہی اس نے کب سے رکی سانس بحال کی تھی جب چار سال کا شایان چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اسکے پاس آیا

”آب!!“وہ اسکے ایک پیر کو پکڑ کر بولا

گلاب نے حیرت سے اس کیوٹ مگر گول مٹول سے بچے کو دیکھا

”ہے لٹل بوائے آپ یہاں کس کے ساتھ آئے ہوں؟“گلاب نے جھک کر اس سے سوال کیا۔۔۔اسکی ایسی تصویریں پارٹی میں موجود کیمرہ مینز بڑے انہماک سے کھینچ رہے تھے

”ماما پاپا اور چاچو!!“شایان نے جواب دیا

”ماما پاپا کہاں ہے آپ کے؟“اسکے اکیلے دیکھ کر گلاب کو تشویش ہوئی

”وہ گم گئے!!“اسنے منہ بنائے جواب دیا

”وہ نہیں آپ کھو گئے ہوں!!“گلاب ہنس کر اسکے بالوں کو سنوارتے بولی

”آپ گلاب ہوں نا؟“اپنا نام اسکے منہ سے سن کر گلاب حیران ہوئی

”ہوں!!“گلاب نے سر اثبات میں ہلایا

”چاچو کی گلاب!!“شایان نے فوراً اسے گلے لگایا جبکہ گلاب اپنی جگہ جم کر رہ گئی

"شایان۔۔۔۔شایان۔۔۔۔یہاں ہوں آپ!!"اپنے پیچھے سے آتی آواز کو وہ ہزاروں میں بھی پہچان سکتی تھی

شایان کے بازو اپنے گرد سے ہٹاتی وہ پیچھے کو مڑی اور سامنے کھڑی بسمل کو دیکھ کر اسکی آنکھیں بھیگ گئیں

"ماما۔۔۔۔چاچو کی گلاب!!"شایان فوراسے بسمل کے پاس بھاگا

"گلاب۔۔۔"بسمل آگے بڑھی

"تم سب دھوکے باز نکلے سب کے سب!!"غصے سے پھنکارتی وہ تیز قدم اٹھاتی لان میں نکل آئی

بجاشکر کے میڈیا کے کسی نمائندے کی نظر اس پر نہیں پڑی تھی

وہ بھاگتے ہوئے ایک قدرے سنسان گوشے میں آگئی اور وہی درخت کے نیچے بیٹھی دونوں بازو پیروں کے گرد پھیلائے منہ چھپائے رونے لگی

ان سب کو دیکھ کر اس کے زخم ایک بار پھر تازہ ہو گئے تھے

"تو کہوں زارون شیخ کیا بات کرنی ہے تمہیں؟" شراب پیتے بہادر خان نے سوال کیا

"سلطان کو جانتے ہوں؟" زارون بنا تمہید باندھے مطلب کی بات پر آیا

"سلطان؟" بہادر خان چونکا

سلطان ایک بہت بڑا مافیا لیڈر تھا جس کے ساتھ ملکر بہادر خان ڈرگز اور دیگر ناجائز کام کرتا

"تم سلطان کو کیسے جانتے ہوں؟" بہادر خان زرا سا گڑ بڑا یا

"میں سلطان کو کیسے جانتا ہوں مجھے نہیں لگتا کہ تمہیں یہ سوال کرنا چاہیے۔۔۔۔۔۔۔ میرا باپ سلطان کا ایک خاص آدمی تھا۔۔۔۔۔۔اور اب میں بھی!!" زارون زرا سا آگے کو ہو کر بیٹھا

"کیا چاہتے ہوں تم؟" بہادر خان کے ماتھے پر ننھی ننھی بوندے چمکنے لگی

"بھلا تم مجھے کیا دے سکتے ہوں؟ میرا کام تو بس سلطان کا پیغام تم تک پہنچانا تھا۔۔۔۔۔۔جو قرضہ تم نے اس سے لیا ہے وہ اسے واپس چاہیے۔۔۔۔اور تم نے اس کے مال میں بھی ہیرا پھیری کی ہے۔۔۔۔وہ سخت برہم ہے تم پر۔۔۔۔۔۔اسکی وجہ

سے تم اس کرسی پر بیٹھے ہوں اور تم اسے ہی آنکھیں دکھانے لگ گئے ہوں۔۔۔۔۔۔

میں نے سنا تھا پالتو کتے کافی وفادار ہوتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔ مگر تم تو بڑے بے وفا

نکلے!!"زارون ٹھنڈے ٹھار لہجے میں اسکی اچھی خاصی کر چکا تھا

"میں صرف تمہیں اتنا بتانے آیا ہوں کہ سلطان کو اگر تم نے تین دن کے اندر اندر پیسہ

نہیں دیا تو وہ تمہیں جہنم بھیجنے میں ایک منٹ ضائع نہیں کرے گا۔۔۔آگے تمہاری

مرضی!!"زارون نے کندھے اچکائے

"اب میں کیا کروں؟"بہادر خان نے ماتھا مسلا

"کرنا کیا ہے تم سیاسی بندے ہوں۔۔۔۔کروڑوں میں کماتے ہوں۔۔۔۔دے

دوں پیسے!!"زارون نے مزے سے کندھے اچکائے

"یہ اتنا آسان نہیں ہے۔۔۔۔۔آج کل ہم پر کڑی نظر رکھی جا رہی ہے۔۔۔۔۔۔

ہمارے سارے کھاتے کھل رہے ہیں!!"بہادر خان پریشان سا بولا

"تو اب تم کیا کروں گے بہادر خان؟سلطان تمہارے خون کا پیاسا بنا بیٹھا

ہے۔۔۔۔۔۔۔۔میں نے کہا تھا اسے کہ میں بات کروں گا تم سے۔۔۔۔۔اسی لیے وہ

خاموش ہے ابھی تک!!"زارون نے جواب دیا

"تم سلطان کے اتنے قریب کیسے ہوں؟"بہادر خان نے زارون سے حیرت کے مارے سوال کیا جس پر زارون پر اسرار سا مسکرا دیا

"جیسا کہ میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں میرے ڈیڈ وہ سلطان کے خاص آدمی تھے۔۔۔۔ایسے میں سلطان کے قریب ہونا میرے لیے مشکل نہیں!!"زارون کے جواب پر بہادر خان نے لب بھینچے

"ویسے تمہارے پاس صرف دو دن ہیں۔۔۔۔سوچو کیا کرنا ہے تمہیں؟"زارون اس پر ایک مسکراہٹ اچھالتا وہاں سے چلا گیا جبکہ بہادر خان کو گہری سوچ میں چھوڑ گیا

پارٹی حال میں داخل ہوتے ہی زارون کی نگاہیں ادھر ادھر دوڑی مگر وہ نظر نہ آئی

"جسے ڈھونڈ رہے ہے وہ یہاں موجود نہیں!!"بسمل اسکے قریب کھڑی ہو کر بولی

"کہاں گئی؟"بسمل نے مسکرا کر اسے دیکھا جس نے پانچ سال بعد بسمل سے سلام اور حال احوال کے علاوہ کوئی بات کی تھی

"باہر گئی ہے۔۔۔۔۔۔طبیعت ٹھیک نہیں معلوم ہو رہی تھی مجھے اسکی!!"بسمل نے جواب دیا

"ویسے آپ زرا نہیں بدلے!!"بسمل اسے مڑتا دیکھ رک فورا بولی

زارون نے بسمل کی جانب دیکھ کر ابرو اچکائی

"پانچ سال پہلے بھی اگر مجھ سے کوئی بات کی تھی تو وجہ گلاب تھی اور پانچ سال بعد بھی"وہ مسکرائی تو زارون سر نفی میں ہلاتا باہر چلا گیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گارڈن میں آتے ہی اس نے ارد گرد نگاہ دوڑائی مگر کوئی نظر نہیں آیا۔۔۔۔۔۔۔۔وہ تھوڑا آگے گیا مگر وہاں بھی کچھ نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔وہ مڑنے لگا تھا جب اسے اندھیرے میں کچھ چمکتا محسوس ہوا

کچھ سوچتے ہوئے زارون زرا اندھیرے کی جانب بڑھا جب اسے سسکیوں کی آواز آئی۔۔۔۔زارون کی آنکھیں حیرت سے پھیلی۔۔۔۔۔۔وہ لمبے ڈگ بھرتا اس درخت کے قریب پہنچا جس کے نیچے بیٹھی وہ رو رہی تھی

"گلاب!!"زارون نے اسے پکارا

زارون کی پکار سن کر اس نے فوراسر اوپر اٹھایا۔۔اسکا چہرہ آنسوؤں سے بھرا ہوا تھا اور کاجل بھی پھیل چکا تھا

اس نے جلدی سے اپنا چہرہ صاف کیا اور ایک جھٹکے سے اٹھتی زارون کے پاس سے گزری جب زارون نے اسکی کلائی تھامی

"گلاب۔۔۔۔۔۔۔۔"

"خبردار۔۔۔۔۔۔۔۔خبردار ہاتھ مت لگانا مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔نفرت ہے تم سے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔دور ہو جاؤں مجھ سے۔۔۔۔۔۔۔۔وحشت ہو رہی ہے تمہیں یہاں دیکھ کر دفع ہو جاؤ!!"وہ اونچی آواز میں چلائی

"گلاب میری بات تو سنو؟"زارون اسکے قریب بڑھا

"دور۔۔۔۔۔۔۔۔۔دور رہوں مجھ سے۔۔۔۔۔۔سنا تم نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تم جیسے دھوکے باز۔۔۔۔۔۔۔فریبی۔۔۔۔۔مکار انسان کی کوئی بات نہیں سننی مجھے۔۔۔۔۔۔۔مجھے تم سے نفرت ہے زارون رستم شیخ۔۔۔۔۔۔۔

بے انتہا۔۔۔۔۔۔۔۔بے حد۔۔۔۔۔۔۔جاؤ یہاں سے !!" وہ اسے دھکا مارتے بولی

"گلاب !!" اب کی بار زارون کا لہجہ کچھ سخت ہوا

"کیا گلاب ہاں؟ کیا گلاب؟ ویسے تم اب یہاں کیوں آئے ہوں؟ دیکھنے آئے ہوں نا میری حالت۔۔۔۔۔۔۔میں کس حال میں ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔مزاق اڑانے آئے ہوں میری بے بسی کا۔۔۔۔۔۔۔ہنسنا ہے مجھ پر۔۔۔۔۔۔۔مگر تم جانتے ہوں کیا۔۔۔۔۔غلطی۔۔۔۔۔۔غلطی میری ہی تھی۔۔۔۔۔۔۔تم کہتے رہے محبت پر یقین نہیں۔۔۔۔۔۔محبت نہیں کر سکتے، مگر میں بے وقوف سوچتی رہی ہو جائے گی جیسے مجھے ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔تم نے۔۔۔۔۔۔تم نے ایسا کیوں کیا زارون۔۔۔۔۔۔۔ کس، کس بات کا بدلا لیا۔۔۔۔۔۔کیوں چھوڑ دیا۔۔۔۔۔۔کیوں کیا میرا استعمال۔۔۔۔۔میری کیا غلطی تھی اگر میں غازان انصاری کی بیٹی ہوں۔۔۔۔۔۔ بہت غلط کیا۔۔۔۔۔۔بہت غلط کیا مجھ سے بدلا لیکر۔۔۔۔۔۔۔۔نن۔۔۔۔۔۔نہیں کرنا چاہیے تھا ایسا۔۔۔۔۔۔۔مار ڈالا آپ نے مجھے۔۔۔۔۔۔ختم کر دیا !! لڑائی تو آپکے ڈیڈ اور میرے ڈیڈ کے درمیان تھی نا تو مجھ سے بدلا کیوں لیا" اسکے سینے پر سر ٹکائے وہ سسک اٹھی جبکہ زارون اسے دلاسہ بھی دے نا سکا۔۔۔۔۔

کچھ زیادہ نہیں مگر اتنا تو وہ جان چکا تھا کہ گلاب اسکی جانب سے کسی بہت بڑی غلط فہمی کا شکار ہے۔۔۔۔۔۔اسکے دماغ میں صرف ایک بات اٹکی ہوئی تھی کہ گلاب ماضی کے حوالے سے کیا جانتی ہے؟کتنا جانتی ہے؟اور اگر جانتی بھی ہے تو کتنا سچ؟

کچھ دیر بعد گلاب کا دل ہلکا ہوا تو ایک جھٹکے سے زارون سے علیحدہ ہوئی

"ایسا ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔۔۔۔۔۔مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔۔یہ۔۔۔یہ کیا کردیا میں نے؟سنو تم،تم۔۔۔تمہیں اللہ کا واسطہ خاں صاحب کو کچھ مت بتانا۔۔۔۔۔کچھ بھی نہیں۔۔۔۔پلیز۔۔۔۔۔دیکھو تمہیں مجھ سے بدلا لینا تھا نا۔۔۔۔۔تکلیف دینی تھی مجھے،تو تمہیں۔۔۔۔۔۔۔تمہیں مبارک ہوں تم کامیاب ہوگئے۔۔۔۔۔بس بہادر خان۔۔۔۔۔بہادر خان کو کچھ نہ بتانا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تمہیں اللہ کا واسطہ!!"وہ دونوں ہاتھ اسکے سامنے جوڑتے بولی تو زارون حیران رہ گیا

"گلاب؟"زارون نے اسکی آنکھوں میں ایک خوف دیکھا۔۔۔۔۔ایک انجانا سا ڈر۔۔۔۔۔۔وہ آنکھیں جن میں کبھی زارون کے لیے محبت ہوتی تھی عزت واحترام ہوا کرتی تھی۔۔۔۔۔آج ان میں ڈر،خوف،آنسو اور تکلیف تھی

"پلیز نہیں بتانا۔۔۔۔پلیز۔۔۔۔۔۔۔پپ۔۔۔لی۔۔۔ز!!"اسکا سانس اکھڑنے لگا تھا

وہ سانس لینے کی کوشش کرنے لگی، پورا منہ کھولے وہ لمبے لمبے سانس لینے لگی۔۔۔۔۔۔زارون نے فوراااسے تھاما اور زرا روشنی میں لیکر آیا اور اسکی پیٹھ تھپتھپانے لگا

"گلاب، گلاب کیا ہوا ہے؟ گلاب؟۔۔۔۔۔ڈیم اٹ۔۔۔۔۔۔۔گلاب؟" اسے اٹیک ہوا تھا

زارون اسے اپنے سینے میں بھینچے اسکی پیٹھ کو ہلکے سے تھپتھپی دینے لگا۔۔۔۔۔۔کچھ دیر میں گلاب کچھ نارمل ہو گئی تھی

"فلنگ بیٹر؟" زارون کے سوال پر اس نے صرف سر اثبات میں ہلایا

"پپ۔۔۔۔۔۔پانی!!" گلاب دھیمی آواز میں بولی

"پانی؟" زارون نے ارد گرد نگاہیں دوڑائی

گلاب کو اپنے ساتھ لگائے وہ زرا روشنی میں گارڈن میں موجود ایک بینچ پر لے آیا

اس نے گلاب کو بینچ پر بٹھایا

"گلاب میں پانی لاتا ہوں اوکے ویٹ!!" اسکے گال کو تھپتھپاتے وہ فوراً اندر بھاگا اور

راستے میں آتے سب سے پہلے ویٹر کی ٹرے سے پانی کا گلاس اٹھایا۔۔۔۔۔۔آس پاس عقابی نگاہیں دوڑاتا وہ خاموشی سے باہر نکلا اور پانی کا گلاس گلاب کے منہ سے لگایا

وہ ایک سانس میں ہی پانی پی چکی تھی

"آرام سے!!" زارون نے تنبیہ کی

گلاس زمین پر رکھے وہ گلاب کے سامنے بیٹھ گیا جو آنکھیں موندے ناک کے ذریعے ڈھیر ساری سانس اپنے اندر اتار رہی تھی جب زارون کی نظر اسکے بازوؤں پر پڑی۔۔۔۔زارون نے ہاتھ آگے بڑھا کر اسکا بازو پکڑا۔۔۔۔۔گلاب نے چونک کر آنکھیں کھولی اور بازو اسکی گرفت سے آزاد کرونا چاہا جب زارون اپنی گرفت سخت کر گیا اور انگوٹھا اسکے بازو پر ملنے لگا۔۔۔۔۔بہت جلد زارون کو وہاں ایک نشان نظر آیا جس کو میک اپ سے چھپایا گیا تھا۔۔۔وہ یقیننا سیگرٹ کے جلانے کا نشان تھا

زارون نے حیرت سے گلاب کو دیکھا جو پلکیں جھکائے رخ موڑ گئی۔۔۔۔۔۔زارون نے پاکٹ سے ٹیشو نکالے اسکا بازو اچھے سے صاف کیا جس پر جگہ جگہ جلنے کے نشانات تھا، جنہیں بڑی صفائی کے ساتھ میک اپ سے چھپایا گیا تھا۔۔۔آنسو کے چند قطرے گلاب کی آنکھ سے ٹوٹ کر اسکے ہاتھ پر گرے

”یہ سب ؟“زارون بڑبڑایا مگر گلاب نے واضع اسکی بڑبڑاہٹ سنی

”یہ سب کچھ نہیں۔۔۔میرا بازو چھوڑے مجھے جانا ہے!!“گلاب نے اپنا بازو واسکی گرفت سے آزاد کروانا چاہا

”وہ تم پر ہاتھ اٹھاتا؟کیا وہ تمہیں مارتا ہے؟“زارون نے کسی خدشے کے تحت سوال کیا

”یہ تمہارا مسئلہ نہیں۔۔۔۔میرا ہاتھ چھوڑو!!“وہ غرائی

”نہیں کبھی نہیں۔۔۔۔اب تو بلکل بھی نہیں۔۔۔۔۔پانچ سال انتظار کیا ہے تمہارا میں نے۔۔۔۔۔بلکل نہیں چھوڑنے والا تمہیں میں۔۔۔۔کسی صورت نہیں!!!“وہ سر نفی میں ہلائے اس پر اپنی گرفت سخت کر گیا

”تمہیں اللہ کا واسطہ ہے زارون میری زندگی کو اور زیادہ امتحان مت بناؤ۔۔۔۔۔ جیسے پچھلے پانچ سالوں سے غائب تھے ایسے ہی دوبارہ کہی گم ہو جاؤ۔۔۔۔۔چلے جاؤ۔۔۔۔۔پلیز!!“اس نے سسکی بھری

”گلاب پلیز مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے؟میں تمہاری مدد کروں گا۔۔۔۔مجھے بتاؤ تو سہی۔۔۔۔۔اعتبار تو کروں!!“زارون اسکا چہرہ اپنی جانب کرتے بولا

"اعتبار اور تم پر؟ اچھا مذاق ہے زارون رستم۔۔۔۔۔۔ تم جیسا انسان اعتبار کے قابل نہیں۔۔۔۔۔۔۔ بلکہ تم تو محبت کے بھی قابل نہیں۔۔۔۔۔۔ اور ویسے بھی میں اپنی زندگی میں بہت خوش ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ آگے بڑھ چکی ہوں۔۔۔۔۔ تم پلیز اب کوئی نیا مسئلہ میری زندگی میں مت لانا۔۔۔۔۔ پلیز!" وہ اسکی گرفت سے آزاد ہوتے بولی

"اگر تمہیں یہ لگتا ہے کہ جاننے کے باوجود کہ وہ تمہیں مارتا ہے میں تمہیں کبھی اسکے پاس نہیں رہنے دوں گا!!" زارون سخت لہجے میں بولا

"اچھا کیا کروں گے تم؟ وہ شوہر ہے میرا!!" گلاب اسے چیلنج کرتے پھنکاری

"میں تمہاری طلاق۔۔۔۔۔" اس سے پہلے زارون اپنی بات مکمل کرتا گلاب کا ہاتھ اٹھا اور زارون کا گال لال کر گیا

"تم حد درجہ گرے ہوئے ہوں زارون۔۔۔۔۔۔ کیا مجھے اس قدر ابتر حالت پر بھی تمہاری انا کو تسکین نہیں ملی جو تم اب معاشرے میں مجھے زلیل کروانا چاہتے ہوں؟ سچ کہتا ہے میرا باپ اور تم دونوں ہی بہت گھٹیا ہوں۔۔۔۔۔ تمہارے باپ نے میری پھوپھو کا استعمال کیا اور تم نے میرا!! اتف ہے تم زارون رستم شیخ تف ہے!!" وہ حقارت بھری نگاہوں سے اسے دیکھتے مڑ گئی جب زارون نے پیچھے سے اسکے دونوں

بازو تھامے اسکی پیٹھ کو اپنے سینے سے لگا یا

"میں کتنا گھٹیا ہوں اس بات کا تو تمہیں کوئی علم ہی نہیں گلاب ڈارلنگ اور جہاں تک بات ہے پیچھا چھوڑ دینے کی تو ایسا تو نا ممکن ہے۔۔۔۔۔سو بی ریڈی پر نسز کیونکہ بہت جلد تم میری ہونے والی ہوں۔۔۔۔۔۔اور باقی کی بات رہ گئی کہ میں نے تمہیں دھوکہ دیا یا تمہاری محبت کو استعمال کیا۔۔۔۔۔۔تو ایک بار دسترس میں تو آؤ اچھے سے اپنی محبت کا یقین دلاؤ گا!!"اپنی قید میں مچلتی گلاب کو ایک جھٹکے سے اسنے آزاد کیا

"مجھے تم سے نفرت ہے زارون شیخ!!"نم آنکھیں لیے اس نے شکوہ کیا

"کوئی بات نہیں میں محبت کرنا سیکھا دوں گا!!"وہ مسکرا کر بولا

اس پر ایک آخری نگاہ ڈالے وہ اندر چلا گیا جبکہ گلاب نے اسکی پشت کو نفرت سے تکا

"کیوں زارون اب کیوں۔۔۔۔۔جب سب کچھ ختم ہو گیا تو کیوں اب!!"وہ جلدی سے بیک ڈور کی جانب سے واشروم میں گئی اور میک اپ ٹھیک کرتی دوبارہ ہال میں داخل ہوئی جہاں بہادر خان کچھ لوگوں سے ہنس کر بات کر رہا تھا

اپنے چہرے پر ایک مسکراہٹ سجائے وہ بہادر خان کی جانب بڑھی

''کہاں گئی تھی؟''اسکی کمر پر گرفت سخت کرتے بہادر خان نے سوال کیا

''وہ۔۔۔واشروم!!''گلاب نے جھٹ جواب دیا جس پر بہادر خان نے محض سر ہلایا

وہ خود بھی ابھی ابھی دوبارہ آیا تھا اسی لیے گلاب کے غائب ہونے کا اندازہ نہ ہوا

''مسٹر نیازی!!''زارون ان کی جانب آیا

''اوہ مسٹر شیخ''

''اب مجھے اجازت دے مسٹر نیازی!!''زارون گلاب کو ایک نظر دیکھتے بولا جب

بہادر خان کی نظر اس کے گال پر ٹکی جو لال ہوا تھا

''مسٹر شیخ یہ آپ کے گال کو کیا ہوا؟''بہادر خان نے سوال کیا تو گلاب نے خوفزدہ

آنکھوں سے زارون کو دیکھا جو اسی کو دیکھ رہا تھا

''یہ۔۔۔۔یہ کچھ نہیں،بس ایک خوبصورت حادثہ!!''گلاب نے نظریں چرائی

''میں سمجھا نہیں!!''بہادر خان حیران ہوا

''کچھ نہیں بس مچھر،ہاں مچھر نے کاٹ لیا۔۔۔۔خیر مجھے اجازت دے۔۔۔۔۔''

زارون نے ہاتھ آگے بڑھایا جسے بہادر خان نے تھاما

”آپ سے بھی جلد ملاقات ہو گی مس گل رعنا!!“مسز کہنے سے اس نے پرہیز کیا

گلاب نے اسے زبردست گھوری سے نوازہ جبکہ زارون اسے ایک آنکھ مارتا وہاں سے چلا گیا

پورا راستہ خاموشی سے کٹا تھا۔۔۔۔۔۔گلاب نے اپنے ساتھ بیٹھے بہادر خان کو دیکھا جو کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔گھر آکر بھی بہادر خان نے گلاب کو کچھ نہیں کہا۔۔۔۔۔۔ورنہ اب تک تو وہ اسکا حشر تک بدل دیتا۔۔۔۔۔۔اسے مارتا کہ کیسے وہ اسکے دوستوں کے سامنے اپنی خوبصورت ادائیں دکھا کرا نہیں بہکا رہی تھی۔۔۔۔۔۔بہادر خان نہ صرف ایک گندی ذہنیت کا مالک تھا بلکہ وہ دماغی طور پر بھی پاگل ہو گیا تھا۔۔۔۔۔۔وہ گلاب پر بے انتہا شک کرتا تھا

مگر آج گلاب کو بہادر خان کی مار سے زیادہ زارون شیخ کے الفاظ سے ڈر لگ رہا تھا۔۔۔۔۔۔اسکی آنکھوں میں ایک ایسا جنون تھا جو گلاب کو اندر ہی اندر ڈرائے ہوئے تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

زارون کے چہرے پر ایک الگ ہی مسکراہٹ، الگ ہی خوشی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔اسکے ہونٹوں سے مسکراہٹ ایک پل کو بھی جدا نہیں ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔احان کی گاڑی کا ٹائر پنکچر ہو گیا تھا جس کی وجہ سے زارون نے انہیں لفٹ دی تھی۔۔۔۔۔۔۔احان تو بس زارون کے چہرے کو دیکھ رہا تھا جس پر ایک الگ ہی چمک۔۔۔۔۔۔۔ایک الگ ہی خوشی تھی۔۔۔۔۔۔احان اس کو بہت قریب سے نوٹ کر رہا تھا

"کیا بات بہت خوش ہوں؟" بلآخر احان نے پوچھ ہی لیا

"تمہیں کیا لگتا ہے کیا بات ہو سکتی ہے؟" سوال کے بدلے سوال

"زارون میری بات مانو اور جلد ہی کسے اچھے سائکیٹرسٹ کے پاس جاؤ تمہیں اشد ضرورت ہے!!" احان کو اسکی ذہنی حالت پر شک ہوا، جبکہ زارون کا قہقہ گاڑی میں گونجا، جس پر احان نے عجیب نظروں سے اسے گھورا

"واٹ؟" زارون اسکی گھوری پر بولا

"یو ریئلی نیڈ آ ڈاکٹر مائی فرینڈ!!" احان نے اسکا شانہ تھپتھپایا

"میرا علاج ڈاکٹر نہیں محبت ہے!!" زارون بڑے ترنگ سے بولا

”زارون کیا پی رکھی ہے تونے؟ یہ کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہا ہے؟“احان زچ ہوا

”محبت انسان کو بہکا ہی دیتی ہے میرے دوست!!“زارون سیٹی بجاتے بولا

”احان چھوڑے نا!!“احان جو کچھ بولنے والا تھا بسمل کی آواز پر منہ بند کر لیا

”گلاب کی محبت میں سٹھائیا گیا ہے یہ بندہ!!“احان بڑبڑایا۔۔۔۔۔

”لو بھئی تم لوگوں کی منزل آگئی ہے!!“گاڑی ان کے گھر کے سامنے روکتے وہ بولا

بسمل سوئے ہوئے شایان کو لیکر اندر چلی گئی جبکہ احان وہی رہا

”زارون ہو سکے تو اسے بھول جاؤ۔۔۔۔۔وہ اپنی زندگی میں آگے بڑھ گئی ہے تم بھی بڑھ جاؤ!!“احان نے اسے مشورہ دیا اور وہاں سے چلا گیا

”نہیں احان میں اسے بھول نہیں سکتا۔۔۔۔۔وہ بسمل نہیں ہے وہ دل لگی نہیں ہے وہ گلاب ہے وہ محبت ہے!!“زارون خود سے بڑبڑایا۔۔۔

ایک بات تو طے تھی آج اسے پر سکون نیند آنے والی تھی

کافی کا مگ لبوں سے لگائے وہ کب سے ناران کی ان خوبصورت وادیوں میں گم تھی۔۔۔۔۔۔۔ گزرے پانچ سالوں میں اس نے بہت نام کمایا تھا۔۔۔۔۔۔وہ پاکستان کے مشہور ڈیزائنرز میں سے ایک تھی۔۔۔۔۔ گزرے چند سالوں میں جہاں اسکی شخصیت میں میچورٹی آئی تھی وہی وہ مزید خوبصورت ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔

""میم سر آگئے ہے!!"" اسکی سیکریٹری نے اسے آکر بتایا جس پر زینیہ نے گہری سانس اپنے اندر اتاری اور آنے والے طوفان کے لیے خود کو تیار کیا

رامش یہ نہیں جانتا تھا کہ ڈیزائنر کون ہے، مگر زینیہ کو اچھے سے معلوم تھا کہ ماڈل کون ہے

زینیہ کی پیٹھ رامش کی جانب تھی۔۔۔۔اس نے کرسی سے اٹھ کر اپنے بے شکن لباس کو ہاتھ سے ہلکا سا ٹھیک کیا اور گلہ کھنکھارتے مڑ گئی

""مس زینیہ یہ ہے مسٹر رامش ہماری ایڈورٹائزمینٹ کے ماڈل اینڈ مسٹر رامش میٹ مس زینیہ یور ڈیزائنر"" ٹیم کے ایک ممبر نے ان دونوں کا آپس میں تعارف کروایا۔۔۔۔۔جبکہ رامش اور زینیہ کو تو آس پاس کا کوئی ہوش ہی نہیں تھا

''میں تم سے محبت کرتا ہوں زینیہ کیا تم مجھ سے شادی کروں گی؟ میری ہمسفری قبول کروں گی۔۔۔۔۔۔۔میں، میں بہت تھک گیا ہوں زینیہ۔۔۔۔۔ٹوٹ گیا ہوں بلکل مجھے سنبھال لو۔۔۔۔۔۔اب بس تم میری اپنی ہوں!''رامش کے شکستہ الفاظ کہی دور سے اس کے کانوں میں گونجے

''میں تم سے محبت نہیں کرتی، میں کسی اور سے محبت کرتی ہوں۔۔۔۔معاف کرنا مگر تم میرا انتخاب نہیں رامش!!''دل کو توڑ دینے والے الفاظ رامش کے کانوں میں گونجے

''مس زینیہ!! مس زینیہ!!''اسکی ورکر نے اسے ہلایا

''ہوں؟''زینیہ جیسے گہری نیند سے جاگی جب اسکی ورکر نے رامش کے بڑھے ہوئے ہاتھ کی جانب اشارہ کیا۔۔۔۔

''اوہ ویلکم مسٹر رامش!!''زینیہ نے فورا اسکا ہاتھ تھاما اور اپنی اسسٹینٹ کے ہاتھ سے بوکے لیکر رامش کے سامنے پیش کیا جس رامش نے تھام لیا

''ویسے ایسا ویلکم تو کبھی کسی دشمن کو بھی نصیب نہ ہوں!!''رامش سپاٹ لہجے میں بولتا

زینیہ کا دیا گیا بوکے اپنے اسٹینٹ کی جانب اچھالتے وہ آگے بڑھ گیا

زینیہ نے مڑ کر اسکے دیکھا، سب اسکے بد تمیزانہ لہجے پر قیاس آرائی کر رہے تھے جبکہ زینیہ کی نظریں اسکے پٹی بندھے ہاتھوں پر تھی

"کیا اسے چوٹ لگی ہے؟" زینیہ کے دماغ میں یہ سوال گونجا

رات سے صبح ہو گئی تھی مگر بہادر خان سٹڈی روم سے باہر نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ بھلے وہ جتنا مرضی طاقتور ہوں مگر سلطان کے آگے وہ کچھ بھی نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ اس نے شمس سے کہہ کر زارون کی ساری انفارمیشن نکلوائی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔ اسے زارون پر شک تھا کہ کہیں وہ اپنے باپ کی موت کا بدلا تو نہیں لینا چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔ اور اب شمس کے پاس صرف دو ہی گھنٹے بچے تھے تمام انفارمیشن لانے میں۔۔۔۔۔۔ بہادر خان کی نظریں بار بار گھڑی کی سست رفتار سے چلتی سوئیوں پر تھی

"اگر تم نے میرا ساتھ کوئی گیم کھیلنے کی کوشش کی زارون شیخ تو میں تمہیں تمہارے باپ کے پاس پہنچانے میں ایک منٹ ضائع نہیں کروں گا!!" بہادر خان تنفر سے بولا

آخر کار دو گھنٹوں کے طویل انتظار کے بعد آخر کار شمس فائل لیے آہی گیا تھا

''کیا معلوم ہوا؟'' بہادر خان کے لہجے میں کچھ ایسا تھا جس پر شمس چونک اٹھا

زارون وہ پہلا انسان نہیں تھا جس کی معلومات بہادر خان نے نکلوائی تھی۔۔۔۔۔۔۔

مگر وہ پہلا انسان ضرور تھا جس کی معلومات پر بہادر خان کے چہرے پر ایک الگ تاثر ابھرا تھا۔۔شائد ڈر

''کچھ خاص۔۔۔۔۔۔۔بچہ بچپن سے لندن میں پلا بڑھا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔وہی بارڈنگ سکول میں پڑھائی مکمل کی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔پھر کچھ عرصہ پاکستان آیا مگر یہاں کی تعلیم پسند نہیں آئی تو دوبارہ لندن چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔پانچ سال پہلے ہی پاکستان واپس آیا تھا باپ کی موت پر۔۔۔۔۔۔۔۔مگر پھر دوبارہ ڈگری مکمل کرنے کے لیے لندن گیا بس چند ماہ کے لیے۔۔۔۔۔۔۔۔!!'' شمس نے ساری انفارمیشن اسے دی

''اور سلطان اس سے کیا تعلق ہے اسکا؟'' بہادر خان نے جھٹ اگلا سوال کیا

''سلطان اس پر بہت یقین کرتا ہے،آنکھیں بند کر کے اس کی باتوں پر عمل کرتا ہے۔۔۔۔۔۔۔جب اس نے اپنا خود کا بزنس شروع کیا تو سلطان نے کافی سپورٹ کیا

اسے۔۔۔۔۔۔۔سلطان کے آدمیوں کے مطابق چونکہ اسکا باپ سلطان کے بہت قریب تھا اسی لیے سلطان کو اس سے بہت انسیت ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس کی خاطر کسی کی بھی جان لے سکتا ہے وہ!!''شمس فروٹ باسکٹ سے انگور کا دانا منہ میں ڈالتے بولا جبکہ بہادر خان کا چہرہ پیلا ہو گیا

''تمہیں کیا ہوا ہے؟رنگ کیوں اڑا ہوا ہے؟''شمس نے نا سمجھی سے اسکا چہرہ دیکھا

''وہ سلطان اسے پتہ چل گیا ہے کہ ہم نے اسکے سامان میں ہیرا پھیری کی ہے۔۔۔۔۔اسے کڑوڑوں کا نقصان ہوا ہے۔۔۔۔۔۔۔صرف آج اور کل کا دن ہے میرے پاس پر سو مجھے اس کے پیسے واپس کرنا ہو گے۔۔۔۔۔ورنہ وہ ہم میں سے کسی کو نہیں چھوڑے گا!!''بہادر خان ماتھا مسلتے بولا

''کیا؟''شمس اپنی جگہ سے اچھلا

''اسے کیسے معلوم ہوا؟''شمس کی آنکھیں حیرت کے مارے ابل پڑی

''معلوم نہیں!!''بہادر خان کا سر نفی میں ہلا

''کہی اسکا کوئی جاسوس۔۔۔۔۔۔''شمس نے بات ادھوری چھوڑی

"آہ!!" وہسکی کا گلاس زور سے زمین مارتے بہادر خان دھاڑا

"اب کیا ہو گا!!" شمس الگ سے پریشان تھا

"زارون!!" بہادر خان بڑبڑایا

"کون؟" شمس کو لگا اسے سننے میں پرابلم ہوئی ہے

"زارون رستم شیخ۔۔۔۔۔۔وہی مدد کر سکتا ہے اب میری!" بہادر خان فورا بولا

"تم دشمن کے بیٹے کی مدد لے رہے ہوں بہادر خان!!" شمس نے وارن کیا

"جب اسے کچھ معلوم ہی نہیں تو ٹینشن کیسی۔۔۔۔۔اور ویسے بھی اس وقت سلطان سے زیادہ بڑا دشمن کوئی نہیں میرا۔۔۔۔" بہادر خان نے تڑخ کر جواب دیا

دشمنی کا پہلا اصول کبھی اپنے دشمن کو کمزور مت سمجھنا۔۔۔۔۔۔بہادر خان بھی اس وقت یہی کام کر رہا تھا۔۔۔۔۔وہ زارون کو کمزور سمجھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔اور یہ پہلا قدم تھا بہادر خان کا بربادی کی جانب

گہری نیند میں گم وہ خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہا تھا۔۔۔۔۔۔ایک میٹھی سی

مسکان اسکے چہرے پر تھی۔۔۔۔۔دفتعاموبائل کی بیل اسکی نیند میں خلل پیدا کیا۔۔۔زارون کے چہرے پر بیزاری جھلکی۔۔۔اس نے بند آنکھوں سے موبائل اٹھایا تھوڑی سی آنکھیں کھول کر کال رسیو کی

"ہیلو؟" وہ نیند میں بڑبڑایا

"زارون شیخ؟" بہادر خان جھٹ سے بولا

"کون؟" زارون نے چونک کر پوچھا حالانکہ آواز وہ پہچان چکا تھا

"بہادر خان نیازی بات کر رہا ہوں!!" بہادر خان نے تعارف کروایا

"ہوں بولو!!" زارون بے زار سا بولا

"وہ مجھے ملنا ہے تم سے ابھی!!" بہادر خان بولا

"پوچھ رہے ہوں یا بتا رہے ہوں؟" زارون نے ٹھنڈے لہجے میں دریافت کیا

"نہیں میں پوچھ رہا ہوں۔۔۔۔اگر فری ہوں تو کیا ہم مل سکتے ہے؟" بہادر خان کا ایسا لہجہ دیکھ کر جہاں شمس کے منہ سے پانی نکلتے نکلتے بچا وہی زارون کے لبوں پر ایک پراسرار مسکراہٹ در آئی

”ٹھیک ہے آجاؤں گا جب دل چاہے گا!!“زارون نے جواب دیا اور بہادر خان کی سنے بنا کھٹاک سے فون بند کر دیا۔۔۔۔۔۔جبکہ بہادر خان نے اسے دو تین اچھی اچھی گالیوں سے نوازہ

”سنو یہ زارون اگر اتنا ہی پیسے والا ہے تو یہ تمہارے ساتھ کوئی پراجیکٹ کیوں کر رہا ہے؟ حالانکہ اسکا گھاٹا ہے اس میں سراسر!!“شمس نے بھنویں اچکائی

”تمہیں کیا لگتا ہے کہ اس دنیا میں ایک میں ہی ہوں جو کالے پیسے کو سفید چادر میں لپیٹ کر بیٹھا ہے۔۔۔۔۔۔وہ سلطان کا خاص آدمی ہے شمس۔۔۔۔۔اور بنا سوچے سمجھے کچھ نہیں کرتا وہ!!“بہادر خان نے فوراً جواز پیش کیا

”تو تمہارا مطلب وہ صرف دنیاوی دکھاوے کے لیے یہ سب کر رہا ہے؟“شمس نے گلاس میں شراب انڈیلتے ہوئے سوال کیا جس پر بہادر خان نے سر اثبات میں ہلایا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بہادر خان کی کال آتے ہی وہ فوراً بستر سے نکلا۔۔۔۔۔۔نیند تو بس اپنی پرنسز کے ملنے کے خیال سے ہی کہی اڑن چھو ہو گئی تھی

وہ جلدی سے شاور لیکر آئینے کے سامنے کھڑا ہوا اور بال بنانے لگا۔۔۔۔۔۔ مسکراہٹ تو اسکے لبوں سے جدا ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔ سیٹی کی دھن بجاتا وہ سیڑھیاں اترتا نیچے ڈائنگ حال میں داخل ہوا۔۔۔۔۔۔اس اتنا خوش باش دیکھ کر وجدان اور زرقہ نے ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر دوبارہ اسکی جانب

"گڈ مارننگ ایوری ون!!" وہ زرقہ کے ساتھ بیٹھتا پلیٹ میں ناشتہ نکالتے بولا

"گڈ مارننگ!!" وجدان اور زرقہ کی حیرت کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی

"یہ ڈیزائنر کہاں ہے؟" وہ زینیہ کو نا پا کر پوچھ بیٹھا

"وہ تو کل ہی ناران کے لیے نکل گئی تھی۔۔۔۔۔۔اسکا کوئی شوٹ ہے!!" زرقہ بیگم کی بات پر اس نے سر اثبات میں ہلایا

"اسے چھوڑو تم اپنے بارے میں بتاؤ۔۔۔۔۔۔بہت خوش نظر آرہے ہوں؟" وجدان صاحب نے سوال کیا

"وجہ ہے ہی ایسی۔۔۔" زارون پھر سے کھل کر مسکرایا

"ہم سے وجہ شئیر نہیں کروں گے؟" زرقہ بیگم شرارتا بولی۔۔۔۔۔آج کتنے سالوں

بعد انہوں نے زارون کو مسکراتے دیکھا تھا

"شئیر کیوں؟میں تو آپ لوگوں کو ملواؤ گا بھی اس وجہ سے!!"زارون ناشتہ پورا کرتا۔۔۔کار کی چابی اٹھائے وہاں سے نکلا

"ارے مطلب تو سمجھاتے جاؤ!!"زرقہ بیگم نے پیچھے سے ہانک لگائی

"وجدان انکل سے پوچھ لے!!"اسنے بنا مڑے جواب دیا تو زرقہ وجدان کی جانب گھوما

"یہ کیا کہہ رہا تھا"زرقہ نے ابرو اچکائی

"محبت ہوگئی ہے تمہارے بیٹے کو۔۔۔۔اسی لیے اتنا خوش ہے۔۔۔۔۔۔۔اسی سے ملوانے کی بات کر رہا ہے!!"وجدان نے مسکرا کر جواب دیا جبکہ زرقہ بیگم کچھ چپ سی ہوگئی

"کیا ہوا تمہیں خوشی نہیں ہوئی؟"وجدان نے ان کا اترا ہوا چہرہ دیکھ کر سوال کیا

"ایسی بات نہیں ہے۔۔۔۔۔بس زینیہ کی وجہ سے کچھ پریشان ہوں۔۔۔۔وہ ابھی تک زارون کو اپنے دل و دماغ سے نکال نہیں پائی!!"زرقہ بیگم نے بجھے دل سے

جواب دیا

”زرقہ زینیہ ایک سمجھدار لڑکی ہے سمجھ جائے گی۔۔۔۔۔۔۔تم فکر مت کروں۔۔۔۔۔۔بس اب گھر میں آنے والی بہو کی آمد کی تیاریاں کروں!!“ وجدان مسکرایا تو زرقہ بھی مسکرادی

دوپہر ہونے کو آگئی تھی مگر ابھی تک بہادر خان نے اسے طلب نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔وہ کل رات سے کمرے میں موجود تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ کمرے سے باہر بھی نکل نہیں سکتی تھی

وہ ابھی انہی سوچوں میں غرق تھی کہ ایک ملازم دروازہ ناک کرتے اندر داخل ہوا اور اسے بہادر خان کے بلاوے کا پیغام دیا

”آپ جائے میں آتی ہوں!!“ اس نے جواب دیا اور ملازم کے جاتے ہی اٹھ کر آئینے کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔۔۔اپنے بالوں کو برش پھیرے اسنے خود کے چہرے پر میک اپ کیا اور ساتھ ہی ہونٹوں پر مسکراہٹ سجالی

”اب بن گئی میں گلاب سے گل رعنا!!“ بڑبڑاتی وہ کمرے سے باہر نکلی اور گول سیڑھیاں اترتے وہ کچن پار کیے بہادر خان کے آفس کے سامنے جا کھڑی ہوئی۔۔۔۔۔۔ایک گہری سانس لیے اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا اور دروازہ ناک کیا

”کم ان!!“ اجازت ملنے پر گلاب مسکراتی ہوئی اندر داخل ہوئی مگر دوسرے ہی لمحے اسکی مسکراہٹ سمٹ گئی۔۔۔۔زارون رستم کو ایک پل کو وہاں دیکھ کر وہ ٹھٹھکی مگر اگلے ہی پل خود کو سنبھالتی وہ مسکرا کر بہادر خان کی جانب بڑھی

”آپ نے مجھے یاد کیا؟“ مسکراتے لبوں کے ساتھ اس نے شیریں لہجے میں دریافت کیا مقصد صرف زارون کو یہ دکھنا تھا کہ وہ اپنی زندگی میں کتنی خوش ہے

”ہوں!!“ بہادر خان نے اس پر ایک نظر بھی نہ ڈالی۔۔۔جبکہ زارون بڑی دلچسپی سے اسکا جائزہ لینے میں مگن تھا۔۔۔۔گلاب اسے اگنور کرتی ٹرالی کی جانب بڑھی جو ملازم اسکے آنے سے پہلے ہی وہاں چھوڑ کر گیا تھا۔۔۔۔وہ جانتی تھی کہ بہادر خان نے اسے یہاں کیوں بلایا ہے۔۔۔وہ ڈرنکس تیار کرنے لگ گئی

”تو تم نے کیا سوچا زارون؟“ بہادر خان زارون کی جانب متوجہ ہوا

”میں تمہاری مدد کرنے کو تیار ہوں خان مگر!!“ وہ رکا

”مگر؟“ بہادر خان نے ابرو اچکائی

”مگر یہ دنیا ایک ہاتھ دے، دوسرے ہاتھ لے پر چلتی ہے!! تم سمجھ تو گئے ہو گے نا؟“

زارون مسکرا کر بولا تو بہادر خان نے کرسی سے ٹیک لگائے سگار کا ایک گہرا کش لگایا

”کیا چاہیے؟“ بہادر خان نے آنکھیں چھوٹی کیے اس سے سوال کیا

”گل رعنا!!“ ایک حرفی جواب۔۔۔۔۔۔۔وائن کا گلاس زارون کو تھماتی گلاب کے ہاتھ کانپے، جس کی کپکپاہٹ کو زارون نے واضح طور پر محسوس کیا

”بس؟“ بہادر خان ہنس کر بولا، زارون کا دل چاہا اس کا منہ نوچ دے

”کتنی راتوں کے لیے؟“ اب کی بار بہادر خان نے آگے ہو کر سوال کیا

زارون کی گرفت گلاس پر سخت ہو گئی، جبکہ گلاب تو یوں تھی جیسے یہاں کسی اور کی بات چل رہی ہوں

”ہمیشہ ہمیشہ کے لیے!!“ زارون سپاٹ لہجے میں بولا

”میں سمجھا نہیں؟“ بہادر خان حیران ہوا

"نا سمجھنے والی تو کوئی بات نہیں خان صاحب۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے گل رعنا پسند آگئی ہے، مجھے وہ چاہیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں مدد کروں گا۔۔۔۔۔۔۔مگر بدلے میں تمہیں اسے طلاق دینا ہوگی تاکہ وہ میری بیوی بن سکے۔۔۔۔۔سیدھی سی بات ہے!!" وہ کندھے اچکائے بولا اور ایک نظر گلاب کو دیکھا جو اب بلکل نارمل سی ٹیبل سیٹ کر رہی تھی

"مگر میں میڈیا کو بتا چکا ہوں کہ وہ میری بیوی ہے!!" بہادر خان ماتھا مسلتے بولا

"یہ میرا مسئلہ نہیں بہادر خان۔۔۔۔۔اگر تم بچنا چاہتے ہوں، اور میری مدد بھی تو تمہیں یہ کرنا ہوگا۔۔۔۔۔اور ہاں ایک بات یاد رکھنا میری یا گل رعنا کی عزت پر ایک حرف نہ آئے۔۔۔۔۔۔اب یہ سب کب اور کیسے کرنا ہے یہ تم پر ہے۔۔۔۔۔۔اب میں چلتا ہوں!!" وہ کوٹ ٹھیک کرتے اپنی جگہ سے اٹھا اور بہادر خان کی جانب ایک مسکراہٹ اچھالتا دروازے کی جانب بڑھا

جاتے جاتے وہ گلاب سے ٹکرانا نہ بھولا

"بہت جلد پرنسز۔۔۔۔۔۔تم میری ہوگی!!" وہ اسکے کان میں بولتا دروازہ پار کر گیا جبکہ گلاب کی آنکھیں نمی کے باعث دھندلا گئی۔۔۔۔

زارون کے جاتے ہی بہادر خان کی مسکراہٹ تھمی اور اس نے سخت نگاہوں سے گلاب کو گھورا جو آنے والے وقت کو سوچ کر ہی اپنی جگہ سن ہو گئی تھی

بہادر خان اپنی جگہ سے اٹھتا دھیمے دھیمے گلاب کی جانب بڑھا، جس کی نظریں جھک گئی اور وہ اپنے ہاتھ مسلنے لگی

"تو تم اپنی حرکتوں سے بعض نہیں آئی؟" بہادر خان کا لہجہ سنجیدہ حد تک خطرناک تھا

"خ۔۔خان۔۔۔۔و۔۔۔وہ۔۔۔۔مم۔۔۔میں نے کچھ نہیں کیا" اس سے پہلے گلاب اپنی بات پوری کرتی اسے اپنا گال دہکتا محسوس ہوا، اسکی آنکھوں سے کئی آنسو ٹوٹ کر زمین پر گرے

"ایک تو اتنی سج دھج کر میرے کولیگز کے سامنے آتی ہوں۔۔۔۔بہانے بہانے سے انہیں چھوتی ہوں، ہاتھ لگاتی ہوں اور آگے سے زبان چلاتی ہوں!!" اسکی تھوڑی کو سختی سے پکڑتے بہادر خان دھاڑا تو گلاب سہم گئی

"خان۔۔۔سس۔۔سچ میں۔۔۔۔۔غغ۔۔۔غلطی سے ہوا تھا۔۔۔۔آ۔۔۔آپ کی۔۔۔قق۔۔۔قسم!!" گلاب روتی بولی جب بہادر خان نے زور سے اسکی تھوڑی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چھوڑی اور وہ ایک جھٹکے سے زمین پر گر گئی

''یو نو واٹ۔۔۔۔ تم جیسی گھٹیا عورت کا علاج مجھے اچھے سے کرنا آتا ہے!!'' وہ اپنی بیلٹ اتارتے بولا جبکہ گلاب کا سر زورست نفی میں ہلا

''اسے کیسے پھسایا؟ اپنی خوبصورتی سے؟ اپنی معصومیت سے؟ یا کوئی کھیل کھیل کر؟ کب سے چکر چل رہا ہے تمہارا اس کے ساتھ؟'' وہ بیلٹ گلاب کے پیروں پر مارتا بولا

''آپ کو غلط فہمی ہوئی۔۔۔۔ مم۔۔۔۔ میں نہیں جانتی!!'' گلاب کا سر زور سے نفی میں ہلا

''نہیں جانتی؟ نہیں جانتی تو اس نے تمہارا مطالبہ کیوں کیا؟ تمہیں اپنی بیوی بنانا چاہتا ہے۔۔۔ کیوں؟ جواب دوں مجھے!!'' وہ دھاڑا

''میں۔۔۔ میں قسم سے کچھ نہیں جانتی!!'' گلاب رونے لگ گئی

''ابھی عقل ٹھکانے لگاتا ہوں میں تمہاری!!'' اسکے بالوں سے اسے پکڑتا وہ سیڑھیوں پر سے گھسیٹتا ہوا وہ اسکی چیخوں کو اگنور کرتا کمرے میں لایا اور زمین پر دھکا دیا۔۔۔۔۔ جبکہ گلاب آنکھوں میں خوف لیے سر تیزی سے نفی میں ہلائے پیچھے دیوار کے ساتھ

لگ گئی

"آج میں تمہارا وہ حشر کروں گا کہ تم قبر میں جانے تک بہادر خان کے نام سے ڈروں گی!!" وہ سخت بھاری لہجے میں بولتا گلاب کی جانب بڑھا

ناران کی خوبصورت وادیوں میں وہ شوٹ میں بزی تھا جب اسکی نظر زینیہ پر گئی۔۔۔۔۔۔۔وہ جب سے یہاں آیا تھا زینیہ کو اگنور کرنے کی ہر ممکن کوشش کر چکا تھا جبکہ نظریں بھٹکی بھٹک کر پھر سے اسی کے چہرے پر جاتی۔۔۔ماتھے پر کچھ بل سجائے وہ اپنی اسسٹینٹ کو کچھ سمجھانے رہی تھی۔۔۔۔۔۔جبکہ دوسری جانب سے انہیں چلانے کی آواز آئی۔۔۔۔۔۔وہ دونوں اس جانب متوجہ ہوئے تو نظریں اس ماڈل پر گئی جس کو رامش کے ساتھ شوٹ کرنا تھا۔۔۔۔وہ ایک ورکر پر زور زور سے چلا رہی تھی جبکہ اس نے شرمندہ ہو کر منہ نیچے کر لیا۔۔۔۔۔اس ورکر سے غلطی سے جوس اس ماڈل پر گر گیا تھا جس پر اس نے نا صرف اس ورکر پر ہاتھ اٹھایا بلکہ اب اسکے ماں باپ تک بھی پہنچ گئی تھی

"کیا ہو رہا ہے یہاں؟" زینیہ نے دونوں بازو سینے پر باندھے سوال کیا رامش بھی اپنا

شوٹ رکوا کر وہاں آچکا تھا اور اب ایک تماشہ لگ گیا تھا وہاں

”کیا نہیں ہوا یہ پوچھو۔۔۔۔۔۔۔دس بلڈی چیپ گرل۔۔۔۔۔اس نے میرا اتنا ایکسپینسیو ڈریس خراب کر دیا۔۔۔۔۔۔لک۔۔۔۔۔اومائی گاڈ۔۔۔۔۔یو نو واٹ اب میں یہ شوٹ تب ہی کروں گی جب یہ پنچ لڑکی میرے پاؤں پکڑ کر معافی مانگے گی۔۔۔۔۔۔ان سیکنڈ کیس جسٹ فائر ہر!!“ وہ ماڈل غصے سے چلاتی بولی جبکہ رامش اور زینیہ دونوں نے ہی اسے کچھ ناپسندیدہ نظروں سے دیکھا

”ایسی بات ہے؟ اگر وہ معافی نہیں مانگے گی تو تم شوٹ نہیں کروں گی؟“ زینیہ نے زرا آگے بڑھ کر سوال کیا

”نو نیور!!“ وہ ماڈل ایک ادا سے بولی

”اوکے فائن۔۔۔۔۔۔۔“ زینیہ بولی تو رامش نے اسے کچھ غصے اور حیران نظروں سے دیکھا جبکہ وہ ماڈل اپنی فتح پر مسکرائی اور اس ورکر کو دیکھا جو اب لب چباتی اسکے پیروں میں بیٹھنے والی تھی

”ویٹ آمنٹ حرا۔۔۔۔۔۔کیا میں نے تم سے کہاں معافی مانگنے کو؟“ زینیہ نے اس

ورکر سے پوچھا جس نے سر نفی میں ہلایا

"حمنہ ماڈل جبین کے ساتھ ہمارا جو کانٹریکٹ ہے اسکے پیپرز تو دینا!!" زینیہ کی بات ہر اسکی اسسٹینٹ نے فوراً اسے فائل میں سے کانٹریکٹ پیپرز دیے

"یو نو واٹ۔۔۔۔اب مجھے تمہارے ساتھ کام نہیں کرنا۔۔۔۔کیونکہ زینیہ انسانوں کے ساتھ کام کرتی ہے جانوروں کے ساتھ نہیں!!" کہتے ہی اس نے وہ کانٹریکٹ پیپرز پھاڑ کر جبین کے منہ پر دے مارے

جبکہ وہاں موجود سب لوگ ہونقوں کی طرح منہ کھولے یہ سب دیکھ رہے تھے حرا بھی

"حمنہ جلدی سے حرا کو ریڈی کروں۔۔۔یہ شوٹ جبین کی جگہ حرا کرے گی۔۔۔۔۔ہم انڈسٹری میں ایک نیا چہرہ متعارف کروانے والے ہے!!" زینیہ جبین کے لال ہوتے چہرہ کو دیکھ کر استہزایہ انداز میں مسکراتی وہاں سے چل دی جبکہ رامش کے ہونٹ سیٹی کی شکل میں ڈھل گئے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صبح اسکی آنکھ کھلی تو جسم تکلیف کے مارے دکھ رہا تھا۔۔۔۔پوری رات اس نے بہادر خان کا ظلم سہا تھا۔۔۔۔۔۔اسکا چہرہ تک تھپڑوں سے خراب ہو گیا تھا مگر اسکی آنکھیں بلکل ویران رہی۔۔۔۔۔۔کل بھی اس نے بہادر خان کے آگے ہتھیار ڈال دیے تھے۔۔۔۔اور پھر پوری رات اسکے ظلم اور بربریت کا نشانہ بنی رہی۔۔۔۔۔اس میں ایک انچ بھی ہلنے کی سکت نہیں تھی۔۔۔۔یونہی چھت کو گھورتے اسکی نظر سائڈ ٹیبل پر موجود کلنڈر پر پڑی تو آنکھیں پھیل گئیں۔۔۔وہ درد، تکلیف کو پس پشت ڈالتی فورا بیڈ سے اتری اور کپڑے لیے واشروم میں جا گھسی۔۔۔۔۔گرم پانی اسکے زخموں کو مزید تکلیف پہنچا رہے تھے مگر وہ بے سود رہی۔۔۔۔۔

آئینے کے سامنے کھڑی بال سلجھانے کے بعد اس نے اپنا چہرہ ایک بار پھر میک اپ سے رنگ دیا۔۔۔۔۔۔ان پانچ سالوں میں وہ اس چیز میں ماہر ہو چکی تھی۔۔۔۔۔۔

کندھے پر پرس ٹکائے، پیروں میں نازک سی ہیل پہنے، آنکھوں پر گلاسز ٹکائے اور ہاتھ میں سکارف پکڑے عجلت میں گھر سے نکلی۔۔۔۔۔۔۔ڈرائیور پہلے ہی گاڑی سمیت باہر موجود تھا۔۔۔۔جمعہ وہ واحد دن ہوتا تھا جس دن اسے بہادر خان کو ""کہاں گئی تھی؟"" سوال کا جواب نہیں دینا پڑتا تھا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گاڑی اپنی منزل پر رواں دواں تھی جب اسکی نظر پیچھے آتی باڈی گارڈز کی گاڑی پر پڑی

"یہ کس سیکیورٹی ہے؟"اس نے ڈرائیور سے سوال کیا

"یہ آپ کی سیکیورٹی ہے میم!!"ڈرائیور نے جواب دیا

"میری؟ مگر بہادر خان نے تو منع نہیں کیا تھا کہ میرے ساتھ کوئی سیکیورٹی نہیں ہو گی!!"گلاب چونکی

"جی میم۔۔۔۔۔۔مگر یہ سیکیورٹی سر کے دوست زارون رستم شیخ کی جانب سے دی گئی ہے!!"ڈرائیور نے جواب دیتے ہی اسکے چہرے کے تاثرات جانچنا چاہے جو بلکل بے تاثر تھا

پھر پورا راستہ اسکا خاموشی سے کٹا تھا۔۔۔۔۔۔

آدھے گھنٹے میں گاڑی اپنی منزل پر آکر رکی تھی۔۔۔۔۔اس نے سیٹ پر موجود پر سکارف اٹھایا اور چہرہ اچھے سے ڈھانپ لیا۔۔۔۔۔۔ویسے بھی وہ آج کل کچھ زیادہ ہی میڈیا کی نظر میں تھی۔۔۔۔کچھ طنز اور برے ریمارکس کے باعث

گاڑی میں سے قدم باہر نکالے،آنکھوں پر گلاسز ٹکائے وہ ہیل کی ٹک ٹک پر تیز قدم

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اٹھاتی وہ اور فنیج میں داخل ہوئی۔۔۔۔اسکا سر بلو سکارف سے ڈھکا ہوا تھا۔۔۔وہ نظریں نیچی کیے سب لوگوں کو نظر انداز کرتی اپنے مطلوبہ کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔۔۔وہ سامنے ہی تھا اسکے جینے کی وجہ،اسکا بیٹا۔۔۔۔۔۔۔۔اسکی زندگی مان

”مان!!“وہ نم آنکھوں سے مسکراتی اسکی جانب بڑھی جبکہ ایروپلین سے کھیلتے بچے نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اسکے ہونٹوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ در آئی

”ماما!!“چلاتے ہوئے وہ تین سال کا بچہ گلاب کی کھلے بازو میں جا سمایا

”مان!!“محبت سے بولتے گلاب نے اسکا پورا چہرہ چوما

”ماما!!“وہ کھلکھلا دیا۔۔۔۔

گلاب نے غور سے اپنے بیٹے کو دیکھا۔۔۔آنکھوں کے گرد سیاہ ہلکے،کمزور و لاغر سا وجود،بیمار چہرہ مگر روشن مسکراہٹ۔۔۔۔۔۔اسکی حالت دیکھ کر گلاب کے دل میں ایک درد سا اٹھا۔۔۔۔۔یہی تو تھی وہ وجہ جس کی وجہ سے وہ اب تک زندہ تھی،اب تک جی رہی تھی۔۔۔۔اگر وہ نا ہوتا تو؟

"ماما!"اس نے کس کر گلاب کو گلے لگایا تو گلاب ایک لمحے کو سسکی۔۔۔۔۔۔وہ انجانے میں اسکے زخموں کو بھینچ چکا تھا

"ماما کا ہوا؟"اس نے ڈر کر گلاب سے پوچھا جس پر گلاب نے مسکرا کر سر نفی میں ہلا یا

وہ ماں کو اپنی گود میں لیے کافی دیر تک اس کے پاس بیٹھی اس سے باتیں کرنے لگی۔۔۔۔۔۔اب شام ہو چکی تھی مگر دونوں ماں بیٹا کی باتیں ہی ختم نہیں ہو رہی تھی، جبھی اسکے موبائل پر بہادر خان کی کال آئی

"ہیلو!!"گلاب نے بادل نخواستہ کال اٹھائی

"کہاں ہوں؟"بہادر خان نے سوال کیا

"آپ کو نہیں معلوم!!"گلاب نے کڑھ کر جواب دیا

"زبان سنبھال کر گل رعنا!!"بہادر خان پھنکارا

"ابھی کے ابھی گھر واپس آؤ!"بہادر خان نے حکم صادر کیا

"مگر میرا ٹائم ابھی ختم نہیں ہوا!!"وہ نیچی آواز میں چیخی

"بکواس بند کروں اور جلدی گھر واپس آؤ۔۔۔۔۔۔ویسے بھی تمہارے وہاں دو گھنٹے

زیادہ رک جانے سے تمہارا وہ گناہ بچ نہیں جائے گا۔۔۔۔۔۔۔ مرنا ہی ہے اسے!!"

بہادر خان دھاڑا

"وہ آپ کا بھی بیٹا ہے خان!!" گلاب نم آنکھوں سے سسکتے بولی

"زبان نہیں چلاؤ اور گھر واپس آؤ ابھی کے ابھی!!" بہادر خان نے کال کاٹ دیا جبکہ گلاب نے لب چباتے مڑ کر مان کو دیکھا جو اپنی آنکھیں بڑی کیے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ کتنی معصومیت تھی ان آنکھوں میں۔۔۔۔۔۔ گلاب کے دل میں ایک بار پھر درد سا اٹھا تھا

تمام آنسوؤں کو اپنے اندر اتارتے اس نے بیڈ پر سے اپنا پرس اٹھایا اور آنکھوں پر گلاسز ٹکائے بنا مان کو دیکھ کر قدم آگے بڑھائے

"ماما مجھے بھی لے جائے۔۔۔۔ یہاں نہیں رہنا!!" وہ منہ بنائے بولا تو گلاب نے زور سے اسے اپنے سینے میں بھینچ لیا

"ماما ول کم سون اوکے!!" گلاب اسکا ماتھا چومتے بولی

"پنکی پرامس!!" اپنی چھوٹی انگلی آگے کیا اس نے پوچھا

"پنکی پرامس۔۔۔۔۔اور پھر جب نیکسٹ ٹائم ماما آئے گی نا تو مان کو ساتھ لے جائے گی!!" وہ اسے پچکارتے بولی حالانکہ یہ ناممکن تھا

"پی!!" وہ خوشی سے اچھلتا گلاب میں جا سمایا

"کاش یہ پل یہی تھم جائے!!" گلاب کے دل سے دعا نکلی۔۔۔ مگر فلحال یہ مشکل تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بہادر خان سے ڈیل فائنل کرنے کے فورا بعد وہ آفس آیا تھا اور سب سے پہلے اس نے عامر کو بلوایا

"بھائی آپ نے بلایا؟" عامر نے کیبین میں انٹر ہوتے پوچھا

"ہوں!! آؤ بیٹھو!!" اسنے سامنے کرسی کی جانب اشارہ کیا

"تمہارے لیے ایک نیا کام ہے عامر" زارون لیپ ٹاپ اوپن کرتے بولا

"جی بھائی حکم!!" عامر فورا بولا

"گل رعنا۔۔۔۔۔گل رعنا بہادر خان کی تمام ڈیٹیلز چاہیے مجھے۔۔۔۔ جتنی جلدی ہو سکے۔۔۔۔۔اور اس کام میں کسی قسم کی کوتاہی برداشت نہیں کروں

گا!!''زارون سپاٹ لہجے میں بولا تو عامر نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔۔

زارون کے اور بھی دشمن تھے۔۔۔۔ مگر زارون کے نزدیک دشمن کی عورت کو استعمال کرنا کائر پن تھا۔

''کیا کوئی مسئلہ ہے؟''زارون نے ابرو اچکائے پوچھا

''جج۔۔۔۔جی؟جی نہیں بھائی۔۔۔ جیسا آپ کہے!!''وہ سر تیزی سے اثبات میں ہلائے وہاں سے چلا گیا، جبکہ زارون پیپر ویٹ ہاتھ میں گھماتا پر سوچ نظروں سے سامنے موجود ایل۔ای۔ڈی کو دیکھنے لگا

''تمہارا برا وقت اب شروع ہوتا ہے بہادر خان!!''ہنس کر بولتے اس نے سینڈ کلاک کو الٹا کر دیا، جس میں سے ریت زرا زرا نیچے گرنے لگی

شوٹنگ کرنے کے بعد وہ سب پیک اپ کر رہے تھے جب رامش زینیہ کے پیچھے آ کھڑا ہوا جو اپنی اسسٹینٹ کو کل کے حوالے سے گائیڈ کر رہی تھی

''میم۔۔۔وہ سر!!''اسکی اسسٹینٹ نے پیچھے کھڑے رامش کی جانب اشارہ کیا

''ٹھیک ہے تم جاؤ!!'' اسسٹینٹ کو جانے کا اشارہ کرتی وہ رامش کی جانب مڑی

''جی کہیے مسٹر خان کوئی کام میرے لائق؟'' زینیہ نے دونوں بازو سینے پر باندھے تیکھی نظروں سے پوچھا

''کیسی ہوں؟'' غصے کے باوجود بھی وہ اپنے دل کو روک نہ پایا تھا جو زینیہ کے پاس جانے کو بیتاب تھا۔۔۔۔نہ ان آنکھوں پر پہرہ بٹھا پایا جو محبوب کے دیدار کو ترس رہی تھیں۔۔۔۔

''فائن!!'' ایک حرفی جواب دیا

''مجھ سے نہیں پوچھو گی؟'' ناچاہتے ہوئے بھی زبان سے شکوہ پھسلا

''مسٹر خان مجھے نہیں معلوم تھا کہ ہم میں ایسا کوئی رشتہ ہے جس کی بنا پر ہم ایک دوسرے کا حال احوال دریافت کرے؟'' زینیہ نے ابرو اچکائی

''میں تو پروفیشنلی پوچھ رہا تھا!!'' رامش زرا سا ہنسا جبکہ زینیہ اسے اگنور کرتی آگے بڑھی

''شادی۔۔۔۔شادی ہو گئی تمہاری؟'' کس دل سے رامش نے یہ سوال کیا تھا وہی

جانتا تھا

"اٹس نن آف یور بزنس!!" زینیہ نے بنا پلٹے جواب دیا

"یعنی کے نہیں ہوئی!!" رامش کے جواب پر زینیہ کڑھ کر رہ گئی

"مسٹر خان میں نے پہلے بھی کہا ہے اور اب بھی اٹس نن آف یور بزنس!!" زینیہ نے مڑ کر اسے انگلی دکھائی

"اوہ اٹ از مائی بزنس" اسکی انگلی کو نیچے کرتے رامش نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا

"یو نو واٹ جسٹ لیو اٹ!!" زینیہ سر نفی میں ہلائے مڑی

"اچھا چلو شادی نہ سہی منگنی ہو گئی؟ یا وہ بھی۔۔۔۔۔۔" جبکہ رامش کی بات پر زینیہ نے غصے سے مٹھیاں بھینچی

"چاہتے کیا ہے آپ کھل کر بتائے؟" زینیہ نے تنگ آکر پوچھا

"اسی سوال کا جواب جو پانچ سال پہلے کیا تھا؟ ابھی بھی منتظر ہوں میں!!" وہ جذب سے بولا

"اور میرا جواب بھی وہی ہے جو پانچ سال پہلے تھا۔۔۔۔ معاف کیجیے گا مگر آپ کا

انتظار رائیگا جانے والا ہے!!"زینیہ کوفت سے بولی

"وہ تمہیں نہیں ملے گا!!"رامش اسکی آنکھوں میں دیکھتے بولا

"بددعا دے رہے ہے؟"زینیہ زرا سا ہنسی

"نہیں فیکٹ بتا رہا ہوں۔۔۔۔عشق میں ناکام لوگوں کو پہچانتا ہوں میں۔۔۔۔۔

اور افسوس زینیہ وجدان کہ ان میں سے ایک تم بھی ہوں۔۔۔۔میری طرح یک طرفہ محبت میں برباد ہونے والوں میں ایک تم بھی ہوں۔۔۔۔تمہاری آنکھوں کی بجھی جوت تمہاری ناکامی کا راز بتاتی ہے۔۔۔تم دنیا کو دھوکہ دے سکتی ہوں مگر اپنی طرح محبت میں ہارے انسان کو نہیں!!"رامش کے اس خلاصے پر زینیہ نے نظریں چرائی،وہ کیسے پا گیا آنکھوں کے اس راز کو جو سب سے چھپایا ہوا تھا اسنے۔۔۔۔

"ایسا۔۔۔۔ایسا کچھ نہیں ہے!!"زینیہ اٹک کر بولی تو رامش مسکرا دیا

"میری جانب دیکھ کر بولو۔۔۔۔اور کہوں رامش خان تم غلط ہوں!!"وہ ٹھوس لہجے میں بولا

"نن۔۔۔نہیں۔۔۔۔۔۔ایسا۔۔۔۔کچھ نہیں ہے۔۔۔۔۔۔۔کچھ بھی

نہیں۔۔۔" تیزی سے سر نفی میں ہلائے وہ تیز قدم اٹھاتی وہاں سے چلی گئی جبکہ رامش نے تکلیف دہ مسکراہٹ سے اسے دیکھا۔۔وہ دونوں ایک ہی کشتی کے مسافر تھے

کمرے میں داخل ہوتے ہی وہ تیزی سے واشروم کی جانب بڑھی اور شاور اون کر کے اسکے نیچے کھڑی ہو گئی۔۔۔۔۔۔شاور نے اسے مکمل طور پر بھیگا دیا تھا۔۔۔۔اسکی آنکھیں ضبط سے لال ہو گئی تھی

"تو آج ایک اور انسان میرا راز پا گیا۔۔۔۔اس شخص کو میری تکلیف کا اندازہ ہو گیا جو مجھ سے محبت کا دعوے دار ہے۔۔۔مگر تمہیں میری تکلیف کیوں نظر نہیں آتی زارون۔۔۔۔بتاؤ مجھے میں کیا کروں۔۔۔۔کیسے نکالوں تمہیں اس دل سے۔۔۔۔۔۔میں۔۔۔میں مرنا چاہتی ہوں۔۔۔۔۔۔تم کیوں نہیں نکل جاتے اس دل سے۔۔۔۔۔۔اگر میرے ہوں نہیں سکتے تو نکل جاؤ اس دل سے پلیز!!" وہ گھٹنوں میں سر دیئے وہی شاور کے نیچے بیٹھی رہی۔۔۔۔

جم سے واک کرتی وہ گھر واپس آ رہی تھی جب اسے اپنے پیچھے کوئی آتا محسوس ہوا۔۔۔۔۔۔اس نے منہ موڑ کر دیکھا مگر کوئی نہیں تھا۔۔۔۔۔۔ پچھلے کچھ دنوں سے ایسا ہی ہو رہا تھا۔۔۔۔۔۔اسے ہر وقت یہ محسوس ہوتا کہ کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے مگر وہ اگنور کر دیتی۔۔۔۔۔ مگر آج کل اسکی چھٹی حس اسے کچھ غلط ہونے کا احساس دلا رہی تھی۔

"ابے یہ کام تو کرے گا نا؟" شمس نے اپنے ساتھی سے پوچھا

"ارے بھائی ایک دم سولڈ آئیڈیا ہے۔۔۔۔۔۔دیکھو ہم دونوں اس لڑکی کو چھیڑے گے۔۔۔۔۔۔بیچاری مدد کو دیکھے گی ادھر ادھر تبھی آپ سپر مین بن کر آنا اور اسے بچا لینا۔۔۔۔۔بس پھر بچی سیٹ سمجھو بھائی!!" ان میں سے ایک بولا تو وہ سب ہنس دیے۔۔۔۔

"اچھا بھائی وہ دیکھو لڑکی آ رہی ہے ہم جا رہے ہیں!!" شمس کو جواب دیتے وہ تینوں پریشے کی جانب بڑھے جو ادھر ادھر نظریں دوڑائے اب ناک کی سیدھ میں گھر جا رہی تھی

شمس بڑی مسکراہٹ لیے غور سے ان سب کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔وہ بڑے ماہر طریقے

سے پریشے کو چھیڑ رہے تھے جو نہایت سکون سے ان تینوں کی حرکتیں دیکھ رہی تھی

"یہ مدد کے لیے چلا کیوں نہیں رہی؟" شمس کے صبر کا پیمانہ اب لبریز ہو چکا تھا مگر آنکھیں حیرت سے تب پھیلی جب پریشے نے اسکی نظروں کے سامنے ان تینوں کی اچھی خاصی دھلائی کر دی تھی۔۔۔۔۔آخر کو بلیک بیلٹ جو ٹھہری

اپنے دونوں ہاتھوں کو جھاڑتے اس نے قدم آگے بڑھائے تھے جب ایک کار اسکے پاس آکر رکی اس میں سے نکلنے والے شخص کو دیکھ کر شمس کی آنکھیں پھیل گئیں

"عامر!" کوئی شک نہیں وہ عامر ہی تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے پریشے اس کے ساتھ گاڑی میں بیٹھتی وہاں سے جا چکی تھی جبکہ وہ تینوں اب اپنی لٹی پٹی حالت لیے شمس کے پاس واپس آ چکے تھے

"بھائی یہ ایٹم تو ایٹم بمب نکلی!!" ان میں سے ایک کراہتے بولا

"بھابھی۔۔۔۔۔بھابھی بول اسے کیونکہ اب تیرا بھائی اس سے شادی کرے گا۔۔۔۔۔پھر چاہے کسی کی بھی جان کیوں نا لینی پڑ جائے!!" شمس سرخ آنکھوں سے بولتا وہاں سے جا چکا تھا جبکہ باقی تینوں نے غور سے اسے دیکھا جیسا اسکا دماغ خراب

ہو گیا ہوں

\-----------

"سو۔۔۔۔کون تھے وہ؟" کار ڈرائیو کرتے عامر نے سوال کیا

"معلوم نہیں۔۔۔۔۔شائد گلی کے کچھ مخصوص غنڈے۔۔۔۔۔۔جنہیں لگتا ہے کہ لڑکیاں ایک آسان ہدف ہوتی ہے!!" پریشے نے مزے سے کندھے اچکائے

"تم بتاؤ آج کل کیا کر رہے ہوں؟" پریشے اے۔سی اون کیے پوچھا

"مشن مسز بہادر خان!!" عامر گاڑی موڑتے بولا

"ہیں!!! بہادر خان کی بیوی؟ وہ کب سے وکٹم لسٹ میں شامل ہوئی؟" پریشے کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں

"جب سے بھائی بہادر خان کی سوکالڈ پارٹی میں گئے تھے۔۔۔شائد!!" عامر نے جواب دیا

"ویسے بہادر خان کی بیوی سے کیا ملے گا؟"

"وہ بہادر خان کی بیوی ہے ڈارلنگ۔۔۔۔تو یقینی طور پر اسے اپنے شوہر کے چل

چلن کا اندازہ ہو گا نا؟" عامر میٹھے لہجے میں بولا

"ہمم کہہ تو تم ٹھیک رہے ہوں !!" پریشے نے سر اثبات میں ہلایا

"میں کبھی غلط ہوا ہوں؟" عامر نے فخریہ لہجے میں سوال کیا تو پریشے آنکھیں گھما کر رہ گئی

آج کی پوری رات زارون کی آنکھوں میں کٹنے والی تھی۔۔۔۔۔۔اسکے چہرے پر ایک جاندار مسکراہٹ تھی جسے کھانے کی ٹیبل پر وجدان اور زرقہ دونوں نے محسوس کیا تھا

"تمہارا بھتیجا کوئی بڑا معرکہ مارنے جا رہا ہے میں تمہیں کہہ رہا ہوں زرقہ !!" وجدان نے اپنی سوچ ظاہر کی تو زرقہ نے غصے سے وجدان کو گھورا

صبح ہوتے ہی زارون نے اپنے وکیل کو کال کی اور پیپرز لیکر رستم ولا جو کہ اب بہادر خان کا تھا وہاں آنے کو کہاں

خود کو کلف لگی شلوار قمیض پہنے وہ جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لیے تیار تھا

نماز ادا کرنے کے بعد وہ گھر واپس آیا اور کمرے سے اپنی چیک بک اٹھائی۔۔۔اسکے ہونٹوں سے مسکراہٹ ایک پل کو بھی جدا نہیں ہو رہی تھی

"زارون!!"زرقہ نے اسے باہر جاتا دیکھ کر آواز دی

"جی؟"زارون ان کے پاس آیا

"کہاں جارہے ہوں؟"زرقہ نے اسکے ماتھے پر سے بال ہٹائے

"ایک بہت ضروری اور اہم کام ہے!!"وہ ہلکا سا مسکرایا

"اتنا ضروری کہ تم نے فیملی لنچ کو بھی نظر انداز کر دیا؟"زرقہ نے تفتیشی لہجے میں پوچھا تو زارون ہنس دیا

"بہت زیادہ ضروری!!"زارون ہنس کر بولا

"کیا یہ وہی وجہ ہے جس کی وجہ سے تم آجکل بہت خوش رہنے لگ گئے ہوں؟"زرقہ نے نظریں تیکھی کیے سوال کیا تو زارون جھٹ سر اثبات میں ہلایا

"مجھے اس وجہ سے ملنا ہے!!"زرقہ نے گویا حتمی فیصلہ کیا

"اسی کو لینے جارہا ہوں۔۔۔۔آج شام وہ وجہ آپ کے سامنے ہو گی!!"زارون انکا

گال چومتے وہاں سے چلا گیا جبکہ زرقہ نے وہی بیٹھے اسکی پشت کو تکتے اسکی نظر اتاری

"سر۔۔۔۔۔۔۔زارون سر آئے ہے!!" بہادر خان کے نوکر نے آکر اسے اطلاع

دی۔۔۔۔۔۔۔

بہادر خان جو صبح سے سلطان کو لیکر پریشان تھا زارون کی آمد کا سن کر فوراً اپنی جگہ سے

اچھلا

"ہاں تو گدھے اسے اندر لیکر آؤ!!" بہادر خان اپنے آدمی پر برسا جو سر جھکاتا فوراً وہاں

سے بھاگا

کچھ ہی دیر میں زارون اس کے آفس میں موجود تھا مگر اسکے ساتھ اسکا وکیل بھی وہاں

تھا

"یہ وکیل کس لیے؟" بہادر خان نے آنکھیں چھوٹی کیے سوال کیا

"اپنے کام سے کام رکھو تو بہتر رہے گا!!" زارون سپاٹ لہجے میں بولا

"یہ تمہارا چیک پورے پانچ کروڑ کا!!" زارون اسکے سامنے چیک رکھتے بولا۔۔۔۔۔

بہادر خان نے جیسے ہی چیک تھامنا چاہا زارون نے چیک اچک لیا

”پہلے گل رعنا!!“ زارون نے اسے یاد دلوایا

”اوہ ہاں۔۔۔۔۔۔بس ابھی بلواتا ہوں میں اسے۔۔۔۔۔آپ کی ہی ہے وہ!!“ بہادر خان ہنستے بولا جبکہ زارون نے ناپسندیدہ نظروں سے اسے دیکھا

”منصور جاؤ گل رعنا کو لیکر آؤ!!“ بہادر خان اپنے نوکر کو دیکھتے بولا

”سر وہ میڈم۔۔۔۔۔۔میڈم تو گھر نہیں ہے!!“ ملازم ادب سے ہاتھ باندھے بولا

”کیا مطلب کہاں گئی وہ؟“ بہادر خان چونکا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”سر جمعہ ہے آج!!“ ملازم کے جواب پر اس نے ہنکارا بھرا جبکہ زارون جو ایل۔ای۔ڈی پر نظریں جمائے بیٹھا تھا اسکا تمام دھیان بہادر خان کی جانب تھا

”ٹھیک ہے تم جاؤ!!“ بہادر خان نے سر سے اشارہ کیا

”مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے بہادر خان کے تم میرے ساتھ کوئی گیم کھیل رہے ہوں؟“ زارون نے تھکیی نظروں اور سپاٹ لہجے سے دریافت کیا

”نہیں ایسا تو کچھ نہیں ہے!!“ بہادر خان کا سر نفی میں ہلا

"تو گل رعنا کدھر ہے؟"زارون نے سوال دھرایا

"وہ۔۔۔وہ دراصل شاپنگ پر گئی ہے ابھی بلاتا ہوں اسے"جواب دیتے ہی بہادر خان نے فوراموبائل نکالا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔۔۔۔زارون نے کچھ الجھن بھری نگاہوں سے دیکھا مگر پھر کندھے اچکا دیے

"تمام پیپرز تیار ہے نا؟"اس نے وکیل سے پوچھا جس نے سر اثبات میں ہلایا جس پر زارون مطمئن سا مسکرا دیا

"گل رعنا بس آدھے گھنٹے میں واپس آرہی ہے!!"بہادر خان نے مسکرا کر جواب دیا جس پر زارون نے ہنکارا ابھرا

"بہادر خان۔۔۔۔۔۔بہادر خان۔۔۔۔۔۔مجھے پریشے چاہیے!!"غصے سے تمتماتا شمس اندر داخل ہوا اور زارون کو نظر انداز کرتا بہادر خان کے جانب بڑھا

"میرے مہمان آئے ہے بعد میں بات کرے گے!!"بہادر خان غصہ قابو کرتے بولا

"بھاڑ میں گئے مہمان۔۔۔۔۔۔مجھے ابھی بات کرنی ہے!!"شمس کا لہجہ خاصہ بد تمیزانہ تھا، مگر بہادر خان کونسا اس قابل تھا کہ اسکی عزت کی جائے

"خاصی عزت افزائی کروا رہے ہوں میری نیازی!!"زارون مسکراتے سخت لہجے میں بولا جس پر شمس نے مڑ کر اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔ایک پل کو اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا

"رستم!!"وہ بڑبڑایا جسے سن کر زارون مسکرایا

"شمس یہ زارون رستم شیخ سلطان کا خاص آدمی!!"بہادر خان کے تعارف پر شمس کا چہرہ ڈر کے مارے سفید پڑ گیا

"سس۔۔۔سوری۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔معلوم نہیں تھا کہ آپ آنے والے ہے سر!!"شمس گھبرا کر بولا

"دھیان رکھا کروں۔۔۔۔۔ذرا سی بے دھیانی اور سب کچھ ختم!!"زارون کے لہجے میں کچھ ایسا تھا جس پر شمس چونک گیا

"میں۔۔۔۔۔میں بعد میں آتا ہوں!!"شمس جواب دیتا وہاں سے چلا گیا

"تم مجھے بہت لمبا انتظار کروا رہے ہوں نیازی!!"زارون نے سگار کا ایک گہرہ کش لیا

"وہ۔۔۔وہ۔۔۔بس۔۔۔"

"جب تکن گل رعنا آتی ہے تھوڑا بزنس کا کام کرلے؟" زارون کی بات پر بہادر خان نے جھٹ سر اثبات میں ہلایا

"یہ پیپرز سائن کروں!!" زارون نے فائل اسکی جانب پھینکی

"یہ کیا ہے؟" بہادر خان چونکا

"ایگریمینٹ!!" زارون نے جواب دیا

"کیسا ایگریمینٹ؟" بہادر خان نے چونک کر سوال کیا جب ہیل کی ٹک ٹک پر گلاب اندر داخل ہوئی

"وہ آئے ہمارے گھر۔۔۔۔۔میرا مطلب اپنے گھر!!" زارون اوپر سے نیچے اسکا پورا جائزہ لینے کے بعد بولا

"خان مجھے کیوں بلایا؟" گلاب نے اسے اگنور کرنا ہی بہتر سمجھا

"اس ایگریمینٹ کے مطابق جو پیسے تم نے مجھے دیے ہے وہ مجھے واپس کروں گے سود سمیت!!" زارون بہادر خان کی جانب دیکھتے بولا

"مگر کل تک تو تم نے کچھ اور مانگا تھا پیسوں کے بدلے!!" بہادر خان پریشان سا بولا

"نہیں میں نے کل بھی یہی بات کی تھی اور آج بھی وہی کر رہا ہوں۔۔۔۔۔۔تم مجھے میرے پیسے واپس کروں گے سود سمیت۔۔۔۔۔۔۔سود تو آج میں اپنے ساتھ لیکر جاؤ گا" گلاب کا جائزہ لیتے وہ بولا

"جبکہ قرض تم مجھے بعد میں واپس کروں گے!! اب اچھے بچوں کی طرح اس پر سائن کروں نہیں تو سلطان کل تک تمہیں جہنم میں بھیج دے گا!!" زارون تھوڑا آگے کو ہو کر بولا تو بہادر خان نے فورا پیپرز سائن کیے۔۔۔۔۔جبکہ گلاب تو اسی بات پر خوش تھی کہ زارون پیچھے ہٹ گیا

"ویری گڈ۔۔۔۔۔اب ان پر بھی سائن کردوں!!" زارون نے ایک اور فائل اسکی جانب بڑھائی

"یہ کیا ہے؟" بہادر خان چونکا

"جاہل ہوں؟ پڑھنا نہیں آتا؟ تمہاری اور گل رعنا کی ڈائیوارس کے پیپرز ہے!!" زارون مسکرا کر بولا تو گلاب کی جان پر بن آئی۔۔۔۔۔۔

"تمہاری بیوی گل رعنا وہ سود ہے جو تم مجھے میرے پیسوں پر دوں گے!!" زارون

مزید بولا تو گلاب کو اپنا سانس اٹکتا محسوس ہوا

اس سے پہلے بہادر خان پیپرز پر سائن کرتا گلاب نے فوراً سے وہ پیپرز اٹھائے اور پھاڑ دیے

''نہیں خان۔۔۔۔۔میں آپکو ایسا نہیں کرنے دوں گی ہر گز نہیں۔۔۔۔۔۔پلیز خان مجھے طلاق مت دے۔۔۔۔۔۔مجھے طلاق نہیں چاہیے۔۔۔۔۔۔پلیز ایسا مت کرے۔۔۔۔۔۔آپ جو کہے گے میں وہ کروں گی۔۔۔۔۔مگر مجھے اس شخص کے حوالے نہ کرے۔۔۔۔۔۔مجھے کہی نہیں جانا آپ کے پاس رہنا ہے پلیز۔۔۔۔۔!''وہ روتے ہوئے بہادر خان کے پیروں مین گر گئی جبکہ بہادر خان نے ناپسندیدگی سے اسے دیکھا

''جب طلاق نہیں لینی تھی۔۔۔۔۔۔اسکے ساتھ نہیں جانا تھا تو اپنی ان اداؤں سے پھنسایا کیوں اب ڈرامہ کر رہی ہوں۔۔۔۔۔۔اور شکر مناؤں وہ تم سے نکاح تو کرنا چاہتا ہے!!''بہادر خان اسکے پاس بیٹھتا ہلکی آواز میں غرایا

''آپ کو اللہ کا واسطہ مجھے طلاق نہ دے۔۔۔۔۔۔میں پوری زندگی آپ کی رکھیل بن کر جی لوں گی مگر اس انسان کے ساتھ نہیں جاؤ گی!!''گلاب نفرت سے زارون کو دیکھتے

بولی

''بس !!!''اسکے اتنا سخت الفاظ پر زارون دھاڑا

''بہادر خان اسے طلاق دوں ابھی کہ ابھی۔۔۔۔۔۔اور میں اسے ابھی اپنے ساتھ لیکر جاؤں گا۔۔۔۔۔۔اور ہمارا نکاح بھی آج ہو گا!!''وہ گلاب کا چہرہ سخت گرفت میں لیے بہادر خان سے بولا

''وکیل صاحب نیازی کو دوسرے ڈاکیومینٹس دے!!''اپنی غصے سے بھری لال آنکھیں گلاب کی آنسوؤں سے بوجھل آنکھوں میں گاڑھے وہ بولا جب وکیل نے بہادر خان کے سامنے پیپر زرکھے

''میں بہادر خان، گل رعنا تمہیں اپنے پورے ہوش وحواس مین طلاق دیتا ہوں۔۔۔۔۔طلاق دیتا ہوں۔۔۔۔۔۔طلاق دیتا ہوں!!'' پیپر ز پر سائن کیے بہادر خان چیک اٹھائے سٹڈی روم سے چلا گیا جب اسے گلاب کا ڈرائیور باہر ملا

''سر وہ آج زارون سر نے میڈم کے لیے سیکیورٹی بھیجی تھی!!''ڈرائیور نے فورا جواب دیا

"ہاں تو میں کیا کروں۔۔۔۔ویسے بھی وہ اب تم لوگوں کی میڈم نہیں ہے طلاق دے دی ہے میں نے اس (گالی) کو!!" بہادر خان پھنکارتے اپنے کمرے میں چلا گیا جبکہ گلاب وہی بیٹھی رہی

"چلو گلاب اٹھو!!" زارون نے پیار سے اسے تھاما

"خبردار۔۔۔۔۔۔۔خبردار دور رہوں مجھ سے۔۔۔۔۔۔نفرت ہے مجھے تم سے۔۔۔۔۔۔کہی نہیں جاؤں گی میں۔۔۔۔۔۔یہی رہوں گی۔۔۔۔۔۔مگر تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گی سنا تم نے۔۔۔۔۔۔تم سے شادی سے بہتر کے میں بہادر خان کی رکھیل۔۔۔۔۔۔" اس سے پہلے وہ دوبارہ یہ الفاظ اپنے منہ سے نکالتی زارون کا ہاتھ اسکے چہرے پر نشان چھوڑ گیا جبکہ کمرے میں جاتا بہادر خان بھی تھپڑ کی آواز سن کر مطمئن سا ہو گیا

"تم محبت کے لائق نہیں ہوں گلاب، میرا مطلب گل رعنا!!" بہادر خان تھپڑ کی الگ ہی وجہ نکالتے خود سے بولا

"بس بہت کر لی بکواس تم نے اور بہت سن لیا میں نے!!" اسکا ہاتھ اپنی سخت گرفت میں تھامے وہ اسے کھینچتا ہوا اپنے ساتھ لیکر گیا جبکہ گلاب نے اپنے آپ کو آزاد کروانے

کی ہر ممکن کوشش کی

"چھوڑو میرا ہاتھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے کہی نہیں جانا۔۔۔سنا تم نے چھوڑوں مجھے!!" وہ چیختی چلاتی اپنے ناخنوں سے اسکا ہاتھ نوچنے لگی جس سے خون کی ننھی بوندیں زارون ہاتھ سے نکلی مگر وہ سخت گرفت کیے اسے اپنی کار کی جانب لایا اور اسے پیسنجر سیٹ پر دھکا دیے۔۔۔۔۔۔خود ڈرائیونگ سیٹ پر آبیٹھا

اس سے پہلے گلاب دوبارہ بھاگتی زارون کار لاک کر چکا تھا

"مجھے جانے دوں۔۔۔۔۔۔۔مجھے نہیں رہنا تمہارے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔ چھوڑوں مجھے۔۔۔۔۔۔۔"وہ اس پر چیخنے چلانے لگی مگر زارون کان بند کیے ڈرائیو کرنے لگا

جب کچھ بن نا پایا تو گلاب سر گھٹنوں میں دیے رونے لگی۔۔۔۔۔۔زارون نے افسوس سے اسے دیکھا مگر اس وقت زرا سی بھی نرمی اسکے لیے نقصان دہ ہو سکتی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"گھر آگیا ہے گلاب چلو اترو!!" گھر پہنچتے ہی گاڑی سے اترے وہ گھوم کر گلاب کی جانب آیا

"میں تمہارے ساتھ کہی نہیں جاؤ گی مجھے جانے دوں!!" گلاب بے بسی سے چلائی

"اچھا کہاں جاؤں گی۔۔۔ کوئی گھر ہے بھی تمہارا؟" زارون نے جیسے اسکی بے بسی کا فائدہ اٹھایا

"اس ملک میں بہت سے دارالامان ہے وہاں چلی جاؤ گی مگر تمہارے ساتھ نہیں آؤ گی!!" گلاب چیخ کر بولی تو زارون کو ایک بار پھر اپنا دماغ گھومتا محسوس ہوا

"تم ٹیڑھی انگلی سے نکلنے والا گھی ہوں۔۔۔۔۔ سیدھی انگلی تمہیں راز نہیں!!" اسکی سیٹ بیلٹ کھولے زارون نے اسکے بازو کو زور سے جھٹکا دیتے کار سے باہر نکالا

"چھوڑو مجھے۔۔۔۔۔۔۔ جانور، حیوان کہی کے جانے دوں۔۔۔۔۔۔ مجھے جانے دوں!!" ایک بار پھر وہ اونچی آواز میں چیخی چلائی

"یااللہ!!" زرقہ جو لاؤنج میں تھی شور سن کر اپنی جگہ سے اٹھی جب زارون کے ساتھ آتی لڑکی کو دیکھ کر ہاتھ اپنے دل پر رکھا

"زارون یہ۔۔۔۔۔۔۔" ان سے بولا نہیں گیا جب زارون نے اسے زرقہ کی جانب دھکا دیا

"چار ماہ۔۔۔۔۔۔۔پورے چار ماہ ہے تمہارے ساتھ۔۔۔۔۔اپنی آئندہ زندگی میرے ساتھ گزارنے کا ذہن بنالوں۔۔۔۔۔اپنی عدت پوری کروں اس گھر میں اور پھر شادی کی تیاری۔۔۔۔۔آؤں گا چار ماہ بعد تمہیں رخصت کروانے۔۔۔۔۔۔۔ اور بھاگنے کا سوچنا بھی مت ورنہ براحال کردوں گا" اسے انگلی دکھائے زارون وہاں سے چلا گیا جبکہ وہ زرقہ کے گلے لگے رونے لگی۔۔۔

مگر زرقہ تو حیران پریشان سی اس لڑکی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔۔اسے اپنے ساتھ لگائے زرقہ نے اسے صوفہ پر بٹھایا اور اسے پانی پلایا۔۔۔۔جبکہ گلاب کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔۔۔۔

زرقہ کب سے بیڈ پر لیٹے اس وجود کو دیکھ رہی تھی جو پچھلے دو دنوں سے ہوش وحواس سے بیگانہ تھی۔۔۔۔۔ڈاکٹر کے مطابق اسے گہرا شاک لگا تھا اسکا دماغ ابھی تک اپنے ساتھ ہوئے حادثے کو منظور نہیں کر پایا تھا

ڈاکٹر کے جانے کے بعد زرقہ نے زارون کی بہت زیادہ بے عزتی کی تھی۔۔۔۔۔۔۔ انہیں وہ وہی زارون لگا جو نو سال پہلے بسمل کو زبردستی اپنے ساتھ لیکر آیا تھا۔۔۔۔۔۔ زبردستی تو گلاب کو بھی لایا تھا مگر فرق صرف اتنا تھا کہ بسمل کو طلاق وہ دلوانا چاہتا تھا

جبکہ گلاب کو طلاق وہ دلوا چکا تھا

زرقہ اس پر سخت برہم تھی مگر وجدان کے سمجھانے پر اسکو بولنے کا موقع دیا جس پر زارون نے انہیں پانچ سال پہلے جو کچھ ہوا سب بتا دیا۔۔۔۔گلاب کو ایک نظر دیکھے انہیں زارون کے اس دن کے الفاظ یاد آئے

"خدا گواہ ہے پھوپھو میں کبھی بھی گلاب پر یہ ستم نہ ڈھاتا اگر مجھے یقین ہوتا کہ اسکا شوہر اس سے محبت کرتا ہے۔۔۔محبت نہ سہی عزت بھی کرتا تو میں کبھی گلاب کی زندگی میں واپس نہ آتا مگر وہ انسان۔۔۔۔۔۔وہ نہ تو اس سے محبت کرتا تھا اور نہ ہی عزت۔۔۔۔۔۔آپ خود اندازہ لگائے پھوپھو ایسا شخص جو اپنی بیوی کو اتنا مارے کہ اسے میک اپ کی گہری تہہ استعمال کرکے اپنے نشانات چھپانے پڑ جائے۔۔۔۔۔ایسا شخص جو اپنی بیوی کا سودا کسی بھی آدمی سے کرنے کو تیار ہو جائے محض چند روپوں کے لیے تو وہ کیا اسکی عزت کرتا اور کیا محبت۔۔۔۔۔۔مجھے جو ٹھیک لگا میں نے کیا۔۔۔۔۔مجھے معلوم ہے گلاب مجھے معاف نہیں کرے گی نہ اب کے لیے اور نہ ہی جو پانچ سال پہلے کیا اس کے لیے مگر میں کوشش تو کر سکتا ہوں نا؟ میں سب کچھ ٹھیک کرنا چاہتا ہوں ہمارے درمیان۔۔۔۔۔۔۔۔۔جانتا ہوں یہ مشکل ہو گا۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بہت زیادہ مشکل ہو گا۔۔۔۔۔۔ مگر میں اپنے اس دل کا کیا کرتا پھو پھو۔۔۔۔۔۔ میں نہیں دیکھ سکتا تھا اسے تکلیف میں۔۔۔۔۔اور وہ بھی تب پہنچانے والا بہادر خان نیازی ہوں!!" بہادر خان کے نام پر اسکے لہجے میں اپنے آپ نفرت سمٹ آئی تھی

"اس شخص ہر اس انسان کا استعمال کیا جس سے میں نے محبت کی خواہ وہ میرا باپ ہوں یا گلاب۔۔۔۔۔۔۔ میں، میں کیسے چھوڑ دیتا اسے اس جہنم میں۔۔۔۔۔۔ صرف دو ملاقاتوں میں، میں اس درد اس تکلیف کا اندازہ لگا چکا تھا پھو پھو جو وہ شخص گلاب کو دیتا تھا۔۔۔۔ میں واقعی میں گلاب سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔۔۔ میں چار ماہ کے لیے ملک سے باہر جارہا ہوں۔۔۔۔۔۔ تین ماہ میں گلاب کی عدت مکمل ہو جائے گی اور پھر ایک ماہ ہے آپ سب کے پاس شادی کی تیاریوں کے لیے۔۔۔۔۔۔۔اور گلاب کو کیسے منانا ہے یہ اب آپ پر ہے پھو پھو!!" زارون جواب دیتا وہاں سے چلا گیا

دو دن ہو گئے تھے اسے لندن گئے ہوئے دو دنوں میں وہ آٹھ مرتبہ کال کر چکا تھا گلاب کے حوالے سے۔۔۔۔۔۔۔ گلاب کو دیکھ کر زرقہ نے ایک گہری سانس خارج کی۔۔۔۔۔۔۔۔

کہنے کو تو گلاب غازان کی بیٹی تھی مگر شکل اسکی رستم سے ملتی تھی۔۔۔۔

وہ یونہی بیٹھی گلاب کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہی تھی جبکہ دھیمے دھیمے پلکے جھپکتی گلاب نے آنکھیں کھولی، کچھ دیر غائب دماغی سے وہ یہاں وہاں دیکھتی رہی جب اسکی نظر زرقہ پر جارکی جو اسے دیکھ کر مسکرائی گلاب ایک دم سے اٹھ بیٹھی اور آنکھیں پھاڑے زرقہ کو دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔وہ بنا کچھ کہے دروازے کی جانب بھاگی اور دروازہ کھولنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔۔۔۔وہ اسقدر خوفزدہ تھی کہ اسے اندازہ ہی نہ ہوا کہ دروازے کو اوپر سے کنڈی لگی ہے۔۔۔۔۔۔زرقہ اسکی کوشش پر اسے دیکھتی رہی اور پھر اپنی جگہ سے اٹھتی گلاب کی جانب بڑھی جو اب اونچی آواز میں چلا رہی تھی، دروازہ پیٹ رہی تھی مدد مانگ رہی تھی

"گلاب ادھر آؤ بیٹھ کر بات کرتے ہیں!" زرقہ آرام دہ لہجے میں بولی جبکہ گلاب تیزی سے نفی میں ہلائے دروازہ دوبارہ پیٹنے لگی

"کوئی فائدہ نہیں گلاب دروازہ باہر سے لاک ہے اور تب تک نہیں کھلے گا جب تک میں نہ چاہوں!!" کنڈی پر ایک نظر ڈالے زرقہ گلاب کو دیکھ کر بولی جو دروازے سے سر ٹکا چکی تھی

زرقہ نے آگے بڑھ کر اسکا ہاتھ تھاما اور بیڈ پر بٹھائے پانی کا گلاس اسے تھمایا جسے وہ ایک

ہی سانس میں پی چکی تھی

”گلاب ادھر دیکھو بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے؟“ زرقہ نے محبت بھرے لہجے میں پوچھا

”کیا ہوا ہے؟ آپ مجھ سے پوچھ رہی ہے کیا ہوا ہے؟ کیا آپ کے بھتیجے نے نہیں بتایا آپ کو کہ کیا ہوا ہے۔۔۔۔۔۔۔میری زندگی برباد کردی اس شخص نے۔۔۔۔۔۔۔ میرا اہستا بستا گھر برباد کردیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے کہی کا نہیں چھوڑا!“ ہچکیوں سمیت روتی وہ بولی

”تمہیں معلوم ہے کہ میں کون ہوں؟“ زرقہ نے حیرانگی سے پوچھا

”ہوں!!! آپ زارون رستم کی پھوپھو اور رستم شیخ کی بہن ہے زرقہ شیخ“ زرقہ نے محسوس کیا کہ رستم کے نام پر گلاب کے لہجے میں کرواہٹ اور چہرے پر نفرت در آئی تھی

”دیکھو گلاب زارون نے جو کیا۔۔۔۔۔وہ سب۔۔۔۔۔۔۔وہ سب تمہاری بہتری کے لیے۔۔۔۔۔۔۔وہ محبت کرتا ہے تم سے!!“ زرقہ اسکے بال سہلاتی بولی جبکہ گلاب نے نفرت سے زرقہ کا ہاتھ جھٹکا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"محبت؟محبت۔۔۔۔۔۔واہ کیا کہنے اس محبت کے۔۔۔۔۔۔دیکھیے مجھے کچھ نہیں سننا ۔۔۔۔۔۔کوئی محبت وحبت نہیں چاہیے مجھے۔۔۔۔۔۔مجھے بس یہاں سے جانا ہے۔۔۔۔۔آپ کو اللہ کا واسطہ مجھے جانے دے!!" وہ دونوں ہاتھ زرقہ کے سامنے جوڑتی بولی

"تم یہاں سے نہیں جاسکتی گلاب۔۔۔۔۔۔۔میں چاہو بھی تو بھی نہیں۔۔۔۔۔۔۔ زارون کا سخت پہرا ہے تم پر۔۔۔۔۔۔۔۔وہ تمہیں کسی بھی صورت نہیں جانے دے گے۔۔۔۔۔۔۔تمہیں اس گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں باقی تمہیں ہر قسم کی آزادی ملے گی۔۔۔۔۔۔۔مگر اب یہ بھول جاؤ کہ تم کبھی یہاں سے نکل پاؤ گی کم از کم تب تک نہیں جب تک زارون نہ چاہے۔۔۔۔۔میں میڈ کے ہاتھ کھانا بھجواتی ہوں کھالینا!!" گلاب کا گال تھپتھپائے وہ کنڈی کھولے کمرے سے باہر نکل گئی جبکہ گلاب وہی بیڈ پر بیٹھی سر ہاتھوں میں گرائے رونے لگی۔

شوٹ اب مکمل ہو چکی تھی۔۔۔۔۔دو دن سے زینیہ رامش کو اگنور کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔وہ ہمیشہ حرا کو گائیڈ کرتی جبکہ رامش کو گائیڈ کرنے کے لیے اپنی

اسسٹینٹ کو بھیج دیتی۔۔۔۔۔۔۔رامش بھی خاموشی سے اسکی تمام کاروائی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔رامش اگر زینیہ سے پروفیشنلی طریقے سے بھی بات کرتا تو زینیہ اسے اگنور کردیتی اب رامش کو اس پر غصہ آنے لگ گیا تھا کیونکہ وہ بنا کسی بات کے اسے ایٹیٹیوڈ دکھارہی تھی۔۔۔۔۔شوٹنگ کے مکمل ہوتے ہی وہ سب واپس جارہے تھے جبکہ رامش نے زینیہ کا ہاتھ تھام لیا اور اسے وہی روک دیا

"اپنی اسسٹینٹ اور باقی ورکرز کو جانے کا بولو۔۔۔۔مجھے بات کرنی ہے تم سے!!"

رامش اس کے کان میں بولا

"مگر مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی!"زینیہ غرائی

"سوچ لو زینیہ اگر تم نے میری بات نہ سنی تو میں ایسا تماشہ لگاؤں گا بھی کہ ابھی کہ تم اور میں کل صبح تک بریکنگ نیوز بن جائے گے اور یقین مانو تمہارے حق میں یہ بات بہتر ثابت نہیں ہوگی"رامش کا انداز وارننگ والا تھا زینیہ نے ایک نظر اسے گھورا اور پھر اپنے تمام ورکرز کو جانے کا بول دیا یہ کہہ کر کہ وہ بعد میں آئے گی

"مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ؟"زینیہ اور رامش اب اکیلے تھے جب زینیہ اپنا ہاتھ آزاد کروانے کی ناممکن سی کوشش کرتی اس پر چیخی

"میرا ابھی یہی سوال ہے کہ کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ؟ یہ اتنا ایٹیٹوڈ کیوں دکھا رہی ہوں مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سیدھے منہ بات تک نہیں کرتی۔۔۔۔۔۔فضول میں ں نخرہ دکھا کر ثابت کیا کرنا چاہتی ہوں؟" رامش پر اس پر چلایا

"مجھے کچھ ثابت نہیں کرنا میرا ہاتھ چھوڑو!!" زینیہ کی آواز اونچی ہوئی

"تب تک نہیں جب تک تم مجھے میرے سوال کا جواب نہیں دے دیتی۔۔۔۔۔۔ بتاؤں مجھے کیوں انکار کیا تھا پانچ سال پہلے مجھے۔۔۔۔۔اور اب بھی؟ اگر وجہ تمہاری وہ سو کالڈ محبت ہوتی تو آج کم از کم ہم دونوں میں سے تم تو خوش ہوتی مگر دیکھو تم تو مجھے خود سے بھی زیادہ برباد نظر آرہی ہوں!!" وہ اس پر ہنسا

"سو بتاؤ مجھے زینیہ آخر وہ کیا وجہ تھی جس کی بنا پر تم نے مجھے ریجیکٹ کیا؟" رامش اسے اپنے قریب تر کرتے بولا

ایک پل کو تو زینیہ کا دل چاہا کہ وہ دو حرف رامش پر بھیجتی اسے بتادے کہ اسنے رامش کو صرف بہادر خان کی وجہ سے ریجیکٹ کیا۔۔۔۔۔۔کہ اسکی وجہ اسکا وہ گھٹیا اور گرا ہوا باپ تھا۔۔۔۔۔۔مگر لب بھینچے وہ خاموش رہی

"مجھے جواب دوں زینیہ وجدان!!"

"میں تمہاری پابند نہیں ہوں رامش بہادر خان نیازی!!اپنی حد میں رہوں!"ایک جھٹکے سے ہاتھ آزاد کرواتی وہ وہاں سے چلی گئی تھی جبکہ اسکے لہجے میں موجود چبھن کو رامش نے اچھے سے محسوس کیا تھا

"ہمم تو تمہیں اس پولیس والے کی بیٹی چاہیے؟"بہادر خان نے شمس سے پوچھا جس نے تیزی سے سر اثبات میں ہلایا

"مل جائے گی مگر۔۔۔۔۔۔"وہ رکا

"مگر؟"شمس نے ابرو اچکائی

"مگر الیکشنز کے بعد۔۔۔۔۔۔۔فلحال الیکشنز قریب ہے میں کسی قسم کی بھی بے وقوفی نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔۔پہلے ہی اس گلاب کا قصہ تمام کیے میں سب نوکروں کو ڈرا دھمکا کر منہ بند کروایا ہے!!"بہادر خان کے جواب پر شمس کا منہ بن گیا

"سلطان کا کام ہوا؟"بہادر خان نے شمس سے دریافت کیا

''ہم کر دیا ہے۔۔۔۔۔۔۔ بھیج دیے ہیں پیسے !!'' شمس کے جواب پر بہادر خان کو سکون ملا۔۔۔۔۔اسکی نجانے کب سے اٹکی سانس بحال ہوئی تھی

''اور جوزاروں کے ساتھ ہمارا پروجیکٹ ہے اسکا کیا بنا؟'' بہادر خان نے دوبارہ سوال کیا

''ہاں دیکھ رہا ہوں اسے بھی تم فکر مت کروں !!'' شمس نے غیر سنجیدگی سے جواب دیا جس پر بہادر خان نے اسے گھورا

''اور سنو آج رات کا کوئی انتظام کروں میرے لیے !!'' وہ آرڈر دیتا دوبارہ وہسکی پینے لگا جبکہ شمس دانت پیستا وہاں سے نکل گیا

''ہنہ۔۔۔۔۔۔۔بڈھا قبر میں پیر لٹکے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔۔۔عمر کے آخری حصے میں ہے اور ابھی تک جوانی ہی ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی۔۔۔۔۔۔۔دیکھ لوں گا میں تمہیں بھی بہادر خان !!'' شمس غصے سے بہادر خان کی پشت کو گھورتا وہاں سے نکل گیا

ہفتہ ہونے کو آگیا تھا مگر گلاب کمرے سے نکلنے کا نام ہی نہیں لے رہی

تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔دو دن پہلے ہی جمعہ گزرا تھا۔۔۔۔۔۔وہ ہر جمعے کو اپنے بیٹے سے ملنے جاتی تھی مگر اس بار ایسا نہ ہو پایا۔۔۔۔۔۔

کتنا انتظار کیا ہو گا اسکے بیٹے نے۔۔۔۔۔۔۔۔کتنی کالز کی ہو گی اور فنیج والوں نے اسے مگر اسکا موبائل اسکے پاس ہوتا تو نا۔۔۔۔۔۔۔وہ تو اس دن بہادر خان کے گھر پر ہی رہ گیا تھا

نہ وہ ٹھیک سے کھانا کھا رہی تھی اور نہ ہی سو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔زرقہ اسکی ایک ایک حرکت پر نظر رکھے ہوئے تھی۔۔۔۔۔۔۔وہ زارون کو بھی اسکی کنڈیشن بتاتی جس پر وہ مزید بے چین ہو جاتا۔۔۔اگر گلاب کو کچھ نا ملتا تو اپنے بال نوچنا شروع کر دیتی یا اونچا اونچا رونا شروع کر دیتی۔۔۔۔۔۔۔شروع شروع میں تو زرقہ اسے چپ کرواتی مگر وہ یہاں سے جانے کی ضد کرتی۔۔۔۔۔۔مگر اب زرقہ اسکے پاس کم ہی جایا کرتی تھی۔۔۔۔۔۔انہیں ڈر تھا کہ کہی وہ موم نہ ہو جائے۔۔۔۔۔۔

رات کا آخری پہر شروع ہو چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔پیاس کے احساس سے زرقہ کی آنکھ کھلی وہ پاؤں میں سلیپر پہنے پانی پینے کچن میں گئی جب زرقہ کو گلاب کے کمرے سے عجیب

سی آوازیں سنائی دی۔۔۔۔۔۔وہ حیران ہوئی اور قدم اٹھاتی اسکے دروازے کے باہر کھڑی ہوتی دروازہ ناک کیا

"گلاب۔۔۔۔۔۔۔گلاب بیٹادروازہ کھولو!!" زرقہ نے آواز دی

"جی کہیے؟" گلاب کی اندر سے انہیں آواز سنائی دی

"بیٹا یہ کیسی آواز آرہی ہے؟"

"وہ۔۔۔۔۔۔وہ میں مووی دیکھ رہی ہوں!!" زرقہ اسکے جواب پر چونکی مگر کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا اور کمرے میں آگئی

"عجیب لڑکی ہے رات کے اس پہر مووی دیکھ رہی ہے!!" زرقہ کو کچھ غلط لگ رہا تھا مگر وہ خاموش رہی۔

تین ماہ گزر چکے تھے گلاب کی عدت بھی مکمل ہو گئی تھی مگر وہ بلکل ویسی رہی جیسی پہلے دن سے تھی۔۔۔۔۔۔۔نا کھاتی ناپیتی۔۔۔۔۔اور نہ ہی کمرے سے باہر نکلتی۔۔۔۔۔ کبھی کبھار اونچا اونچا رونا شروع کر دیتی تو کبھی بال نوچتی۔۔۔۔۔۔۔وہ دن بدن مزید

کمزور ہوتی جا رہی تھی۔۔۔۔زینیہ نے بھی اس سے کئی بار بات کرنے کی کوشش کی

مگر وہ کوئی جواب نہ دیتی

جب تین ماہ پہلے زینیہ شوٹ سے فری ہو کر گھر آئی تھی جب اسے کسی کے رونے کی

آواز سنائی دی جس پر وہ سمت کا تعین کرتی کمرے میں داخل ہوئی مگر وہاں موجود اس

لڑکی کو دیکھ کر وہ چونک گئی جس کی شکل بہت حد تک رستم اور زارون سے ملتی تھی

بعد میں زرقہ کی بدولت اسے گلاب کے بابت سب کچھ معلوم ہوا تھا۔۔۔۔۔یہ

جان کر کہ گلاب وہ لڑکی ہے جس سے زارون محبت کرتا ہے زینیہ کی آخری امید بھی

ٹوٹ گئی تھی

اب زارون کبھی بھی اسکا نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔۔زرقہ نے زینیہ کو یہ بتایا تھا کہ گلاب

کا ماضی کچھ خوشحال نہیں مگر اسنے بہادر خان کے حوالے سے کچھ نہیں بتایا تھا۔۔۔۔

زرقہ کا خیال تھا کہ یہ قصہ جتنا کم چھیڑے اتنا ہی اچھا ہو گا

بسمل بھی بہت بار گلاب سے ملنے کے لیے آتی رہی مگر گلاب نے اس بھی خاص

رسپونس نہیں دیا

ہاں بس ایک چھوٹا شایان تھا جس سے وہ کھیلتی اور مسکرا کر بات کرتی

عدت پوری ہو چکی تھی اور زارون نے کال کر کے زرقہ کو شادی کی تیاریاں شروع کرنے کا کہہ دیا تھا

"کیا مطلب ہے کہ آپ نے اس سے ابھی تک بات نہیں کی؟" زارون بھڑکا

"دیکھو زارون وہ اس حالت میں نہیں تھی کہ میں تمہارے حوالے سے کوئی بات کر پاتی۔۔۔۔۔۔تمہارا تو نام تک بھی سننا گوارہ نہیں اسے!!" زرقہ نے اسے سمجھایا

"آپ اس سے ابھی پوچھے گی۔۔۔۔۔۔۔بلکہ نہیں اسے بتائے گی۔۔۔۔۔۔۔۔حکم دے گی اسے کہ وہ مجھ سے شادی کرے!!" زارون تپا ہوا تھا

"اچھا اچھا میں بات کرتی ہوں!!" زرقہ نے اسے نارمل کیا

"اسے راضی کرے پھوپھو ورنہ مجھے پرانا زارون بننے سے کوئی بھی روک نہیں پائے گا!! اور آپ کے پاس صرف آج رات تک کا وقت ہے" انہیں وارن کر تا وہ کھٹاک سے کال بند کر گیا۔۔۔جبکہ زرقہ نے بے بسی سے موبائل کو دیکھا۔۔۔۔۔۔زرقہ پہلے ہی گلاب سے بات کر چکی تھی جس پر اس نے غصے سے انکار کیا تھا۔۔۔۔۔۔مگر

جب زرقہ نے اسے زارون کا ڈرا وادیا تو گلاب نے غصے سے پھلوں والی چھری سے اپنی کلائی کاٹ لی تھی۔۔۔۔۔۔۔ مگر کسی نے بھی یہ بات زارون کو نہیں بتائی تھی۔۔۔۔۔۔

مزید ایک ہفتہ گزر چکا تھا زارون روز کال کرتا اور گلاب کا جواب مانگتا مگر روز زرقہ اسے ٹال دیتی۔۔۔۔۔ مگر جب زارون کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوا تو زرقہ کو اسے وجہ بتانا ہی پڑی۔۔۔ جس پر زارون پھٹ پڑا تھا۔۔۔۔۔۔ اتنا کچھ ہو چکا تھا مگر اسے کسی نے بھی خبر نہ دی

وہ اگلی فلائٹ سے ہی پاکستان پہنچ چکا تھا باقی سب سے حساب کتاب بعد میں مگر پہلے اسے گلاب کا دماغ ٹھکانے لگانا تھا

وہ تیز قدم اٹھائے گلاب کے کمرے میں پہنچا جو سب سے بے خبر، بیگانہ کھڑکی کے پاس آسمان پر چمکتے چاند کو دیکھ رہی تھی

"مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ ہاں۔۔۔۔۔۔۔ بتاؤں مجھے کیوں انکار کیا تم نے پھوھو

کو؟“ایک جھٹکے سے اسکی کلائی تھامے اسکا رخ اپنی طرف کیے زارون چلایا جبکہ گلاب تو اس افتاد پر بھوکلا سی گئی

”تت۔۔۔تم!!“ وحشت زدہ آنکھوں سے وہ اپنے سامنے کھڑے زارون کو دیکھ رہی تھی

”ہاں میں!!“ زارون غرایا

”ت۔تت۔۔۔تم یہاں کیا کر رہے ہوں؟“ گلاب کی آنکھیں پھیل گئیں تھی اسے اپنے سامنے اپنے قریب دیکھنے

”میرے سوال کا جواب دوں پہلے تم نے پھوپھو کو مجھ سے شادی سے انکار کیا؟“

”ہاں کیا!!“ گلاب نے سپاٹ لہجے میں بولا

”کیوں؟“ زارون خود پر ضبط کرتے بولا

”کیونکہ تم میرے قابل نہیں زارون!!“ گلاب چلائی (میں تمہارے قابل نہیں زارون) جبکہ دماغ میں کچھ اور ہی چل رہا تھا

”اچھاااااا!!! اور کون ہے تمہارے قابل؟ وہ بہادر خان؟“ زارون پھنکارا

"تمہارا اس بات سے کوئی لینا دینا نہیں زارون۔۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے تم سے شادی نہیں کرنی بات ختم۔۔۔۔۔۔۔۔اب جاؤ یہاں سے!!" گلاب اسے اگنور کرتی بیڈ پر جا بیٹھی

"ہمم ٹھیک!!" سر اثبات میں ہلائے زارون نے موبائل نکالا اور ایک نمبر پر کال ملائی

"تمہارا ایک بیٹا ہے نا؟ تین، چار سال کا۔۔۔۔۔۔۔۔کیا نام ہے اسکا؟ ہاں یاد آیا مان۔۔۔۔۔۔۔یہی نام ہے نا؟" وہ فون کان کو لگائے گلاب کی جانب دیکھتا بولا جبکہ گلاب کے چہرے کا رنگ اڑ چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔اسنے وحشت زدہ ہو کر زارون کو دیکھا جو اسے نہیں دیکھ رہا تھا

"ہاں عامر کہاں ہوں تم؟ ٹھیک ہے وہی اور فنیج کے باہر رہنا۔۔۔۔۔۔۔اور جیسے ہی میں دوبارہ کال کروں تو کام کر دینا۔۔۔۔۔۔۔ہاں بچے کا نام مان ہے۔۔۔۔۔۔۔ہاں وہی جو کہاں وہی کرنا۔۔۔۔۔۔۔۔وہ بچہ بچنا نہیں چاہیے!!" زارون گلاب کی آنکھوں میں دیکھتا سرد لہجے میں بولا جبکہ گلاب کا سانس اٹک گیا

"یہ۔۔۔۔۔یہ۔۔۔۔۔کیا۔۔۔۔۔۔کیا کہاں تم نے۔۔۔۔۔۔۔کیا، کیا کرنے والے ہوں تم۔۔۔۔۔۔۔اور میرا بیٹا۔۔۔۔۔۔۔۔تم، تم کیا سوچ رہے ہوں؟" ڈر کی وجہ سے گلاب سے ٹھیک سے بولا نہ جا رہا تھا

"اب میری بات سنو اور غور سے سنو!! تمہارے پاس صرف دو آپشنز ہیں

گلاب۔۔۔۔۔۔۔پہلا مجھ سے شادی کروں اور میں تمہارے بیٹے کو کچھ نہیں کروں گا

اور دوسرا تم اس شادی سے انکار کر دوں اور پھر اپنی آزادی اور بیٹے سے ملنے کی خواہش

کو ہمیشہ کے لیے دفنا دوں۔۔۔۔۔۔دا چوائس از یورز!!"

"تم۔۔۔۔۔تم ایسا کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔۔۔۔۔ہیں نا؟ تم نہیں کروں گے نا ایسا؟"

گلاب کے لہجے میں شک کی رمق تھی

"تم جانتی بھی نہیں ہوں گلاب کے میں کیا کیا کر سکتا ہوں۔۔۔۔۔۔تمہاری ایک ہاں

اور ناں پر تمہاری اور تمہارے بیٹے کی زندگی منحصر ہے!! سوچ سمجھ کر جواب دینا

گلاب!!" اسکا گال تھپتھپاتے اس نے کمرے سے باہر کی جانب قدم بڑھائے

"میں۔۔۔۔۔۔۔میں تیار ہوں!!" لب کچلتی گلاب دھیمے لہجے میں بولی جبکہ زارون

کے بڑھتے قدم تھمے

"ہمم ٹھیک۔۔۔۔۔۔۔"

"مگر میری ایک شرط ہے!" گلاب فوراً سے بولی

”گلاب ڈیئر کیا تمہیں لگتا ہے کہ تم اس پوزیشن میں ہوں کہ تم مجھ سے اپنی شرطیں منوا سکوں؟“زارون نے اسکی جانب مڑے ابرو اچکائے پوچھا جس پر گلاب سر جھکا گئی

”خیر بولو کیا شرط ہے؟“زارون احسان کرنے والے لہجے میں بولا

”میں تم سے شادی کروں گی مگر میرا بیٹا پھر میرے ساتھ رہے گا!“گلاب جھٹ سے بولی

”دیکھے گے!!“زارون جواب دینا ضروری نہ سمجھا

”اگر میری شرط نہ مانی تو انکار کر دوں گی“گلاب چلائی

”اور اگر تم نے انکار کیا تو بیٹا کھو دوں گی!!“زارون کی بات پر گلاب کی آنکھوں میں بے بسی سے آنسو آگئے۔۔۔

”تم اس پوزیشن میں نہیں ہوں گلاب کہ مجھ سے کچھ مانگ سکوں۔۔۔۔۔۔۔تم کب کیا دینا ہے، کونسی چیز کب تمہارے لیے بہتر ہے؟اس کا فیصلہ میں کروں گا۔۔۔۔۔“ وہ اسکے قریب جھکتا بولا

”میں تمہارے پابند نہیں ہوں سنا تم نے!!“وہ دانت پیستے بولی

"بہت جلد ہو جاؤ گی!!" وہ مسکرایا۔۔۔۔۔۔اسکی آنکھوں میں فتح کی ایک انوکھی چمک تھی

"اور ہاں اپنے اس چھوٹے سے دماغ پر زیادہ زور نہ ڈالو۔۔۔۔۔۔۔۔ریلیکس رہوں۔۔۔۔۔۔۔۔میں نہیں چاہتا کہ میری ہونے والی بیوی زرا سی بھی ٹینشن لے۔۔۔۔۔۔۔۔کیونکہ اسے شادی کے دن سب سے خوبصورت نظر آنا ہے اور ٹینشن تمہارے لیے اچھی نہیں!!"

"میں۔۔۔۔۔۔۔میں ایک بار اپنے۔۔۔اپنے بیٹے سے بات کرنا چاہتی ہوں!" گلاب نے خواہش کا اظہار کیا

"کروادوں گا بات مگر ابھی نہیں۔۔۔۔۔۔۔مجھ پر بھروسہ رکھو گلاب!" اسے ایک مسکراہٹ سے نوازے وہ کمرہ پار کر گیا جبکہ گلاب نے نفرت سے اسکی پشت کو گھورا

"تم اعتبار اور بھروسے کے قابل نہیں زارون رستم!!" اسکے لہجے میں حد درجہ نفرت شامل تھی

فون پر گفتگو میں محو وہ ساتھ ہی ساتھ پورا لان سجوا رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔اسکے چہرے پر

سے ایک پل کو مسکراہٹ غائب ختم نہیں ہو رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔آنکھوں میں ایک علیحدہ سی چمک تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جیسے پوری دنیا کو فتح کر چکا ہوں وہ۔۔۔۔۔آہان سے کال پر بات کرتا وہ کسی بات پر کھل کر ہنسا تھا جب کافی کا مگ تھامے زینیہ لان میں آئی اور اسے ہنستے دیکھ کر مسکرادی۔۔۔۔۔۔۔حالانکہ اسکے چہرے پر سے نظر ہٹانا مشکل کام تھا مگر اب وہ کسی اور سے منسوب ہونے جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔

"کافی!!" اسے فون رکھتے دیکھ کر زینیہ نے مگ اسکی جانب بڑھایا جسے شکریہ ادا کرتے زارون تھام گیا تھا

"خوش ہوں؟" کچھ پل کی خاموشی کے بعد زینیہ نے سوال کیا

"بہت زیادہ!!" وہ مسکرا کر بولا تو زینیہ نے سر اثبات میں ہلا دیا

"اس سے محبت کرتے ہوں؟" زینیہ نے دوبارہ سوال کیا

"تم اندازہ بھی نہیں لگا سکتی!!" وہ گلاب کی لڑیوں سے سجتے مہندی کے جھولے کو دیکھتا دلکشی سے مسکرایا

زینیہ نے اسکی نظروں کا تعقب کرتے جھولے کی جانب دیکھا

"مہندی کے جھولے پر گلاب کی لڑیاں ؟"زینیہ حیران ہوئی

"ہاں میری گلاب کے لیے گلاب کے پھولوں سے زیادہ بہترین پھول کوئی بھی نہیں !!"زارون ایک جذب سے بولا جبکہ زینیہ تو لفظ "میری گلاب" پر اسکا چہرہ تکنے لگی

"ارے بھائی آرام سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔" پھولوں کی ایک لڑی کو ٹوٹتا دیکھ کر زارون کام والے آدمی کو ٹوکتا اسکی جانب بڑھا

زینیہ نے اسے دیکھا جواب نہایت دلجمعی سے اس آدمی کو ہدایات دے رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔نو سالوں میں پہلی بار ایسا تھا کہ زینیہ نے زارون کو اتنا خوش دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔

ایک بجھی سی مسکراہٹ اسکے لبوں پر در آئی

"اللہ تمہیں ہر خوشی سے نوازے زارون رستم !" مسکراتی وہ پلٹ گئی

کمرے میں یہاں سے وہاں چکر لگائے وہ جلے پیر کی بلی مانند چلتی بار بار دروازے کی

جانب دیکھ رہی تھی

اسکا دماغ پھٹنے کے قریب تھا اسے کسی طور بھی سکون نہیں آرہا تھا۔۔۔۔۔۔۔اپنے آپ سے وحشت سی محسوس ہورہی تھی

بیٹھک میں سے آتی قہقہوں کی آوازیں اسکا خون کھولا رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔وہ اپنے بال نوچتی دماغ تیزی سے چلارہی تھی جب ایک خیال دماغ میں آتی وہ پاگلوں جیسا مسکرا دی

کمرے کا دروازہ آہستہ سے کھولتی وہ آس پاس کسی کے نہ ہونے کا یقین کرتی تیز قدم اٹھاتی وہ سیڑھیوں کی جانب بڑھی

لاؤنج میں کوئی بھی موجود نہ تھا اسی لیے اسکا کام آسان ہو گیا تھا وہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتی زارون کے کمرے کے سامنے آرکی

آہستہ سے گردن موڑے کسی کے بھی نہ ہونے کا یقین کرتے اسنے اپنا گلا تر کیا اور آہستہ سے دروازہ کھولتی وہ کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔۔۔۔کمرے پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالے وہ تیزی سے واشروم کی جانب بڑھی

واشروم میں داخل ہوتے ہی اس نے تمام کیبینٹس کھولنے شروع کردیے تھے۔۔۔۔

وہ ہر کیبینیٹ کھول پر اپنی مطلوبہ شہ ڈھونڈنے لگی جب ایسے وہ نظر آگئی

گلاب کی آنکھیں چمک اٹھی، جلدی سے اپنی مطلونہ شہ کو اٹھائے اس نے ڈوپٹے میں چھپایا اور تمام کیبینیٹس کو بند کیا۔۔۔۔۔۔اب اسے جلد از جلد کمرے سے نکلنا تھا۔۔۔۔وہ واشروم کا دروازہ بند کرتی تیزی سے بند کرتی چہرہ جھکائے دروازے کی جانب بڑھی جب کسی سے زبردست قسم کا تصادم ہوا

زارون جو فریش ہونے کی غرض سے اپنے کمرے میں آیا گلاب کو وہاں پا کر چونک اٹھا جبکہ وہی گلاب دم سادھے زارون کو دیکھنے لگی

"وہ۔۔۔وہ۔۔۔وہ میں۔۔۔۔۔۔وہ مجھے واشروم یوز کرنا تھا

تو۔۔۔۔۔۔وہ۔۔۔۔۔"ڈوپٹے میں موجود چیز پر گرفت سخت کرتی وہ بڑبڑانے لگی جب زارون نے ہاتھ اٹھا کر اسے چپ ہونے کو کہاں

"میں نے کچھ پوچھا؟"زارون نے حیرت سے مسکرا کر آبرو اچکایا

"وہ میں ہاں۔۔۔۔وہ میں تمہیں ڈھونڈنے آئی تھی۔۔۔۔کہاں تھے تم!!"گلاب نے خود پر قابو پاتے پوچھے جبکہ زارون نے مسکرا آنکھیں گھمائی۔۔۔وہ اسکا جھوٹ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پکڑ چکا تھا۔۔۔۔۔معلوم تھا یہاں اس سے ملنے نہیں آئی مگر کیوں آئی یہ جاننے کی کوشش نہیں کی اس نے

"ویل گلاب ڈارلنگ ابھی تو شادی ہوئی بھی نہیں اور ابھی سے بیوی والا رعب بھی جمانا شروع کر دیا۔۔۔۔۔ویل آئی لائک دس سائڈ آف یورز!!" زارون نے اسے داد

"میرے ساتھ بکواس کر کے میرا دماغ خراب نہ کروں۔۔۔۔۔جواب دوں کہاں تھے تم؟" نجانے کیوں مگر گلاب کو بنا کسی بات کے غصہ آرہا تھا۔۔۔۔۔کیوں؟ یہ تو وہ بھی نہیں جانتی تھی

ایک دم زارون کے چہرے پر موجود مسکراہٹ تھمی تھی وہ سپاٹ چہرہ لیے گلاب کے بلکل سامنے آکھڑا ہوا اور اسکا بازہ پکڑے اسے اپنی جانب کھینچے اپنے قریب کر گیا

"مانا کہ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔۔۔۔۔مانا کہ تم مجھ سے بہت ناراض ہوں۔۔۔۔۔جائز ہے ناراض ہونا۔۔۔۔۔مگر اسکا مطلب یہ نہیں کہ تم تمیز، تہذیب سب کچھ بھول جاؤ۔۔۔۔۔اگر مجھے محبت کرنا آتی ہے تو عقل بھی ٹھکانے لگانا آتی ہے۔۔۔۔۔۔آئندہ سے اس لہجے میں بات کی تو اچھا نہیں ہو گا تمہارے لیے گلاب۔۔۔۔۔آئندہ سے تمہارے منہ سے اپنے لیے تم نہیں آپ سنوں گا۔۔۔۔۔

ورنہ اچھا نہیں ہو گا۔۔۔۔ سمجھی !!" زارون کی اس قدر نزدیکی اور اس پر یہ انداز۔۔۔۔گلاب نے سر فورا اثبات میں ہلایا مگر زارون کی آنکھوں میں موجود سرد مہری ہنوز قائم رہی

"ہر کہانی کے دو رخ ہوتے ہیں گلاب۔۔۔۔اسی طرح ایک انسان کے بھی۔۔۔ تم نے میرے صرف ایک رخ کو پر کھا ہے گلاب مجھے امید ہے کہ تم نہیں چاہو گی میرا دوسرا رخ دیکھنا۔۔۔۔۔۔کوشش کرنا کہ میرا دوسرا رخ کبھی دیکھنا پڑے تمہیں۔۔۔۔۔ورنہ یہ ہم دونوں کے لیے اچھا نہیں ہو گا !! ہمم۔۔۔" اسکا گال تھپتھپاتا وہ کمرے سے باہر نکلنے کو مڑا جب گلاب کے الفاظ اسکے کانوں سے ٹکرائے

"تمہارا دوسرا رخ تو میں پانچ سال پہلے ہی دیکھ چکی تھی۔۔۔" گلاب کے مدھم الفاظ وہ باآسانی سن چکا تھا۔۔ان لفظوں میں موجود نمی وہ اچھے سے محسوس کر چکا تھا ۔۔۔۔۔دل چاہا تھا کہ ایک پل کو اسے گلے سے لگائے اور ہر چیز کو فراموش کر دے مگر یہ اتنا آسان نہیں تھا۔۔۔۔۔۔

گہری سانس خارج کیے وہ کمرے سے نکل گیا تھا جبکہ گلاب نے نم آنکھوں سے نفرت سے اسکی پشت کو گھورا اور ٹیبل پر موجود پرفیوم اٹھا کر زمین پر دے مارا۔۔۔ مگر قالین

کی وجہ سے وہ ٹوٹنے سے بچ گیا

پرفیوم کو پیر سے ٹھوکر مارتی وہ کمرے سے نکل گئی

شام کے گزرتے ہی رات ہر سو پھیل چکی تھی۔۔۔۔۔۔تقریب شروع ہونے میں فقط دو گھنٹے رہ گئے تھے۔۔۔۔۔۔ایسے میں نہانے کی غرض سے باتھ ٹب میں بیٹھی گلاب نے اپنی مٹھی کھولی جس میں شیونگ ریزر تھا۔۔۔۔

"میں نے تمہارا دوسرا رخ دیکھا ہے زارون رستم۔۔۔۔۔۔دھوکہ، فریب یہ ہے تمہارا دوسرا رخ۔۔۔۔۔۔تم کہتے ہوں تمہیں مجھ سے محبت ہے۔۔۔۔۔۔مگر تمہاری اس محبت کی میں نے بہت بھاری قیمت چکائی ہے اور شائد اب پوری زندگی چکانی پڑے۔۔۔۔۔۔۔ریزر اپنی کلائی پر رکھتی وہ خالی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی

ہلکا سا کٹ ریزر سے لگائے وہ خون کی بوندوں کو دیکھتی مسکرا اٹھی۔۔۔۔۔کلائی پر سے ریزر اٹھائے اس نے بازو پر وہاں رکھا جہاں سے زارون نے اسے تھاما تھا اور ریزر سے اپنے بازو پر گہری چوٹ لگائی

تکلیف اور بے بسی سے آنکھوں میں آنسوؤں اور لبوں پر مسکان آٹھہری تھی اسکے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پانچ سالوں میں اسے بہادر خان سے مار کھانے کی اسقدر عادت ہوگئی تھی کہ اب اسے وحشت ہوتی تھی اپنے زخموں کو بھرتے دیکھ کر ۔۔۔۔۔اسی لیے وہ خود اپنے آپ کو نئے زخم دیتی

اس دن پر جب زرقہ کو اس کے کمرے سے آوازیں آرہی تھی وہ خود کو تکلیف دینے میں مگن تھی۔۔۔۔۔۔وہ دماغی طور پر اس قدر بیمار ہوگئی تھی کہ اب خود کو تکلیف دے کر۔۔۔۔۔۔خود کو چوٹ لگا کر اسے سکون محسوس ہوتا تھا۔۔۔۔۔۔اسکا جسم ان زخموں کا عادی ہوگیا تھا۔۔۔۔۔اسکا جسم اس حیوان کی حیوانیت کا عادی ہوگیا تھا۔۔۔۔۔۔اب اسے محبت نہیں تکلیف چاہیے تھی۔۔۔۔۔۔جو یہاں کوئی دینے کو تیار ہی نہیں تھا۔۔۔۔۔۔سب بس محبتیں لٹا رہے تھے۔۔۔۔۔کیوں؟ کس لیے؟ وہ اس قابل نہیں تھی کہ اس سے محبت کی جائے۔۔۔۔۔۔۔۔پھر کیوں؟ مگر پھر خیال آتا کہ یہ لوگ کون ہیں؟ یہ دوغلے ہیں جو محبت کا جھانسا دیکر اسے مزید تکلیف دے گے۔۔۔۔۔۔یہ وہ لوگ ہیں جن کی وجہ سے اسکا باپ اس سے نفرت کرتا ہے۔۔۔۔۔۔یہ شکل جس کی وجہ سے اسکا باپ اس سے خار کھاتا تھا۔۔۔۔۔کیوں؟

NEW ERA MAGAZINE .com

صرف اس لیے کیونکہ اسکی شکل اس انسان سے ملتی تھی جس سے اسکے باپ نے سب سے زیادہ نفرت کی تھی یہ اسکی غلطی تو نہیں تھی

"گلاب؟ گلاب آر یو ڈیئر؟" زینیہ کی آواز اسے مختلف سوچوں سے باہر کھینچ لائی تھی

"ہہ۔۔۔۔ہاں کیا؟" گلاب چونکی

"وہ میں تمہارا جوڑا لیکر آئی ہوں مہندی کا!!" زینیہ نے جواب دیا

"آپ بیڈ پر رکھ دے مجھے زرا ٹائم لگے گا!!" گلاب نے فوراً جواب دیا اور اپنے زخم کو دیکھنے لگی جب دو موتی آنکھوں سے ٹوٹ کر اسکے بازو پر لڑھک گئے

"گلاب آر یو آلرائٹ؟" زینیہ کو اسکی آواز عجیب سی لگی

"یس۔۔۔۔آئی ایم۔۔۔۔۔۔جسٹ کمنگ ان ففٹن منٹس!!" گلاب نے فوراً جواب دیے

"اوکے۔۔۔۔میں نے ڈریس بیڈ پر رکھ دیا ہے!!" زینیہ جواب دیتی کمرے سے چلی گئی۔۔۔۔۔۔

تھوڑی دیر میں شاور لیکر وہ کمرے میں داخل ہوئی اور بیڈ پر موجود جوڑے کو دیکھ کر

ایک پل کورکی

وہ پیلے رنگ کا گھیر دار فراک تھا۔۔۔۔جس پر ہلکا مگر خوبصورت کام کیا ہوا تھا۔۔۔۔۔گلاب ٹرانس کی سی کیفیت میں اس جوڑے تک پہنچی اور اس پر ہاتھ پھیرنے لگی

کاش سب کچھ مختلف ہوتا۔۔۔۔۔۔کاش یہ شادی ایسے نہ ہوتی۔۔۔۔۔۔کاش وہ مجبور نہ ہوتی۔۔۔۔۔۔کاش وہ خوش ہوتی۔۔۔۔۔۔۔تو آج خود کو دنیا کی خوش قسمت لڑکی تصور کرتی مگر اب سب کچھ مختلف تھا۔۔۔۔۔۔

جوڑے پر ہاتھ پھیرے اسے نے وہ اٹھایا اور ڈریسنگ روم میں چینج کرنے چلی گئی

چینج کیے وہ اب آئینے کے سامنے کھڑی بالوں میں برش پھیر رہی تھی جب زینیہ ہل کی ٹک ٹک پر کمرے میں داخل ہوئی اور سوگوار سا حسن لیے اس لڑکی کو دیکھا جو اس کی محبت کی محبت تھی

"آپی آپ؟" گلاب نے اسے دیکھ کر فورا برش نیچے رکھا

"ہاں میں۔۔۔۔۔اب جلدی سے بیٹھ جاؤ دلہن صاحبہ تمہیں تیار کرنا

ہے۔۔۔۔۔۔ٹائم کم ہے ہمارے پاس اور تمہارا دولہا تو بیقرار ہوا جا رہا ہے اپنی دلہن کو دیکھنے کے لیے!!"زینیہ تیزی سے بولتی میک اپ کا سامان نکالنے لگی اور اسے تیار کرنا شروع کر دیا۔۔۔۔۔میک اپ میں تو زینیہ خاصی ماہر تھی اسی لیے گلاب کو آدھے گھنٹے میں تیار کر چکی تھی

"بہت خوبصورت لگ رہی ہوں!!"اسکے سر پر ڈوپٹا سیٹ کرتی وہ مسکرا کر بولی

"خوبصورت میں نہیں یہ جوڑا ہے!!"گلاب نے تعریف

"تمہیں پسند آیا؟ چلو اللہ کا شکر ہے۔۔۔۔۔۔جانتی ہوں یہ میں نے ڈیزائن کیا تھا!!اسپیشلی زارون کی دلہن کے لیے!!"وہ مسکرا کر بولی مگر یہ نہ کہہ سکی کہ وہ اس جوڑے میں خود کو دیکھنا چاہتی تھی

"چلو بھئی تم تو ریڈی ہو گئی ہوں۔۔۔۔میں سب لڑکیوں کو بلاتی ہوں تاکہ وہ تمہیں باہر لیجا سکے"زینیہ کے جانے سے پہلے ہی گلاب نے اسکی کلائی تھام لی

"آپی مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔۔۔۔مجھے نہیں جانا۔۔۔پلیز!!"گلاب نے اسکی منت کی مگر زارون کے سامنے زینیہ کل بھی بے بس تھی اور آج بھی

"گلاب۔۔۔۔۔سوری۔۔۔۔۔۔۔" زینیہ صرف اتنا بول پائی

"میں۔۔۔۔۔۔۔میں اتنے لوگوں کو فیس نہیں کر سکتی!" گلاب نے اپنا ڈر بتایا

"اسکا بس ایک حل ہے!!" زینیہ مسکرائی

"کیا؟" گلاب کے سوال پر زینیہ نے اسکے سر پر سیٹ ڈوپٹے کی پن نکالی اور چہرے پر گھونگھٹ کر دیا

"اب تمہیں کسی کو فیس نہیں کرنا پڑے گا!!" اسکا گال تھپتھپاتے وہ کمرے سے چلی گئی جبکہ پیچھے بیٹھی گلاب لب چبانے لگی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بار بار ہاتھ میں موجود گھڑی کی جانب دیکھتا وہ دوبارہ دروازے کو دیکھنے لگتا جبکہ اسکی یہ بے صبریاں دیکھ کر عامر اور آہان ہنس دیے

"زارون یار بس کر کیا ہو گیا ہے؟" آہان نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا جسے زارون نے جھٹک دیا

"یہ آئی کیوں نہیں ابھی تک!!" زارون بڑبڑایا

"بھیاکوئی فائدہ نہیں زارون بھائی پرائے ہوگئے ہے" عامر نے آہان کو جواب دیا

جبکہ زارون نے ان دونوں کی باتوں پر آنکھیں گھمائیں جب سپاٹ لائٹ میں پیلے ڈوپٹے کے نیچے چہرے پر گھونگھٹ کیے وہ زارون کی جانب قدم اٹھاتی آرہی تھی۔۔ اسے زینیہ نے تھاما ہوا تھا جو برے سے کانپ رہی تھی

"لیجیے زارون صاحب آپکی دلہن آگئی ہے!!" اسکے برابر گلاب کو بٹھاتی زینیہ شرارت سے بولی

"یہ اسکا گھونگھٹ کیوں کیا ہوا ہے۔۔۔ہٹاؤں!!" زارون نے فوراً حکم صادر کیا

"جی نہیں گھونگھٹ نہیں ہٹے گا۔۔۔۔ نکاح سے پہلے اسے بلکل بھی نہیں دیکھ سکتے!!" بسمل نے جواب دیا

"تو چہرہ دیکھنے کے لیے نکاح شرط ہے؟" زارون نے آبرو اچکایا

"بلکل!!" بسمل نے جواب دیا

"اوکے فائن!!" زارون نے ریلیکس انداز میں موبائل نکالا اور آہان کو میسج کیا

"ابھی اور اسی وقت مولوی کو لیکر آ نکاح نامے کے ساتھ!" زارون کا میسج پڑھ کر کولڈ

ڈرنک پیتے آہان کو اچھو لگ گیا جس نے حیرت سے زارون کو دیکھا جواب آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے اشارہ کر رہا تھا

اسکی نظروں کا مطلب اچھے سے سمجھتے ہوئے آہان وہاں سے فوراً غائب ہوا

تھوڑی ہی دیر میں تمام مہمان آچکے تھے اور لڑکیاں بھی مہندی لا چکی تھی

"تو پھر کیا خیال ہے رسم شروع کرے؟" وجدان نے زرقہ سے پوچھا جس نے سر اثبات میں ہلایا

"ایک منٹ پھوپھو ابھی نہیں!!" زارون نے انہیں روکا

"ارے بھئی برخوردار کیوں؟ کہی پلٹنے کا فیصلہ تو نہیں کر لیا؟"

"بہت اچھا کیا اگر یہ فیصلہ کیا ہے!!" جہاں وجدان ہنس کر بولے وہی گلاب کڑھ کر بولی اسکی آواز زارون کو برابر سنائی دی تھی

"پیٹھ دکھانے والوں میں سے ہم نہیں!!" زارون دلکشی سے بولا

"ہاں پانچ سال پہلے جو ہوا تھا وہ تو بھول گیا ہوگا!!" گلاب پھر سے کڑھی

"یقین مانو ایک بار نکاح ہو جائے سب سے پہلے گزرے پانچ سالوں کے حساب کتاب

برابر کروں گا۔۔۔۔۔۔ہر بات کا ازالہ ہو گا!!"زارون اسکے کان میں جھک کر بولا جبکہ گلاب اسکی اس قدر نزدیکی پر سمٹ گئی

تھوڑی ہی دیر میں آہان مولوی صاحب کو لیے وہاں آیا جبکہ سب آہان کے ساتھ مولوی کو دیکھ کر حیران ہوئے

"زارون یہ۔۔۔۔۔۔"زرقہ نے حیرت سے سوال کیا

"نکاح تو ہونا ہی ہے تو کل کی جگہ آج کیوں نہیں؟مولوی صاحب آئیے بیٹھیے اور شروع کریے!!"سب کو حیران چھوڑتا زارون مولوی سے بولا جبکہ گلاب کو اپنا سانس لینا دشوار لگنے لگا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مولوی صاحب نکاح شروع کر چکے تھے۔۔جبکہ زرقہ تو کئی سال پیچھے چلی گئی۔۔۔۔۔اب اسے اس جھولے پر گلاب کی جگہ وہ انا کو دیکھنے لگی تھی۔۔۔۔۔

گلاب کا نپتا وجود اسے انا کا وجود محسوس ہونے لگا تھا۔۔۔۔۔جبکہ ساتھ بیٹھا زارون اس وقت پر پورا ستم لگ رہا تھا۔۔۔۔۔۔جس کی آنکھوں میں جیت کا نشہ تھا۔۔۔۔۔۔ ہونٹوں پر پر اسرار سی مسکراہٹ تھی اسکے۔۔۔۔۔۔۔وہ آج بادشاہ بنا بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔مگر تب میں اور اب میں بہت فرق تھا۔۔۔۔۔۔۔تب جنونیت تھی اور

اب محبت۔۔۔۔۔۔بس یہی بات زرقہ کو مطمئن کرنے کو کافی تھی کہ اب کی بار وہ ایک غلط فیصلے کا حصہ نہیں بنی تھی

نکاح ہوتے ہی کتنے پل وہ خالی آنکھیں لیے اپنے ہاتھ کو گھورتی لگی۔۔۔۔۔۔اسے ابھی تک یقین نہیں ہو رہا تھا ایسا ہو چکا ہے۔۔۔۔۔۔وہ ایک بے جان گڑیا کی مانند بیٹھی ہوئی تھی جب زارون نے اسکے بازو پر ہاتھ ٹکائے اسے اپنے ساتھ لگایا

"اب رسم شروع کرے!!"زارون دل کھول کر مسکراتے بولا جبکہ اسکی مضبوط گرفت کر ایک سسکی گلاب کے لبوں سے نکلی۔۔۔۔زارون اسکے تازہ زخم پر انجانے میں دباؤ دے چکا تھا

"کیا ہوا؟"زارون کے سوال پر اس نے سر نفی میں ہلایا

"ارے ایک منٹ ایک منٹ"اسکے دوبارہ سے زرقہ کو رسم کرنے سے روکا

"اب کیا؟"زرقہ حیران ہوئی

"چونکہ اب نکاح ہو چکا ہے تو مجھے نہیں لگتا اسکی ضرورت ہے!!"گلاب کے چہرے پر موجود گھونگھٹ کی جانب اشارہ کرتے اسنے فوراً سے گھونگھٹ چہرے پر سے ہٹا دیا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جبکہ گلاب نے زور سے آنکھیں میچ لی

اور یہی لمحہ تھا کہ وہاں موجود بہت سے لوگ گلاب کو دیکھ کر دنگ رہ گئے

بھلا اسے کوئی کیسے نا پہچانتا۔۔۔۔۔ابھی چار ماہ پہلے تک تو وہ بہادر خان کی بیوی گل رعنا تھی اور زاروں رستم کی بیوی گلاب۔۔۔۔

وہاں موجود فوٹو گرافرز نے دھڑا دھڑ تصویریں کھینچنا شروع کر دی۔۔۔۔۔۔ہر کسی کو میڈیا میں یہ نیوز سب سے پہلے دینے کی لالچ لگی ہوئی تھی۔

جبکہ ان سب سے بے نیاز زاروں کی نظریں دیوانہ وار گلاب کے چہرے کا طواف کرنے میں مصروف تھی

"ویلکم ان مائی لائف۔۔۔۔۔۔مائی پرنسز!!" مسکراتا بولتا وہ اسکا ماتھا چوم گیا۔

ڈیپ ریڈ کلر کے لہنگے میں موجود وہ شادی کی دلہن بلکل تیار تھی۔۔۔۔۔آج بھی اسے زینیہ نے ہی تیار کیا تھا مگر نجانے کیا ہوا تھا کہ صبح سے ہی سب اسے عجیب پریشانی میں مبتلا نظر آرہے تھے۔۔۔۔مگر سب سے زیادہ عجیب اسے زینیہ کی نظریں لگی تھی

جواسے عجیب انداز میں گھور رہی تھی۔۔۔۔۔اسکی نظریں گلاب کو خاصی ایکسرے کرتی معلوم ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔وہ اپنے کمرے میں بیٹھی بلاوے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔۔برات کا فنکشن شہر کے مشہور ہوٹل میں ارینج کیا گیا تھا جس کے لیے اسے اور زارون کو اکٹھے جانا تھا۔۔۔۔سب لوگ جا چکے تھے ماسوائے اسکے اور زرقہ کے۔۔۔۔۔جسے گلاب نے خود روکا تھا۔۔۔وہ زارون کے ساتھ اکیلی نہیں آنا چاہتی تھی۔۔۔مگر زارون صبح سے ہی غائب تھا۔۔۔۔کہاں؟ کسی کو معلوم نہیں تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

"زارون شیخ!! تم یہاں کیا کر رہے ہوں؟ غالباً اس وقت تو تمہیں اپنی شادی میں ہونا چاہیے تھا؟" بہادر خان کو جب اسکے نوکر نے زارون کے آنے کی اطلاع دی تو وہ چونک اٹھا تھا

"یہ سب کیا ہے نیازی؟" ٹی۔وی کی جانب اسکو متوجہ کیے زارون نے آنکھیں چھوٹی کیے سخت لہجے میں پوچھا

"کیا؟" بہادر خان نے حیرت سے ٹی۔وی کو دیکھا جہاں گلاب اور زارون کے رشتے کے حوالے سے سوال کیے جا رہے تھے اور گلاب کے کردار کو نشانہ بنایا جا رہا تھا

”میں نے تمہیں وارن کیا تھا نیازی کہ اپنے اور گل رعنا کے رشتے کی اصلیت جلد ہی بتا دینا میڈیا پر تا کہ مجھے کوئی مسئلہ نہ ہوں؟ پھر بھی تم نے کچھ نہیں کیا؟ کیوں؟“ زارون نے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے سخت گیر لہجے میں سوال کیا

”وہ۔۔۔وہ۔۔میں۔۔۔۔۔۔دیکھو زارون تم جانتے ہوں کہ الیکشنز آنے والے ہیں۔۔۔۔۔۔میں جیت کے بہت قریب ہوں۔۔۔۔۔۔ایک بار الیکشنز مجھے جیت لینے دوں پھر میں خود سب کو سچ بتا دوں گا۔۔۔۔۔۔وعدہ کرتا ہوں تم سے!!“ بہادر خان کچھ پریشانی سے بولا

اگر سلطان کا ڈر نہ ہوتا تو وہ کبھی بھی رستم کے بیٹے کو منہ بھی نہ لگاتا

”میں تمہیں پاگل نظر آتا ہوں نیازی یا کوئی دودھ پیتا بچہ جو تمہاری باتوں میں آ جاؤں گا؟ ہمم“ زارون ٹانگ زمین پر رکھے تھوڑا آگے کو ہو کر بولا

”دیکھو زارون۔۔۔۔۔۔۔۔“

”چوبیس گھنٹے۔۔۔۔۔۔۔صرف چوبیس گھنٹے ہیں تمہارے پاس۔۔۔۔۔میں چاہتا ہوں کہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر گل رعنا کے بارے میں ایک نیوز چلے ہر چینل ہر

جس میں تم واضع کروں گے کہ گل رعنا ایک اچھی لڑکی ہے۔۔۔۔۔۔لوگوں کو احساس دلاؤں کہ وہ کتنے اچھے کردار کی عورت ہے۔۔۔۔۔۔طلاق کا کیا بہانہ لگانا ہے یہ تمہارا مسئلہ ہے۔۔۔۔۔۔کچھ بھی کروں مگر مجھے میری بیوی کا کردار ہر الزام سے پاک چاہیے!!"وہ بہادر خان کی بات کاٹتا درشتی سے بولا

"تمہیں اسکے کردار کی اتنی فکر کیوں ہے؟ایسا نہیں کہ تم نے محبت میں اس سے شادی کی ہے!!"بہادر خان نے شاکی نظروں سے اسے گھورتے سوال کیا

"مجھے اسکے نہیں اپنے کردار کی فکر ہے۔۔۔۔۔۔وہ اب میری بیوی ہے۔۔۔۔۔۔اگر بات اسکے کردار پر آئی ہے تو بات میرے کردار پر بھی آئے گی اور اگر ایسا ہوا تو تم جانتے بھی نہیں ہوں نیازی کے میں کیا کیا کر سکتا ہوں!!"

"مگر اس سے میرے الیکشنز ہار جانے کے امکانات ہیں۔۔۔۔۔۔اور پھر پانچ سال بعد موقع ملے گا!!"بہادر خان اکتائے لہجے میں بولا

"بیوقوف مت بنو بہادر خان۔۔۔۔۔۔پاکستان میں کبھی بھی کوئی پارٹی پانچ سال تک نہیں ٹک پائی اور ویسے بھی اپنی سابقہ بیوی کے کردار کی گواہی دینے سے تمہیں ہی فائدہ ہوگا!!"اب زارون ہلکا سا مسکرایا

”وہ کیسے ؟“اپنے فائدے کی بات سن کر بہادر خان کی آنکھیں چمکی

”آسان سی بات ہے لوگ ایسے سچے اور ایماندار لیڈر کو ووٹ کیوں نہیں دے گے جو خود اپنے منہ سے اپنی سابقہ بیوی کے پاک کردار کی گواہی دے گا؟ تم لوگوں کی نظروں میں ایک آئیڈیل مانے جاؤں گے۔۔۔۔۔۔اور جیت تمہاری ہی ہو گی !!“

زارون کی بات نے بہادر خان کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔۔۔۔کچھ سوچ کر بہادر خان زارون کو دیکھ کر مسکرایا۔۔۔۔۔۔اسکی مسکراہٹ زارون کو پر سکون کر گئی تھی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

\-

آئینے کے سامنے کھڑا وہ جیل کی مدد سے اپنے بال سیٹ کر رہا تھا۔۔۔آج وہ بیگانی شادی میں عبداللہ دیوانہ بننے جا رہا تھا۔۔۔۔۔۔ صبح ہی جب اس نے ٹی۔وی اون کیا اور گلاب کی تصویر زارون کے ساتھ دیکھی تو چونک اٹھا مگر اس سے زیادہ وہ زینیہ کو ان تصویروں میں دیکھ کر چونکا تھا

بھلا زینیہ کا زارون سے کیا تعلق۔۔۔۔۔۔۔کیا وہ دونوں فیملی فرینڈز تھے ؟ مگر تصویروں میں جس طرح زینیہ اور اسکے والدین زارون کے ساتھ موجود تھے یہ سب

کچھ رامش کو کوئی اور ہی کہانی لگ رہی تھی

اس نے فوراً ہی زینیہ کی پروفائل چیک کی تھی مگر کچھ نا ملا۔۔۔۔۔۔۔کچھ سوچتے ہوئے اس نے وجدان صاحب کی پروفائل چیک کی اور اسے یہ جان کا حیرت کا شدید جھٹکا لگا کہ زارون زینیہ کا کزن تھا اسکے ماموں کا بیٹا۔۔۔۔۔یکلخت ماضی کے کچھ الفاظ اسکے کانوں میں گونجے

"میں اپنے ماموں کے بیٹے سے محبت کرتی ہوں۔۔۔۔۔وہ لندن گئے ہے مزید پڑھائی کے لیے، جیسے ہی واپس آئے گے ہماری شادی ہو جائے گی"

رامش کی آنکھیں لہولہان ہو گئیں تھی

"تم کتنی بیوقوف ہوں زینیہ، جس شخص سے تم نے محبت کی جس کی خاطر مجھے دھتکارا وہ تو اپنی سیج ایک بد کردار عورت سے سجانے جا رہا ہے"

"تمہیں تو میں ہرگز نہیں بخشوں گا گل رعنا۔۔۔۔۔مجھے تکلیف دیکر تم خوش نہیں رہ سکتی۔۔۔۔۔۔جسٹ ویٹ اینڈ واچ!!"

اب آئینے کے سامنے کھڑا وہ اپنی ٹائی ٹھیک کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔اسکا چہرہ بے تاثر

تھا۔۔۔۔۔انتظار تھا تو بس صحیح گھڑی، صحیح وقت اور صحیح موقع کا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"اللہ اللہ اتنے کام ہیں نجانے کیسے ہو گے۔۔۔۔۔۔۔۔اور سب کچھ میرے سر پر ڈال دیا ہے۔۔۔۔۔۔۔کسی کو کوئی پرواہ نہیں میری اللہ جانے سب کیسے ہو گا؟" وہ اپنا گولڈن لہنگا سنبھالتی، چھ انچ کی ہیل پہنے تیز تیز چلتی بڑبڑا رہی تھی جب عامر جو کہ ہال مینیجر کو گائیڈ کر رہا تھا، اس نے چونک کر اس حسن پری کو دیکھا۔۔۔ان سب معملات میں بیچاروں کی منگنی تو دھری کی دھری رہ گئی تھی

"اوئے کیا ہوا ہے؟" مینیجر کو فارغ کرتے اس نے پریشے کو اپنی جانب کھینچا

"دماغ خراب ہو گیا ہے میرا، پاگل ہو گئی ہوں میں۔۔۔۔۔سکریو ڈھیلے ہو گئے ہیں میرے بھیجے کے!!" وہ تپ کر بولی

"ویسے اس میں کوئی شک نہیں!!" عامر نے لب دبائے

"عامر!!" وہ زچ ہو کر بولی

"اچھا اچھا بھئی بتاؤں تو ہوا کیا ہے؟"

”اتنے کام ہیں اور کرنے والی میں اکیلی۔۔۔۔۔۔۔۔بسمل بھابھی کی ایسی کنڈیشن نہیں کہ وہ میری ہیلپ کرے۔۔۔۔۔۔اور زینیہ آپی وہ تو بھئی نائینٹیز کی کوئی غمزدہ محبوبہ بنی بیٹھی ہے۔۔۔۔۔اب کیسے ہو گا سب!!“وہ جھنجھلائی بولی

”ارے میں ہوں نا!!“عامر ترنگ سے بولا

”ہونہہ!!اتنے رہتے نہیں تو شارخ خان کہی کے!!“پریشے نے اپنی ناک سکیڑی

”اب اس انکل سے تو لاکھ درجے بہتر ہوں میں!!“عامر ماتھے پر بل ڈالے بولا

اس سے پہلے پریشے اسے کوئی جواب دیتی اسے ایک عجیب سی آواز سنائی دی۔۔۔۔۔۔جیسے کلک کی!!

”کیا ہوا؟“عامر نے اسے چہرے پر پریشانی بھانپتے پوچھا

”کچھ نہیں ایسا لگا جیسے کوئی دیکھ رہا ہوں!!“اس نے کندھے اچکائے

”ہاں بھئی تو ہو گا کوئی مہمان، دیکھ رہا ہو گا اللہ کی قدرت کہ کہاں اس نک چڑھی کو اتنا ہینڈسم لڑکا مل گیا!!“عامر اسکے بال بگاڑتے بولا جس پر پریشے ”عامر“ کہتے چلا اٹھی اور اب اسکے پیچھے بھاگنے لگی

"ارے آرام سے گر جاؤں گی!!" وہ اسکی ہیلز دیکھتا بولا مگر اس سے پہلے ہی پریشے کی ہیل اسکے لہنگے میں اٹکی اور وہ زمین بوس ہوتی عامر اسے پکڑ چکا تھا

"بولا تھا نا گر جاؤں گی!!" عامر اسے دیکھتا مسکرا کر بولا

"تم گرنے دوں گے؟" پریشے نے ایک ابرو اچکایا

"اوہوں!!" عامر کا سر نفی میں ہلا جس پر کھلکھلا کر ہنس دی

جہاں سب نے رشک اور مسکراتی آنکھوں سے یہ سب دیکھا، وہی دو آنکھوں نے حسد سے ان دونوں کو دیکھا۔۔۔۔۔جن میں عامر کے لیے بے تحاشہ نفرت تھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"زارون کہاں تھے تم۔۔۔۔۔۔۔۔۔ٹائم دیکھا ہے تم نے؟ تمام مہمان آچکے ہیں۔۔۔ وجدان کب سے کالز پر کالز کیے جا رہے ہیں۔۔۔۔۔اور تمہارا موبائل انریچ ایبل کیوں آرہا تھا؟" زرقہ نے زارون کے آتے ہی اسکی کلاس لگا دی

"بہادر خان سے ملنے گیا تھا!!" زارون نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا

وہ کیوں گیا تھا یہ بات سب جانتے تھے

"کیا کہاں اس نے؟مان گیا تمہاری بات؟" زرقہ نے بیتابی سے پوچھا

"کیسے نامانتا پھوپھو۔۔۔۔وہ ایک لالچی انسان ہے۔۔۔۔۔۔۔اپنے مفاد کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہے" زارون کے جواب پر انہوں نے سر اثبات میں ہلا یا جب گلاب کے کمرے سے کانچ ٹوٹنے کی آواز سنائی دی

وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے فوراگلاب کے کمرے کی جانب بھاگے۔۔۔۔۔۔ جہاں فرش پانی سے بھیگا اور گلاس ٹوٹا پڑا تھا جب کہ گلاب ساکت سے ٹی۔وی پر چلتی نیوز کو دیکھ رہی تھی

بلکہ وہ بریکنگ نیوز جہاں نجانے کس کس طرح سے اسکے کردار کو رسوا کیا جارہا تھا، روندا جارہا تھا۔۔۔۔۔۔وہ بس ویران آنکھوں سے اپنے کردار کی دھجیاں اڑتے دیکھ رہی تھی

اسے پیاس لگی تھی پانی گلاس میں ڈالتے اس نے وقت گزاری کے لیے ٹی۔وی اون کر لیا تھا، مگر اسے جو چار سو چالیس والٹ کا جھٹکا لگا تھا اسکے تو وہم و گمان میں بھی یہ سب نا تھا

زارون نے ایک پل کو اسے دیکھا اور پھر ٹی۔وی کی جانب، وہ تیزی سے آگے بڑھا اور ٹی۔وی بند کیا

"گلاب چلو میں تمہیں لینے آیا ہوں!!" اسکا ہاتھ تھامے وہ بولا تو گلاب نے اپنا ہاتھ غصے سے اس سے چھڑوایا

زارون نے ایک نظر زرقہ کو دیکھا اور پھر گلاب کو

"گلاب چلو۔۔۔۔۔۔" اس نے دوبارہ ہاتھ تھاما جسے گلاب نے دوبارہ کھینچ لیا

"گلاب میرے صبر کا امتحان مت لو۔۔۔۔۔سب لوگ انتظار کر رہے ہیں ہمارا تو چلو!!" زارون زرا سخت لہجے میں بولا اور اسکی کلائی تھامے اسے کھینچا

"مجھے کہی نہیں جانا تمہارے ساتھ، سنا تم نے کہی نہیں جانا۔۔۔جاؤ چلے جاؤ یہاں سے۔۔۔۔۔مجھے شکل تک نہیں دیکھنی تمہاری۔۔۔۔۔اور کون سے لوگ انتظار کر رہے ہیں۔۔۔۔وہ لوگ جن کو فری ٹائم کے لیے ایک نیا ٹاپک مل گیا ہے۔۔۔۔۔۔جنہیں موقع مل گیا ہے میرے کردار کو جج کرنے کا۔۔۔۔اور انہیں موقع کس نے دیا۔۔۔۔تم نے زارون رستم تم نے!!" وہ ایک دم سے چلائی

زارون نے آنکھیں بند کیے خود پر قابو پایا

"گلاب تماشہ مت لگاؤں۔۔۔"

"میں تماشہ نہ لگاؤں؟میں تماشہ نہ لگاؤں؟اور جو تماشہ تم نے لگا یا اسکا کیا؟میرے کردار کی دھجیاں اڑا دی اور بول رہے ہوں کہ تماشہ نہ لگاؤں۔۔۔۔اب تو میں ایسا تماشہ لگاؤں گی زارون رستم کہ تم کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہوں گے جسٹ ویٹ اینڈ واچ!!"وہ انگلی زارون کو دکھائے لہنگا دونوں ہاتھوں سے سنبھالتی آگے کو بڑھی جب زارون نے سخت گرفت سے اسکی کلائی تھام لی

"پھوپھو آپ جائے اپنی بیوی کو میں خود لے آؤں گا!!"زارون زرقہ کے سامنے خود پر ضبط کرتے بولا

"زارون سنبھل کر۔۔۔۔۔۔"زرقہ بھی معاملے کی نزاکت کو سمجھتی زارون کا شانہ تھپتھپائے وہاں سے چلی گئی

زرقہ کے جاتے ہی زارون نے فوراً گلاب کو گھورا جو آنکھیں پوری نکالے اسے ہی گھور رہی تھی

"اب بولو کیا کہہ رہی تھی ہمم۔۔۔۔۔تماشہ لگاؤں گی میرا؟"

"ہاں لگاؤں گی ایسا تماشہ لگاؤں گی پوری دنیا دیکھے گی۔۔۔۔" وہ بے خوف ہوتی بولی

"اچھا کیا کر لوں گی؟" اسکو اپنے سینے سے لگائے زارون نے چڑا دینے والی مسکراہٹ سجائے لبوں پر سجائے پوچھا جبکہ اسکے گرد گھیرا تنگ کر چکا تھا

"تمہاری اصلیت بتاؤں گی سب کو۔۔۔۔۔۔بتاؤں گی کہ تم دوسروں کی بیویاں خریدتے ہوں۔۔۔۔۔۔اپنی ہوس۔۔۔۔۔۔۔۔" اس سے پہلے گلاب اپنی بات پوری کرتی زارون نے اپنے لب اسکے ماتھے پر رکھ دیے اور انگلی گلاب کے لبوں پر جبکہ وہ پتھر بنی کھڑی رہی

"اپنے الفاظ سوچ سمجھ کر استعمال کرو۔۔۔۔۔۔ایسا نہ ہوں کہ کل کو پچھتاؤں تم" اسکے ماتھے سے لب ہٹائے وہ کان میں بولا اور اسکے ماتھے پر پھر سے لب رکھ دیے

کتنا پر سکون محسوس کر رہا تھا وہ خود کو۔۔۔۔۔۔۔جبکہ گلاب بھی آنکھیں بند کیے اس محبت بھرے لمس کو محسوس کرتی رہی

"آئیندہ سے تم نہیں آپ بولنا!!" وہ اسکے کان میں بولا

”کیا بولنا؟“اب کی بار اس نے سوال کیا

”آپ!!“گلاب ابھی تک اسکے لمس کے زیرِ اثر بولی جس پر زارون مسکرا دیا

”اب چلیے!!“اور گلاب فوراً ہوش میں آئی اور زارون سے دور ہونا چاہا جس نے اپنی گرفت اس پر سخت کر دی

”گلاب اب اور دوری نہیں!!“وہ اسکے کان میں بولا جب کے گلاب اسکی گرفت میں کسمانے لگی

”ہمیں۔۔۔۔۔ہمیں دیر ہو رہی ہے!!“زارون کی بڑھتی گستاخیاں دیکھتی وہ بھوکلائی

”اچھا اور اگر میں نہ لیکر جاؤں تو؟“زارون کی بات پر گلاب نے اسے زبردست گھوری سے نوازہ جس پر زارون نے ہنس کر ایک بار پھر سے اسکے ماتھے پر اپنی محبت کا لمس چھوڑا۔۔۔۔اسکا دل ایک بار پھر جی اٹھا تھا

گاڑی سے نکلتے ہی زارون نے گلاب کی جانب کا دروازہ کھول کر ہاتھ آگے بڑھایا تھا جسے

گلاب نے بنا کوئی نخرہ کیے تھام لیا تھا

گلاب کا ہاتھ اپنے بازو پر ٹکائے وہ اندر داخل ہوا جس پر گلاب نے اسے خشمگین نگاہوں سے گھورا

"تم زیادہ فری نہیں ہو رہے میرے ساتھ!!" گلاب دانت پیستی بولی

"میں تو اس سے بھی زیادہ فری ہوؤں گا اور اب تو میرے پاس سرٹیفیکیٹ بھی ہے تمہارے ساتھ فری ہونے کا!!" وہ مسکرا کر بولا

مگر گلاب تو حیرت سے میڈیا والوں کو دیکھ رہی تھی جو صرف تصویریں کھینچ رہے تھے اور لائیو کووریج کر رہے تھے۔۔۔۔کسی نے بھی اس سے کوئی پرسنل سوال نہیں کیا تھا۔۔۔اب پاکستانی میڈیا اتنی اچھی بھی نہیں تھی کہ دوسروں کے نجی معملات میں ٹانگ نہ اڑائے، مگر خیر اسے کیا

"سنو سب سے اچھے سے مسکرا کر ملنا۔۔۔۔اور موڈ ٹھیک کروں!!" اسکے چہرے کے بگڑتے تاثرات دیکھتے زارون بولا

"نہیں تو کیا کر لوں گے؟" گلاب نے لبوں پر مسکراہٹ سجائے پوچھا آخر کو سویٹ کپل

کی ایکٹینگ بھی تو کرنی تھی نہ

"تمہیں کچھ زیادہ ہی زبان نہیں لگ گئی۔۔۔۔۔بہت جواب دینا آگئے ہیں!!"

زارون نے مسکرا کر آبرو اچکائی

"تم۔۔۔۔میرا مطلب آپ جیسوں کے لیے سیکھنا پڑتا ہے!!" گلاب سنبھل کر بولی

"ڈیئر وائفی تمیز سے۔۔۔۔۔۔عقل ٹھکانے لگانی آتی ہے مجھے۔۔۔۔اور ہاں اگر تمیز سے بات نہیں کی تو۔۔۔۔۔۔"

"تو کیا کرلے گے آپ؟" گلاب نے اسکی بات کاٹی

"لگتا ہے تمہیں مان سے نہیں ملنا؟" زارون مسکرا کر بولا

"آپ آپ مجھے ملوائے گے؟" یکدم گلاب کا لہجہ بدلا۔۔۔۔ایک کسک تھی جو زارون نے محسوس کی تھی

"بلکل ملواؤں گا۔۔۔۔مگر شرط ہے کہ تم ایک اچھی بیوی بن کر رہوں گی۔۔۔۔۔ بولوں منظور ہے!!" زارون نے سوال کیا

"اپنے بیٹے سے ملنے کے لیے سب کچھ منظور ہے!!" وہ جھٹ سے بولی

"تمہارا نہیں ہمارا بیٹا!!" بولتے ہی زارون نے اسکے ماتھے پر لب رکھ دیے۔۔۔۔۔۔

جب دھڑا دھڑ ان کی تصویریں کھنچی گئیں۔۔۔۔۔۔

گلاب کو اسٹیج پر بٹھائے وہ موبائل کان سے لگائے ایک گوشے میں کھڑا کس سے محو گفتگو تھا۔۔۔۔۔۔جب زینیہ اسکے پاس چلی آئی

زینیہ کو یہ بات کسی طور ہضم نہیں ہو رہی تھی کہ زارون نے دشمن کی بیوی سے شادی کرلی۔۔۔۔۔بہادر خان کی بیوی سے۔۔۔۔۔اسے حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا

بہادر خان کی دوسری شادی کا اسے بھی علم ہوا تھا مگر اس نے کبھی اس چیز میں انٹرسٹ نہیں لیا تھا، مگر گلاب ہی بہادر خان کی بیوی تھی یہ جھٹکا اسکے لیے کم نہ تھا

وہ اب زارون سے اس حوالے سے بات کرنا چاہتی تھی جو بہت ہلکی آواز میں کسی سے گفتگو کر رہا تھا

"دیکھو تو اسے کیسے پہلا شوہر چھوڑ کر ایک دوسرا آدمی پھنسالیا!" وہ عورتیں گلاب سے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زرا سے فاصلے پر کھڑی گوسپس میں مگن تھی۔۔۔۔ مگر انکی آواز گلاب اچھے سے سن رہی تھی

"ہاں بھئی اور دیکھا کیسا جوان کنوارہ آدمی پھنسایا!!" دوسری بھی ہاتھ نچاۓ بولی

"ارے اب خود بھی تو کم عمر ہے!! کب تک بڈھے کے ساتھ گزارا کرتی۔۔۔ لے لی طلاق اور پھنسالیا ایک جوان مرد۔۔۔۔۔۔ خیر چھوڑو ہمیں کیا!!" تیسری عورت نے بات ہوا میں اڑائی

"اب خیر اتنی بھی چھوٹی نہیں لگتی مجھے یہ۔۔۔۔۔ کیا عمر ہوگی اسکی؟" پہلی عورت نے گلاب کا ایکسرے کرتے سوال کیا

"ارے یہی کوئی تئیس چوبیس سال کی ہے۔۔۔۔۔!!"

"یہ اچھا ہے اٹھارہ کی عمر میں ساٹھ سال کا بڈھا پھانس لیا اور اب تئیس میں تیتینس سال کا جوان مرد۔۔۔۔۔۔ اب پتا نہیں تیس میں کس کو پھانستی ہے!!" وہ عورت اونچا ہنس کر بولی تو گلاب کی اپنے لہنگے پر گرفت سخت ہو گئ

"ہاں بھئی اب وہ بڈھا اس عمر میں کیا دیتا اسے۔۔۔۔۔۔ اسی لیے پھانس لیا جوان

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آدمی۔۔۔۔۔مزے ہیں بھئی!!"دوسری عورت بھی ہنس کر بولی تو انکی ان گھٹیاں اور گری ہوئی باتوں کا مطلب سمجھ کر گلاب دوبارہ سے پتھر ہو گئی

"ایکسکیوزمی!!"ان تینوں عورتیں کے ساتھ گلاب بھی نا محسوس انداز میں اسکی لڑکی کی جانب متوجہ ہوئی جس کے ہاتھ میں پانی کا گلاس تھا اور لبوں پر بڑی سے سمائل

"جی؟"اس عورت کے سوال کرتے ہی پریشے نے کا گلاس اسکے منہ پر دے مارے جس پر باقی دونوں عورتوں کی منی کھل گئے جبکہ گلاب کی آنکھیں پھیل گئیں

"واٹ دا ہیل!!"وہ عورت چلائی اور سب لوگ اس تماشے کی جانب متوجہ ہو گئے

"اوہ سوری وہ دراصل یہاں سے کچھ جلنے کی سمیل آرہی تھی تو سوچا کیوں نا جلے پر نمک میرا مطلب پانی پھینک دوں؟افاقہ ہوگا!!"پریشے اپنی بتیسی دکھاتے بولی تو گلاب مسکرادی

ہال میں ڈیک پر لگے اونچے گانوں کی آواز کی وجہ سے زارون اور زینیہ بہت سے لوگوں کی طرح اس سب تماشے سے لاعلم تھے

\-------------

"ارے زینیہ"کال کاٹتے ہی زارون اسے سامنے پاکر مسکرا کر بولا۔۔۔جبکہ زینیہ مسکرا بھی نا پائی

"اس میں ایسا کیا ہے زارون جو مجھ میں نہیں" سٹیج پر بیٹھی دلہن کے روپ میں موجود اس پتھر کی مورتی کو دیکھتے اس نے زارون سے سوال کیا۔

"عکس!!!"زارون محبت پاش نظروں سے اسے دیکھتے بولا جواب کسی بات پر ہلکا سا مسکرائی تھی

اسکی یہ ایک لمحے کی مسکراہٹ نے ہی زارون رستم کو جیسے پھر سے زندہ کر دیا تھا

"ہوں!!!"زینیہ کو اسکی بات سمجھ میں نہیں آئی

"اس میں مجھے اپنا عکس نظر آتا ہے زینیہ۔۔۔اپنا آپ۔۔۔۔۔خود محسوس کرتا ہوں میں اس میں۔۔۔۔۔جیسے وہ,وہ نہیں میں ہوں۔۔۔۔۔اس نے مجھے جینا سکھایا اور جانتی ہوں میں نے کیا کیا؟"ایک زخمی مسکراہٹ نے اسکے لبوں کو چھو لیا

"کیا کیا تم نے؟"زینیہ نے اس سے پوچھا جس کی نظریں ایک پل کو بھی سٹیج پر بیٹھی دلہن سے ہٹی نہیں تھی

”میں نے۔۔۔میں نے اسے توڑ دیا۔۔اسے ریزہ ریزہ کر دیا۔۔۔اسے تب چھوڑ دیا جب اسے میری سب سے زیادہ ضرورت تھی۔۔میں ناچاہتے ہوئے بھی رستم شیخ بن گیا۔۔میں ناچاہتے ہوئے بھی اپنی محبت کا گناہگار بن گیا۔۔۔۔"زینیہ کو اسکی آواز بھیگی محسوس ہوئی۔۔۔زینیہ نے غور کی تو اسکی آنکھوں میں آنسو نظر آئے جو بس چھلکنے کو تیار تھے۔۔۔تو یہ سچ تھا زارون رستم واقعی بدل گیا تھا

ایسا پہلی بار ہوا تھا کہ زارون شیخ نے ان پانچ سالوں میں اپنے دل کی بات احان کے علاوہ کسی نے شئیر کی تھی۔۔۔۔۔۔۔مگر اسنے زینیہ کو بتایا تا کہ وہ اپنی زندگی خراب نا کرے۔۔۔۔وہ آگے بڑھے۔۔۔۔۔۔ابھی زندگی میں اس شخص کو وہ مقام دے وہ محبت دے جو اسکا اصل حقدار ہے

”آپ ٹھیک ہے؟“پریشے نے گلاب سے پوچھا جو آنکھوں میں حیرت لیے اسے دیکھ رہی تھی

”اوہ سوسوری آپ تو مجھے جانتی ہی نہیں!!“پریشے اپنے ماتھے پر ہاتھ مارتے کھسیانی ہنسی ہنسی جبکہ گلاب نے دلچسپی سے اس لڑکی کو دیکھا

"میں پریشے ہوں۔۔۔۔عامر کی فیانسی!!"پریشے نے ایک ادا سے اپنا تعارف دیا جبکہ گلاب تو یوں تھی کہ کون عامر؟

"اوہ آپ کو عامر کا بھی نہیں معلوم؟عامر کاشان۔۔۔۔زارون بھائی کا منہ بولا بھائی۔۔۔۔۔۔زارون بھائی کے ڈیڈ کے بیسٹ فرینڈ کاشان انکل کا بیٹا!!"پریشے کے بتانے پر گلاب نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا۔۔۔۔۔تو گویا یہ لڑکی اس شخص سے رشتے میں جس نے رستم کے ساتھ ملکر اس کے باپ کو برباد کیا تھا

"آپ گونگی ہے؟"پریشے کے سوال پر گلاب نے حیرت سے اسے دیکھا اور پھر سر نفی میں ہلایا

"ہکلاتی ہے؟"پریشے کے سوال پر دوبارہ اس نے سر نفی میں ہلایا

"تو بولتی کیوں نہیں؟"پریشے نے منہ بنایا تو گلاب مسکرادی

"اللہ آپ کی مسکراہٹ کتنی پیاری ہے!!زارون بھائی یونہی تو فدا نہیں ہوئے آپ پر!!"پریشے کھلکھلا کر بولتی اسکے ساتھ بیٹھ گئی

"اللہ آپی کسی بات کا جواب بھی تو دے!!"پریشے جب خود بول بول کر تھک گئی تو

گلاب سے شکوہ کیا

"کیا بولو؟اچھا لگ رہا ہے تمہیں سن کر!"گلاب نے مسکرا کر جواب دیا

دور کھڑی بسمل نے مسکرا کر نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔۔۔کتنی اچھی دوستیں بن گئیں تھی وہ دونوں۔۔۔۔۔مگر پانچ سالوں کی اس دوری نے سب کچھ ختم کر دیا

پریشے یونہی گلاب سے باتیں کرتی اسکا دل بہلا رہی تھی جب زارون اور عامر وہاں آئیں

"ارے آئے دولہے بھئیا آپ کا ہی انتظار تھا۔۔۔۔۔ویسے یہ کوئی بات ہوئی بھلا ۔۔۔۔۔۔۔کون انسان اپنی برات کی دلہن کو چھوڑ کر ادھر ادھر گھمتا ہے۔۔۔۔۔ آپ کو توان کے پاس رہنا چاہیے!!"پریشے دونوں ہاتھ کمر پر ٹکائے بولی

"کون کافر دور رہنا چاہتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔یہ توان سے پوچھو۔۔۔۔۔۔۔محترمہ چاہتی ہے کہ میں ان کے پاس رہوں؟"زارون نے مسکرا کر گلاب کو دیکھا جس نے زارون کو ایک زبردست گھوری سے نوازہ

"اہم۔۔۔اہم!!"انہیں ایک دوسرے کو یونہی گھورتے دیکھ کر عامر نے گلا کھنکھارا

"السلام علیکم بھابھی۔۔۔۔۔۔میں آپ کا ایک اکلوتا دیور عامر کاشان!!"عامر مسکرا

کر بولا تو گلاب نے آنکھیں پھیلائے اوپر سے نیچے تک اسکا جائزہ لیا اور پھر سپاٹ چہرے اور سرد نگاہوں سے سر اثبات میں ہلایا۔زارون اور عامر گلاب کے اس رویے پر ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر کندھے اچکا دیے

"شکر ہے زارون تم مل گئے۔۔۔۔۔۔۔کتنا گھومو گے؟اب اپنی دلہن کے پاس بیٹھو رسمیں شروع کروانی ہے!!"زرقہ وہاں آکر فوراً زارون سے بولی

"کیسی رسمیں؟"عامر نے سوال کیا جبکہ زارون کے ماتھے پر بھی بل آگئے

"لو بھلا۔۔۔۔بھئی بارات کی بھی رسمیں ہوتی ہیں۔۔۔۔۔سب لوگ آئیں گے دولہا دلہن کو مبارک باد دے گے۔۔۔۔۔۔۔نیگ دینا ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔اور پھر پریشے گلاب کی طرف سے ہے تو بھئی اس بچی نے بھی کچھ رسمیں کرنی ہے!!"زرقہ انہیں سمجھاتے بولی

"اس بچی نے کونسی رسمیں کرنی ہے؟"عامر بچی پر زور دیتے بولا

"ہے کچھ رسمیں تمہیں کیا معلوم!!"پریشے اسکے کندھے سے کندھا ٹکراتی اسٹیج سے نیچے اتر گئی،عامر بھی اسکے پیچھے گیا جبکہ زارون وہی گلاب کے بلکل ساتھ چپک کر بیٹھ

گیا جس پر گلاب نے اسے زبردست گھوری سے نوازہ جس کا زارون نے کوئی اثر نہ لیا

"دور ہو کر بیٹھو مجھ سے تم!!" گلاب دانت پیستے بولی جبکہ زارون مزید اس کے ساتھ چپک گیا

اس سے پہلے گلاب کچھ بولتی تمام فیملیز باری باری دولہا دلہن کی جانب آکر انہیں مبارک باد کے ساتھ تحفے پیش کرنے لگے۔۔۔ کیمرہ مین نے بھی تصویریں لینا شروع کر دی تھی۔۔

"مسکراؤ گلاب سب کو لگنا چاہیے کہ تم بہت خوش ہوں۔۔۔۔۔ اگر ایسا نہ ہوا تو بھول جانا کہ ماں سے ملواؤ گا تمہیں!!" زارون اسکا بیزار چہرہ دیکھ کر کان میں پھسپھسایا تو گلاب نے ساتھ ہی چہرے پر ایک بڑی مسکراہٹ سجالی جسے دیکھ کر زارون کے دانت بھی نکل آئے جب گلاب نے اسکے پیر پر اپنی نازک سی ہیل مار کر بدلا لیا جس پر زارون نے چیخ کا گلا گھونٹتے سر نفی میں ہلایا۔۔۔

"بلیک ملر!!" گلاب بڑابڑائی

سب سے آخر میں احان اور بسمل آئیں تھے اور ان کے ساتھ چھوٹا سا بھالو شایان

۔۔۔۔۔۔۔ان دونوں کو دیکھ کر گلاب کی فریبی مسکراہٹ تھم گئی اور نظریں جھک گئیں۔۔۔۔۔۔۔۔ نجانے کیوں مگر اپنے آپ اسکی آنکھیں نم ہو گئیں تھی۔۔۔۔۔۔۔دل میں ایک تکلیف،ایک درد اٹھا تھا۔۔۔۔۔دماغ میں صرف ایک ہی سوال گردش کر رہا تھا۔۔۔۔اتنا بڑا دھوکہ کیوں؟صرف اس لیے کہ وہ غازان نثار انصاری کی بیٹی تھی۔۔۔

بسمل نے تکلیف سے احان کو دیکھا اور پھر دوبارہ گلاب کو جس کی نظریں ایک پل کو بھی نہیں اٹھی تھی۔۔۔۔ جبکہ شایان زارون کی گود میں بیٹھا غور سے گلاب کو دیکھ رہا تھا

"ماما چاچو کی فیری!!"شایان گلاب کو غور سے دیکھتا قہقہ لگاتے بولا تو بسمل مسکرادی جبکہ گلاب نے پلکوں کی جھالڑ سے اس بچے کو دیکھا۔۔۔۔۔۔وہ بلکل مان جیسا تھا۔۔۔۔اسی کا ہم عمر۔۔۔۔۔۔شایان کو دیکھ کر اسکی آنکھوں کے سامنے مان کا وجود گھوما

"ادھر آؤ!!"گلاب نے شایان کا ہاتھ تھامے اسے ہلکی آواز میں پکارا تو وہ زارون کی گود سے اترتا گلاب کے سامنے آ کھڑا ہوا

"آپ کا نام کیا ہے؟"ماتھے پر سے اسکے بال سنوارتے گلاب نے پوچھا

"شایان احان!!" شایان مسکرا کر بولا

"آپ کی ایج کیا ہے؟"

"فور ائیرز!!" چار چھوٹی انگلیاں گلاب کے سامنے کرتا وہ بولا

"آپ کو کلرز پسند ہے؟ پینٹنگ پسند ہے؟" گلاب نے دوبارہ سوال کیا جس پر شایان اپنے دودھ کے دانت اسے دکھاتا مسکرادیا اور سر زور و شور سے اثبات میں ہلایا

بسمل کبھی شایان کو دیکھتی تو کبھی گلاب کو۔۔۔۔۔۔۔۔گلاب کی گود میں بیٹھا شایان اس سے راز و نیاز میں مصروف تھے جب کیمرہ مین نے دونوں کپلز کی تصویر لینے کی لیے انہیں کھڑے ہونے کو کہاں

تصویریں لینے کے بعد بسمل شایان کو تھامے اسٹیج سے اترنے لگی جب شایان اپنا ہاتھ چھڑوا کر گلاب کی جانب مڑا

"ول میٹ یو سون پریٹی لیڈی!!" اسکے گال کو چومتا شایان بولا تو گلاب ہنس دی۔۔۔۔۔۔۔جبکہ زارون نے نظروں سے اسکی نظر اتاری

"اپنا دھیان رکھنا۔۔۔۔۔۔خدا تمہیں اس جہاں کی تمام خوشیوں سے نوازے!!"

بسمل اسکا ماتھا چومتے بولی تو گلاب نے دوبارہ نظریں جھکالی جبکہ احان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور وہاں سے چل دیا۔

تھوڑی دیر میں پریشے دودھ کا گلاس اٹھائے اسٹیج کی جانب آئی جبکہ عامر اسکے پیچھے پیچھے تھا

"یہ کیا ہے؟" زارون نے ابرو اچکائے

"پانچ لاکھ!!" عامر نے لقمہ دیا

"ہوں؟" زارون حیران ہوا

"ارے یہ رسم ہے چونکہ میں دلہن کی جانب سے ہوں تو آپ یہ دودھ کا گلاس پیے گے اور بدلے میں مجھے پانچ لاکھ دے گے!!" پریشے بال پیچھے جھٹکتے ایک ادا سے بولی

"بھائی ہرگز نہیں پیے گا!!" عامر نے تنبیہ کی جس پر پریشے نے اسے گھورا

"میں پیوں گا۔۔۔۔" زارون بولا تو پریشے کے دانت نکلے جبکہ عامر منہ بنا کر رہ گیا

"مگر ایک شرط ہے!!" زارون نے بات مکمل کی

"کیسی شرط؟" پریشے نے آنکھیں چھوٹی کی

"اگر یہ مجھے اپنے ہاتھ سے پلائے گی تو میں تمہیں دس لاکھ دوں گا!!" اشارہ گلاب کی جانب تھا جس نے فوراً سر نفی میں ہلایا

"اوکے ڈن!!" پریشے جھٹ سے بولی جس پر گلاب نے اسے گھورا

"کم آن پرنسز سب دیکھ رہے ہیں۔۔۔۔۔۔بی آ گڈ گرل!!" زارون اسکے کان میں مسکراتا بولا۔۔۔۔۔جبکہ زینیہ نے دور سے ہی یہ سب دیکھا تھا

"اوہ پلیز آپی۔۔۔۔پلیز!!" پریشے اپنی پلکیں جھپکتی معصومیت سے بولی تو گلاب نے ہار مانتے سر جھکا دیا

"یس!!" پریشے خوشی سے بولی اور گلاس گلاب کی جانب بڑھایا جسے اس نے ناچاہتے تھام لیا اور گلاس زارون کی جانب بڑھایا۔۔۔۔۔۔زارون نے گلاب نے دونوں کانپتے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ کی نرم، پر حدت گرفت میں لیا اور نظریں گلاب پر ٹکائے گلاس منہ کو لگا لیا۔۔۔۔۔تھوڑا سا دودھ پینے کے بعد زارون نے وہی گلاس گلاب کی جانب کیا تھا جس نے حیرانگی سے اسے دیکھا

"پیو!!" زارون نے گلاس اسکے لبوں سے لگایا تو ناچار اگلاب کو پینا پڑا

"ویسے بھی جھوٹا پینے سے محبت بڑھتی ہے" اسکے ہونٹوں کے اوپر موجود قطروں کو انگوٹھے کی مدد سے صاف کرتے وہ مسکرا کر بولا جس پر گلاب نے گھبرا کر نظریں جھکالی

"بھائی میرے پیسے!!" پریشے اسے ہوش میں لائی

"یہ لو!!" زارون نے ایک چیک سائن کر کے پریشے کی جانب بڑھایا، جسے دیکھ کر پریشے کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔۔۔۔۔

"بھائی بیس لاکھ؟" پریشے کی آواز پر عامر کے بھی کان کھڑے ہوئے

"کیوں کم ہے؟"

"نہیں بہت زیادہ ہے۔۔۔۔۔اتنے سارے؟"

"بھئی تمہاری بہن پر پیسے تو کیا۔۔۔۔دل و جان بھی قربان!" زارون دل پر ہاتھ رکھے بولا تو وہاں موجود سب لوگ ہنس دیے، جبکہ بیچ میں موجود کچھ لوگوں نے نفرت اور طنز سے اس جوڑے کو دیکھا

"ادھر دوں!!" عامر پریشے کے سامنے جا کر بولا

"کیا؟"پریشے حیران ہوئی

"میرا حصہ!!"عامر نے اسے یاد دلایا

"کونسا حصہ؟"پریشے نے سوال کیا

"ارے بھئی رسم میں سے میرے حصے کے پیسے۔۔۔۔دوں مجھے!!"عامر نے اس کے سامنے ہاتھ پھیلایا

"پہلی بات تو یہ کہ یہ رسم صرف لڑکیوں کی ہوتی ہے اور دوسری بات۔۔۔تم کون؟"پریشے انجان بنی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"پریشے!!اب تم پیسوں کے پیچھے اپنا منگیتر چھوڑ دوں گی؟"عامر پریشے کے نام کو زرا لمبا کھینچتے بولا

"ہاں!!"تھوڑی پر انگلی جمائے کچھ پل کو سوچتی وہ اسے جواب دیے انگوٹھا دکھائے وہاں سے بھاگ نکلی

"پریشے رک جاؤں!!"عامر بھی اسکے پیچھے بھاگا

سب مہمانوں سے فارغ ہوتے ہی کیمرہ مین اب ان دونوں کی تصویر لینے کے لیے کھڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔گلاب بھی ناچار سی اٹھ گئی تھی

"سر میم کی ویسٹ پر ہاتھ رکھے!!"کیمرہ مین نے ہدایت کی

"شوق سے!!"زارون ہنس کر بڑبڑایا

"آپ تھوڑا دور ہٹے!!"گلاب غصے سے بولی

"ناممکن۔۔۔۔۔۔ویسے بھی اب تو میرے پاس اجازت نامہ بھی ہے!!"وہ ڈوپٹے میں پھنسے اسکے جھمکے کو ٹھیک کرتے بولا

"پرفیکٹ!!"کیمرہ مین انکی تصویر کھینچتے بولا

"سر میم اب ایک دوسرے کی جانب دیکھے!!"کیمرہ کی بات پر زارون نے گلاب کی کمر پر دونوں ہاتھ ٹکائے رخ اپنی جانب موڑ لیا تھا جس پر گلاب نظریں جھکا گئیں تھی

"نیچے اوپر۔۔۔۔۔۔میری جانب دیکھو!!"اسکی تھوڑی پکڑتے زارون بولا جس پر کیمرہ مین نے ایک اور تصویر لے ڈالی

"میں نے کہاں مجھ سے دور رہے اور یہ اپنے ہاتھ ہٹائے!!"گلاب غصے سے زارون کو

دیکھتی بولی جس کے خود ہاتھ انجانے پر اسکے سینے پر تھے

"چھوڑے مجھے!!"

"کبھی نہیں!!" اور ایک بار پھر اس نے اپنے لب گلاب کے ماتھے پر رکھ دیے تھے

"ویل، ویل کانگریچولیشنز مسٹر اینڈ مسز زارون رستم شیخ!!" ہاتھوں میں پھولوں کا گلدستہ تھامے رامش انکی جانب دیکھتے بولا

رامش کو وہاں پاکر گلاب کی آنکھیں پھیل گئیں اور وہ ایک پل میں زارون نے سے الگ ہوئی جبکہ زارون نے آنکھیں چھوٹی کیے رامش کو گھورا

"آپ جائے!!" زارون کیمرہ مین سے بولا جو وہاں سے چلتا بنا

"ایم رامش۔۔۔۔۔رامش بہادر خان نیازی!!" رامش نے ایک ہاتھ میں بوکے تھامے دوسرا ہاتھ زارون کی جانب بڑھایا

"آئی نو!!" زارون ہاتھ ملاتے بولا

"ویل کانگریچولیشنز ڈیئر ایکس سٹیپ مدر!!" رامش نے گلدستہ گلاب کی جانب بڑھایا جس نے کانپتے ہاتھوں سے اسے تھام لیا

"مسٹر رامش مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں نے آپ کو اپنی شادی میں انوائیٹ کیا تھا؟"

زارون گلاب کی بے چینی نوٹ کرتے بولا

"اس شادی میں شامل ہونے کے لیے مجھے کسی انویٹیشن کی ضرورت نہیں۔۔۔۔۔ آخر کو میری ایکس سٹیپ مدر کی شادی تھی!!" رامش نفرت بھری نگاہوں سے گلاب کو گھورتے بولا

"خیر اب آہی گئے ہے تو وجہ بھی بتادے آپ کی؟" زارون سپاٹ لہجے میں بولا

"یو نو واٹ زارون۔۔۔۔۔۔۔آئی ریئلی لائیک یو مین۔۔۔۔۔۔۔بہت سمجھدار ہوں تم۔۔۔۔۔۔میز کے کیسے سمجھ گئے کہ میں بنا کسی وجہ کے یہاں نہیں آیا ہوں ۔۔۔۔۔۔۔مگر یوں نو واٹ۔۔۔۔۔۔۔اتنے عقلمند ہونے کے باوجود تم بھی "میرے پاس تم ہوں" کے عدنان صدیقی نکلے۔۔۔۔۔۔آئی مین دو ٹکے کی کریکٹر لیس لڑکی کے لیے اتنا کچھ!!" وہ ھال کی تمام سجاوٹ پر نظر ثانی کرتے بولا

"تمیز سے۔۔۔۔۔بیوی ہے یہ میری!!" زارون رامش کا کالر پکڑ کر غرایا

"تمہاری بیوی سے پہلے یہ میرے باپ کی بیوی اور اسکے دوستوں کے لیے رات

گزاری کا اہتمام ہوا کرتی تھی۔۔۔۔بلڈی سلٹ۔۔۔یو نو افسوس ہوتا ہے تمہاری چوائس پر!!"گلدستہ گلاب کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین بوس ہو گیا تھا،اور بس یہی زارون کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا

"یو باسٹرڈ!!"رامش کے منہ پر مکا مارتے وہ چلایا

تمام افراد انکی جانب متوجہ ہو گئے تھے جبکہ زینیہ رامش کو وہاں دیکھ کر چونکی

"میں باسٹرڈ نہیں ہوں بلکہ یہ وچ ایک سلٹ ہے۔۔۔۔۔۔۔آج میں تمہیں اور یہاں موجود ہر شخص کو اس گھٹیا لڑکی کی اصلیت بتاؤں گا۔۔۔۔سیج آبلڈی کنگ وومین شی از!!"رامش خون تھوکتا گلاب کو حقارت بھری نگاہوں سے دیکھتا بولا

تمام لوگ دلچسپی سے یہ سارا ڈرامہ دیکھ رہے تھے

"تم۔۔۔۔۔۔"زارون اس پر جھپٹ پڑا اور پے در پے اسکے منہ پر مکے مارنا شروع ہو گیا اور اس سے بھی دل نا بھرا تو اسے زمین پر گرائے اسکے پیٹ میں اپنے پیر مارنے لگا

زینیہ دوڑ کر زارون کی جانب بڑھی

"زارون رکو،زارون چھوڑو اسے،زارون مر جائے گا وہ،زارون!!"زینیہ نے

زارون کو پیچھے کھینچا جب عامر اور پریشے بھی وہاں آگئے جہاں زرقہ کو اس میں رستم نظر آیا وہی بسمل کو یہ وہی زارون لگا جس نے نو سال پہلے احان پر گولی چلائی تھی

"زارون!! زارون گلاب، زارون دیکھو اسے!!" زینیہ نے زارون کا دھیان بٹایا اور واقعی وہ بٹ گیا، زارون نے مڑ کر گلاب کو دیکھا جو اپنی جگہ کھڑی کانپ رہی تھی

"گلاب!!" زارون فوراً اسکی جانب بڑھا اور اسے سینے سے لگایا، اس وقت گلاب میں اتنی بھی ہمت نہ تھی کہ زارون کو دور کر سکتی

"احان اسے باہر پھینکوا دوں!!" زارون نفرت سے رامش کو دیکھتے بولا جواب زینیہ کے سہارے کھڑا ہوا تھا

"میں گلاب کو لیکر گھر جا رہا ہوں۔۔۔اسے رخصتی ہی سمجھیے گا اور سب مہمانوں کو بھی رخصت کر دیجیے گا!!" گلاب کو اپنے سینے سے لگائے وہ زرقہ کو ہدایت کرتا وہاں سے چلا گیا

رامش بھی لوگوں کی چہ مگوئیاں سنتا اپنی آدھی ادھوری فتح پر مسکراتا ایک نظر زینیہ پر ڈالے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھائے باہر کو بڑھ گیا تھا

پورا سفر خاموشی میں کٹا تھا گلاب زارون سے دور کھڑکی کے ساتھ چپکی بیٹھی تھی، اسکی آنکھیں بے جان تھی، خالی تھی۔۔۔۔۔۔۔اسے معلوم تھا کہ ایک نا ایک دن ایسا ضرور ہو گا۔۔۔۔۔۔زارون سے شادی کرنے کی سزا ضرور ملے گی اسے۔۔۔۔۔۔ اسے اس وقت ہر انسان، ہر شے، حتی کے خود سے بھی نفرت ہو رہی تھی، دل چاہ رہا تھا خود کو ختم کر لینے کو۔۔۔۔۔۔۔زارون کا ارادہ گلاب کو اپنے ذاتی گھر لیجانے کا تھا مگر حالات دیکھ کر وہ زرقہ کے گھر لے آیا تھا، گلاب کو اس وقت سخت سہارے کی ضرورت تھی

گاڑی پورچ میں رکتے ہی گلاب تیزی سے گاڑی سے نکلتی اندر بڑھی تھی، زارون بھی کار لاک کرتا اسکے پیچھے گیا تھا

''گلاب میری بات سنو۔۔۔۔۔۔۔۔گلاب رکو۔۔۔۔۔۔۔سنو گلاب۔۔'' اسے اپنے کمرے کی جانب جاتے دیکھ کر زارون بھی اسکے پیچھے داخل ہوا تھا

کمرے میں داخل ہوتے ہی گلاب نے اپنا ڈوپٹا بالوں سے اکھاڑ پھینکا، جس سے اسکا جوڑا ڈھیلا ہو گیا تھا، ہاتھوں سے چوڑیاں کنگن نکالتے وہ تمام زیور زمین پر پھینکنے لگی تھی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زارون کمرے میں داخل تھا اسکا حال دیکھا جو خود پر ضبط کیے تمام زیور اتارے میک اپ چہرے پر سے رگڑ رگڑ کر اتار رہی تھی، اسکے ناخنوں سے کچھ کھروچیں بھی چہرے پر آگئی تھی

"گلاب لسن ٹو می، گلاب!!" زارون اسکی جانب بڑھا اور اسکا رخ اپنی جانب کیا

"کیا سنو میں؟ ہاں کیا سنو؟ کہاں تھا میں نے۔۔۔۔۔ کہاں تھا کہ مت کرے شادی مجھ سے، نہیں کرنی مجھے آپ سے شادی۔۔۔۔۔ میں جانتی تھی، جانتی تھی میں کہ ایسا کچھ ضرور ہوگا۔۔۔۔۔ میں، میں خوش تھی اپنی زندگی میں۔۔۔۔ خوش نا بھی سہی مگر سانسیں لے رہی مگر آج وہ سانسیں بھی چھین لی گئیں مجھ سے۔۔۔۔"

"کیوں، کیوں کیا ایسا کیوں۔۔۔۔۔ کیوں کیا میرے ساتھ ایسا۔۔۔۔۔۔ برباد کر دیا ہے آپ نے مجھے۔۔۔۔۔ پانچ سال پہلے بھی ازیت دی تھی اور اب بھی وہی کیا آپ نے۔۔۔ کیوں، کیوں، کیوں۔۔۔۔۔۔ کیوں بار بار ازیت دیتے ہے مجھے۔۔۔۔۔۔ ایک ہی بار کیوں نہیں مار دیتے مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔ مجھے مار دے، آپ کو اللہ کا واسطہ مار دے مجھے!!" اسکے سینے پر مکے مارتے وہ چیخ چلا رہی تھی

"نہیں جیا جاتا مجھ سے اور، میرا دم گھٹتا ہے، خدا کے لیے مجھے مار دے۔۔۔۔۔۔

بخش دے مجھے !!" زارون نے کس کر اسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔۔۔۔۔گلاب پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی

"کیوں کیا۔۔۔۔۔کیوں؟ سب کچھ ختم کر دیا آپ نے، سب کچھ۔۔۔۔۔۔گلاب کو تو پانچ سال پہلے مار چکے تھے، اب اس گل رعنا کو بھی مار دے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور، اور نہیں ہوتا برداشت مجھ سے، لوگوں کی تمسخرہ اڑاتی نظریں اور نہیں سہی جاتی۔۔۔۔۔۔نہیں دیکھ سکتی ان کی نظروں میں اپنے لیے حقارت۔۔۔۔۔۔۔وہ حقارت جو مجھے تب ملی جب میں گل رعنا تھی ایک پچپن سال کے بوڑھے آدمی کی لالچی بیوی، جس نے پیسوں کی لالچ میں اس سے شادی کر لی۔۔۔۔۔۔۔نہیں دیکھی جاتی حقارت اپنے لیے اب جب میں گلاب زارون ہوں، جس نے ایک جوان آدمی کو اپنی نفس کی خواہشات پوری کرنے کے لیے پھنسایا۔۔۔۔۔۔۔۔نہیں ہوتا برداشت !!"

وہ سر نفی میں ہلاتی روتے بولی جبکہ زارون کی گرفت اس پر مزید سخت ہو گئی تھی

"پلیز مجھے چھوڑ۔۔۔۔۔" اس سے پہلے گلاب کی بات مکمل ہوتی زارون اسکی آواز دبا گیا تھا اپنا حق استعمال کرتے ہوئے

"خبردار، خبردار جو اپنے لبوں سے ایسی بات دوبارہ نکالی۔۔۔۔۔نہیں چھوڑوں گا کبھی

نہیں چھوڑو گا۔۔۔۔۔۔مر جاؤ گا مگر چھوڑو گا نہیں!!"اسکے ہونٹوں پر انگلی رکھتے وہ بولا

"تم میری ہوں، کبھی نہیں چھوڑو گا!!"زارون ہلکی آواز میں اسے دیکھتا بولا

"نہیں، نہیں ہوں میں آپکی سنا آپ نے میں نہیں ہوں آپکی۔۔۔اور نہ ہی کبھی بنوں گی، جاؤ، جاؤ یہاں سے!!"اسکا حصار توڑتی وہ اسے دھکا دیتی بولی

"ابھی کے لیے جارہا ہوں، مگر کل سے ہم اپنی نئی زندگی شروع کرے گے گلاب تو اپنا مائنڈ بنالوں۔۔۔کیونکہ کل سے تم ہر طرح سے میری ہو جاؤں گی، مکمل پوری کی پوری!!"ایک آخری بار اسکا ماتھا چومتا زارون جا چکا تھا

"نہیں ایسا نہیں ہو سکتا، میں ایسا نہیں ہونے دوں گی۔۔۔۔۔۔کبھی نہیں!!"خود سے عہد کرتی وہ تیزی سے واشروم میں داخل ہوئی

کچھ دیر ٹھنڈے پانی کے نیچے کھڑے ہونے کے بعد وہ ٹاول میں لپٹی شیشے کے سامنے جا کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

"ہم ایک نہیں ہوں سکتے زارون۔۔۔۔میں، میں اس قابل نہیں رہی کہ مجھ سے

محبت کی جائے زارون۔۔۔۔۔۔نہیں رہی میں اس قابل"آئینے میں وہ اپنے زخموں سے چور جسم کو دیکھتی بڑبڑائی

کچھ زخم اس نے خود اپنے آپ کو دیے تھے مگر باقی سب بہادر خان کی دین تھے۔۔۔۔۔اسکی پیٹھ کئی زخموں بھری ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔نجانے کتنے گہرے زخم پیوست تھے اسکی پیٹھ پر۔۔۔۔۔

سیگریٹ، موم بتی سے جلے کے نشان، بیلٹ، ہنٹر کے نشان۔۔۔۔۔۔چاقو۔۔۔اسکا پورا جسم زخموں سے بھرا ہوا تھا۔۔۔وہ بے جان آنکھوں سے اپنے تمام زخموں کو چھو کر دیکھ رہی تھی

آج جو ڈرامہ ہوا تھا اس پر زینیہ سخت جھنجھلا گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔رامش سے اسے اس بے وقوفی کی امید نہیں تھی۔۔۔۔۔وہ انہی سوچوں میں گم تھی جب اسے ایک میل موصول ہوئی تھی۔

گلاب اور زارون کی مہندی کی وڈیو۔۔۔۔۔۔۔اس نے اپنے ایک ورکر سے تمام

فنکشن کوور کروایا تھا۔۔۔تمام سوچوں کو جھٹکتی وہ غور سے وڈیو کو دیکھنے لگی،

بے شک اسکے ورکر نے بہت اچھے طریقے سے پوری ویڈیو ایڈیٹ کی تھی۔۔۔۔۔

زینیہ یونہی مسکرا کر تمام فنکشن دیکھ رہی تھی جب اسکے لب سکڑے۔۔۔۔۔آنکھیں

حیرت سے پھیلائے اس نے ویڈیو رئوائینڈ کی تھی

وہ غور سے گلاب اور زارون کا نکاح نامہ سن رہی

"گلاب غازان انصاری!!"وہ بڑبڑائی

یہ کیسے جھٹکے مل رہے تھے اسے، کل کیوں نہ چونکی تھی وہ نکاح کے وقت۔۔۔۔۔۔

کل اسکا دھیان بلکل بھی گلاب پر نہ گیا تھا، وہ اپنے دل کو سمجھانے بجھانے میں مگن تھی

"تم ایسا کیسے کر سکتے ہوں زارون؟ کیسے؟ مجھے چھوڑ کر تم نے دشمن کی بیٹی کو

اپنا لیا۔۔۔۔۔۔اس شخص کی اولاد کو جس کی وجہ سے تمہاری ماں مری۔۔۔۔۔جس

کی وجہ سے تم ماں کے ساتھ ساتھ باپ کی شفقت سے بھی محروم ہو گئے۔۔۔۔۔۔

کیوں زارون!!"کئی موتی اسکی آنکھوں سے لڑھک کر گالوں پر پھسل گئے۔۔۔۔۔۔

دفعتاً اسکا موبائل بجا، ہاتھ سے آنسو صاف کیے اس نے موبائل اٹھایا۔۔۔۔۔۔۔ان

نون نمبر دیکھ کر وہ چونکی

"ہیلو!!"زینیہ ہچکچا کر بولی

"زینیہ!!"رامش زرا تکلیف میں بولا

"رامش؟"زینیہ حیران ہوئی

"مجھے تم سے ملنا ہے زینیہ۔۔۔۔۔۔ضروری بات کرنی ہے تم سے!!"رامش فورا کام کی بات پر آیا

"مگر مجھے نہ تم سے ملنا ہے اور نہ کوئی بات کرنی ہے!!"زینیہ فوراغصے سے بولی

"زینیہ پلیز!!"رامش بے بس سا بولا

"نہیں رامش۔۔۔۔۔۔۔۔آج جو تماشہ تم نے لگایا اسکے بعد مجھے کچھ نہیں سننا!!"

"زینیہ وہ لڑکی ایسی نہیں کہ تم اسکی وجہ سے مجھ سے یوں بات کروں!!"رامش بھڑکا

"آج زارون کا خاص دن تھا رامش اور تم نے آکر سب کچھ برباد کردیا!!"زینیہ موبائل میں غصے سے بولی

"اوہ تو وجہ وہ تمہارا کزن ہے جس نے تمہاری محبت کو ٹھوکر مار کر اس لڑکی سے شادی کرلی!!"رامش کا لہجہ تلخ کے ساتھ ساتھ کڑوا بھی تھا

"میں فون رکھنے لگی ہوں۔۔۔۔۔۔"

"پلیز زینیہ کال مت کاٹنا۔۔۔۔۔پلیز مجھ سے مل لو۔۔۔۔۔۔۔یہ بہت ضروری ہے زینیہ۔۔۔۔۔اپنے لیے نا سہی، زارون کے لیے۔۔۔۔۔۔اسکے لیے وہ سب کچھ جاننا بہت ضروری جو اسکی بیوی کے بارے میں صرف میں جانتا ہوں۔۔۔۔۔۔پلیز زینیہ!!"رامش منت کرتے بولا

"اوکے!!"کچھ دیر کو سوچتی زینیہ نے گرین سگنل دے دیا تھا

کال کاٹتے ہی ایک تلخ مسکراہٹ رامش کے لبوں کو چھو گئی تھی

"اگر میں بے سکون ہوں تو سکون میں تو تم بھی نہیں رہوں گی مس گل رعنا۔۔۔۔۔تمہیں حساب دینا ہوگا میرے ساتھ ہوئی ہر ایک زیادتی کا۔۔۔۔۔۔مجھ سے میرا گھر چھین کر تم یوں اپنا گھر نہیں بسا سکتی۔۔۔۔۔کبھی نہیں

کافی شاپ میں بیٹھا وہ کب سے زینیہ کا ویٹ کر رہا تھا،اسکے سامنے رکھی کافی بھی اب ٹھنڈی ہو چکی تھی مگر وہ نہیں آئی تھی،اس نے زینیہ کو کال کرنے کے لیے موبائل اٹھایا جب دروازہ کھولتی وہ اسے اندر داخل ہوتے دکھائی دی

زینیہ اندر داخل ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگی جب اسے لاسٹ والے ٹیبل پر رامش بیٹھا نظر آیا، جس نے اس وقت آنکھوں پر کالا چشمہ اور بالوں پر کیپ لے رکھی تھی، مگر زینیہ اسکے گلے میں جھولتی چین کی بدولت اسے پہچان چکی تھی

قدم اٹھاتی وہ رامش کے قریب پہنچتی اسکے سامنے جا بیٹھی

"بولو کیوں بلایا؟" زینیہ نے آتے ہی سوال کیا

"کیسی ہو؟" وہ اسے دیکھ کر مسکرایا

"میرا نہیں خیال رامش کے تم نے یہاں مجھے میرا حال احوال پوچھنے کے لیے بلایا ہے، اب سیدھی سیدھی بات کرو!" زینیہ سپاٹ لہجے میں بولی

جو حرکت کل رامش نے کی تھی وہ نا قابل معافی حرکت تھی اور اس وقت یہ خبر آگ کی مانند پورے ملک میں پھیل گئی تھی، اسے صبح سے زارون کی کزن ہونے کی وجہ سے لاکھوں میسجز آچکے تھے، تمام لوگ اس تماشے کی اصل وجہ جاننا چاہتے تھے اور جو لوگ موجود تھے انہوں نے خوب مرچ مصالہ لگا کر یہ خبر ارد گرد کے لوگوں میں پہنچائی تھی

”ناراض ہو؟“رامش نے سوال کیا

”تمہارا میراایسا کوئی رشتہ نہیں کہ تم سے ناراض ہوا جائے،اب کام کی بات کی جائے تو بہتر ہے“زینیہ سپاٹ لہجے میں بولتی اسکا منہ بند کروا گئی تھی

”تمہارے کزن کی بیوی ایک اچھی لڑکی نہیں!“رامش کچھ پل بعد ٹھہر کر بولا

”اچھااور تمہیں کیسے علم ہوا؟کالے جادو سے؟“زینیہ تڑخ کر بولی

”مت بھولوں کی زارون کی بیوی سے پہلے وہ میرے باپ کی بیوی رہ چکی ہے“رامش نے دانت پیسے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”معلوم ہے،مگر یہ بھی معلوم ہے کہ تم اپنے باپ کے ساتھ کب سے قطع تعلق کیے بیٹھے ہوں،توگلاب کو جاننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا!“زینیہ نے دوبدو جواب دیا

”کون گلاب؟“رامش حیران ہوا

”چلو جی!!گلاب عرف گل رعنازارون کی وائف“زینیہ نے مینیو کارڈ کھول کر جواب دیا

”مانا کہ میں نے اپنے باپ سے قطع تعلق کیا ہوا ہے،مگراسکا مطلب یہ نہیں کہ میں

کبھی ان سے ملا نہیں، میں ان سے ملا تھا۔۔۔۔۔۔۔" وہ بولتا بولتا رکا اور لب بھینچ گیا،

زینیہ نے مینیو پر سے سر اٹھا کر اسے دیکھا

"میں ان سے پانچ سال پہلے ملا تھا لندن میں جب ان کی شادی کو چھ ماہ ہو گئے تھے!"

زینیہ کو اپنی جانب متوجہ پا کر وہ بولا

"جانتی ہوں اس رات ان کے فارم ہاؤس پر بہت بڑی پارٹی تھی، رات دیر تک پارٹی چلتی رہی۔۔۔۔۔۔سب لوگ سو چکے تھے، مگر میرے اندر کا غم کسی صورت کم نہیں ہو رہا تھا جس نے مجھے جگائے رکھا۔۔۔ صبح کی کرنوں کے پھوٹتے ہی میں دکھتا سر لیے کمرے سے باہر نکلا تھا، کافی بنانے کے لیے کچن کی جانب جا رہا تھا۔۔۔۔جب میں نے ڈیڈ کی وائف کو۔۔۔۔۔۔ڈیڈ کو وائف کو انتہائی شرمناک حالت میں انکے دوست کے کمرے سے نکلتے دیکھا تھا۔۔۔۔۔۔قسم خدا کی زینیہ میں گواہ ہوں اس منظر کا جو میں نے دیکھا۔۔۔۔اس کی حالت سب کچھ بیان کر رہی تھی کہ وہ کس کردار کی لڑکی ہے!" رامش کی بتائی داستان پر زینیہ ششں و پنج میں چلی گئی تھی مگر مکمل یقین نہیں آیا تھا

"تو تمہیں یہ بات اپنے ڈیڈ کو بتانی چاہیے تھی!" زینیہ فوراً بولی، رامش اداس سا مسکرایا

''تمہیں کیا لگتا ہے کہ کیا میں نے انہیں نہیں بتایا ہو گا؟ میں سب سے پہلے ان کے پاس گیا تھا زینیہ، اپنے ڈیڈ کو آگاہ کرنے کے وہ لڑکی کس قماش کی ہے، مگر میرے ہی ڈیڈ نے میرا یقین نہیں کیا۔۔۔انہوں نے کہاں کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں بکاز مجھے وہ پسند نہیں تو میں اسکے کردار پر حملہ کر کے انہیں علیحدہ کرنا چاہتا ہوں!'' رامش بے بس لہجے میں بولا

''میرے ڈیڈ اس لڑکی سے بہت محبت کرتے تھے یہاں تک کہ انہوں نے اپنی اولاد تک پر بھی بھروسہ نہیں کیا!'' وہ ضبط کرتا بولا

رامش کا انکشاف زینیہ کو اندر تک ہلا گیا تھا، وہ جانتی تھی کہ رامش اتنا گیا گزرا نہیں ہے کہ وہ یونہی کسی لڑکی کے کردار پر تہمت یا بہتان لگادے، اسکا دماغ گھوم کر رہ گیا تھا۔

''پلیز بلیو می زینیہ، میں جھوٹ نہیں بول رہا میرا یقین کرو!'' وہ زینیہ کا ہاتھ تھامتا بیچار لہجے میں بولا

''اچھا مگر ٹی۔وی پر چلتی بریکنگ نیوز تو کچھ اور ہی کہہ رہی ہے!'' زینیہ کی نظریں سامنے دیوار پر لگے ٹی۔وی پر گئی جہاں بہادر خان پریس کانفرس کر رہا تھا اپنی ایکس بیوی گل رعنا کے کردار کے حوالے سے۔رامش نے بھی چونک کر چہرہ موڑا اور

ٹی۔وی پر چلتی ہیڈ لائنز کو دیکھ کر مٹھیاں بھینچ گیا

"انہیں آج بھی لگتا ہے کہ وہ عورت ایک اعلی کردار کی مالکن ہے!" رامش نے نفرت سے بولتے، چہرہ دوبارہ زینیہ کی جانب کر لیا، جو پر سکون سی رامش کی ٹھنڈی کافی کا مگ لبوں کو لگا چکی تھی۔

"دیکھو رامش میں یہ نہیں کہتی کہ تم مجھ سے جھوٹ بول رہے ہو! مگر میں یہ جانتی ہوں کہ نفرت انسان نے بہت کچھ غلط کروا دیتی ہے۔۔۔۔۔اور جہاں تک بات ہے زارون کی تو اسکی فکر تم مت کرو۔۔وہ ایک سمجھدار انسان ہے اپنا اچھا برا سب بہتر طور پر سمجھتا ہے۔۔۔۔۔مہرالنسا آنٹی اور شیر کہ ساتھ جو کچھ بھی ہوا اس پر مجھے ابھی تک بہت افسوس ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ تم یوں سر عام کسی کی عزت اچھالتے پھروں۔۔۔خدا حافظ!!" رامش کی سنے بھی وہ وہاں سے جا چکی تھی جبکہ رامش نے غصے سے ٹیبل پر مکا مارا

کیفے سے نکلتے ہی اس نے ایک گہری سانس خارج کی تھی، اسکا ارادہ اب زارون کے پاس جانے کا تھا، بہت سے سوالات تھے جن کے جواب صرف اور صرف زارون ہی

دے سکتا تھا۔

آفس میں بیٹھا وہ پیپر وہ ٹی۔وی پر چلتی نیوز دیکھتا کسی گہری سوچ میں کھویا ہوا تھا جب دروازہ ناک کرتے عامر اور پریشے اندر داخل ہوئے

"بھائی آپنے بلایا؟" عامر نے سوال کیا جس پر زارون نے چونک کر اسے دیکھا اور نیوز کو پاز کرتا وہ سیدھا ہو کر بیٹھا

"ہاں آؤ بیٹھو!!" زارون نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا

"وقت آگیا ہے عامر!" ان دونوں کے بیٹھتے ہی زارون گویا ہوا

"کس چیز کا وقت؟" عامر حیران ہوا

"مشن بہادر خان کا وقت عامر" زارون دوبارہ بولا تو ان دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا

"وقت آگیا ہے کہ بہادر خان اب وہ کاٹے جو اس نے اتنے سالوں سے بویا ہوا ہے!!"

زارون دوبارہ بولا

''مگر کیسے؟'' عامر نے سوال کیا جس پر زارون نے ایک اینویلپ اسکے سامنے رکھا

عامر نے ایک نظر زارون کو دیکھا اور پھر انویلپ اٹھایا اور اسے کھولا، انویلپ کے اندر موجود تصویر دیکھ کر اسکی آنکھیں پھیل گئیں

''بھائی یہ؟'' عامر چونکا جبکہ پریشے نے بھی اس تصویر کو دیکھا

''ارے یہ انسان!'' پریشے چونکی

''تم اسے جانتی ہو؟'' عامر نے اب پریشے سے سوال کیا

''ہاں یہ وہی ہے عجیب سالڑکا جو بہت بات جان بوجھ کر میرے راستے میں آجاتا ہے۔ عجیب سائیکو ہے!'' پریشے نے منہ بناتے آنکھیں گھمائی

''بائے داوے یہ ہے کون؟'' پریشے نے عامر کی جانب دیکھتے سوال کیا

''شمس'' عامر دانت پیستے بولا، پریشے چونک اٹھی وہ اس شمس نامی بلا سے بہت اچھے سے واقف تھی

''پلان کیا ہے زارون بھائی؟'' عامر کے سوال پر زارون مسکرایا اور عامر کو دیکھنے لگا،

اسکا دماغ اس وقت ایک بہت بڑی چال بن رہا تھا

"یہ دیکھ رہے ہو؟" اسنے عامر کارخ ٹی۔وی کی جانب کروایااور دوبارہ سے نیوز پلے گی

"بھائی یہ؟" عامر نے حیرت اور مسکراہٹ کے ملے جلے تاثرات لیے زارون کو دیکھا

"مچھلی نے چارے کو نگلنا شروع کر دیا ہے، اب بس اسکا جال میں پھنسنا باقی ہے اور پھر ہو گا شکار!" زارون مسکرادیا

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

"سر آخر ایسی کیا وجہ تھی کہ آپ نے نا صرف اپنی بیوی کو طلاق دے دی، بلکہ انکی شادی اپنے ایک بزنس پارٹنر سے بھی کروادی؟" نیوز اینکر نے بہادر خان سے سوال کیا

"دیکھیے اس پریس کانفرس کا مقصد صرف ان لوگوں کا منہ بند کروانا ہے جو بنا کسی تحقیق کے کسی بھی عزت دار مرد یا عورت پر انگلیاں اٹھاتے ہیں اور پھر انہیں جھنمی قرار دے دیتے ہیں!۔۔۔میری ایکس۔وائف گل رعنا ایک نہایت اعلی کردار کی خاتون ہے، اگر ہماری علیحدگی کا کوئی زمہ دار ہے تو وہ صرف میں ہوں، اور کیسے وہ آپ

کو میری ان رپورٹس سے پتہ چل جائے گا!" بہادر خان نے سر کے اشارے سے شمس کو رپورٹس کی ایک ایک کاپی سب کو دینے کو کہاں

"جیسا کہ آپ سب جانتے ہیں الیکشنز آنے والے ہیں اور پر سیاسی لیڈر کی طرح میں بھی جیتنا چاہتا ہوں، مگر معاف کیجیے گا میرا مقصد ان لیڈریز کی طرح عوام کو لوٹنے کا نہیں بلکہ انکی خدمت کرنے کا ہے، اسی لیے میں ہر وقت عوام کی خدمت کے موقع ڈھونڈتا ہوں، مگر چند ماہ پہلے میری طبیعت خاصی خراب رہنے لگ گئی تھی، دل میں اٹھتی تکلیف مجھے اس مقام تک لے گئی کہ میں موت کے منہ سے واپس آیا ہوں، مگر اپنے سیاسی حریف کی گندی ذہنیت کو جانتے ہوئے میں نے یہ راز، راز ہی رکھا، اب آپ سب خود بتائے کہ اگر کل کو مجھے موت آجائے تو ایسے میں میری بیوی کا کیا بنتا؟ اس ملک کو تو سنبھالنے کے لیے ہزار لوگ امیدوار ہیں مگر میری بیوی۔۔۔۔۔۔وہ میری محبت ہے، اسی لیے میں نے اپنی صحت کو دیکھتے ہوئے دو فیصلے لیے۔۔۔۔۔" بہادر خان رکا

"کیسے فیصلے؟" ایک اور اینکر نے سوال کیا

"پہلا اپنی بیوی گل رعنا کو طلاق دیکر اسکی شادی ایک کم عمر زمہ دار انسان سے کروانے

کا فیصلہ،اور دوسرا۔۔۔۔۔۔۔۔دوسرا یہ کہ اپنی گرتی طبیعت کو مد نظر رکھتے میں اس بات الیکشنز سے دستبردار ہوتا ہوں،میں جانتا ہوں کہ میرے سپورٹرز کو میرا یہ فیصلہ پسند نہیں آئے گا، مگر جو شخص اپنی صحت کو نہ سنبھال پائے نہ وہ بیوی یہ ملک کو کیا سنبھالے گا۔۔۔۔۔۔تو وہ سب لوگ جنہیں اس بات پر رنج و غم یہ غصہ ہے کہ میری بیوی نے مجھے چھوڑ دیا تو انہیں بتاتا چلو یہ فیصلہ سراسر میرا تھا۔۔۔۔۔۔مجھے امید ہے کہ آپ لوگ کسی بھی انسان خاص طور پر کسی بھی عورت کی کردار کشی کرنے سے پہلے یہ بات ذہن میں رکھے گے کہ ہر کہانی کے دو پہلو ہوتے ہیں۔۔۔" زاروں اب ٹی۔وی بند کر چکا تھا

"بھائی مچھلی نے صرف چارہ ہی نہیں نگلا وہ تو جال میں بھی پھنس چکی ہے!" عامر مسکرا کر بولا تو پریشے اور زاروں ہنس دیے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"ماما زاروں کہاں ہے؟" گھر میں داخل ہوتے ہی وہ زرقہ کے سر پر جا کھڑی ہوئی جنہوں نے چونک کر اسے دیکھا

"کیا ہوا خیریت؟" انہیں زینیہ کچھ پریشان لگی

"ہاں خیریت ہے آپ بس بتائے زارون کہاں ہے؟"زرقہ نے ایک نظر ساتھ بیٹھی گلاب کو دیکھا اور پھر زینیہ کو

"آفس گیا ہے!"انہوں نے جواب دیا

"ہمم!"ایک ترچھی، چبھتی نگاہ گلاب پر ڈالے وہ دوبارہ سے چلی گئی تھی

"آنٹی آپ، آپ بات کرے گی نازارون سے، اسے منائے گی نا کہ وہ مجھے کیرے مان سے ملنے دے!"آنکھوں میں نمی لیے اس نے زرقہ کا ہاتھ تھامے منت کی تو زرقہ کو اس پر ڈھیروں ترس آیا، وہ غازان کی بیٹی تھی مگر عادات بلکل مختلف

"تم فکر مت کرو میں کروں گی بات اس سے، ٹھیک ہے!"اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے وہ بولی تو گلاب مسکرا دی

"ارے میم آپ!"اسے آفس میں دیکھ کر ریسپشنسٹ فورا اپنی کرسی سے اٹھی

"زارون کہاں ہے؟"زینیہ نے عجلت میں سوال کیا

"میم سر تو ابھی بس پانچ منٹ پہلے سر عامر کے ساتھ کہی گئے ہے!"فورا جواب دیا گیا

"ڈیم اٹ!" زینیہ نے زور سے ریسیپشن ٹیبل پر اپنا ہاتھ مارا اور تیز تیز قدم اٹھاتی آفس سے باہر نکل گئی

"عجیب!" ریسیپشنسٹ نے کندھے اچکائے اور دوبارہ سے بہادر خان کا انٹرویو دیکھنے لگ گئی

"کتنا اچھا انسان ہے یہ، ہمارے ملک کو ایسے ہی لوگوں کی ضرورت ہے" وہ لڑکی سراہتی نگاہوں سے بہادر خان کو دیکھتے بولی

"تم نے یہ ٹھیک نہیں کیا بہادر خان!" شمس دانت پیستے بولا جبکہ بہادر خان مزے سے شراب پینے میں مصروف تھا، اسکی آج کی کانفرنس نے اسے مزید شہرت دی تھی اور عوام مزید اسکے سپورٹ میں بول رہی تھی

"سر، زارون سر آئے ہے!" ایک نوکر نے آکر اطلاع دی

"وہ اب کیوں آیا ہے؟" شمس بڑبڑایا

"ہمم بھیجوں اسے!" بہادر خان نے اجازت دی

"کیسے ہوں نیازی؟" زارون اندر داخل ہوتے ہی اس سے بغل گیر ہوا

"تم سناؤں زارون شیخ کیسے آنا ہوا؟" بہادر خان نے بیٹھتے ہی سوال کیا

"پیوں گے؟" اشارہ شراب کی جانب تھا

"نہیں" زارون نے سر نفی میں ہلایا

"جہاں تک بات ہے کہ کیسے آنا ہوا تو ایک پرپوزل لایا ہوں تمہارے لیے، تمہارے فائدے کا ہے!" زارون مسکرایا

"کیسا پرپوزل؟" فائدہ لفظ سن کر بہادر خان کی آنکھیں چمکی

"اندر آجاؤ!" زارون اونچی آواز میں بولا جب آنکھوں پر نظر کا چشمہ چڑھائے عامر اندر داخل ہوا

عامر کو اپنے سامنے پاکر شمس چونک اٹھا

"یہ؟" شمس حیران رہ گیا

"یہ وقار ہے!" زارون شمس کی جانب دیکھ کر بولا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کون وقار؟" بہادر خان نے سوال کیا

"تم جاؤ!" زارون نے عامر کو اشارہ کیا

"یہ وقار ہے سلطان کا خاص آدمی، اور اب میرا، ایک کنسائمینٹ ہے، ڈرگز سپلائے کرنی ہے، کروڑوں کا منافع ہے!" زارون تھوڑا سا آگے کو ہو کر بولا

"مگر سلطان کے آدمی کا اس سے کیا تعلق؟" بہادر خان کو ابھی بھی سمجھ نہیں آئی

"تم جانتے ہو نیازی کے سلطان کس قدر خود غرض شخص ہے، صرف اپنے بارے میں سوچتا ہے، وقار اسکا خاص آدمی تھا، ایک پولیس ریڈ میں سلطان بہت مشکل سے بچا تھا، مگر اپنی جگہ وہ وقار کو پھنسا گیا اور مڑ کر خبر نہیں لی، بس میں نے اسی موقع کو استعمال کیا، وقار کو سلطان کے خلاف کیا اور پولیس سے بچا کر اپنے ساتھ، اب وہ سلطان کی جگہ میرا خاص آدمی ہے!" زارون مسکرا کر بولا

"مگر سلطان اتنا بیوقوف نہیں کہ وہ وقار کو یونہی تمہیں دے دے، یقیننا وقار کے پاس بہت خفیہ انفارمیشن ہو گی جو سلطان کو تباہ کر سکتی ہے" اب کی بار شمس بولا،

زارون نے سراہتی نگاہوں سے اسے دیکھا

”ٹھیک کہاں تم نے مگر میری بات ابھی مکمل نہیں ہوئی۔۔۔۔۔۔۔۔میں وقار کو بچایا تو وہ میرا احسان مند ہو چکا تھا، مگر سلطان کو چھوڑ کر کسی اور کے لیے کام کرنے کا مطلب ہے اپنی جان گوانا،اور نیازی تم تو ویسے بھی سلطان کی نظروں میں آچکے ہو، سلطان نے میرے کہنے پر وقار کو تم پر نظر رکھنے کے لیے یہاں بھیجا ہے مگر وہ یہ نہیں جانتا کہ وقار اب اسکے لیے نہیں میرے لیے کام کرتا ہے،اور وقار اسکی نظروں سے بچا کر ہماری مدد کرے گا ڈرگز کو سپلائے کرنے میں، مطلب کہ اب ہمیں سلطان کی ضرورت نہیں!“زارون کی بات پر بہادر خان کی آنکھیں چمک اٹھی

”مگر ہم اس پر کیسے یقین کر لے؟“شمس دوبارہ بولا

”بھروسہ کرنا نہ کرنا تمہارا مسئلہ ہے، میرا نہیں!“زارون نے کندھے اچکائے

”اگر تمہیں یقین نہیں تو میں وقار کو اپنے ساتھ لیجاتا ہوں۔۔۔۔باقی آگے تمہاری مرضی!“زارون اپنی جگہ سے اٹھا جبکہ بہادر خان گہری سوچ میں گم تھا

”رکو زارون شیخ!!“بہادر خان ایک دم بولا جبکہ زارون مسکرا دیا

”مجھے تمہارا پرپوزل قبول ہے، وقار کو تم یہی چھوڑ جاؤ!“بہادر خان کی بات پر زارون

نے سر کو خم دیا اور دوبارہ سے وقار کو اندر بلایا

"جی سر؟" وقار موؤدب سا بولا

"وقار اب تمہیں یہی رہنا ہے، بہادر خان کے ساتھ، جانتے ہو نا؟" زارون کے سوال پر وقار نے سر اثبات میں ہلایا جبکہ شمس اسے گھورے جا رہا تھا

"اب مجھے اجازت بہادر خان، میری بیوی میرا انتظار کر رہی ہو گی!" زارون ایک آنکھ دباتا وہاں سے نکل گیا جبکہ بہادر خان کا مکروقہقہ سٹڈی میں گونجا

ناخن چباتی وہ مضطرب سی زرقہ کو دیکھے جا رہی تھی جو اسکا سامان پیک کرنے میں مصروف تھی

اسکے دماغ میں بار بار زارون کی دھمکی گونج رہی تھی، ایک عجیب سا ڈر اسکے دل میں بیٹھ گیا تھا

وہ تو ابھی تک اس رشتے کو قبول نہیں کر پائی تھی کجا کہ اس رشتے کو مکمل طور پر نبھانا، اسکا پورا بدن کانپ رہا تھا

"گلاب؟" زرقہ نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا

"جج۔۔۔جی؟" وہ چونکی

"کہاں گم ہو؟ کب سے بلا رہی ہوں۔۔۔۔خیر چھوڑو یہ سب تمہاری پیکنگ کر دی ہے میں نے، زارون کی کال آئی تھی وہ پانچ منٹ تک آجائے گا تم تب تک فریش ہو جاؤ!" اسکے گال پر ہاتھ رکھتی وہ بولی تو گلاب نے سر اثبات میں ہلا دیا

نجانے کیوں مگر وہ زرقہ سے نفرت نہیں کر پائی تھی، اتنی محبت تو کبھی اسکی ماں نے اسے نہیں دی تھی جتنی گلاب کو زرقہ سے ملی تھی، وہ دل سے زرقہ اور وجدان کی عزت کرنے لگی تھی۔

"آپ، آپ زارون سے بات کرے گی نا؟" اس نے زرقہ کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھاما

"ضرور میری جان، میں کروں گی بات، تم فکر مت کروں" وہ اسے پیار سے پچکارتے بولی

"لو آگیا وہ، جاؤ جا کر تیار ہو، نئی نویلی دلہن ہو تم!" اسکے ہاتھ میں ایک بھاری کام والا

فراک تھماتے وہ بولی جس لیے گلاب جھٹ واشروم میں چلی گئی تھی

ایک نظر گلاب کے بیگ پر ڈالتی زرقہ کمرے سے باہر نکلی تھی انکا ارادہ زارون سے بات کرنے کا تھا۔

آئینے کے سامنے کھڑی وہ گم سم سی اپنے کندھوں سے زرا سا نیچے آتے بالوں کو برش کرنے میں مصروف تھی جبکہ سوچ کے تمام تانے بانے ماں کی جانب تھے، کتنا عرصہ ہو گیا تھا اسے اپنے بیٹے سے ملے ہوئے، اپنی ہی سوچوں میں غرق وہ کمرے میں داخل ہوتے زارون کو نا دیکھ پائی جو ایک پل کو تو گلاب کو دیکھ کر ٹھٹھکا مگر پھر آنکھیں چھوٹی کیے اسکی کلائیوں کو غور سے دیکھنے لگا، خود پر جمی نظریں محسوس کرتے گلاب نے چونک کر شیشے کی جانب دیکھا جہاں زارون کا واضع عکس نظر آرہا تھا جس کی نظریں گلاب کی کلائیوں پر تھی، اپنی کلائیوں پر نظر ڈالتے ہی گلاب نے تیزی سے برش ٹیبل پر رکھا اور فراک کے بازوؤں کو نیچے کرنے لگی، شائد ایسے وہ اپنی کلائیوں پر موجود نشانات چھپا لیتی

مختصر قدموں میں ہی زارون اسکے پیچھے آپہنچا تھا اور غور سے اب دونوں کا عکس شیشے

میں دیکھنے لگا تھا

"تیار ہو؟" شیشے میں موجود عکس کو دیکھتے اس نے سوال کیا، جس پر گلاب فقط سر ہلا پائی

"اممم۔۔۔۔۔کچھ کمی ہے!" زارون کچھ سوچتے بولا

"کیا؟" بے ساختہ سوال اٹھا

"یہ!" اسکا رخ اپنی جانب کیے زارون نے اسکی دونوں کلائیوں کو اپنے ہاتھوں میں تھاما اور ان پر موجود نشانات پر اپنے دونوں انگوٹھے پھیرنے لگا

گلاب نے کچھ ہچکچا کر کلائیاں آزاد کروانا چاہی جبکہ زارون کی گرفت مضبوط ہو گئی

"ایک منٹ!" اس نے اسکی کلائیوں کو آزاد اپنی گرفت سے آزاد کیا اور ڈرا کھولے کچھ ڈھونڈنے لگا

"مل گیا!" وہ مسکرایا جبکہ گلاب زرا سی نظریں اٹھائیں اسکی کاروائی دیکھنے لگ گئی، اسکے ہاتھ میں لال رنگ کی چوڑیوں کا ایک سیٹ تھا

سیٹ کو ڈریسنگ ٹیبل پر رکھے وہ گلاب کی جانب مڑا

''ادھر دو ہاتھ!''زارون نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا

''ارے دو بھی نا!''گلاب نے ہچکچاتے ہوئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا جسے تھام کر زارون کچھ چوڑیاں ان کلائیوں میں پہنادی،ایک نا ختم ہونے والی مسکراہٹ زارون کے ہونٹوں پر رقصاں تھی

''تم نے پھوپھو سے میری شکایت کی؟''زارون کے بے ساختہ سوال پر گلاب چونک اٹھی،اس نے زارون کو دیکھا جواب دونوں کلائیوں میں چوڑیاں پہنانے کے بعد انہیں جانچ رہا تھا

''جواب دو؟کیوں شکایت کی میری؟''زارون نے ایک ابرو اچکائے پوچھا

''نن۔۔نہیں،مم۔۔میں نے نہیں کی''گلاب نے دھیمی آواز میں جواب دیے پلکیں جھکالی

''اچھا تو پھوپھو جھوٹ بول رہی ہے؟''زارون نے آنکھوں میں شرارت لیے پوچھا جسے گلاب نہ دیکھ سکی

''نہیں!''سر نیچے کیے اس نے تیزی سے نفی میں ہلایا

"تو پھر میں جھوٹ بول رہا ہوں؟" زارون اب زرا سا مصنوعی غصے سے بولا، جبکہ گلاب ایک بار پھر ماضی میں کھو چکی تھی

"شائد ہاں! آپ کو تو عادت ہے جھوٹ بولنے کی، دھوکہ دینے کی۔" اپنی کلائیاں اسکی گرفت سے آزاد کروائے وہ بیڈ کی جانب بڑھی اور اپنا ڈوپٹا اٹھایا، جبکہ زارون نے گہری سانس خارج کیے ہاتھ بالوں میں پھیرا

"چلے؟" ڈوپٹا گلے میں لیے وہ زارون کی جانب دیکھتے بولی

"ہمم!!" زارون نے سر اثبات میں ہلایا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ایک منٹ!" گلاب کے دروازہ کھولنے سے پہلے زارون نے اسے ٹوکا

"کیا؟" گلاب نے نظروں سے سوال کیا

گلاب کے گلے میں پٹی مانند موجود ڈوپٹے کو کھولتے زارون نے نا صرف اسکے سر پر دیا بلکہ آگے بھی اچھے سے پھیلا دیا

"ناؤ یو آر لکنگ مسز زارون رستم شیخ!" مسکرا کر بولتا وہ اسکا ماتھا چوم گیا

کئی آنسو گلاب نے اپنے اندر اتارے، کاش یہ محبت اسے پہلے مل جاتی تو شائد وہ خوش و

خرم ہوتی، مگر وہ یہ بھول گئی تھی کہ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔

"چلو۔" اسکا ہاتھ تھامے وہ اسے لاؤنج میں لے آیا جہاں وجدان اور زرقہ انہیں وداع کرنے کی نیت سے موجود تھے

شمس کی نظریں کب سے وقار پر تھی جو تمام پلان بہادر خان کو سمجھا رہا تھا جبکہ بہادر خان کے چہرے پر دنیا فتح کر لینے والی مسکراہٹ موجود تھی

شمس کی چبھتی نگاہیں عامر اچھے سے محسوس کر رہا تھا، اسکا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ شمس کا حشر نشر کر دے مگر اس وقت صبر سے کام لینا نہایت ضروری تھا

"آج کے لیے اتنا کافی ہے، باقی کا کام ہم کل سے شروع کرے گے" وقار نے اپنی بات ختم کی

"بہت خوب وقار مان گئے تمہیں، تم تو ہمارے لیے خاصہ فائدہ مند ثابت ہوئے ہو!" بہادر خان نے اسے داد دی

"یہ میں تمہارے لیے نہیں بلکہ زاروں سر کے لیے کر رہا ہوں، اگر وہ نہ ہوتے تو

سلطان نے تو مجھے مرنے کو چھوڑ دیا تھا!'' وہ نفرت سے بولا

''ہمم۔۔۔ جو ہوتا ہے اچھے کے لیے ہوتا ہے'' بہادر خان نے اسکا شانہ تھپتھپایہ

'' صحیح کہاں بہادر خان مگر جو اس بار تمہارے ساتھ ہوگا وہ اچھا نہیں ہوگا!'' بظاہر مسکراتے عامر نے تنفر سے سوچا

''شمس! جاؤ وقار کو اسکا کمرہ دکھاؤ!'' بہادر خان نے شمس کو حکم دیا جس پر اس نے سر جھٹ اثبات میں ہلایا

''چلو!'' شمس نے اسے اشارہ کیا تو وقار اس کے پیچھے چل دیا

''ویسے تم سلطان کے لیے کتنے عرصے سے کام کر رہے ہو؟'' راہداری سے گزرتے شمس نے سوال کیا

''پانچ سال سے!'' وقار پر وقار قدم اٹھاتا بولا

''تمہیں وہ کیسے ملا؟'' شمس نے مزید سوال کیا

''وہ مجھے نہیں میں اسے ملا۔'' وقار نے جواب دیا

''سلطان کو ملنے سے پہلے کیا کرتے تھے؟'' شمس نے ایک اور سوال کیا

"معلوم نہیں" وقار نے کندھے اچکائے

"مطلب؟" شمس چونکا

"پانچ سال پہلے ایک فیکٹری میں آگ لگ گئی تھی کافی لوگ جل کر مرے تھے، وہ سب دہشتگرد تھے، سلطان بھی وہی سے گزر رہا تھا جب اسکی نظر مجھ پر پڑی، میں بیہوش تھا جبکہ سر پر شدید گہری چوٹ لگی تھی، ہوش میں آنے تک میں سب کچھ بھول چکا تھا، ساری یاداشت کھو چکا تھا بس تب سے سلطان کے ساتھ کام کرنے لگا کیونکہ وہ میرا محسن تھا اور اب میرا محسن زارون رستم ہے تو اب میں اسکا غلام ہوں!!" وقار نے اس بار خاصہ تفصیلی جواب دیا

"تو کیا تم بھی دہشتگردوں کے اس گروہ سے تعلق رکھتے ہو؟" شمس نے ہنس کر پوچھا تو وقار مسکرا دیا

"ہاں شائد!! اور اگر ایسا ہے تو تمہیں بھی مجھسے ڈر کر رہنا چاہیے، کیا پتہ کب، کس جگہ تمہیں ختم کروا دوں!" وقار کا لہجہ شمس کو چونکنے پر مجبور کر گیا

"گڈ نائٹ!" اپنے کمرے کے باہر کھڑا وقار مسکرا کر شمس سے بولا اور دروازہ زور سے

اسکے منہ پر بند کر دیا

\-----------

"زارون جانا ضروری ہے؟ یہ گھر بھی تو تمہارا ہے!" زرقہ دل سے راضی نہ تھی زارون کے جانے پر

"ہاں جانا ضروری تو نہیں!" گلاب بھی منمنائی، وہ تو زارون کی باتوں سے خوفزدہ ہو چکی تھی، جبکہ زارون نے اسے گھور کر دیکھا

"ارے بھئی زرقہ کیا کرتی ہو؟ نئی نئی شادی ہوئی ہے دونوں کی، ایک دوسرے کو سمجھنے کے لیے تھوڑا ٹائم بھی چاہیے ہوتا ہے، اچھا پچھ ماہ اکیلے رہے گے، ایک دوسرے کے ساتھ تو بہتر طور پر ایک دوسرے کو سمجھے گے!" وجدان مسکراتے بولا جس پر زارون نے نظروں ہی نظروں سے وجدان کا شکریہ ادا کیا

"خیر میرے خیال سے اب ہمیں چلنا چاہیے!" گھڑی پر نظر دوڑائے زارون بولا جبکہ گلاب تو اپنی جگہ جم سی گئی تھی

"گلاب اٹھو!" زارون مسکرا کر اسکے کان میں دھمکی آمیز لہجے میں بولا

"گلاب!! ماں سے ملنا ہے نا؟" زارون کی دھمکی کارآمد ثابت ہوئی اور گلاب فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی جبکہ زارون مسکرا دیا

اس سے پہلے وہ جاتے زینیہ تیزی سے گھر میں داخل ہوئی، اسے ایک ضروری میٹینگ اٹینڈ کرنی تھی نیو کلیکشنز کے لیے اسی لیے وہ اب گھر آئی تھی، مگر جب معلوم ہوا کہ زارون ابھی بھی یہاں موجود ہے تو تیزی سے اندر کی جانب بڑھی

"زارون مجھے بات کرنی ہے تم سے ضروری!" گلاب پر ایک چبھتی نگاہ ڈالے وہ زارون کے ٹھیک سامنے جا کھڑی ہوئی

"ابھی اس وقت؟" زارون نے حیرانگی سے سوال کیا

"ہاں!" زینیہ نے جھٹ سر اثبات میں ہلایا

"ایسا کرنا کل میرے گھر آجانا!" زارون نے جواب دیتے قدم اٹھایا

"نہیں کل نہیں، آج، ابھی، اسی وقت!" زینیہ کا لہجہ سب کو چونکا گیا تھا خاص طور پر زارون کو

"زینیہ میں نے کہاں نا کل! گھر نہیں آنا چاہتی تو آفس آجانا" زارون چہرے پر زبردستی

کی مسکراہٹ سجائے بولا

زینیہ نے گہری سانس خارج کی اور سر اثبات میں ہلائے بنا گلاب سے ملے اپنے کمرے کی جانب چلی گئی

"وہ تھکی ہوئی تھی اسی لیے مل کر نہیں گئی!"زرقہ نے گلاب کے سامنے وضاحت دی جس پر اس نے سر اثبات میں ہلا دیا

گاڑی اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی جبکہ وہ دونوں اپنی اپنی سوچ میں گم،زارون ایک آدھ نظر اپنی ساتھ بیٹھی گلاب پر ڈال لیتا مگر وہ تو مسلسل کسی گہری سوچ میں غرق تھی

گھر کے باہر گاڑی روکے زارون مکمل طور پر گلاب کی جانب گھوم چکا تھا جو بلکل ہی آس پاس سے بے نیاز تھی

"گھر آگیا ہے پرنسز!!"زارون اسکی جانب دیکھتے بولا جو اپنی ہی دنیا میں گم تھی

"گلاب!"زارون نے اسکا شانہ ہلایا

”ہوں،ہاں؟“وہ چونکی

”گھر آگیا ہے!“زارون نے جواب دیا

”اوہ“اس نے چونک کر گردن موڑے سامنے موجود عالیشان بنگلے کو دیکھا جو کہی سے بھی کوئی چھوٹا گھر نہیں لگ رہا تھا جیسا زارون کا کہنا تھا

”چلے؟“اسکی جانب کا دروازہ کھولے زارون نے ہاتھ آگے بڑھایا جس پر گلاب نے اپنا کانپتا ہاتھ رکھ دیا تھا۔

دروازہ کھولے زارون جیسے ہی اندر داخل ہوا تو آٹو میٹک لائٹس اون ہو گئیں جس کی روشنی سیدھی گلاب کی آنکھوں میں گری جس پر گلاب نے ہاتھ اپنی آنکھوں کے آگے رکھ دیا مگر جب ہاتھ ہٹایا تو حیران رہ گئی سامنے ہی دیوار پر اسکی اور زارون کی بارات کی ایک بہت بڑی تصویر دیوار پر موجود تھی

گلاب کی نظریں اس تصویر پر ٹھہر گئی تھی

زارون نے مسکرا کر اس تصویر کو دیکھا

”ہے نا خوبصورت؟“اسکے اپنے بازو کے حلقے میں لیے زارون نے سوال کیا تو گلاب

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نے سر اثبات میں ہلایا

وہ تو جیسے کسی جادو کے زیر اثر تھی

"اور مکمل بھی!"گلاب کی بات پر زارون کھل کر مسکرایا

"ویل تم بہت تھک گئی ہو گی نا؟ چلو کمرے میں آرام کر لو!"کمرے کا نام سنتے ہی گلاب کا رواں رواں کانپ اٹھا جبکہ اسنے تھوک نگلا

زارون کی زیرک نگاہوں سے گلاب کی حالت مخفی نہ رہی

"کیا ہوا؟"زارون نے چونک کر پوچھا

اگر اسے معلوم ہوتا کہ گلا اسکی باتوں کو اتنا سیریس لے لے گی تو وہ کبھی بھی ایسا نہ کہتا، اس وقت تو زارون کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ گلاب اسکے لفظوں کو کس حد تک سیریس لے چکی تھی

کمرے میں داخل ہوتے ہی زارون نے بیگ ڈریسنگ روم میں رکھا جبکہ گلاب فریش ہونے کی نیت سے واشروم میں جا چکی تھی

زارون تمام کپڑے سیٹ کرنے کے بعد کمرے میں داخل ہوا تو گلاب ابھی تک

واشروم میں تھی،اس نے مزید انتظار کیا مگر گلاب کمرے میں نہ آئی

''گلاب آر یو آلرائٹ؟'' دروازہ ناک کیے زارون نے سوال کیا

''جج۔۔جی!'' گلاب کی دھیمی آواز سنائی دی

''گلاب یار باہر آؤ، کیا پوری رات واشروم میں گزارنی ہے؟'' زارون نے حیرت سے سوال کیا جبکہ گلاب اپنا ہی مطلب نکال چکی تھی

''نن۔۔۔نہیں میں نہیں آؤں گی بلکل نہیں!'' گلاب کا جواب سن کر زارون کو حیرانگی ہوئی

''گلاب یہ کیا بیوقوفی ہے باہر نکلو!'' زارون نے واشروم کا دروازہ کھولنا چاہا جو گلاب لاک کر چکی تھی

''بلکل نہیں،آپ مجھے اتنی آسانی سے حاصل نہیں کر سکتے!'' گلاب کی بات پر زارون کی آنکھیں پھیل گئیں

''واٹ؟ واٹ ربش، یار گلاب باہر نکلو، مجھے فریش ہونا ہے سونا بھی ہے تھک گیا ہوں میں!'' زارون نے جواب دیا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''نہیں آپ مجھے بیوقوف نہیں بنا سکتے میں باہر نہیں آؤں گی!''گلاب تڑخ کر بولی

''یار گلاب کیا بولے جا رہی ہو؟''زارون کا تو دماغ گھوم گیا تھا

''میں نے کہا نا میں نہیں آؤں گی،آپ کو کیا لگتا ہے میرے ساتھ اتنا کچھ کرنے کے بعد میں آپکو اتنی آسانی سے حاصل ہو جاؤں گی؟نہیں ہر گز نہیں!آپ کو کیا لگتا ہے کہ آپ مجھے ڈرا دھمکا کر جو چاہے کروالے گے اور میں آگے سے کچھ بولوں گی بھی نہیں؟ بہت بڑی بھول ہے آپکی مسٹر زارون!آپ مجھے ڈرا دھمکا کر اپنے ساتھ تو باندھ چکے ہے مگر میرے وجود اور دل پر کبھی قابض نہیں ہو پائے گے''

''ڈرانا؟دھمکانا؟بھلا میں نے کب ڈرا۔۔۔''اس سے پہلے زارون بامکمل کر تا اسکے دماغ میں بارات والے دن کا واقعہ رونما ہوا

''یا اللہ!''زارون نے گہری سانس خارج کی

وہ جانتا تھا کہ گلاب ابھی ان سب کے لیے تیار نہیں اور وہ خود بھی گلاب کے ساتھ کسی قسم کی زبردستی نہیں کرنا چاہتا تھا مگر اس دن وہ تمام باتیں اس نے بس گلاب کا مائنڈ ڈائیورٹ کرنے کے بول دی تھی مگر یہ بندی تو ان باتوں کو دل سے لگا کر ہی بیٹھ گئی

''اچھا گلاب میری بات سنو! دیکھو اگر تم باہر آگئی تو میں تمہاری بات مان سے کرواؤں گا! اینڈ آئی سوئیر جو تم سوچ رہی ہو ویسا کچھ بھی نہیں ہو گا تمہارے ساتھ، سب کچھ تمہاری مرضی سے ہو گا!''زارون نے دماغ لڑا کر جال پھینکنا

''آپ، آپ سچ کہہ رہے ہے؟ آپ سچ میں میری بات کروائے گے مان سے؟''گلاب کے لہجے میں چھپی آس اور امید دونوں کو زارون نے اچھے سے محسوس کیا تھا

''ہاں سچ میں!''زارون کے لہجے میں سچائی کا عنصر شامل تھا

''اور، اور مجھ سے دور بھی رہے گے؟''گلاب نے شکی لہجے میں دوبارہ سوال کیا

''ہاں دور رہوں گا وہ بھی چار فٹ بس تم آجاؤ باہر پلیز!''زارون کے منت بھرے لہجے پر گلاب نے شیمپو کی بوتل ہاتھ میں تھامی اور دروازے کھولے باہر نکلی

کلک کی آواز پر زارون تین چار قدم پیچھے ہوا اور گلاب کو باہر نکلتے دیکھا جس نے بچاؤ کے لیے ہاتھ میں شیمپو کی بوتل پکڑی ہوئی تھی

زارون نے سر نفی میں ہلایا اور نائٹ سوٹ تھامے گلاب کے قریب سے ہوتا واشروم میں جا گھسا جبکہ گلاب حملے کے لیے تیار تھی

زارون فریش ہو کر باہر نکلا تو بیڈ پر گلاب کو ٹینشن سے ناخن چباتے دیکھ کر اسکے ماتھے پر بل پڑے

”میری ماں سے بات کروائے!!“زارون کو دیکھ کر گلاب جھٹ بیڈ سے اٹھی اور اسکی جانب بڑھی

”ہاں میں بس پانی پی آؤں کچن سے پھر کرواتا ہوں بات!“زارون اسے جواب دیتا کمرے سے باہر نکلا

کچن میں داخل ہوتے ہی اس نے دودھ کا ایک گلاس گرم کیا اور اس میں چینی کے ساتھ ساتھ نیند کی ایک گولی بھی ڈال دی

اس وقت وہ ماں کی بات گلاب سے نہیں کروا سکتا تھا اسی لیے یہ ضروری تھی

گلاس ٹرے میں رکھے وہ اسے تھامے کمرے میں داخل ہوا

”یہ لیجیے!“زارون نے ٹرے ٹیبل پر رکھی اور جب مڑ کر دیکھا تو گلاب اسکا موبائل ہاتھ میں تھامے اسے سامنے کیے کھڑی تھی

”کال تو میں کر دیتا ہوں مگر میری ایک شرط ہے پہلے یہ دودھ پیو!“زارون نے گلاس

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کی جانب اشارہ کیا

"یہ غلط ہے آپ نے کہا تھا کہ میں باہر آؤں گی تو آپ بات کروائے گے!" گلاب تڑپ کر بولی

"ٹھیک ہے تمہاری مرضی مت پیو دودھ پھر میں بھی کال نہیں کروں گا!" زارون نے کندھے اچکائے

بے بسی سے لب چباتی گلاب نے جھٹکے سے گلاس اٹھایا اور لبوں سے لگالیا

"آرام سے گرم ہے!" گلاب کے سی کرنے پر زارون نے اسے ٹوکا اور صوفہ پر بٹھائے گلاس اسے تھمایا

"آرام سے پیو!" زارون کی ہدایت پر عمل کرتے گلاب دودھ کا گلاس ختم کر چکی تھی

"اب کروائے بات!" گلاب کی بے تابی پر زارون نے سر اثبات میں ہلایا اور مڑ کر موبائل اٹھائے نمبر ملانے لگا

گلاب بے صبری سے زارون کی پشت کو گھور رہی تھی۔

"کیا ہوا کسی نے اٹھایا؟" گلاب نے سوال کیا

''بیل جارہی ہے مگر کوئی رسیو نہیں کر رہا!!''زارون نے جواب دیا،اسے کسی بھی طرح یہ پانچ منٹ نکالنے تھے جب تک دوائی اپنا اثر دکھا دیتی

''رکو میں دوبارہ ٹرائی کرتا ہوں''زارون نے دوبارہ گلاب کے سامنے کال ملائی مگر کوئی رسپونس نہیں ملا

''سپیکر اون کرے''گلاب کو شک سا ہوا

''اوکے''زارون نے آرام سے کندھے اچکا کر سپیکر اون کیے جب کہ بیل جا رہی تھی مگر کوئی کال نہیں اٹھا رہا تھا

گلاب کا سر بھاری ہونا شروع ہو گیا تھا اور آنکھیں بند،دوائی اپنا اثر دکھا رہی تھی جس پر گلاب غنودگی میں جانے لگی

''بار بار کال کرتے رہے،کوئی نا کوئی اٹھا لے گا۔۔۔''دھیمی آواز میں اپنی بات مکمل کرتے وہ نیند کی وادی میں گم ہو گئی تھی

زارون نے موبائل کو سائڈ پر رکھا اور گلاب کے بے ہوش ہونے کا مکمل یقین کرتا وہ اسے باہوں میں لیے بیڈ پر لے آیا

اسے بیڈ پر لٹائے زارون نے اچھے سے اس پر لحاف اوڑھا، اسکی دونوں کلائیاں تھامے وہ ان پر دوبارہ سے اپنے انگوٹھے پھیرنے لگا

"آئی نو گلاب کے یہ پانچ سال تم پر بہت بھاری گزرے ہونگے، میں نہیں جانتا ان پانچ سالوں میں تمہارے ساتھ کیا ہوا مگر جو ہوا وہ یقیناً اچھا نہیں ہوگا، میں تمہیں کبھی فورس نہیں کروں گا گلاب بلکہ اس دن کا انتظار کروں گا جب تم خود مجھ پر یقین کر کے مجھے سب کچھ سچ بتاؤں گی!" اس کے ماتھے کو چومتا وہ لائٹس ڈم کیے گلاس اٹھائے کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

شمس سٹڈی کے باہر چکر لگاتا کب سے بہادر خان کے آنے کے انتظار میں تھا، اسے عامر کے حوالے سے بہادر خان کو وارن کرنا تھا

"تم یہاں کیا کر رہے ہو شمس وہ بھی اتنی صبح؟" بہادر خان اسے وہاں دیکھ کر چونکا

"مجھے تم سے بات کرنی ہے ضروری" شمس نے جواب دیا، جس پر بہادر خان نے ہنکارا بھرا اور اسے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ دیا

"کہو کیا بات ہے؟" بہادر خان اپنی کرسی پر بیٹھتے بولا

"وہ وقار! مجھے اس پر شک ہے خان وہ ٹھیک آدمی نہیں" شمس دونوں ہاتھ بہادر خان کے سامنے ٹیبل پر ٹکاتے بولا

"کیسا شک؟" بہادر خان نے ابرو اچکائی

"یاد ہے پانچ سال پہلے فیکٹری والا بلاسٹ!" شمس کے بولنے پر بہادر خان نے سر اثبات میں ہلایا

"یہ وقار، یہ عامر ہے، یہ وہی عامر ہے جسے ہم سے اغوا کروایا تھا، جو ہم پر نظر رکھے ہوئے تھا، وہاں سب مر گئے مگر یہ سالا بچ گیا!" شمس نے غصے سے ٹیبل پر ہاتھ مارا

"اور تم مجھے اب بتا رہے ہو؟" بہادر خان غصے سے اٹھا

"سکون سے بیٹھے رہو، پانچ سال پہلے کیا ہوا اسے کچھ یاد نہیں، وہ تمام یاداشت کھو چکا ہے، مگر مجھے یہ جھوٹ لگ رہا ہے، اسی لیے میں چاہتا ہوں کہ ہم اس پر نظر رکھے! مجھے شک ہے کہ یہ ہم سے بدلا لینے آیا ہے" شمس کی بات پر بہادر خان نے سر اثبات میں ہلایا

"کہی اس میں زارون کا ہاتھ تو نہیں؟ کیونکہ یہ سب لوگ پہلے رستم کے لیے ہی کام

کرتے تھے؟" بہادر خان نے اپنا شک ظاہر کیا

"ہاں مجھے بھی کچھ ایسا ہی لگ رہا ہے!" شمس نے سر اثبات میں ہلایا

"تو اب؟" بہادر خان نے سوال کیا

"فکر مت کروں نکلواتا ہوں تمام معلومات!" شمس نے جواب دیا اور دروازے کی جانب بڑھا

"سنو شمس اگر واقعی میں یہ زارون اور لڑکے وقار کی کوئی چال ہے تو ایک سیکینڈ مت لگانا نہیں ختم کرنے میں، میں نہیں چاہتا کہ ماضی کی کوئی پر چھائی میرے آج پر پڑے، سمجھے!" بہادر خان کی بات پر شمس نے سر اثبات میں ہلایا

وہ دونوں آپس میں گفتگو میں مصروف تھے جبکہ ان سے گھنٹے کی دوری پر آفس بلڈنگ میں بیٹھے زارون اور عامر انکی باتیں سن کر آپس میں مسکرا رہیں تھے

"بھائی مچھلی تو بہت جلد شکار ہونے والی ہے!" عامر مسکرا کر بولا تو زارون ہنس دیا

"سب کچھ بلکل ویسا ہو رہا ہے عامر جیسا ہم نے سوچا تھا، یہ بیوقوف ہر جگہ سے معلومات اکٹھی کرے گے مگر سلطان سے ایک بار بھی رابطہ کرنے کی کوشش نہیں

کرے گے!"زارون کی بات پر عامر پھر سے مسکرایا

"چلے بھائی میں چلتا ہوں پھر،آخر کو وقار کو بہادر خان کو کڑوڑوں کا فائدہ بھی تو دلوانا

ہے!"عامر کے بولنے پر زارون پھر سے ہنس دیا جبکہ عامر جاچکا تھا

سیٹ سے سر ٹکائے وہ آنکھیں موندے بیٹھا جب کارڈلیس پر کال آئی

"ہیلو؟"

"سر میم زینیہ آئی ہے آپ سے ملنے!"پی۔اے نے اسے انفارم کیا

"ہمم!بھیج دو!"زارون نے اجازت دی

"دیکھتے ہے زینیہ کے تم کیا نئی خبر لائی ہو میرے لیے!"زارون خود سے بولا

"اندر آنے کی اجازت ہے؟"زینیہ نے دروازہ ناک کیے پوچھا

"شیور!"زارون مسکرا کر بولا جس پر زینیہ بھی مسکرا کر اندر داخل ہوئی

"تو کہوں ڈئیر کزن کیا لو گی؟چائے،کافی؟"زارون نے اس سے سوال کیا

"کچھ نہیں!"زینیہ نے سر نفی میں ہلایا

''تو کہو ایسی کیا بات تھی جو تمہیں مجھ سے کرنی تھی؟''زارون نے دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھے پوچھا

''میں رامش سے ملی تھی زارون، تم نے صحیح کہا تھا زارون رامش سب کچھ نہ جان کر بھی گلاب کے ماضی کے بارے میں کچھ ایسا جانتا ہے جو اچھا نہیں ہے!''زینیہ گہری سانس بھرتے چپ ہو گئی

''چپ کیوں ہو گئی؟ آگے بولو زینیہ مجھے سننا ہے!''زارون نے زور دیا

''مشکل ہے زارون، شائد تم برداشت نہ کر پاؤ!''زینیہ نے سر جھکا لیا

''میں نے زندگی میں بہت کچھ برداشت کیا ہے، یہ بھی کر لوں شائد؟''زارون سوالیہ انداز میں بولا

''آر یو شیور؟''زینیہ نے ڈر کر پوچھا

''ہوں!''زارون کا سر اثبات میں ہلا

''پانچ سال پہلے رامش جب بہادر خان سے ملنے اسکے فارم ہاؤس گیا تھا تب اسنے، تب اسنے گلاب کو بہادر خان کے ایک دوست کے کمرے میں سے نکلتے دیکھا تھا صبح کو، اسکی

حالت۔۔۔۔۔۔"زینیہ چپ کر گئی،لب بھینچ گئے

"تم سمجھ رہے ہو نا؟"سانس اندر لیتے وہ بولی جبکہ زارون کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور پیپر ویٹ پر گرفت سخت ہو گئی

"وہ گلاب کو ایک بد کردار لڑکی سمجھتا ہے،زارون کیا پتہ گلاب سچ میں۔۔۔۔۔۔"

اس سے پہلے زینیہ بات مکمل کرتی زارون پیپر ویٹ کھینچ کر زمین پر دے مارا

"وہ ایسی نہیں ہے زینیہ،میری گلاب ایسی نہیں ہے!"زارون دھاڑا

"زارون ریلیکس!ریلیکس،اوکے فائن وہ ایسی نہیں ہے،مگر آنکھوں دیکھا جھٹلایا بھی تو نہیں جا سکتا نا؟"زینیہ نے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا

"وہ رامش جھوٹ بولتا ہے،بکواس کرتا ہے وہ، بلکل اپنے باپ جیسا ہے!"زارون کا بس نہ چلتا تو رامش کا گلا دبا دیتا

"نہیں زارون بھلے سے رامش گلاب سے نفرت کرتا ہو، مگر وہ جھوٹا نہیں،وہ کسی کے کردار پر انگلی اٹھانے والوں میں سے نہیں ہے،وہ بہادر خان کے ساتھ ساتھ مہر النسا آنٹی کا بیٹا بھی ہے،وہ ایک بہت اچھی خاتون تھی،میں ملی تھی ان سے،میرا یقین کرو!"

زینیہ کی بات پر زارون نے پانی کا گلاس لبوں کو لگایا اور ایک سانس میں ختم کر گیا

"میری گلاب ایسی نہیں ہے زینیہ، وہ تو بہت اچھی ہے، بہت معصوم وہ ایسا نہیں کر سکتی!" اسکا چہرہ اسکی بے بسی کی نشاندہی کر رہا تھا

"مجھے تم پر یقین ہے زارون، بے شک تم میں انسان پرکھنے کا ہنر ہے!" زینیہ نے جواب دیا

کچھ دیر خاموشی چھائی رہی جب زینیہ کے دماغ میں ایک جھماکہ ہوا اور آنکھیں پھیل گئیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"زارون!" زینیہ نے اسے پکارا

"زارون کہی بہادر خان نے۔۔۔"

"بہادر خان نے کیا؟" زارون چونکا ہوا

"کہی بہادر خان نے خود تو گلاب کو حوالے نہیں کر دیا اپنے دوستوں کے؟ مطلب کے اسنے تمہیں بھی تو اوفر دی تھی ایک رات کی؟" زینیہ کے اندازے پر زارون کو اپنی جان جاتی محسوس ہوئی

''اگر ایسا سچ ہوا تو میں قسم سے بہادر خان کا وہ حال کروں گا، عبرت کا نشان بنا دوں گا اسے میں!'' زارون نے اتنی زور سے ٹیبل پر ہاتھ مارا کہ پانی کا گلاس ٹیبل سے نیچے گر گیا

''میں نے ابھی شک ظاہر کیا ہے زارون، حقیقت سے سب ناآشنا ہے!'' زینیہ نے جواب دیا جس پر زارون نے فقط سر اثبات میں ہلایا

''مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا زینیہ، میرا دماغ پھٹ رہا ہے!'' زارون نے دونوں ہاتھوں میں اپنا سر گرا لیا جبکہ زینیہ نے افسوس سے اسے دیکھا

''خیر اب آگے کیا کرنا ہے؟ رامش وہ خطرہ ہے گلاب کے لیے، وہ اسے کسی طور سکون سے نہیں رہنے دے گا، اسکی آنکھوں میں موجود نفرت، میں تمہیں بتا نہیں سکتی زارون، سب کچھ جلا کر راکھ کر دے گی یہ نفرت!'' زینیہ کی بات پر زارون نے سر اٹھایا

''تم رامش سے رابطہ کرو گی زینیہ اسے یقین دلاؤں گی کہ تمہیں اسکی باتوں پر یقین آ گیا ہے، اسے اکساؤ کہ وہ بہادر خان سے اپنے تعلقات بہتر طور پر استوار کرے، یہ ہمارے لیے بہت ضروری ہے زینیہ!'' زارون کی ہدایت پر زینیہ نے سر جھٹ سے اثبات میں

ہلایا۔

صبح اسکی آنکھ کھلی تو کئی دیر میں بیڈ پر لیٹی چھت کو گھورتی رہی،آخری بات جو اسے یاد تھی وہ تھا زارون کا کال کرنا اور نیند کا اس پر حاوی ہونا، مگر ایک انجانہ سا درد اسکے سر میں ہو رہا تھا

اپنا دکھتا سر تھامے وہ بیڈ سے اٹھی اور انگلیوں کی مدد سے سر دبانے لگی، پانچ منٹ بعد فریش ہونے کی نیت وہ واشروم کی جانب بڑھی

فریش ہونے کے بعد وہ ناشتے کی غرض کمرے سے باہر نکلی، بلآخر پانچ منٹ بعد اسے کچن مل ہی گیا تھا۔ وہ کچن میں داخل ہوئی جب وہاں ایک عورت کو برتن دھوتے دیکھ کر ٹھٹھکی

”تم کون ہو؟“ گلاب نے حیرت سے سوال کیا جس پر وہ عورت فوراً مڑی

”سلام بی بی مجھے زارون صاحب نے رکھا ہے گھر کے کاموں کے لیے۔“ اسکی بات پر گلاب نے سر اثبات میں ہلایا اور فریج کی جانب بڑھی

''بی بی ناشتہ بنادوں آپ کو؟ صاحب نے کہا تھا آپ جیسے ہی اٹھے آپکو ناشتہ دے دوں!'' ملازمہ کی بات پر گلاب کو احساس ہوا کہ اس نے زارون کو گھر میں کہی نہیں پایا

''ہمم بنادے!'' عمر کا لحاظ کرتے گلاب عزت سے بولی

ناشتے میں گلاب کے سامنے انڈا پراٹھار کھا گیا جبکہ گلاب صرف آدھا ہی پراٹھا کھا سکتی تھی

بہادر خان ہمیشہ اسکی جسمات پر اسے ذہنی اذیت دیتا تھا اور کھانے کا نام پر ایک پیس بریڈ کا آدھا ابلا انڈا ملتا اور ایسے ہی اسے دوپہر کو تھوڑا سا سلاد اور رات کو ایک روٹی دی جاتی وہ بھی اسے سالن کے شوربے کے ساتھ لگا کر کھانی پڑتی، اب اسکا معدہ زیادہ کھانا ہضم نہیں کر سکتا تھا۔

ناشتے کے بعد گلاب کا دماغ کچھ چلنے لگا تھا

''آپا آپ کے علاوہ اور کون کون ہے اس گھر میں ملازم؟'' گلاب نے سوال کیا

''بی بی جی گھر کے کاموں کے لیے میں، ویسے ایک صفائی والی اور ایک کپڑے دھونے والی بھی ہے، مگر میں چوبیس گھنٹوں کے لیے ہوں، اسکے علاوہ میرا بھائی ہے یہاں

ڈرائیور اور کچھ آدمی ہیں چوکیداری کے لیے!"گلاب نے سمجھتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا

"زارون کب تک آئے گے آپ کو بتایا انہوں نے؟"گلاب نے دوبارہ سوال کیا

"جی صاحب بول رہے تھے کہ آپ کا خیال رکھوں رات کھانے پر آئے گے وہ!"

گلاب نے پھر سے سر اثبات میں ہلایا

"اسکا مطلب میں مان سے مل سکتی ہوں!"گلاب سوچ کر مسکرائی

وہ تیزی سے کاؤچ سے اٹھی اور کمرے کی جانب بھاگی، نہانے کے بعد وہ اچھے کپڑے پہنے گھر سے نکلنے کو تیار تھی

"آپا میں زرا کام سے باہر جارہی ہوں، شام تک لوٹ آؤں گی!"عجلت میں جواب دیے وہ ملازمہ کا جواب سنے بنا دروازے کی جانب بڑھی

مگر یہ کیا؟دروازہ لاک تھا،ایک،دو، تین،چار۔۔۔۔۔۔۔ نجانے کتنی بار اس نے کھولنے کی کوشش کی مگر بے سود

"آپا یہ دروازے کا لاک خراب ہے کیا؟"گلاب نے کوشش کرتے اپنے پیچھے موجود

ملازمہ سے پوچھا

"خراب نہیں ہے گلاب بی بی، صاحب بند کر کے گئے ہے، ان کا حکم تھا کہ آپ گھر سے باہر نہیں نکلے گی، آپ کی جان کو خطرہ ہے، اسی لیے یہ جی آٹومیٹک لاک لگایا ہے انہوں نے" ملازمہ کی بات پر گلاب پر اپنا غصہ پی کر رہ گئی

"تو آپ مجھے پہلے نہیں بتا سکتی تھی؟" گلاب نے غصے سے سوال کیا

"وہ جی میں نے بلایا تھا آپ نے سنا ہی نہیں!" ملازمہ چور بنتی بولی

گلاب نے سر نفی میں ہلایا اور غصے سے کمرے کی جانب بڑھی جبکہ ملازمہ نے پیچھے سے گہری سانس خارج کی۔

ساحل سمندر پر گاڑی روکے وہ سمندر کی لہروں کو دیکھ رہی تھی، گاڑی کی سیٹ سے پشت ٹکائے وہ زارون، گلاب اور رامش کے بارے میں سوچنے لگی

سوچتے سوچتے اسکا ذہن زارون کے ساتھ ہوئی گفتگو کی جانب چلا گیا تھا

رامش کی کال آتے ہی زینیہ ابھی بھی اسی سوچ میں تھی کہ وہ اس سے ملے یا نہیں، مگر

پہلے اسے زارون سے بات کرنا تھی

گھڑی کی سوئیوں کو دیکھتی وہ کافی بنانے کی نیت سے کمرے سے نکلتی کچن کی جانب بڑھی جب تھکا ہارا زارون گھر میں داخل ہوا

اسکی جانب دیکھتے ایک تھکی مسکان سے اسے نوازے وہ سیڑھیاں پھلانگتا ٹیرس کی جانب بڑھ گیا

اپنے ساتھ ساتھ زارون کے لیے بھی کافی بنائے وہ اسکے پیچھے ہی ٹیرس پر چلی آئی۔

''کافی!'' اسنے زارون کی جانب مگ بڑھایا جسے زارون نے بنا کچھ کہے تھام لیا

''گلاب کون ہے زارون؟'' زینیہ نے کچھ پل کی خاموشی کے بعد سوال کیا

''کیا مطلب؟'' زارون چونکا

''کیا مطلب!'' زینیہ استہزائیہ انداز میں ہنسی

''تم نے دشمن کی بیٹی سے شادی کرلی؟ تم ایسا کیسے کر سکتے ہو؟ تم نے غازان انصاری کی بیٹی سے شادی کرلی زارون، اس انسان کی بیٹی سے جو تمہارے پیرینٹس کی تباہ زندگی میں بہادر خان کے ساتھ برابر کا حقدار ہے؟ کیوں زارون؟'' زینیہ نے غصے سے اس

سے سوال کیا

''پہلے بہادر خان کی بیوی اور اب غازان کی بیٹی، ناجانے کتنے روپ ہے اس لڑکی، اللہ جانے کس قماش کی ہے! تم ایسا کیوں کر سکتے ہو زارون؟'' زینیہ چیخی

''میں ایسا کر سکتا ہو کیونکہ محبت کرتا ہوں میں اس سے اور جسے تم بہادر خان کی بیوی اور غازان کی بیٹی کی حیثیت سے جانتی ہو نا تو یاد رکھو کہ وہ زارون شیخ کی پانچ سال کی محبت اور اب اسکی بیوی ہے، اور اسے وہی عزت ملے گی جو اسکا حق ہے!'' زارون نے ایک جھٹکے سے کافی کا مگ دیوار پر پٹکا اور جانے کو مڑا

''آج رامش بہادر خان کی کال آئی تھی مجھے، ملنا چاہتا ہے مجھ سے، کہتا ہے گلاب کے بارے میں کچھ بتانا ہے مجھے اس نے؟ بولتا ہے کہ وہ اچھے کردار کی عورت نہیں ہے اور وہ گلاب کو کہی کا نہیں چھوڑے گا یہ دھمکی تو تمہارے سامنے دی تھی اس نے۔۔۔ تو اگر تم چاہتے ہو کہ میں اس پر یقین نہ کروں اور گلاب کے ساتھ کچھ برا نہ ہو تو مجھے بتاؤں زارون کے سچ کیا ہے!'' زینیہ کی بات پر اسکے بڑھتے قدم رکے اور گہری سانس خارج کیے اسنے زینیہ کو اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا

''ہمم تو یہ بات ہے!'' تمام ماضی سن لینے کے بعد زینیہ بولی جبکہ زارون نے سر اثبات

میں ہلایا

''اسی لیے تم گلٹی تھے کہ تم نے اسے چھوڑ دیا، اسے تکلیف دی، جو باتیں تم نے آج کہی تھی فنکشن میں؟'' ایک بار پھر زارون سر اثبات میں ہلا دیا

''زارون تم نے مجھے بتایا کہ گلاب کے پیچھے اسکے باپ، مطلب کے غازان کا ایک ساتھی تھا جو اس سے شادی کرنا چاہتا تھا، اسکے بچے بھی گلاب سے عمر میں بڑے تھے؟'' زینیہ نے کچھ سوچتے ہوئے سوال کیا

''ہاں کیوں؟'' زارون چونکا

''زارون کہی وہ انسان بہادر خان تو نہیں؟'' زینیہ نے تکا لگایا جبکہ زارون چونکا مگر پھر سر نفی میں ہلایا

''نہیں زینیہ اگر ایسا ہوتا تو وہ کبھی بھی گلاب کو یوں مجھے بیچتا نہ!'' زارون کے جواب پر زینیہ کچھ پل کو خاموش ہوئی

''پھر اب کیا؟'' زینیہ نے دوبارہ سوال کیا

''پھر اب یہ کہ تم ملو گی رامش سے اور دیکھو کہ وہ کیا چاہتا، اسے کیا بتانا ہے تمہیں،

شائد گلاب کے ماضی کا کچھ علم ہو جائے ہمیں؟"زارون کی بات پر زینیہ نے سر اثبات میں ہلایا

"شب بخیر زارون!"زینیہ صوفہ پر سے اٹھتی کمرے میں چلی گئی تھی جبکہ زارون وہی موجود گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔

ہوش کی دنیا میں آتے ہی زینیہ نے سب سے پہلے رامش کو میسج کیا تھا

"مجھے تم سے ملنا ہے، وقت اور جگہ تم ڈسائڈ کر لو!"میسج بھیجتے وہ پھر سے آنکھیں موند چکی تھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شمس اس وقت شہر کے ایک بڑے ہسپتال میں موجود تھا، عامر کے حوالے سے وہ تمام انفارمیشن نکال چکا تھا، عامر واقعی اپنی یادداشت کھو چکا تھا جس پر شمس کو اپنے اندر تھوڑا سا سکون اترتا محسوس ہوا

وہ عامر کی فائل لیے ہسپتال سے باہر نکلتا گاڑی میں بیٹھا تھا، اس نے گاڑی ابھی مین روڈ پر ڈالی تھی جب ایک وجود اسکی گاڑی سے تیزی سے ٹکرایا اور ایک نسوانی چیخ سڑک پر

گونجی۔

گاڑی سے ٹکراتے اس نسوانی وجود کی چیخ پر شمس نے گاڑی میں بیٹھے بیٹھے دو تین گالیوں سے اسے نوازہ اور لوگوں کا بڑھتا رش دیکھ کر وہ اس لڑکی کی جانب بڑھا جو اپنا پیر تھامے رہ رہی تھی

"سنیے محترمہ!" شمس نے عزت کے دائرے میں رہتے اسے پکارا جس نے فوراً اپنا چہرہ اٹھایا

"تم؟" وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے حیرت سے بولے

"تم ٹھیک ہو؟" اپنے سامنے زمین پر بیٹھی پریشے کو دیکھ کر شمس اسکے سامنے بیٹھا

"کیا میں تمہیں ٹھیک لگ رہی ہوں؟" پریشے نے تڑخ کر جواب دیا جبکہ شمس نے لب بھینچ لیے

"تمہیں چوٹ لگی ہے چلو میں تمہیں ڈاکٹر کے پاس لیجاؤں!" شمس نے اسکے طنز کو اگنور کیا

"اگر معلوم ہوتا کہ ڈاکٹر کے پاس سے واپس آکر پھر دوبارہ وہی جانا ہے تو چند منٹ

رک جاتی!" وہ زمین پر اپنے پاس پڑا دوائیوں کا شاپر اٹھائے بڑبڑائی

"اب میری شکل کیا دیکھ رہے ہوں مدد کرو میری!" پریشے نے غصے سے اسے گھورا

شمس نے کھڑے ہو کر ہاتھ اسکی جانب بڑھایا جسے پریشے نے تھام لیا، ہاں یہ بات الگ تھی کہ دونوں کے احساسات مختلف تھے، شمس کو ایک انسیت سی محسوس ہوئی جبکہ پریشے کو کراہیت

ایک جھٹکے سے اس نے پریشے کو اپنی جانب کھینچا جس پر پریشے کی چیخ نکلی گئی، اس نے گھور کر شمس کو دیکھا جو بے نیاز سا اسے سہارا دیے اپنی گاڑی کا جانب لے آیا اور دروازہ کھول کر اسے پیسنجر سیٹ پر بٹھایا، وہ گھوم کر ڈرائیورنگ سیٹ کی جانب آیا اور گاڑی دوبارہ ہسپتال کی جانب موڑلی

پریشے کے گھٹنے اور پیر پر چوٹ آئی تھی جس پر ڈاکٹر نے پٹی کردی تھی اور اب وہ شمس کا سہارا لیے دوبارہ سے باہر کی جانب جارہی تھی جب عامر (وقار) کا ڈاکٹر ان دونوں سے ٹکرایا

"پریشے؟" ڈاکٹر چونکا

''اوہ ڈاکٹر انکل کیسے ہے آپ؟''پریشے ہنستے بولی

''ہم ابھی کچھ دیر پہلے ہی ملے تھے تب تک تو تم بلکل ٹھیک تھی اب کیا ہوا؟''وہ اسکی پیر کی چوٹ کو دیکھتے بولے

''بس کالی بلی نے راستہ کاٹ دیا!''پریشے نے شمس کو گھورا

''اوہ ینگ مین،یو اگین؟''ڈاکٹر شمس کو دیکھ کر مسکرایا

''آپ جانتے ہے اسے؟''پریشے نے حیرت سے سوال کیا

''ہاں یہ جناب کچھ دیر پہلے ہی وقار کے بارے میں پتہ کروانے آئے تھے۔''ڈاکٹر کے جواب پر پریشے نے شمس کو گھورا

''اب ہم چلتے ہیں انکل اللہ حافظ!''پریشے زبردستی مسکرائی

''تم وقار کے بارے میں کیا جاننے آئے تھے؟''پریشے نے گاڑی میں سب سے پہلا سوال شمس سے یہی کیا

''تمہیں اس سے کیا مطلب؟''شمس نے ڈرائیونگ پر دھیان دیتے پوچھا،اسکے دماغ میں بس یہی بات تھی کہ پریشے جانتی ہے عامر کو مگر کیسے؟

"کیا مطلب مجھے اس سے کیا مطلب؟ مجھے مطلب ہے، وقار میرا منگیتر ہے، ہماری بہت جلد شادی ہونے والی ہے تو مجھے مطلب ہے!" پریشے کی بات پر شمس نے ایک جھٹکے سے گاڑی روکی اور پریشے کو حیرت سے دیکھنے لگا

"تو عامر یہاں بھی اس سے جیت گیا، جو لڑکی شمس کو پہلی نظر میں ہی بھا گئی تھی عامر نے اسے جیت لیا!" شمس کے دماغ میں یہ سوچ آئی

"تو اب بتاؤ تم کیوں وقار کے بارے میں جاننے آئے تھے یہاں اور کیا جاننا چاہتے ہو؟" پریشے نے نظریں تیکھی کیے سوال کیا

"وقار میرے ساتھ بہادر خان کے لیے کام کرتا ہے!" شمس نے گاڑی موڑتے جواب دیا

"معلوم ہے مگر یہ میرے سوال کا جواب نہیں" پریشے پرسکون لہجے میں بولی

"کیا پوچھو گی نہیں کیا کام کرتا ہے؟" شمس حیران ہوا

"وقار کو شروع سے ہی سیاست میں آنے کا شوق تھا، وہ بہادر خان سر کو آئیڈیلائز کرتا ہے، ان کے جیسا بننا چاہتا ہے، اسی لیے ان کے پاس کام کرنے کی نیت سے گیا!"

پریشے نے مزے سے کندھے اچکائے جبکہ شمس مسکرادیا، تو گویا عامر نے پریشے کو نہیں بتایا تھا کہ وہ غلط کاموں مین ملوث ہے۔

”اب بتاؤ تم کیوں وقار کی جاسوسی کرتے پھر رہے ہو؟“پریشے نے دوبارہ سوال کیا

”ہم کسی پر یقین نہیں کر سکتے، میں بہادر خان کے ساتھ کئی عرصے سے ہو، مگر ابھی تک مکمل یقین حاصل نہیں کر سکا جبکہ وقار تو ابھی کل ہی آیا ہے، تو بس جاننا تھا کہ آیا جو کہانی اس نے اپنے ماضی کے بارے میں سنائی ہے وہ درست ہے یا نہیں!“شمس نے جواب دیا، پریشے نے سر اثبات میں ہلایا

”ہاٹھیک کہہ رہے ہو۔ بیچارہ وقار، اپنے ماما پاپا کے ساتھ ہائیکنگ پر جارہا تھا اور راستے میں ہوئے ایکسیڈینٹ نے اس سے سب چھین لیا!“پریشے افسوس سے بولی جبکہ شمس نے حیرت سے اسے دیکھا

”تو گویا ایک اور جھوٹ؟ وقار نے پریشے نے اپنی اصل زندگی کو چھپا رکھا تھا، اور یہ جھوٹ ہی کافی تھے پریشے کو وقار سے جدا کرنے کو!“شمس اپنی سوچ پر مسکرایا

”ویسے تمہارا نام کیا ہے؟“پریشے نے شمس نے سوال کیا

"شمس! اور تمہارا؟" جواب کے ساتھ ہی سوال

"پریشے!" پریشے مسکرا کر بولی

کچھ دیر میں ہی وہ دونوں پریشے کے بتائے ہوئے ایڈریس پر پہنچ چکے تھے، شمس پہلے سے ہی جانتا تھا کہ پریشے کہاں رہتی ہے مگر پھر بھی اس نے پریشے پر ظاہر نہیں کیا

"چلو میں چلتی ہوں، اور سنو وقار سے ملو تو کہنا پریشے نے اسے ڈھیر سارا یاد کیا، بائے!" ہاتھ ہلاتی وہ لنگڑا کر گھر میں داخل ہو گئی

"وہ وقت دور نہیں پریشے جب تم اس عامر ارف وقار کی جگہ مجھے یاد کرو گی!" خود سے وعدہ کرتا وہ گاڑی وہاں سے لے گیا

"یہ کون تھا؟" پریشے کے بابا جو وہی تھے انہوں نے دور جاتی گاڑی کو دیکھ کر سوال کیا

"قربانی کا بکرا!" پریشے ہنس کر بولتی اندر چلی گئی، جبکہ انہوں نے سر نفی میں ہلایا

وہ خود ایک قابل اور مضبوط پولیس آفیسر تھے، اور اب انکی بیٹی جس جنگ میں شامل تھی انہیں ہر پل دھڑ کا لگا رہتا تھا مگر پھر یہ سوچ مطمئن کر دیتی کہ اللہ ہمیشہ حق کا ساتھ دیتا ہے۔

منہ پر پانی کے چھینٹے مارے وہ خود کو بہت حد تک پر سکون کر چکی تھی مگر زاروِن کی اس حرکت پر غصہ تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا، وہ تولیے سے منہ پونچھتی کمرے میں داخل ہوئی جب رنگ ٹون کی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی، اس نے حیرت سے نگاہیں ادھر ادھر دوڑائی جب اسے آواز ڈریسنگ روم میں سے آئی، وہ ڈریسنگ روم میں داخل ہوئی جہاں سامنے ہی شوز ریک کے اوپر آئی۔ فون کا نیا ماڈل رکھا ہوا تھا جو بج بج کر اب بند ہو چکا تھا

گلاب حیرت سے موبائل کی جانب بڑھی اور اسے اٹھا کر دیکھنے لگی جب وہ دوبارہ بجا جبکہ گلاب کی چیخ نکل گئی، دل پر ہاتھ رکھے اس نے موبائل پر اس نمبر کو دیکھا جو سر درد کے نام سے سیو تھا

"سر درد؟ بھلا یہ کیسا نام ہے؟" گلاب حیران ہوئی اور کال رسیو کی

"ہیلو؟" کان سے لگائے وہ بولی

"مسز زاروِن!" ایک مسکراتی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی جس پر گلاب کا غصہ پھر سے

بڑھ گیا، مگر وہ خاموش رہی

”لگتا ہے کافی غصے میں ہو؟“ زارون ہنس کر بولا تو گلاب کے صبر کا پیمانہ چھلک گیا

”آپ، آپ خود کو سمجھتے کیا ہو؟“ وہ چلائی

”تمہارا شوہر اور مجازی خدا!“ زارون مسکرا کر بولا

”ہنہ خوش فہمی!“ گلاب نے ہنکارا ابھرا

”کہو تو آج رات کو ہی تمہاری یہ غلط فہمی دور کر دیتا ہو!“ زارون کی بات پر گلاب کے جسم پر چیونٹیاں سی رینگنے لگ گئی

”کال کیوں کی؟“ گلاب نے سوال کیا

”تمہیں گھر سے نکلنے کی اجازت کس نے دی؟“ ایک پل میں زارون کا لہجہ سخت ہوا تھا

”مجھے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں!“ گلاب نے دوبدو جواب دیا

”میں کسی نہیں شوہر ہوں تمہارا، اینڈ مائینڈ اٹ گلاب آئندہ ایسی حرکت کی تو یقین مانو ماں کو تمہاری پہنچ سے اتنا دور لیجاؤ گا کہ پوری زندگی اسکی شکل دیکھنے کو ترسو گی!“

زارون کی دھمکی پر گلاب کا دل دہل گیا

"آپ! آپکو کیسے معلوم؟" گلاب حیران ہوئی

"جادو سے!" زارون دوبارہ مسکرایا

"خیر میں نے کال کی تھی کہ آج رات تیار رہنا، ہمیں ایک بزنس پارٹی میں جانا ہے اور مسز زارون تم میرے ساتھ جاؤں گی، سمجھی؟" زارون کی بات پر گلاب نے سر اثبات میں ہلایا جیسے وہ سامنے ہی ہو

"گلاب منہ سے بولو!" زارون بولا

"ہاں، ٹھیک ہے!" گلاب نے جواب دیا

"اللہ حافظ!" گلاب نے کال کاٹنا چاہی

"اچھا سنو۔۔۔۔کسی اور کو کال کرنے کی کوشش مت کرنا، تم نہیں کر سکو گی!" زارون مسکرا کر بولا

گلاب نے غصے سے دانت پیسے، وہ اسکی سوچ کو اس سے پہلے ہی جان لیتا تھا

"ہمم ٹھیک!" کہتے ہی اس نے کھٹاک سے فون رکھ دیا

اس سے پہلے زارون اسے دوبارہ کال کرتا پریشے ہلکا سا لنگڑاتی اسکے کیبن میں داخل

ہوئی

"ارے پریشے آؤ، کہوں کیسے آنا ہوا؟" زارون نے سیٹ کی جانب اشارہ کرتے سوال کیا

"یہ کیا ہوا ہے؟" اشارہ اسکے پیر کی جانب تھا

"یہ کچھ نہیں! میں بس آپکو یہ دینے آئی تھی!" اس نے ٹیب زارون کی جانب بڑھایا

"آپ کا کام ہو گیا ہے بھائی!" پریشے کی بات پر زارون مسکرایا

"تھینکیو پریشے، تم نے بہت بڑا معرکہ سرانجام دیا ہے!" زارون نے اسے سراہا

"مگر ابھی تمہارا کام مکمل نہیں ہوا پریشے! تمہیں اس سے بھی بڑا ایک معرکہ سرانجام دینا ہے!" زارون نے اسے دیکھا

"کیا؟" پریشے نے حیرت سے سوال کیا

"تمہیں آج رات کے ڈنر کے لیے مسز زارون کو اپنے ساتھ شاپنگ پر لیجانا ہے!"

زارون نے اسے جواب دیا

"آپ چاہتے ہے کہ میں اپنی اس چوٹ کے ساتھ ایک بڑے سے مال میں ہر دکان گھوموں بھی آپ کی بیوی کو ساتھ لیے، اور ان کے لیے شاپنگ کرو؟ ہاؤ مین! آپ کو تو

چاہیے تھا کہ میرا تھوڑا خیال ویال رکھوائے، کوئی نوکر بھیجے میری خدمت کو؟" وہ زارون کو گھورتے بولی، زارون کو بھی اسکی چوٹ کا احساس ہوا

"اوکے فائن، میں نے صرف اس لیے کہا تھا کہ مسز زارون میرے ساتھ کبھی نہیں آئے گی!" زارون نے جواب دیا

"میں بھابھی کے ساتھ شاپنگ پر نہیں جا سکتی، آج مجھے اور عامر کو ہمارے لیے گھر دیکھنے جانا ہے، منگنی تو ہونے نہیں دی آپ نے، اب شادی ہی کروں گی ڈائریکٹ!" پریشے کی بات پر زارون ہنسا

"مگر میں بھابھی کو آپ کے ساتھ شاپنگ پر بھیج سکتی ہوں!" پریشے آنکھوں میں چمک لیے بولی

"کیسے؟ وہ تو نہیں مانے گی!" زارون حیران ہوا

"اوہو وہ آپ مجھ پر چھوڑ دے، بس جب فری ہو تو کال کر دیجیے گا، اوکے!" پریشے کی بات پر زارون نے سر اثبات میں ہلایا

ساحل سمندر پر ساتھ ساتھ چلتے وہ دونوں شام کی ٹھنڈی ہواؤں میں پر سکون تھے

''تمہیں مجھ سے کچھ کہنا تھا زینیہ؟''رامش نے اسکی جانب دیکھتے سوال کیا

''ہاں! کہی بیٹھ کر بات کرے؟''زینیہ کی بات وہ اسے اس کوٹیج کی جانب لے گیا جو کبھی رستم شیخ کا تھا مگر اب اسکا مالک رامش بہادر خان تھا

''اب بولو کیا بات ہے؟''رامش نے اس کی جانب چہرہ کیا

''تم نے جو اس دن گلاب کے بارے میں کہا؟اس میں کتنا سچ ہے رامش؟''زینیہ کے سوال پر رامش مسکرایا

''تمہیں کیا لگتا ہے زینیہ میں ایسی بات جھوٹ میں بولوں گا؟''رامش استہزائیہ انداز میں ہنسا

''پلیز رامش اس وقت ایسی باتیں نہیں،مجھے بس اتنا جاننا ہے کہ جو تم بول رہے ہو وہ سچ ہے اور یہ سب تم صرف گلاب سے کسی بدلے کے لیے نہیں کر رہے!''زینیہ تھکے لہجے میں بولی

''میں قسم کھاتا ہوں زینیہ میں جو دیکھا وہی بتایا اس میں کچھ بھی جھوٹ نہیں ہے!''

رامش نے فوراً جواب دیا

"اگر ایسا ہے تو میں اس لڑکی کو زاروِن کی زندگی برباد کرنے نہیں دے سکتی رامش، میں اسے ہماری زندگیوں سے نکال کر ہی سکون لوں گی، مگر تمہیں اس میں میرا ساتھ دینا ہوگا رامش!" زینیہ نے رخ رامش کی جانب کیا

"میں؟ میں کیسے؟" رامش حیران ہوا

"کیا تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے جس سے ہم یہ ثابت کر سکے کہ گلاب کس کردار کی لڑکی ہے؟" زینیہ کی بات پر رامش کا سر نفی میں ہلا، جس پر زینیہ کو چہرہ لٹک گیا

"تم نے کہا تھا کہ فارم ہاؤس میں تم سے اسے تمہارے ڈیڈ کے دوست کے روم سے نکلتے دیکھا تھا، تو کیوں نا ہم فارم ہاؤس کی ریکارڈنگ چیک کرے؟" زینیہ نے دوبارہ پرجوش ہوئی

"ناممکن ہے زینیہ، میرا اور ڈیڈ کا ایسا کوئی تعلق نہیں" رامش کا سر نفی میں ہلا

"تو تمہیں ان کے ساتھ تعلق استوار کرنا ہوگا رامش!" زینیہ ایک فیصلہ کرتے بولی

"نہیں ایسا نہیں کر سکتا میں!" رامش نے جھٹ انکار کیا

"دیکھو رامش یہ وقت جوش سے نہیں بلکہ ہوش سے کام لینے کا ہے، تمہیں انکل کے ساتھ اپنے تعلق کو بہتر کرنا ہوگا اور پھر مضبوط کرنا ہوگا، سوچو رامش اس سے نا صرف تم گلاب کی اصلیت انکل کے سامنے لے آؤ گے، بلکہ زارون اور انکل جیسے کتنے ہی اور لوگ آنے والے وقت میں اسکا شکار ہونے سے بچ جائے گے!" زینیہ کی بات نے رامش کو سوچ میں مبتلا کر دیا تھا

"مگر یہ ہوگا کیسے؟" رامش کی بات پر زینیہ اپنی فتح پر مسکرائی

"آج ایک بزنس ڈنر ہے، جس میں زارون اور بابا دونوں انوائیٹیڈ ہیں، میں وہاں جاؤں گی اپنی فیملی کے ساتھ، تو کیوں نا تم میرے ساتھ چلو؟ ایز آ ڈیٹ؟" زینیہ نے آئیڈ یا دیا

"ڈیٹ اور تم؟ تم کب سے اتنی اوپن مائنڈ ہو گئی؟" رامش نے حیرت سے مسکراتے سوال کیا

"زیادہ شوخ مت ہو! یہ سب کچھ میں زارون کے لیے کر رہی ہوں!" زینیہ نے سر جھٹکا جبکہ رامش کو تکلیف ہوئی

"تو تم ابھی بھی اپنے اس کزن سے محبت کرتی ہو؟" رامش نے سوال کیا

"معلوم نہیں!"اس نے کندھے اچکائے

"خیر مجھے چلنا ہے، تو پھر آج رات ملے گے، اللہ حافظ!" وہ اسکی سنے بناوہاں سے چلی گئی جبکہ رامش خاموش سا ساحل کی لہروں کو دیکھنے لگا۔

"پریشے ہم کہاں جارہے ہیں؟"گلاب نے کوئی دسویں بار کوفت سے پوچھا

شام میں ہی پریشے اسکی جانب آئی تھی اور ایمر جنسی کا شور مچاتی اسے اپنے ساتھ لے آئی تھی، گلاب کہ دماغ میں یہ خیال بھی نہیں آیا تھا کہ آخر پریشے آٹو میٹک لاک کے ہوتے گھر میں داخل کیسے ہوئی

"پریشے!!"گلاب اب تھک چکی تھی، وہ گھنٹے سے سڑکیں دیکھ دیکھ کر بور ہو گئی تھی

"بس پندرہ منٹ اور میری جان!" وہ گلاب کے گال پر چٹکی کاٹتے شرارت سے بولی جبکہ گلاب نے سر نفی میں ہلائے گہری سانس خارج کی

کچھ دیر بعد ہی ڈرائیور نے گاڑی شاپنگ مال کے سامنے روکی

"ہم یہاں کیا کرنے آئے ہیں؟"گلاب نے حیرت سے سوال کیا

"بتاتی ہوں پہلے باہر توآجائے!" وہ گاڑی سے باہر نکلتے بولی

اب وہ دونوں اینٹرینس پر موجود تھے جبکہ پریشے ادھر ادھر نگاہیں دوڑا رہی تھی

"پریشے۔۔۔۔۔"

"سوری میں لیٹ ہو گیا!" اس سے پہلے گلاب اپنی بات مکمل کرتی زارون وہاں آتے بولا اور گلاب کو دیکھنے لگا جس نے آج سر پر سکارف لیا ہوا تھا اور چہرہ بھی میک اپ سے پاک تھا

وہ پہلے جتنی خوبصورت نہیں رہی تھی مگر پھر بھی زارون کی دھڑکن تھی

"چلے؟" زارون نے گلاب کی جانب مڑ کر سوال کیا اور بنا جواب سنے اسکا ہاتھ تھامے اندر چلا گیا

"بائے بائے لوو برڈز!" پریشے پیچھے سے اونچی آواز میں بولی جس پر زارون ہنس دیا جبکہ گلاب نے اسے مڑ کر گھورا

"ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟" گلاب نے کوفت سے سوال کیا

"گلاب ڈارلنگ شاپنگ مال میں کیا کرنے آتے ہے؟ آفکورس شاپنگ اب میں ہنی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مون بنانے سے تو رہا!'' زارون کی اس بات پر گلاب کے گال لال ہو گئے۔ شرم سے نہیں غصے سے، اس کے بعد گلاب چپ رہی جبکہ زارون ہر شاپ میں جاتا جہاں تمام مشرقی لباس موجود تھے۔

''یہ کیوں؟'' گلاب نے حیرت سے سوال کیا جب زارون نے دو تین لباس اسکے ہاتھ میں تھمائے

''بزنس ڈنر!'' زارون نے کی۔ ورڈ استعمال کیا

''تو؟'' گلاب نے نا سمجھی سے سر ہلایا

''تو جاؤ اور انہیں ٹرائے کرو۔ گو!'' اسے چینجنگ روم کی جانب دھکا دیتے وہ بولا

''ایک منٹ رکو!'' اس نے گلاب کا ہاتھ تھام کر اسے روکا اور موبائل میں موجود ڈیوائیس آن کر کے پورے روم میں موبائل گھمایا

''یہ کیا کر رہے ہے آپ؟'' گلاب حیران ہوئی

''چیک کر رہا ہوں کیمرہ تو نہیں؟ نہیں ہے تم جاؤ!'' وہ ہنس کر بولا جبکہ گلاب نے حیرت سے اسے دیکھا

''کیا؟''اسے اپنی طرف تکتے پا کر زارون نے سوال کیا

''کچھ نہیں!''ڈریس لیے وہ روم میں چلی گئی

تین چار ڈریسز میں سے آخر کا زارون کو ایک پیچ کلر کا فراک پسند آگیا تھا جو اس کے پیروں کو چھو رہا تھا

زارون اسی ڈریس میں گلاب کو لیے ایک چھوٹے سے پارلر میں لے آیا تھا جو اسی مال کے ساتھ تھا

''سر آپکی وائف ریڈی ہے!''بیوٹیشن نے زارون کو بتایا

زارون نے گلاب کو دیکھا جو لائٹ میک اپ میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی

''سر بالوں کا کیا کروں؟''بیوٹیشن نے سوال کیا

''نہیں آپ حجاب کر دے!''زارون کی بات پر اس نے چونک کر زارون کو دیکھا جو اب موبائل میں مصروف تھا اور گلاب کو ایک پیارا سا حجاب کروا دیا جو حجاب کم اور فیشن زیادہ تھا

''سر!''بیوٹیشن نے اسے دوبارہ پکارا، زارون نے جیسے ہی گلاب کا حجاب دیکھا اسکا منہ

یوں تھا جیسے کڑوا بادام کھالیا ہو

"میری وائف کا حجاب ریموو کرے!" اس نے سخت لہجے مین حکم دیا

بیوٹیشن نے جلدی سے گلاب کا حجاب اتارا

"آپ باہر جائے!" اس نے بیوٹیشن کو آرڈر دیا اور خود گلاب کے سر پر آن کھڑا ہوا

"اپنا حجاب خود کرو!" اس نے گلاب کو حکم دیا جس نے بنا کسی بحث کے حجاب لے لیا

"اب لگ رہی ہونا میری گلاب! پہلے والی گلاب جو ایک اچھی لڑکی ہے!" اس نے مسکرا کر گلاب کے سر پر بوسہ دیا اور اسکا ہاتھ تھامے باہر نکلا

"جب حجاب کروانا ہی تھا تو اتروایا کیوں؟ میرے والے میں کیا خرابی تھی؟" بیوٹیشن دوسری لڑکی سے بولی جو زاروں نے اچھے سے سنا

"محترمہ حجاب اور فیشن میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے، جو آپ نے کیا اسے میں حجاب نہیں فیشن کہتا ہوں، اور جو اب میری بیوی نے خود کیا اسے حجاب کہتے ہے، ہو سکے تو اپنی معلومات اپڈیٹ کرلے!" بل پے کر تا زاروں اسے کرارا جواب دیے وہاں سے جا چکا تھا۔

\-----------

زارون نے گاڑی وینیو کے باہر روکی اور گلاب کی جانب کا دروازہ کھولے ہاتھ آگے بڑھایا جسے گلاب نے تھام لیا تھا۔چابی ایک گارڈ کی جانب اچھالے وہ اندر بڑھا تھا، گلاب اسکے ساتھ ہی تھی، وہ دونوں اندر داخل ہوئے جہاں انہیں زرقہ اور وجدان کچھ اور لوگوں کے ساتھ بات کرتے نظر آئے زارون اور گلاب ان کی جانب بڑھے تھے، کچھ ہی پل میں وہ سب آپس میں باتوں میں مگن تھے جب گلاب کو خود پر کسی کی نظریں جمی ہوئی محسوس ہوئی،اس نے ارد گرد نظریں دوڑائی مگر کوئی نظر نہ آیا، مگر پھر بھی اسے محسوس ہوا جیسے وہ کسی کے نظروں کے حصار میں ہے،اب کی بار اس نے نگاہیں اٹھائے بار ایریا کی جانب دیکھا تو اسکی سانسیں تھم گئیں۔زارون کے ہاتھ پر اسکی گرفت حد سے زیادہ سخت ہو گئی جس نے حیرت سے گلاب کو دیکھا اور پھر گلاب کی نظروں کے تعقب میں سامنے دیکھا جہاں بہادر خان اور اسکے ساتھ ایک اور آدمی کھڑا تھا جس پر گلاب کی نظریں جمی ہوئی تھی، وہ آدمی بھی گندی نظروں سے گلاب کو اوپر سے نیچے دیکھ رہا تھا، گلاب کی گرفت زارون کے ہاتھ پر اور زیادہ سخت ہو گئی، زارون نے اب گلاب کی آنکھوں میں دیکھا جہاں ڈر، خوف، نفرت اور کراہیت سب احساس

موجود تھے۔

”گلاب کیا ہوا؟“ زارون اسکی زرد پڑتی رنگت کو دیکھ کر بھوکلا گیا۔

”کلک، کچھ نہیں!“ گلاب نے سر نفی میں ہلایا

”اچھا تم یہی بیٹھو میں پانی لیکر آتا ہوں!“ زارون نے اسے سائڈ پر لگے ٹیبلز میں سے ایک کی چیئر پر اسے بٹھایا

”نہیں! کہی مت جاؤ پلیز!“ اسکا سر تیزی سے نفی میں ہلا

”اوکے اوکے کہی نہیں جاتا، ریلیکس!“ اسکا ہاتھ تھامے زارون وہی اسکے ساتھ بیٹھ گیا۔

اسی لمحے رامش اور زینیہ وینو میں داخل ہوئے تھے، زینیہ رامش کو لیے پہلے وجدان اور زرقہ کی جانب بڑھی اور ان کا انٹرو کروایا، رامش وجدان اور زرقہ نے بات کرنے میں مصروف تھا جب زینیہ کی نظریں زارون کو ڈھونڈتے ہوئے ادھر ادھر بھٹکی، اسے سامنے زارون اور گلاب بیٹھے نظر آئے مگر گلاب کا زرد چہرہ وہ غور سے دیکھ سکتی تھی، گلاب کی حالت دیکھ کر اسکے ماتھے پر کئی شکنیں در آئی

''دیکھو زرا اس ڈرامے باز عورت کو، کیسے سب کو اپنے پیچھے لگایا ہوا ہے!'' رامش کب زینیہ کے قریب آکر کھڑا ہوا اسے معلوم ہی نہیں ہوا، مگر اسکی آواز زینیہ کو ہوش میں لائی

''ہوں ٹھیک کہاں تم نے!'' زینیہ کے پاس اسکی بات سے متفق ہونے کے علاوے اور کوئی اوپشن نہیں تھا

''رامش تمہارے ڈیڈ ہے یہاں!'' زینیہ نے اسکا دھیان گلاب اور زارون سے ہٹایا جن کو وہ نفرت سے گھورے جا رہا تھا

''تو میں کیا کروں؟'' وہ نفرت بھرے لہجے میں بولا

''رامش! تم بھول گئے؟ تمہیں ان کے ساتھ دوبارہ تعلقات کو استوار کرنا ہے، ورنہ پھر تم گناہگار کو سزا کیسے دوگے؟'' زینیہ کی بات پر اسنے آنکھیں بند کیے گہرے سانس بھرے اور پھر زینیہ کی جانب دیکھے سر اثبات میں ہلایا

''تو چلے؟'' زینیہ نے اپنا ہاتھ اسکے آگے پھیلایا جسے تھامے رامش مسکرا دیا

''گڈ ایوینگ مسٹر خان!'' زینیہ بہادر خان کے سامنے کھڑی شائستہ لہجے میں بولی

بہادر خان اور اس کے ساتھ کھڑے اس کے دوست، دونوں نے چونک کر اس لڑکی کو دیکھا

''گڈ ایوینگ مس؟ کیا میں آپ کو جانتا ہوں؟'' بہادر خان نے زینیہ کو غور سے دیکھا، کچھ جانی پہچانی سی شکل

''نہیں سر، مگر آپ میرے فرینڈ کو بہت اچھے سے جانتے ہے!'' وہ ہلکا سا مسکرائی

''رامش!'' زینیہ نے رامش کو پکارا جو ان سے ایک دو قدم دور کھڑا تھا

''رامش؟'' بہادر خان اسے یہاں دیکھ کر حیران ہوا

''گڈ ایوینگ مسٹر۔۔۔۔۔۔ڈیڈ!'' زینیہ کے ٹھوکا دینے پر رامش نے بہادر کو نام سے پکارنے کی بجائے عزت دی

''رامش!'' زینیہ نے ہلکی آواز میں اسے پکارے آنکھیں دکھائی، جس پر رامش برا سا منہ بناتے آگے بڑھا اور بہادر خان کو گلے لگایا۔

بہادر خان اور ساتھ کھڑے فیصل بخت دونوں نے آنکھیں پھاڑے رامش کی اس

حرکت کو دیکھا، فیصل بخت بہادر خان کا بہت خاص اور بچپن کا دوست تھا، رامش اور بہادر خان کی سرد جنگ کا وہ خود ایک بہت بڑا آنکھوں دیکھا گواہ تھا اور یوں رامش کا بہادر خان کے گلے لگنا بہادر خان کے ساتھ ساتھ اسے بھی ہضم نہیں ہوا تھا

"کیسے ہے ڈیڈ؟" رامش نے ان سے الگ ہوئے نظریں ادھر ادھر دوڑائے پوچھا

"میں، میں ٹھیک ہوں؟" بہادر خان کا جواب بھی سوال جیسا تھا

زینیہ نے چور نظروں سے زارون کو دیکھا جس نے اسی پل زینیہ کو دیکھا جس نے زارون کو آنکھوں سے اشارہ کیا جس پر زارون نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلا دیا

زارون نے گلاب کی جانب دیکھا جو پانی کے چھوٹے چھوٹے سپ لیے بار بار بہادر خان کی جانب دیکھے جا رہی تھی، جبکہ آنکھوں میں موجود خوف مزید بڑھے جا رہا تھا

"گلاب چلو!" زارون نے اسکا ہاتھ تھامے اسے اٹھایا

"کک۔۔۔کہاں؟" گلاب نے بھوکلا کر پوچھا اور پانی کا آدھا گلاس جو ٹیبل پر رکھا وہ بھی پی گئی

"آؤ تو سہی!" اسکا ہاتھ تھامے وہ اسے بہادر خان کی جانب لیجانے لگا جبکہ گلاب نے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

خوف سے زارون کو دیکھا اور پھر سامنے کھڑے بہادر خان کو جو رامش اور زینیہ سے باتوں میں مصروف تھا

''گڈ ایوینگ مسٹر نیازی!''زارون گلاب کی کمر پر ہاتھ ٹکائے بہادر خان کی جانب دیکھتے بولا

''اوہ زارون شیخ کیسے ہو؟''بہادر خان نے بڑی خوشی سے حال احوال استفار کیا، مگر گلاب کی طرف ایک نظر بھی نہ ڈالی، ویسے بھی وہ اب کوئی معنی نہیں رکھتی تھی بہادر خان کے لیے

ویسے بھی یہ اسکا اصول تھا وہ استعمال شدہ عورت کو استعمال نہیں کرتا تھا، اور اب گلاب اسکے نزدیک استعمال شدہ تھی

''میں ایکدم پرفیکٹ!''زارون نے سر کو ہلکا سا خم دیا

''بائے دا وے میٹ مائی سن! رامش بہادر خان نیازی''بہادر خان نے زارون کا تعارف رامش سے کروایا

''زارون رستم شیخ!''زارون نے اپنا ہاتھ بڑھایا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"رامش بہادر خان نیازی!"رامش نے بھی زارون کا ہاتھ تھاما

دونوں کے چہرے سخت تھے،زارون یونہی رامش کو گھورنے میں مصروف تھاجب اسکے دوسرے ہاتھ پر گلاب کا دباؤ بڑھا

زارون نے چونک کر گلاب کو دیکھا جس کی حالت پھر سے خراب ہو رہی تھی،اس نے بہادر خان کو دیکھا جو زینیہ سے گفتگو میں مصروف تھا

نہیں وہ بہادر خان سے نہیں ڈر رہی تھی!تو پھر کون؟،زارون کو سمجھ نہیں آیا

"خان میرا تعارف نہیں کرواؤ گے؟"فیصل بخت نے مسکرا کر خان سے سوال کیا

"اوہ،زینیہ ان سے ملو یہ ہے فیصل بخت میرا بچپن کا دوست!"بہادر خان اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے بولا

"نائس ٹو میٹ یو مس بیوٹیفل!"فیصل بخت نے ہاتھ آگے بڑھایا

اس سے پہلے زینیہ ہاتھ آگے بڑھاتی رامش پہلے ہی فیصل بخت کا ہاتھ تھام چکا تھا

"نائس ٹو میٹ یو ٹو فیصل بخت صاحب"رامش ہاتھ ملاتے بولا

فیصل بخت ہنس دیا،اور سر نفی میں ہلایا،اب اسکا رخ زارون اور گلاب کی جانب تھا،

گلاب کو دیکھ کر اسکی آنکھوں میں ایک عجیب سی روشنی اور ہونٹوں پر مسکراہٹ در آئی تھی

''گلاب!! کیسی ہو؟''فیصل بخت کا شیریں لہجہ سب کو چونکا گیا تھا

''تو اس سے بھی تعلقات تھے اس محترمہ کے؟''رامش نے نفرت سے اسے دیکھا

گلاب کا رنگ لٹھے مانند سفید ہو چکا تھا، زینیہ اور زارون پہلے گلاب کو دیکھا، پھر ایک دوسرے کو اور دوبارہ فیصل بخت کو، جس کے ہونٹوں کی مسکان کوئی اور ہی کہانی سنا رہی تھی

''سوری ٹو انٹرپٹ مگر آپ میری وائف کو کیسے جانتے ہے؟ اور آپ کو کیسے معلوم میری بیوی کا نام گلاب ہے؟ کیونکہ ہم تو پہلی بار مل رہے ہے نا؟''زارون نے حیرت سے سوال کیا جبکہ بہادر خان تھوڑا چونکا ہوا

''مسٹر شیخ آپکی بیوی کو تو میں بہادر خان کی وجہ سے بہت عرصے سے جانتا ہوں، اور جہاں تک تعلق ہے نام کا تو غالباً آپ نے ہی اپنی بیوی کا نام گل رعنا سے گلاب رکھا تھا شادی کے لیے''فیصل بخت نے ہوشیاری سے جواب دیا

ظاہری سی بات تھی زارون سے شادی سے پہلے وہ تمام لوگوں کے لیے گل رعنا تھی، اور ایسے میں فیصل بخت کا اسے گلاب کہنا بہت سے سوالوں کو اٹھا سکتا تھا

''اوہ مائی مسٹیک!''زارون اسکی مکاری پر دانت پیس کر رہ گیا

''زارون پلیز یہاں سے چلے!''گلاب کی اب بس ہو گئی تھی،اس انسان کی شکل ہی گزرے ماضی کی تلخ یادوں کو اجاگر کرنے میں کافی تھی

''کیا ہوا ہے؟ طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟''زارون نے فکر مندی سے اسکا ماتھا چھوا

''فضول کے ڈرامے، ہنہ!''رامش اونچی آواز میں بڑبڑایا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''یو!''زارون غصے سے اسکی جانب بڑھا

''ہاں کیا؟''رامش بھی اکڑ کر میدان میں اترا

''رامش لیواٹ، تم یہاں لڑنے نہیں آئے، یاد ہے نا؟''زینیہ کا رخ رامش کی جانب تھا

''اپنے دوست کو اسی اوقات میں رکھو زینیہ!''زارون نے زینیہ کو تنبیہ کی

''بلکل ٹھیک کہا اپنے کزن کو اسکی اوقات میں رکھو زینیہ!''رامش بھی زارون کو گھورتے بولا جبکہ بہادر خان نے حیرت سے زینیہ اور زارون کو دیکھا

اب اسے معلوم ہوا کہ یہ چہرہ اتنا جانا پہچانا کیوں تھا، زینیہ وجدان!

''زارون!''گلاب فیصل بخت کی نظروں سے گھبرائی چلائی اور اس سے پہلے کوئی کچھ سمجھ سکتا وہ بے ہوش ہوتی زارون کی باہوں میں جھول گئی

''گلاب!''آخری لفظ جو اسنے سنا وہ زارون کی پکار تھی

''دیکھیے انہوں نے کسی بات کا بہت زیادہ سٹریس لیا ہے اسی لیے یہ بے ہوش ہو گئی ہے، آپ پلیز انہیں کچھ دیر آرام کرنے دے!''ڈاکٹر کی ہدایت پر زارون نے گلاب کو دیکھا جس کی زرد رنگت اسکو تکلیف دیے جارہی تھی

''زارون اسے آرام کرنے دو''زرقہ نے زارون کے کندھے پر ہاتھ رکھا جس پر زارون نے سر اثبات میں ہلایا اور اچھے سے گلاب پر لحاف اوڑھے وہ کمرے سے باہر نکل گیا

''بھاگو گلاب! بھاگو، اپنی جان بچاؤ، جتنا تیز ہو سکتا ہے بھاگو!''وہ کھڑا اس پر ہنس رہا

تھا، جبکہ پسینے میں شرابور گلاب کی سانسیں پھول چکی تھی، اسکے پیر مزید بھاگنے سے انکاری تھی، مگر وہ نہیں رک سکتی تھی، اسکے پیچھے دو شکاری کتے تھے جبکہ فیصل بخت کھڑا ہنس رہا تھا، اسکی حالت سے لطف اندوز ہو رہا تھا

بھاگتے بھاگتے وہ ایک پتھر سے ٹھوکر کھاتی زمین پر منہ کے بل جا گری جبکہ کتوں کے بھونکنے کی آواز بہت قریب سے اسے سنائی دی تھی

گلاب کا سر تیزی سے نفی میں ہلا، وہ تین چار بڑی جسمات کے کتے اپنی زبانیں باہر نکالیں سرخ آنکھوں سے گلاب کو گھور رہے تھے

"نن۔۔۔ نہیں، قریب نہیں آنا، قریب نہیں آنا!" وہ یونہی خود کو گھسیٹتی ان سے دور کرنے کی تگ ودو میں تھی جب ایک کتا اسکی جانب بڑھا اور حملہ کرنے کو اسکی جانب اچھلا

"ننن۔۔۔ نہیں!" ایک چیخ کے ساتھ گلاب اٹھ بیٹھی، اے۔سی کی ٹھنڈک میں بھی اسکا پورا ماتھا پسینے سے بھرا ہوا

"مم مجھے یہاں سے جانا ہو گا، ہاں جانا ہو گا، وہ مجھے مار ڈالے گا، مار ڈالے گا مجھے، میں

بھاگ جاؤں گی یہاں سے بہت دور، ہاں بہت دور!" وہ خود سے بات کرتی دروازے کی جانب بڑھی

ایک جھٹکے سے دروازہ کھولے وہ باہر کی جانب بھاگی، اس وقت اسے کسی چیز کا ہوش نہیں تھا بس فیصل بخت سے دور رہنا تھا اسے۔

"تمہاری بیوی کو کیا ہوا ہے شیخ؟" بہادر خان نے وی۔آئی۔روم میں بیٹھے وائن کی چسکی لیے سوال کیا

"معلوم نہیں؟" زارون فیصل بخت کو گھورتا بولا، فیصل بخت کے ہونٹوں پر رقصاں کرتی مسکراہٹ اسے بہت کچھ غلط ہونے کا احساس دلا رہی تھی

"ویسے تمہیں اپنی بیوی کے پاس ہونا چاہیے!" فیصل بخت نے مخلصانہ مشورہ دیا

"مجھے کب، کس وقت، کہاں ہونا چاہیے میں اچھے سے جانتا ہوں!" زارون کے جواب پر فیصل بخت نے اسے داد دیتی نظروں سے دیکھا

"مجھے تمہاری یہ بات اچھی لگی، عورتوں کو زیادہ سر پر چڑھانے کے حق میں نہیں ہوں

میں بھی، انہیں جوتی کی نوک پر ہی رکھنا چاہیے، ویسے بھی انکا کام صرف

بستر۔۔۔۔۔"

"بس!" زارون ایک دم سے دھاڑا

"تمیز سے بیوی ہے وہ میری!" زارون فیصل بخت کے سر پر کھڑا چلایا اور اسکا گریبان

تھام لیا

"زارون آرام سے، ریلیکس کرو!" بہادر خان نے بات سنبھالنا چاہی

"تو اسے بولو اپنی زبان پر قابو رکھے!" زارون ایک جھٹکے سے اسکا گریبان چھوڑتا باہر

چلا گیا، جبکہ فیصل بخت زور زور سے ہنسنا شروع ہو گیا

"ایک اور معصوم دیوانہ!" فیصل بخت پاگلوں کی طرح ہنسنا شروع ہو گیا تھا

زارون کا غصہ ابھی کم نہ ہوا تھا وہ تازہ ہوا لینے باہر لان میں آیا جب سامنے کا منظر اسکا

خون کھولا گیا

"تمہیں زارون کے سامنے ایسی بات نہیں کرنی چاہیے تھی!" زینیہ نے پول سائڈ کی

جانب بیٹھے رامش کو سمجھایا

"میں کیا کروں جب بھی اس لڑکی کو اسکے معصوم چہرے کو دیکھتا ہوں تو یاد آجاتا ہے کہ وہ کتنی مکار ہے، کتنی گھٹیا ہے، کتنی بے ہودہ ہے!" رامش غصے سے بڑبڑایا

"کاش تمہیں اپنے باپ کی اصلیت بھی پتہ ہوتی رامش، تو یوں کسی اور کے کردار پر حملہ نہ کرتے" زینیہ بس سوچ سکی

"پھر بھی رامش تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا!" زینیہ نے اسے سمجھایا

"تمہیں آخر کیوں اس گلاب یا گل رعنا جو بھی ہے، اسکی اتنی فکر ہے؟ اوہ یا پھر تمہیں تمہارے اس کزن اور سو کالڈ محبت کی فکر ہے!" رامش نے طعنہ دیا

"شٹ اپ رامش مجھے انکی نہیں تمہاری فکر ہے، تم یوں اپنے ڈیڈ کے ساتھ بنائے گئے اپنے تعلق کو بگاڑ رہے ہو!" زینیہ نے اسے سمجھایا

اس سے پہلے رامش کچھ بولتا انہیں کسی کے چلانے کی آواز آئی، ان دونوں نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا اور پھر آواز کی سمت بھاگے

"گلاب!" زینیہ فوراً اسکی جانب بڑھنے لگی جب رامش نے اسکا ہاتھ تھام لیا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"رامش ہاتھ چھوڑو میرا!"زینیہ نے غصے سے اسے گھورا

"تم نے ابھی کہا کہ تمہیں اسکی نہیں میری پرواہے،اگر تمہیں واقعی میری پرواہ ہے تو پرووف کرو!"رامش بے لچک لہجے میں بولا

"یہ وقت ان سب باتوں کا نہیں ہے رامش،ہمیں اسکی مدد کرنی ہے!"زینیہ نے اپنی کلائی چھڑوانی چاہی

"یہ وقت ابھی اسی بات کا ہے زینیہ،ابھی نہیں تو کبھی نہیں، تمہیں چوز کرنا ہے!" رامش کی گرفت سخت ہوئی

"کیا چاہتے ہو تم؟"زینیہ نے کڑھ کر پوچھا

"بس اتنا کہ میرے ساتھ کھڑی رہو اور تماشہ دیکھو،اسکے ساتھ جو بھی ہو رہا ہے،وہ تمہارا کنسرن نہیں!"رامش کی بات پر زینیہ کی آنکھیں پھیل گئیں

ایک پل کو دل چاہا کہ کم عقل شخص پر دو حرف لعنت بھیج دے،مگر رامش بہادر خان تک پہنچنے کا آخری ذریعہ تھا

"ٹھیک ہے میں تمہیں ثابت کر کے رہوں گی کہ مجھے گلاب سے کچھ لینا دینا نہیں،مگر

ابھی اسکی مدد کرنے دو!"زینیہ نے ایک آخری کوشش کی

"نہیں زینیہ میں نے کہہ دیا ابھی نہیں تو کبھی نہیں!"رامش کا سر نفی میں ہلا

"جیسا تم کہوں!"زینیہ نے مزحمت کرنا چھوڑ دی اور باقی سب کی طرح اس تماشے کو دیکھنے لگی

اسکا دل شدت سے زارون کو پکار رہا تھا اور خدا نے اسکی سن بھی لی جب اسنے زارون کو آتے دیکھا

روم سے بھاگتی وہ ہال میں داخل ہوئی سب لوگوں نے اسے عجیب نظروں سے دیکھا، مگر وہ کسی کی پرواہ کیے بنا بھاگتی ہوئی دروازہ پار کرتی لان میں آچکی تھی، ٹھنڈی ہوا بھی اس پر سکون نہ کر سکی، وہ لمبے لمبے سانس لے رہی تھی جیسے ابھی بھی وہ کتے اسکے پیچھے ہو

بھاگتے ہوئے وہ ایک عمر رسید آدمی سے ٹکرا گئی جو مکمل طور پر نشے میں دھت تھا

"سس۔۔۔ سوری!"گلاب ابھی تک خوف کے زیر اثر تھی اسی لیے ہیچکچا کر بولی

”ہے سوئیٹی!“ وہ آدمی گلاب کے قریب آیا اور مسکرا کر بولا

اسکے منہ سے آتی شراب کی بدبو گلاب کی طبیعت مزید بگاڑ رہی تھی

”دد۔۔۔دور رہو!“ گلاب اتنے لوگوں میں بھی خود کو اکیلی سمجھ رہی تھی، وہ ابھی تک ماضی میں گم تھی

”قریب نہیں آنا، دور رہو!“ گلاب کے قدم پیچھے کو ہٹے

”ہے ہے بیوٹیفل!“ اس آدمی نے گلاب کو کمر سے پکڑ کر اپنے نزدیک کیا

گلاب نے اونچی آواز میں چلانا شروع کر دیا، اسکی آنکھیں بند تھی اور وہ پاگلوں کی طرح بس چلائے جا رہی تھی، لوگ حیرانگی سے اس پاگل کو دیکھ رہے تھے، جبکہ وہ آدمی گلاب کو چھونے کی کوشش میں تھا جسے وہ اپنے ہاتھوں سے ناکام بنا رہی تھی

”بچاؤ، بچاؤ!“ گلاب نے اونچی آواز میں رونا اور چلانا شروع کر دیا تھا

”دیکھو زرا اسکے ڈرامے، یہ خود کو بچا سکتی ہے مگر سمپتھی چاہیے!“ رامش نفرت سے بولا جبکہ زینیہ کو وجہ نامعلوم ہونے کی باوجود گلاب کی حالت تکلیف دے رہی تھی

اس سے پہلے وہ آدمی مزید کوئی کوشش کرتا زارون نے زور سے اسے گلاب سے دور کیا

اور زمین پر دھکا دیا

"پاس نہیں آنا، پاس نہیں آنا، دور رہو!!" گلاب چلاتی زمین پر بیٹھی اپنا جسم نوچنے لگی

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بیوی کو ہاتھ لگانے کی؟ تم گھٹیا آدمی!" زارون اس پر ٹوٹ پڑا تھا، اس آدمی کا سارا نشہ ہرن ہوا تھا جبکہ وہ خوفزدہ نظروں سے زارون کو دیکھنے لگا

"رستم!" خوف سے اسکے لب پھڑ پھڑائے اور وہ ماضی میں چلا گیا۔

میری بیوی کے جوتے پکڑوں اور معافی مانگوا بھی کے ابھی" رستم دھاڑا

انا نے ایک نظر اپنے پیروں میں گرے شخص کو دیکھا جس نے اسکی ہیلز کو پکڑا ہوا تھا اور پھر رستم کو۔

وہ حیرت سے رستم کو تکے جا رہی تھی۔۔۔۔بند کمرے کے پیچھے موجود یہ ظالم دیو باہر کی دنیا میں اسکا فرشتہ تھا۔۔۔۔

انا غور سے اپنے اس شوہر کو دیکھنے لگی ایک حقیقت آج اس پر آشکار ہوئی تھی

رستم شیخ کو اپنی بیوی کی عزت بھلے ہی کرنا نہ آتی ہوں مگر وہ دوسروں سے اپنی بیوی کی

عزت کروانا اسے اچھے سے آتا تھا

انا کے پیروں میں گرا وہ شخص اس وقت بری حالت میں تھا جس کو مار مار کر رستم نے اسکا حال بے حال کر دیا تھا

آخر اس شخص کی ہمت کیسے ہوئی اسکی بیوی کو ہاتھ لگانے کی چھونے کی؟

اب وہ انا کے جوتوں کو ہاتھ لگاتا اسکے پیروں میں اوندھے منہ گرا تھا

ہوش کی دنیا میں آتے ہی اس بڈھے انسان نے زارون کو دیکھا جو آنکھوں میں وہی غصہ، وہ بے رحمی لیے اس پر جھپٹا اسے مار رہا تھا وہ ضرورت پڑنے پر واقعی میں رستم بن جاتا تھا، اس میں کوئی شک نہیں تھا

لب بھینچے گاڑی چلاتا وہ بار بار اپنے برابر میں بیٹھی گلاب پر نظر ڈال رہا تھا جو خاموش سی دونوں ٹانگیں اوپر کیے، ان پر سر رکھے باہر دیکھ رہی تھی

زارون کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہاں موجود پر انسان کا منہ توڑ دیتا

رش ڈرائیونگ کرتا وہ گھر پہنچ چکا تھا، گاڑی پورچ میں روکے اس نے گلاب کی جانب دیکھا جو باہر چھائے گہرے اندھیرے کو دیکھے جا رہی تھی

”گلاب گھر آگیا ہے!“ زارون نے اسے پکارا

بنا کوئی جواب دیے وہ گاڑی سے نکلی اور گھر میں داخل ہوتی کمرے میں چلی گئی، دروازہ وہ بند کر چکی تھی

زارون نے کوٹ ہاتھ میں پکڑے بند دروازے کو دیکھا اور تھکے ہارے قدم اٹھاتا وہ لاؤنج میں موجود صوفہ پر آبیٹھا

اس کا غصہ ابھی تک کم نہ ہوا تھا، یہ دنیا کتنی بے حس اور خود غرض ہے اسے آج احساس ہوا تھا، کیا ہوتا اگر وہ وقت پر وہاں نہ آتا؟ کیا ہوتا اگر اسے تھوڑی دیر ہو جاتی؟

یونہی سوچتے ہوئے ایک دم سے اسکی آنکھیں کھلی، ایک خیال اسکے ذہن میں کود آیا

”نہیں میں ایسا نہیں ہونے دوں گا!“ وہ خود سے بولا اور فوراً موبائل نکالا

وہاں موجود بہت سے لوگوں نے یہ ڈرامہ دیکھا تھا اور کچھ نے تو ویڈیو بھی بنائی تھی، ان میں سے کوئی بھی اس ویڈیو کو میڈیا میں دے سکتا تھا

اپنے تعلقات استعمال کرتے ہوئے زارون نے کال پر تمام نیوز چینلز کو ایسی کوئی بھی خبر چلانے سے منع کر دیا تھا اور اس بات کا بھی حکم دیا تھا کہ جو بھی انسان ویڈیو کے لیے

ان سے رابطہ کرے تو ہیکنگ سسٹم کے ذریعے ان کے موبائلز سے ویڈیو ڈیلیٹ کر دی جائے

دوسری کال اس نے وینیو کے اونر کو کی تھی اور کیمرہ میں ریکارڈ ہوئی تمام ویڈیو ڈیلیٹ کروائی تھی

موبائل سائڈ پر پھینکے وہ صوفہ پر سے اٹھا اور کمرے کا باہر کھڑے ہو کر دروازہ ناک کیا

"گلاب دروازہ کھولو!" زارون دھیمی آواز میں بولا مگر صرف خاموشی ملی

"گلاب!" زارون نے دوبارہ ہلکے سے ناک کیا مگر کوئی جواب نا پا کر وہ دوبارہ سے صوفہ پر آبیٹھا

صوفہ سے اپنی پشت ٹکائے وہ نظریں کمرے کی جانب رکھے ہوئے تھا۔

مسلسل بجتی موبائل کی بیل نے اسکی نیند میں خلل پیدا کیا تھا، دکھتے سر کو تھامے اسنے آنکھیں ہلکے سے کھولی اور آس پاس ہاتھ بڑھائے موبائل پکڑتے بنا نمبر دیکھے کال اٹھائی

"ہیلو؟" نیند میں ڈوبی آواز میں بولا

"زارون!" زرقہ کی تیز آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی

"اوہ پھوپھو اسلام علیکم!" زارون نے آنکھ مسلتے سلام کیا

"زارون یہ سب کیا ہے؟" زرقہ کی بات پر وہ کچھ حیران ہوا

"کیا کیا ہے پھوپھو؟" زارون پریشان سا بولا

"کل رات پارٹی میں کیا ہوا تھا زارون؟" انہوں نے سوال کیا

"کچھ نہیں! کیوں کیا ہوا؟" زارون نے بات گول مول کر دی

"جو نہیں نہ ہوا اسکی ویڈیو پورے سوشل میڈیا پر پھیل چکی ہے زارون ہے، دیکھو تم!" جواب دیتے ہی انہوں نے کال کاٹ دی

زارون کی نیند بھک سے اڑی تھی، اس نے فورا یوٹیوب اوپن کی، اسے دوسرے ہی نمبر وہ ویڈیو مل گئی تھی

"سستی شہرت پانے کا گھٹیا طریقہ!" ٹائیٹل دیکھ کر زارون نے فورا ویڈیو کھولی جو جو ویڈیو آگے چلتی گئی زارون کی آنکھیں پھیلتی گئی

غصے سے اسکی دماغ کی رگیں تن چکی تھی، اس نے ویڈیو لنگ کا پی کیا اور فورا عامر کو شئیر

کیااور ساتھ ہی اسے کال ملائی

"ہیلو؟" نیند میں ڈوبے عامر کی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی

"عامر ایک ویڈیو کالنگ بھیجا ہے تمہیں،بنا کوئی سوال کیے مجھے جلد از جلد بتاؤں کہ وہ ویڈیو کس نے سوشل میڈیا پر لیک کی ہے اور کہاں سے اپلوڈ ہوئی ہے!" زارون نے ساتھ ہی کال کاٹ دی

گھنٹہ ہو چکا تھا اسے یہاں سے وہاں اور وہاں سے یہاں چکر لگاتے ہوئے مگر عامر کی ابھی تک کال نہیں آئی تھی،اس نے خود ہی کال کرنے کے لیے موبائل اٹھایا جب ساتھ ہی عامر کی کال آگئی تھی

"ہاں بولو عامر!" زارون نے بیتاب لہجے میں پوچھا

"بھائی معلوم چل گیا کہ ویڈیو کس نے اور کہاں سے لیک کی تھی!" عامر گہری سانس لیتے بولا

"کس نے؟" زارون کا لہجہ پل بھر میں سخت ہوا

"رامش بہادر خان نیازی!" ایک نام اور زارون کی آنکھوں میں لہو چھلکنے لگا تھا

''بھائی آپ ٹھیک ہے؟''اسکی خاموشی پر عامر نے سوال کیا

''ہوں!''جواب دیے زارون نے کال کاٹ دی

''مگراب تم ٹھیک نہیں رہو گے رامش بہادر خان!''وہ درشت لہجے میں خود سے بولا

کچھ دیر دماغ لڑانے کے بعد ایک خیال اسکے ذہن میں آئے،لب اپنے آپ مسکرا دیے جبکہ آنکھیں چمک اٹھی

اس نے ایک کال ملائی،پندرہ منٹ بعد اپنا کام ہو جانے کے بعد اس نے کال رکھ دی تھی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''تم نے میری گلاب کو برباد کرنا چاہا تھا نارامش،اب تیار ہو جاؤ کیونکہ بربادی تمہاری منتظر ہے!''خود سے بولتے موبائل پر اسکی گرفت سخت ہو چکی تھی۔

''زارون!زارون کہاں ہو تم باہر نکلو!''زینیہ چیختی چلاتی گھر میں داخل ہوئی تھی جب زارون چائے کا کپ تھامے لاؤنج میں داخل ہوا تمام نوکروں وہ پہلے ہی چھٹی دے چکا تھا

"یہ کیا حرکت کی ہے تم نے زارون؟" زینیہ اسکے سر پر کھڑی چلائی

"میں نے کیا کیا ہے؟" زارون حیران ہوا

"اتنے معصوم مت بنو زارون، تم نے رامش کا کریئر ختم کروادیا، تم نے اسے تمام کمرشلز، تمام شوٹس اور ریمپ واکنگ سے نکلوادیا؟" زینیہ کا غصہ آسمان پر پہنچ چکا تھا

"ہاں تو؟" زارون نے آرام دہ انداز میں کندھے اچکائے

"آر یو میڈ زارون تم ایسا کیسے کر سکتے ہو؟" زینیہ کی آواز مزید اونچی ہو گئی

"ایگزیکٹلی مائی پوائنٹ! تم ایسا کیسے کر سکتی ہو زینیہ؟" سکون سے چائے کا کپ ٹیبل پر رکھے اس نے زینیہ سے سوال کیا

"میں؟ میں نے کیا کیا؟" زینیہ نے سوال کیا جبکہ زارون ٹی۔وی کا ریموٹ اٹھا چکا تھا ورنیٹ سے کنیکٹ کیے اس نے یوٹیوب کھولی

"کل رات تم کہاں تھی زینیہ جب میری گلاب کے ساتھ وہ سب ہو رہا تھا؟" زارون کے سوال پر زینیہ نے چونک کر اسے دیکھا

"بتاؤ زینیہ کہاں تھی تم اس وقت جب میری بیوی کو مدد کی ضرورت تھی؟" زارون کا

لہجہ بلکل نارمل تھا

”مم۔۔۔میں!“زینیہ سے کچھ بولا نہ گیا

”میں بتاؤں تم اس وقت کہاں تھی؟تم اس وقت وہی تھی،انہی لوگوں میں اور کافی انجوائے کر رہی تھی اس سین کو!“زارون ہلکا سا مسکرایا

”یہ الزام ہے مجھ پر!“زینیہ تڑپ اٹھی

”اچھا تو کیا تم نہیں تھی وہاں؟“زارون نے حیرت کا مظاہرہ کرتے سوال کیا

”نہیں میں وہی تھی مگر۔۔۔۔!“زینیہ نے نظریں چرائی

”اگر تم وہی تھی تو تمہیں کیا کرنا چاہیے تھا زینیہ؟“زارون اب زینیہ کی جانب متوجہ ہوا

”مجھے مدد کرنی چاہیے تھی“اس نے جیسے اعتراف جرم کیا

”تو کیوں نہیں کی؟“اگلا سوال فوراً پوچھا گیا

”میں،میں مجبور تھی!“اسکی نظریں جھکی ہوئی تھی

”مجبوری؟ اچھا کیسی مجبوری؟“ استہزایہ انداز میں ہنستے اسنے سوال کیا

”وہ رامش وہ چاہتا تھا کہ میں اسے یقین دلاؤں کہ مجھے گلاب سے نفرت ہے اور میں اسے تمہاری زندگی سے نکالنے کے لیے کچھ بھی کر سکتی ہوں، یقین مانو زارون میں نے بہت دعا کی تھی کہ اللہ تمہیں وہاں بھیج دے!“ زینیہ نے اسے فوراً جواب دیا

”تم جانتی ہو زینیہ تم عورتیں کیوں برباد ہوئی ہو؟ تم عورتوں کو ہم مردوں نے برباد نہیں کیا خود تم نے کیا ہے، تم عورتیں اپنی کی گئی غلطیوں کو مجبوری کا نام دیکر خود کو ہر الزام سے بری کر لیتی ہو، مجھے بتاؤں زینیہ تمہیں اس وقت کیا کرنا چاہیے تھا؟“ زارون نے سخت نظروں سے اس سے سوال کیا

”مجھے گلاب کی مدد کرنا چاہیے تھی!“ زینیہ دھیمے لہجے میں بولی

”اور تم نے کیا کیا؟ تم نے میرے پاس آکر اپنی مجبوری کا رونا رویا، تمہیں چاہیے تھا کہ اس وقت تم اس رامش پر دو حرف لعنت بھیجتی اور میری گلاب کو بچاتی مگر شائد تم دل سے ایسا نہیں چاہتی تھی اسی لیے اپنی کارنامے کو مجبوری کا نام دے دیا، یو نو واٹ زینیہ آج تم نے خود اپنے آپ کو میری نظروں میں گرا دیا!“ زارون کا لہجہ زینیہ کو تڑپا گیا تھا

"زارون!"

"تم کیسے مجبور ہو سکتی ہو زینیہ؟ کیسے؟ نہیں زینیہ تم مجبور نہیں تھی، تمہارے دل میں آج بھی ایک خلش موجود ہے، نفرت کی ایک چنگاری آج بھی گلاب کے لیے تمہارے دل میں موجود ہے، رامش نے تمہیں اسکی مدد کرنے سے نہیں روکا زینیہ، تمہارے دل نے روکا، کیوں زینیہ، اگر کچھ ہو جاتا زینیہ، میں نہ آتا وہاں تو؟ تم نے دیکھی تھی اسکی حالت، وہ چیخ رہی تھی، چلا رہی تھی، رو رہی تھی اور تم وہاں کھڑی انجوائے کر رہی تھی؟" زارون کا لہجہ کس قدر ٹوٹا پھوٹا تھا

زینیہ کا دل چاہا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے

"اور جہاں تک بات ہے کہ میں نے رامش کے ساتھ ایسا کیوں کیا تو دیکھو تمہارے اس دوست نے کیا کیا میری بیوی کے ساتھ!" ساتھ ہی زارون نے وہ ویڈیو پلے کی

جیسے جیسے ویڈیو آگے بڑھتی گئی ویسے ویسے زینیہ کی آنکھیں پھیلتی گئی

"یہ۔۔۔" وہ کچھ بول نہ سکی

"تھینکس ٹو رامش بہادر خان نیازی، جیسا باپ ویسا ہی بیٹا!" زارون نفرت آمیز لہجے

میں بولا

اس سے پہلے ویڈیو ختم ہوتی کانچ ٹوٹنے کی آواز نے ان دونوں کو اپنی جانب متوجہ کیا،
دونوں نے ایک ساتھ رخ موڑا جہاں گلاب گہری سرخ آنکھیں (جو اسکے رونے کی
عکاسی کر رہی تھی) لیے ٹی۔وی کو دیکھے جا رہی تھی

پوری رات وہ سو نہ سکی تھی، ایک بار وہ پھر سے پاگل ہو چکی تھی، بند کمرے میں پوری
رات نے اس نے خود کو اذیت دی تھی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تم گھٹیا لڑکی، بے حیا، بے شرم تم اسی قابل ہو!" خود کو مختلف القابات اور گالیوں
سے نوازتے وہ خود کو تکلیف دیے جا رہی تھی

تھک ہار کر فکر کے وقت اسکی آنکھ لگی جو باہر سے آتے شور کی وجہ سے کھل گئی تھی،
کمرے میں آتی روشنی کے ذریعے اس نے وال کلاک کی جانب دیکھا جہاں صبح کے آٹھ
بجے تھے

خود کو سہارا دیتی وہ فرش پر سے اٹھی اور کانپتی ٹانگوں سے باہر نکلی، آوازیں اب مدھم

ہو چکی تھی

کمرے سے باہر نکلتے ہی وہ لاؤنج میں بنا آواز پیدا کیے داخل ہوئی جب اسکی نظریں سامنے ٹی۔وی پر چلتی ویڈیو پر گئی

خود کو سہارا دینے کے لیے اس نے ساتھ موجود ٹیبل پر ہاتھ رکھا جس کی وجہ سے وہاں موجود گلدان زمین پر گر کر ٹوٹ گیا، زارون اور زینیہ ایک ساتھ مڑے

"گلاب!" زارون کے لب پھڑ پھڑائے

گلاب تو پتھر کی مورت بنے وہ ویڈیو دیکھے جا رہی تھی جو دوبارہ پلے ہو چکی تھی

"سستی شہرت پانے کا گھٹیا طریقہ!" اسکی آنکھیں نم ہوئی

"گلاب میری جان!" زارون نے اسکے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں تھاما، پتھرائی نظروں سے اسنے زارون کو دیکھا

"یہ، یہ کچھ نہیں گلاب! ایسا کچھ نہیں ہے!" زارون نے سر زور سے نفی میں ہلایا

"کچھ نہیں ہے؟" گلاب نے بے تاثر نگاہیں اسکے چہرے پر سجائے پوچھا

"گلاب!" زارون نے کچھ بولنا چاہا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"نن۔۔۔ نہیں میرے قریب مت آنا، دور رہو مجھ سے، قریب نہیں آنا!" گلاب کا سر تیزی سے نفی میں ہلا اور وہ زارون کی گرفت سے نکلی

"میری بات۔۔۔۔۔"

"کیا سنو میں؟ بولو زارون شیخ کیا سنوں میں تمہیں، یہ کہ ایک بار پھر میں تمہاری وجہ سے برباد ہو گئی؟ ایک بار پھر میری عزت کو سرعام نیلام کر دیا گیا، ایک بار پھر مجھ پر ایک بہتان لگا دیا گیا، ایک اور الزام میرے حصے میں آگیا!" گلاب ویڈیو کے نیچے آتے کمنٹس کو پڑھتے بولی جہاں عوام اسے گالیاں نکالنے میں مصروف تھی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اب میں کیا کروں گی زارون؟ کیسے سامنا کروں گی؟" اس نے بے جان لہجے میں پوچھا

"ہم، ہم مل کر کرے گے گلاب، ہم ملکر مقابلہ کرے گے!" زارون نے اسے حوصلہ دیا

"ہم؟" وہ استہزائیہ انداز میں ہنسی

"ہم نہیں صرف میں زارون، صرف میں، پانچ سال پہلے بھی صرف میں تھی اور اب

بھی صرف میں ہوں!" وہ بڑبڑائی

"ایسا کیوں ہوتا ہے زارون؟ کیوں جب بھی آپ میری زندگی میں آتے ہے میری زندگی ایک مزاق بن جاتی ہے، جس کا جو دل چاہتا ہے وہ الزام میرے حصے میں ڈال دیتا ہے، کیوں؟" اس نے سوال کیا

"ایم سوری!" زارون نے معافی مانگی

"فار واٹ؟" گلاب نے ہنس کر پوچھا

" کبھی کبھی سوچتی ہوں کہ آپ میری زندگی میں آئے ہی کیوں؟ جانتے ہو آپکی محبت میری زندگی کا ایک ایسا ناسور بن گئی ہے جس نے نا صرف میرے ماضی کے پانچ سال برباد کیے بلکہ حال اور مستقبل کو بھی چکنا چور کر دیا!"

"آپ کیوں آئے؟ اوہ میں بھی کیسا سوال کر رہی ہوں، آفکورس آئی نو، مجھے معلوم ہے، صرف اسی لیے نا کہ میں غازان انصاری کی بیٹی ہوں، اسی بات کا بدلا لینا ہے مجھ سے؟ مگر میرا کیا قصور اس میں؟"

"نہیں تم غلط سمجھ رہی۔۔۔۔" زارون نے کچھ بولنا چاہا

"آپ واپس کیوں آئے زارون، جب چھوڑ دیا تھا مجھے، چلے گئے تھے مجھے اس جہنم میں پھینک کر تو کیوں آئے واپس؟ اور اگر آہی گئے تھے تو میری زندگی میں کیوں آئے، نہیں آنا چاہیے تھا آپکو زارون" اسکا سر نفی میں ہلا جبکہ آواز شروع سے آخر تک دھیمی ہی رہی۔

"گلاب ایک بار میری بات۔۔۔"

"میں تھک گئی ہوں زارون، بس اب اور برداشت نہیں ہے، اب اور نہیں زارون، آپکو اللہ کا واسطہ مجھے چھوڑ دے!" اس نے دونوں ہاتھ زارون کے آگے جوڑ دیے

"گلاب آئی لو یو!" زارون اسکے قریب ہوا

"اینڈ آئی لو یو ونس، مگر اب نہیں زارون، میں اب اور نہیں سہہ سکتی"

"گلاب پلیز ایک چانس دو میں سب کچھ ٹھیک کر دوں گا!"

"اگر کرنا ہوتا تو پہلے کر دیتے آپ!"

"میں مجبور تھا!" زارون کی نظریں جھک گئی

"اور اب میں مجبور ہوں!" گلاب کا سر اونچا رہا

"انفف گلاب بس کردو، کیا تم دیکھ نہیں رہی کہ تمہارے یہ الفاظ زارون کی کتنی تکلیف دے رہے ہیں!" زینیہ نے بیچ میں مداخلت کی

"اور میری تکلیف اسکا کیا؟" گلاب نے حیرت سے اس سے سوال کیا

"مشکلات کس کی زندگی میں نہیں آتی گلاب، مگر اسکا مطلب یہ نہیں کہ تم دوسروں کے سر اسکا الزام ڈال دو!" زینیہ دوبدو بولی

"آپ کہہ سکتی آپ نے برداشت جو نہیں کیا جس سے میں گزری ہوں!" وہ ہلکا سا مسکرائی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ایسا بھی کیا ہو گیا گلاب تمہارے ماضی میں جو تم یوں بول رہی ہو!" زینیہ نے تھک ہار کر پوچھا

"آپ میں ہمت ہے سننے کی؟" گلاب استہزایہ انداز میں مسکرائی

"ہاں ہے!" زینیہ کانفیڈینس سے بولی

"ٹھیک!" گلاب نے سر اثبات میں ہلایا اور زارون کے جھکے سر کو دیکھا

وہ تینوں لاؤنج میں ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے تھے جب گلاب نے ان دونوں

کو دیکھا اور ایک گہری سانس اندر کھینچی

ماضی:

"بہادر خان؟" گلاب نے بڑی آنکھوں سے سامنے کھڑے بہادر خان کو دیکھا جو اسے دیکھ کر مسکرایا

"مس می ڈارلنگ؟" بہادر خان قدم آگے بڑھائے جب گلاب دو قدم پیچھے ہوئی

"دد۔۔۔۔دور رہو مجھ سے!" گلاب کانپتے لہجے میں بولی جب بہادر خان ایک جست میں اسکے سامنے آ کھڑا ہوا اور اسکی کمر میں ہاتھ ڈالے اسے اپنے سینے سے لگایا

گلاب کو اپنے جسم پر چیونٹیاں رینگتی محسوس ہوئی، اسنے بہادر خان کی گرفت سے نکلنا چاہا جس پر بہادر خان نے اسے مزید نزدیک کر لیا

"ڈونٹ!" بہادر خان نے اسے وارن کیا

"ہے یو اولڈ مین لیو ہر!" مائیک گلاب کی حالت دیکھ کر چلایا

"ہو آر یو؟" گلاب کو غازان کی جانب دھکا دیے بہادر خان مائیک کے سامنے آ کھڑا ہوا

"مائیکل رچرڈ!" مائیک نے جواب دیا

بہادر خان نے غور سے اس لڑکے کو دیکھا جو خوش شکل تھا

"تو وہ تم ہو جس کی وجہ سے میری گلاب مجھ سے دور بھاگی!" دھیمی آواز میں بولتے بہادر خان نے اپنے کوٹ کی پاکٹ سے ایک چھوٹا سا چاقو نکالا اور بنا کسی کو سمجھنے کا کوئی موقع دیا مائیک کا گلا کاٹ دیا

گلاب اور آمنہ دونوں کی چیخیں نکلی جب کہ مائیک تڑپتا ہوا زمین پر گر گیا

"یہ تم نے کیا کیا گھٹیا انسان، جانور کہی کے" گلاب چلائی

"کیا بولا تم نے؟" بہادر خان اب اسکے سامنے آکھڑا ہوا

"میں نے کہا کہ تم ایک گھٹیا انسان ہو جو جانور سے بھی بدتر ہو!" گلاب غازان کی گرفت میں مچلی

"بیڈ تھنگ مائی گرل، اینڈ بی ریڈی فار آور میرج!" بہادر خان نے اسکا گال تھپتھپایا

"شادی اور تم سے، میں تھوکتی ہوں تم پر بہادر خان!" گلاب اسکے پیروں میں تھوکی،

بہادر خان کی آنکھوں میں خون اتر آیا

"ایک بات میری غور سے سنو گلاب تم میری ہو،اور تمہیں میری ہی رہنا ہے،اب تمہاری شادی مجھ سے ہو گی نا کہ کسی مائیک سے سمجھی!" بہادر خان نے مضبوطی سے اسکا چہرہ تھاما

"ہر گز نہیں!" گلاب ڈٹی رہی

"گارڈز!" بہادر خان کے اشارے پر انہوں نے آمنہ کو تھام لیا جس پر وہ چلانے لگی

"اب مائی ڈیئر گلاب تمہارے پاس دو آپشنز ہیں،ایک یا تو تم مجھ سے عزت سے شادی کر لو یا دوئم میں نہ صرف تمہاری دوست کی عزت تار تار کروا دوں گا اپنے آدمیوں سے بلکہ تمہیں بنا نکاح میرے ساتھ رہنا ہو گا!" بہادر خان کی دھمکی پر گلاب کی آنکھیں ابل پڑی

"نہیں!" وہ بے ساختہ بولی

بہادر خان نے گارڈز کو اشارہ کیا جنہوں نے آمنہ کا حجاب اتار دیا تھا اور بس سکارف زمین پر پھینکنے لگے تھے

"گلاب!" آمنہ روتے ہوئے چلائی

"میں تیار ہوں!" گلاب فوراً بولی اور آنکھیں سختی سے میچ لی

"کیا کہاں تم نے؟" بہادر خان نے آنکھیں چمک اٹھی

"مم۔۔۔میں تیار ہوں، پلیز اسے چھوڑ دو!" گلاب رونے لگی، بہادر خان نے مسکرا کر ہاتھ اونچا کیا جس پر گارڈز نے آمنہ کو چھوڑ دیا

غازان کی گرفت سے آزاد ہوئے گلاب آمنہ کی جانب بھاگی اور اسے سختی سے خود میں بھینچا

"اب جب تم نے شادی کے لیے ہاں کر ہی دی ہے تو کیوں نا یہ خیر کا کام ابھی کیا جائے، ویسے بھی دلہن تو تم بن ہی چکی ہو تو نکاح بھی ہو ہی جائے!" بہادر خان مسکرایا اور گلاب کو آمنہ سے علیحدہ کیے اپنی گاڑی کی جانب لے گیا جبکہ پیچھے غازان اب آمنہ کو بھی ساتھ لا رہا تھا

"میں تیار ہوں شادی کے لیے پلیز اسے چھوڑ دو بہادر خان!" گلاب روتے بولی

"چھوڑ دوں گا جان مگر نکاح کے بعد تاکہ کوئی مزید ڈرامہ نہ کریئیٹ ہو!" بہادر خان نے اس گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر دھکا دیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ کب سے اس کمرے میں بند تھی، کمرے کے ساتھ ساتھ اسکے اندر بھی ایک عجیب سی گھٹن تھی

”آپ کہاں ہے زارون پلیز آجائے!“ اس نے شدت سے زارون کو یاد کیا جب کوئی دروازہ کھولے اندر داخل ہوا

”بابا!“ غازان کو دیکھ کر گلاب فوراً اٹھی اور اسکی جانب لپکی جب غازان نے ایک زاردار تھپڑ اسکے منہ پر دے مارا

”بابا!“ اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے

”تم اس تھپڑ کی حقدار ہو گلاب، تمہاری ہمت کیسے ہوئی گھر سے بھاگنے کی اور تو اور عشق معشوقیاں چلانے کی وہ بھی دشمن کے بیٹے سے!“ غازان دھاڑا

”بابا میں؟“ گلاب کو کچھ سمجھ نہیں آیا کہ وہ کیا بولے

”تم جانتی ہو گلاب کہ مجھے، تمہاری ماں کو تم سے اتنی نفرت کیوں ہے؟ جاننا چاہتی ہو وجہ؟“ غازان کے سوال پر زارون نے سر اثبات میں ہلایا

"اس انسان کی وجہ سے گلاب!" زارون نے ایک تصویر گلاب کے آگے کی جس میں مردانہ وجاہت لیے ایک آدمی کھڑا تھا

گلاب اسے پہچان چکی تھی، وہ زارون کے ڈیڈ تھے

"یہ رستم شیخ ہے گلاب، میرا بھائی!" غازان نے اسکے سر پر ایک دھماکہ کیا

گلاب نے غور سے اس انسان کو دیکھا جس کی شکل گلاب سے بہت ملتی تھی

"یہ؟ کیسے؟" گلاب کو کچھ سمجھ نہیں آیا

"تم جانتی بھی جس کے لیے آج تم اتنا تیار ہوئی ہو، اتنا سجی دھجی ہو، وہ آخر کون ہے؟ وہ زارون رستم شیخ ہے گلاب رستم شیخ کا بیٹا اور ہمارا دشمن!" غازان کی بات پر گلاب نے سر نفی میں ہلایا

"میں کچھ سمجھی نہیں بابا!"

"زارون رستم شیخ جس سے آج تم شادی کرنے والی تھی نا وہ رستم شیخ کا بیٹا ہے گلاب، اس رستم شیخ کا جس نے ہمارا پورا خاندان برباد کر دیا، جس نے ہمیں زمانے میں ذلیل و رسوا کر دیا اور اب بھی اسے سکون نہ ملا تو اس نے اپنا بیٹا بھیج دیا ہمارے پیچھے"

''میں ابھی بھی نہیں سمجھ بابا!'' اسنے سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا

''بیٹھو میں بتاتا ہوں!'' غازان نے اسے بیڈ پر بٹھایا

''رستم کے ڈیڈ اور میری مام دونوں بہت اچھے دوست تھے، میری مام کی شادی نثار انصاری سے ہوئی تھی جو ایک بڑے جانے مانے بزنس مین تھے، رستم کے ڈیڈ کی گندی نظریں تھی میری مام پر جنہیں وہ سمجھ نہ سکی اور اسی بات کا فائدہ اٹھاتے رستم کے ڈیڈ نے میری مام کے ساتھ۔۔۔ آہ میں تو بول بھی نہیں سکتا گلاب، بس اتنا جان لو کہ تمہارا باپ ایک ناجائز رشتے کی پیداوار ہے گلاب، تم جانتی ہو میری مام کتنا روئی، کتنا گڑگڑائی اس بے حس انسان کے آگے کہ وہ اسے اپنا لے، مجھے ایک ناجائز بچے کو اپنا نام دے دے مگر اس نے ایک بات پھر مام کو اپنی ہوس کا نشانہ بنایا، اور رستم شیخ وہ تو اپنے باپ سے بھی دو ہاتھ آگے نکلا اس نے زارون کی ماں کے ساتھ وہی کیا جو اسکے باپ نے میری مام کے ساتھ اور شادی کے بعد بھی زارون کی ماں پر ظلم و ستم کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے اسے مار دیا!''

''مم۔۔۔ مگر ان کے مام ڈیڈ تو ایکسیڈینٹ!'' گلاب سے کچھ بولا نہیں جا رہا تھا

''جھوٹ ہے یہ وہ رستم اس نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنی بیوی کو مارا یہاں تک کہ اپنے

ہونے والے بچے کو بھی!۔مگر بس یہی نہیں ہوئی گلاب تم جانتی ہوان دونوں باپ بیٹا نے تمہاری پھوپھو،میری بہن کو بھی نہیں چھوڑا،اسکو استعمال کر کے زمانے کے سامنے اسے رسوا کر دیا"غازان نے سر جھٹکا

"اور وہ زارون!تمہیں کیا لگتا ہے گلاب کہ وہ تم سے کوئی محبت کرتا تھا؟کیوں وہ ہر اس جگہ پہلے موجود ہوتا تھا جہاں تم ہوتی تھی،وہ کیسے تمہیں ہر بار بچا لیتا تھا؟یہ سب اسکا پلان تھا تمہاری زندگی میں داخل ہونے کے لیے تاکہ وہ ہمیں مکمل طور پر برباد کر سکے!"

"مگر انہوں نے ایسا کیوں کیا؟"گلاب حیران تھی

"پیسہ!مقام!"غازان نے جواب دیا

"نوید شیخ،میرے بائیولوجیکل ڈیڈ،اگر وہ مجھے ایکسیپٹ کر لیتے تو ان کی تمام چیزوں، بزنس،جائیداد میں میں آدھا حصہ دار بن جاتا مگر رستم ایسا نہیں چاہتا تھا،وہ تو ہمیں مار دینا چاہتا تھا مگر بہادر خان نے ہمیں بچایا گلاب،اور اب رستم کو معلوم ہو چکا تھا کہ ہم کہاں تھے تو اس نے اپنے بیٹے کو بھیجا وہ تمہیں ہمارے خلاف استعمال کرنا چاہتے تھے، اور ایسا ہو بھی جاتا اگر بہادر خان کو پتہ نہ چلتا!"

"بہادر خان ایک فرشتہ ہے گلاب، اس نے ہمیں تب رستم سے بچایا جب ہم موت کے بہت قریب تھے اور اب اس نے تمہیں زارون سے بھی بچایا، اسے عمر میں فرق کی وجہ سے مت کھونا گلاب وہ ہیرا ہے ہیرا!" غازان اسکا برین واش کرنے میں کافی حد تک کامیاب ہو چکا تھا

"میں، میں اس شادی کے لیے تیار ہوں بابا!" وہ روتی ہوئے بولے

"مجھے تم سے اسی جواب کی امید تھی گلاب! بس میری ایک بات یاد رکھنا!" غازان نے اسے تنبیہ کی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیا؟"

"بہادر خان کو کبھی مت پتہ چلنے دینا کہ وہ زارون ہے جس سے تم شادی کرنے والی تھی، اسے یہی لگنا چاہیے کہ وہ مائیک تھا جو اب مر گیا، ایک اچھی زندگی گزارنا چاہتی ہو تو اپنے لب سی لو گلاب!" غازان کی ہدایت پر اس نے زور و شور سے سر اثبات میں ہلایا

"ایک اچھی زندگی کی شروعات کے لیے!" وہ خود سے بولی، مگر کسے معلوم تھا کہ یہ اچھی زندگی اسکی زندگی میں کتنی بربادی لانے والی تھی۔

....

مولوی کے سامنے بیٹھی وہ نکاح کے لے بلکل تیار تھی،اسکے ساتھ ہی بیٹھے بہادر خان کا سر غرور سے بلند تھا،آخر کو اس نے اسے حاصل کر لیا تھا جس کے لیے اتنا خوار ہوا تھا

اقرار کے وقت اس کے کانوں میں اپنے باپ کے جملے گونج رہے تھے

"زارون صرف تمہیں استعمال کرنا چاہتا تھا،وہ تمہارے ذریعے ہم تک پہنچنا چاہتا تھا، اسے تم سے نکاح سے ایک دن پہلے ہی معلوم ہوا تھا کہ تم میری بیٹی ہو!"

"تو اسی لیے تم مجھ سے نکاح پر راضی تھے زارون، صرف اس لیے کہ میں غازان انصاری کی بیٹی ہوں، دشمن کی بیٹی، کیا پیسہ اتنا اہم ہوتا ہے؟ تم نے ٹھیک کہاں تھا زارون تمہیں محبت نہیں ہو سکتی، تم اس قابل ہی نہیں کہ اس احساس کو محسوس کرو!"اسکی آنکھیں نم ہو گئیں تھی

"گلاب! ہاں بولو!"بہادر خان نے اسے ہلایا

"ہو؟"وہ چونکی

"ہاں بولو! اقرار کرو!"بہادر خان مسکرایا

گلاب اسے دیکھ کر مسکرائی اور سر اثبات میں ہلائے نکاح کے لیے اپنی رضامندی دے دی

نکاح ہوتے ہی بہادر خان نے اسکا ہاتھ تھاما اور مسکرایا

"میری زندگی میں خوشآمدید گل رعنا!"

"گل رعنا؟" گلاب چونک کر پوچھا

"ہاں گل رعنا، میں چاہتا ہوں کہ نئی زندگی کی شروعات بھی نئی ہو! اب سے تم گلاب نہیں ہو جس نے مجھے کسی اور کے لیے چھوڑ دیا، بلکہ گل رعنا ہو، جو صرف میری ہے!" بہادر خان کی بات پر اس نے سر اثبات میں ہلا دیا اور نظریں جھکا گئیں۔

بیڈ پر بیٹھی وہ آج اس شخص کی سیج سجانے کو تیار تھی جس سے اس نے سب سے زیادہ نفرت کی تھی، مگر اب وہ اسکی بیوی تھی۔

دروازے کھلنے کی آواز پر وہ سر جھکا گئی تھی، جب چال میں اکڑ لیے بہادر خان کمرے میں داخل ہوا تھا، گلاب کو دیکھ کر وہ مسکرایا، اسکی مسکراہٹ میں بھی ایک غرور تھا

وہ گلاب کے سامنے جا بیٹھا تھا جو خود میں مزید سمٹ گئی تھی

"تم جانتی بھی نہیں ہو گل رعنا میں آج کتنا خوش ہوں، آخر کار میں نے تمہیں حاصل کر ہی لیا، میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں گل رعنا، سوچا تھا جب ملو گی تو سزا دوں گا مجھ سے دور بھاگنے کی مگر اب یوں تمہیں اپنے قریب دیکھ کر تمہیں سزا دینے کی جگہ تمہارے حسن کو سراہنے کا من ہے میرا، تمہیں بتاؤں کہ مجھے تم سے کتنی محبت ہے!"

بہادر خان گلاب کے بہت قریب ہو چکا تھا

گلاب بس مسکرائے جا رہی تھی، مگر اسے کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا تھا، وہ اب اسکی بیوی تھی، اسکے نکاح میں تھی مگر نجانے کیوں دل کو ایک عجیب سا خدشہ لاحق تھا، جیسے کچھ برا ہونے والا ہے، مگر معلوم نہیں کیا

ایک نسوانی چیخ پر وہ دونوں چونکے اور ساتھ ہی کچھ گرنے کی آواز آئی

گلاب یہ آواز پہچانتی تھی

"آمنہ!" اسکے لب ہلے اور وہ بہادر خان کو دور دھکیلے فوراً ٹیرس کی جانب بھاگی، بہادر خان بھی اسکے پیچھے آیا، مگر نیچے کا منظر دیکھ کر گلاب کی چیخ نکل گئی

آمنہ پھٹے کپڑوں میں نیچے زمین پر گری ہوئی تھی،اسکا ہونٹ پھٹا ہوا تھا،جب کے سر سے گرم سیال نکل پر پورے فرش کو لال رنگ میں بھگو چکا تھا

"آمنہ !"گلاب روتی ہوئی باہر کو بھاگی،بہادر خان بھی اسکے پیچھے تھا

جب تک وہ باہر پہنچی تمام گارڈز وہاں آچکے تھے

گلاب فوراآمنہ کے پاس بیٹھی اور اسے ہلانے لگی مگر اسکے وجود میں زرا بھی حرکت نہ ہوئی

"یہ،یہ کیا ہو گیا خان،یہ کس نے کیا؟"اس نے روتے ہوئے بہادر خان سے سوال کیا

"گل رعنا ہمت سے !"بہادر خان نے اسے سہارا دینا چاہا

"کیسی ہمت خان؟آپ نے وعدہ کیا تھا کہ اگر میں راضی ہو گئی تو اسے کچھ نہیں کہے گے،چھوڑ دے گے،آپ نے وعدہ خلافی کی،آپ نے جھوٹ بولا !"گلاب روتے ہوئے چلائی۔

بہادر خان نے غصے میں گارڈز کو اپنے پیچھے آنے کو کہا اور سیکیورٹی روم میں گیا جہاں تمام کیمرہ لگے ہوئے تھے

بہادر خان نے آمنہ کے کمرے کی فوٹیج نکالی جس میں اس نے نشے میں دھت اپنے ایک گارڈ کو کمرے میں آتے دیکھا وہ آمنہ سے زیادتی کی کوشش میں تھا جس پر آمنہ نے اپنا بچاؤ کرنا چاہا اور اس گارڈ نے آمنہ کو تھپڑ مارے، اسی ہاتھا پائی میں آمنہ کے کپڑے بھی بازوؤں سے پھٹ گئے تھے، آمنہ خود کو بچانے کے لیے بالکونی کی جانب بھاگی اور دروازہ بند کرنے لگی جب اس گارڈ نے اسکی کوشش ناکام کر دی، ڈرتے ہوئے آمنہ نے قدم پیچھے لیے، اس گارڈ نے آمنہ کی جانب قدم بڑھائے اور اس پر حاوی ہونے کی کوشش کرنے لگا جس کی صورت میں آمنہ پھسل کر نیچے جا گری

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Digest|Poetry|Interviews

"آہ!!" بہادر خان چلایا اور لیپ ٹاپ اٹھا کر زمین پر دے مارا

"اس گارڈ کو ڈھونڈ کر لاؤ ابھی کے ابھی

بہادر خان دوبارہ باہر گیا جہاں گلاب ابھی تک رو رہی تھی، بہادر خان نے کچھ کوفت سے یہ سب دیکھا، جو اس کے نزدیک ایک ڈرامہ تھا

گلاب کا بازو سختی سے تھامے وہ اسے اپنے پیچھے ٹارچر سیل میں لے آیا

"کلک۔۔۔ کہاں لیجا رہے ہے آپ مجھے؟" گلاب نے گرفت سے آزاد ہونے کی ناکام

کوشش کرتے پوچھا

"تمہیں دکھانے کے میرے احکامات پر عمل نہ کرنے والے ساتھ کیا کرتا ہوں میں!" بہادر خان نے اسے جواب دیا اور اس کمرے میں لایا جہاں اس آدمی کو باندھا ہوا تھا

"یہ ہے تمہاری دوست کا گناہگار، اب دیکھو میں اسے کیسی سزا دیتا ہوں!" بہادر خان بولا اور اسکی جانب بڑھا

اگلے تیس منٹ تک وہاں اس آدمی کی چیخیں گونجتی رہی، جس پر پانی ڈالے اسے بجلی کے چھوٹے جھٹکے دیے جارہے تھے

گلاب نے خوف سے یہ سب دیکھا، جب تک وہ آدمی مر نہیں گیا تھا۔

آمنہ کی آخری رسومات کردی گئی تھی، گلاب خاموش سی بیڈ پر بیٹھی تھی جب بہادر خان اندر داخل ہوا اور اسکا چہرہ دیکھ کر بہار خان کی شکل بگڑ گئی

وہ ڈریسنگ روم کی جانب بڑھا اور ایک سٹائلش سا ویسٹرن ڈریس نکال کر گلاب کے سامنے پھینکا

”جلدی سے تیار ہو ہم ڈنر پر چل رہے ہیں!“ بہادر خان نے حکم دیا

”میرا دل نہیں!“ گلاب دھیمے لہجے میں بولی

”کیسے موڈ نہیں تمہارا، اب کیا پوری زندگی اپنی اس مری دوست کو روتی رہو گی، بس آدھا گھنٹہ ہے تمہارے پاس جلدی سے تیار ہو جاؤ ورنہ حشر کر دوں گا تمہارا، یاد ہے نہ میں کیا کیا کر سکتا ہوں؟“ بہادر خان کی دھیمی پر سخت آواز پر گلاب کے وجود میں ایک سنسناہٹ پھیل گئی تھی

وہ بنا ڈریس اٹھائے تیزی سے واشروم میں بھاگی تھی

دس منٹ میں وہ پیروں تک آتی میکسی پہنے باہر آئی تھی، ڈریسنگ کے سامنے کھڑے ہو کر وہ تیار ہوئی تھی اور اب ارادہ سکارف لینے کا تھا۔

اس سے پہلے وہ سکارف لیتی بہادر خان اندر داخل ہوا اور اسے سکارف لیتے دیکھ کر چونکا

”یہ کیا کر رہی ہو؟“ بہادر خان کا لہجہ ایسا تھا جیسے کچھ کڑوا کھا لیا ہو

”سکارف لے رہی ہوں اس کے بنا انکمفرٹیبل محسوس کرتی ہوں!“ گلاب نے جواب دیا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تم یہ نہیں لو گی، اتاروں اسے!" بہادر خان نے سکارف زمین پر پھینک دیا

"مگر۔۔۔"

"فرق کیا پڑتا ہے ویسے بھی تم جیسی عورتیں سروں پر ڈوپٹا اوڑھ کر بھی چکر چلاتی ہو تو نہ لو!" بہپادر خان نے کندھے اچکائے

گلاب کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

"اب رونے مت بیٹھ جاؤ اور چلو، لیٹ ہو رہا ہے!" بہادر خان کوفت سے بولا اور اسکی کلائی سختی سے تھامے کمرے سے باہر نکل گیا

ایک فینسی ریستورانت میں ڈنر کرنے کے بعد بہادر خان اسے اپنے فارم ہاؤس لے آیا تھا

رسیٹورانٹ میں بہادر خان نے ایک الگ کمرہ بک کروایا تھا جو کپلز کے لیے ہوتا ہے اور وہاں کیمرہ بھی نہیں ہوتے، لندن کی پولیس مائیک، آمنہ اور گلاب کو ڈھونڈ رہی تھی

مائیک کی لاش نے مزید پولیس کو ایکٹیو کر دیا تھا، مائیک کے گھر والوں نے اسکے لاپتہ ہونے کی رپورٹ کی تھی، اور پولیس کو شک تھا کہ کہی یہ کام کسی گینگ کا نہ ہو، اسی لیے

بہادر خان اسے ایسی جگہ لاتا جہاں وہ نظر کے سامنے نہ ہی آئے، ویسے بھی اسے ابھی گلاب پر یقین نہیں تھا۔

فارم ہاؤس میں کمرے میں داخل ہوتے ہی گلاب کے پاؤں سن ہو گئے، پورا کمرہ گلاب کے پھولوں سے سجا ہوا تھا، جب بہادر خان نے اسے پیچھے سے پناہوں میں لیا

"آئی ایم سوری ڈارلنگ مجھے تم سے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی، معلوم نہیں مجھے کیا ہو گیا تھا، تم ناراض مت ہونا!" بہادر خان اسکے خود میں مزید بھینچے بولے

"خان!" گلاب ہکلائی

"شش! آج نہیں، بس اب اور انتظار نہیں!" بہادر خان بولتا اس پر قابض ہو چکا تھا

شروع میں سب کچھ، کچھ حد تک ٹھیک جا رہا تھا، بہادر خان کا جب دل چاہتا وہ گلاب کو لفظوں کی مار مار دیتا، بہادر خان نے گلاب کو اپنے رنگ میں رنگنا شروع کر دیا تھا، وہ اسے پارلر لیکر گیا تھا جہاں اس کے لمبے بالوں کی کٹنگ کروا کر انہیں چھوٹا کروا دیا تھا، کیونکہ بہادر خان کو لمبے بال پسند نہیں تھے، اب وہ گلاب کو زبردستی سلیولیس ڈریسنگ کرواتا تھا، حجاب تو اسکا بالکل ختم ہو چکا تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بات تب بگڑی تھی جب ایک بار پیرس ہنی مون پر ایک لڑکے نے گلاب سے راستہ پوچھا تھا جسکا اسے علم نہیں تھا،اس ایک منٹ کی بات پر بہادر خان نے گلاب کو ہوٹل آتے ہی تھپڑ دے مارا تھا کہ وہ مردوں سے جان بوجھ کر فری ہوتی ہے، مگر جب رات میں اپنے مطلب کی باری آئی تو اسنے گلاب کو احساس دلایا کہ وہ بس اسے کسی اور کے ساتھ دیکھ نہیں سکتا تھا، کیونکہ محبت جو تھی بہت اسے گلاب سے، گلاب کے پاس بھی اسے معاف کرنے کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں بچا تھا

آہستہ آہستہ بہادر خان جو وقت اور محبت گلاب کو دیتا وہ گھٹنے لگی تھی،اب صرف ضرورت رہ گئی جو جب بہادر خان کا جب دل چاہتا وہ پوری کر لیتا،وہ بات بات پر گلاب پر شک کرنا شروع ہو گیا تھا،اس پر ہاتھ اٹھاتا، گلاب اب بہادر خان کے خوف سے کمرے سے باہر نہیں نکلتی تھی، پورا دن کمرے میں رہتی،اور رات کو بہادر خان کے آنے سے پہلے ایک مسٹریس کی طرح اسکے لیے تیار رہتی جو بہادر خان کا ہی حکم تھا، بہادر خان کی ایک نوکرانی گلاب پر نظر رکھے ہوئے تھی اور وہی اسکی تمام روٹین بہادر خان کو بتاتی تھی

ان کی شادی کو چھ ماہ ہو چکے تھے،اور چھ ماہ میں ہی گلاب کی زندگی جہنم سے بدتر ہو چکی

تھی، بہادر خان نے ایک بہت بڑا پراجیکٹ حاصل کیا تھا جس کی خوشی میں اس نے فارم ہاؤس پر پارٹی رکھی تھی، گلاب اپنے کمرے میں ہی بند رہی تھی، وہ بہادر خان کو کچھ کچھ سمجھنے لگ گئی تھی، اسے ڈر تھا کہ کہی وہ اس پر پھر سے شک نہ کرے۔

گلاب کو نوکرانی سے علم ہوا تھا کہ بہادر خان کا بڑا بیٹا بھی آیا ہوا ہے جس میں اسے زرا دلچسپی نہیں تھی۔

صبح فجر کے قریب گلاب کو پیاس محسوس ہوئی تھی، پانی کا جگ چونکا آج میڈ نہیں رکھا تھا سو وہ خود پانی پینے کی غرض سے کچن کی جانب بڑھ رہی تھی جب بہادر خان کے دوست نے جو نشے میں دھت تھا اسکو پکڑ لیا وہ زبردستی گلاب کو اپنے کمرے میں لے آیا اور اسکے زیادتی کو کوشش میں تھا، گلاب نے ہر ممکنہ طور پر اپنا بچاؤ کرنا چاہا اور بلآخر اس نے سائڈ لیمپ اسکے سر پر دے مارا

وہ جلدی سے کمرے سے باہر نکلی جب ٹکڑا ؤ رامش بہادر خان نیازی سے ہوا جو اسکی حالت کو کوئی اور ہی رنگ دے چکا تھا، اسکے دل میں نفرت مزید پھیل گئی اس لڑکی کے لیے جس نے اسکا سب کچھ چھین لیا تھا، اسکی وجہ سے اسکا باپ اپنی بیوی اور بیٹے کے جنازے کو کندھا دینے کی بجائے یہاں اپنی شادی کی جشن منا رہا تھا۔

رامش نے غصے میں آکر یہ سب کچھ بہادر خان کو بتادیا، بہادر خان نے بیٹے کے سامنے محبت کی شادی کا بھرم رکھنے کو اسکا الزام ماننے سے انکار کر دیا تھا مگر اس کے خود کے اندر ایک آگ جل رہی تھی، ایک لاوا پک رہا تھا

رامش خود کو تو جا چکا تھا مگر وہ انجانے میں گلاب کی زندگی کو مزید جہنم بنا چکا تھا

"تو تمھیں بہت شوق ہے مردوں کو اپنے پیچھے لگانا، شوہر کے ہوتے ہوئے دوسروں مردوں سے رشتہ قائم کرنے کا، تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری پیٹھ میں چھرا کھونپنے کی، گھٹیا، غلیظ عورت!" لوہے کی گرم سلاخ سے اسکا بازو جھلساتے بہادر خان دھاڑا جبکہ گلاب کی چیخیں پورے فارم ہاؤس میں گونج رہی تھی

"میں نے تمھیں بیوی بنایا، مگر تمھیں تو مسٹریس بننے کا شوق ہے نا اب دیکھو میں کیسے تمہارا یہ شوق پورا کرتا ہو!" اسکے جلے ہوئے بازو پر پیر مسلتا وہ دھاڑا

وہ رات گلاب کی زندگی کی گہری سیاہ راتوں میں سے پہلی رات تھی، اسکے شوہر نے اسے ایک مسٹریس کی طرح استعمال کیا تھا، اسے ایک کال گرل کا لقب دیا تھا۔

آزادی کا اب کوئی راستہ نہیں بچا تھا، گلاب کو اپنی زندگی ختم ہوتی نظر آرہی تھی،

مگر اصل امتحان تو ابھی شروع ہوا تھا۔

واش بیسن پر جھکی وہ مسلسل الٹیاں کیے جا رہی تھی، منہ دھوئے اس نے نظریں اٹھائے خود کو آئینے میں دیکھا، اندر کو دھنسی ہوئی آنکھیں، جن کے ارد گرد گہرے سیاہ حلقے ڈیرہ جمائے ہوئے تھے، چہرے کا زرد پیلا رنگ، کمزور و لاغر وجود، اسے اپنا آپ ہڈیوں کا ڈھانچہ محسوس ہونے لگا تھا، وہ کہی سے بھی گلاب نہیں لگتی تھی، فارم ہاؤس پر گزرے واقعے کو تین ماہ ہو چکے تھے اور ان تین ماہ میں بہادر خان اسے اپنا اصل رنگ اور چہرہ دکھا چکا تھا، اسکی عزت اس گھر میں ایک جانور سے بھی کم کی تھی، اسکے ماں باپ نے ایک بار بھی اس سے رابطہ کرنے کی کوشش نہیں کی تھی اور بھائی جب بھی بہادر خان سے ملنے آتا تو اسے ان دیکھا کر دیتا، یوں جیسے وہ ہو ہی نا!

اپنوں کی بیگانگی اسکی آنکھیں بھیگا گئیں تھی، ضبط ٹوٹنے لگا تھا اب، نم آنکھوں پر ٹھنڈا پانی ڈالے اس نے خود کو رونے سے روکنے کی ہر ممکنہ کوشش کی تھی، اچھے سے منہ ہاتھ دھوئے اس نے واشروم میں لگے وال کلاک کی جانب دیکھا جس پر رات کے نو بجنے والے تھے

گلاب کے چہرے پر ایک دم خوف لہرایا تھا، بہادر خان آنے والا تھا اور اسے اس کے آنے

سے پہلے ہی ایک اچھی میسٹریس کی طرح اسکا استقبال کرنا تھا، ہاں مسٹریس بیوی نہیں، کیونکہ بہادر خان کے نزدیک وہ اسی رتبے کے لائیک تھی

اسکے پیٹ میں ایک درد، ایک تکلیف سی اٹھی تھی، پچھلے تین ماہ میں بہادر خان نے اسے کھانا پینا بہت کم کر دیا تھا، وہ اسے موٹی اور بد نما ہونے کے طعنے دیتا اور اسے کھانے کے نام پر صرف ایک سلائس بریڈ اور ایک ابلا انڈا ملتا، دوپہر اور رات کے کھانے کا بھی یہی حال تھا

اگر اسے کھانا چاہیے ہوتا تو اسے بہادر خان کو خوش کرنا ہوتا اور جس دن وہ ناکام ہو جاتی اس دن اسکو سزا کے طور پر مزید دو دن کا کھانا نہیں ملتا۔

اپنے پورے چہرے کو میک اپ کی موٹی تہہ سے سجائے، سلک کی نائٹی پہنے وہ واقعی میں ایک مسٹریس کی طرح اسکے لیے تیار تھی، مگر پیٹ کا درد مزید بڑھے جا رہا تھا

نو بج چکے تھے جب بہادر خان اندر داخل ہوا، اسے یوں تیار دیکھ کر ایک شیطانی مسکراہٹ اسکے لبوں پر در آئی، وہ شکاری کی چال چلتا اسکے سامنے جا کھڑا ہوا اور اسکے جھکے چہرے کو انگلی کی مدد سے اٹھایا، مگر فوراً ہی لبوں پر آئی مسکراہٹ غائب ہو گئی

"مجھے نفرت ہے اس بد نما اور بد صورت چہرے سے، جو معصومیت کے نام پر ایک مکار چہرہ ہے، شکل دیکھو اپنی ایسی شکل کے دوبارہ تھوکنا بھی پسند نہ کرے کوئی، اور یہ میک اپ!" اسکے چہرے پر جمی بیس کی تہہ کو انگلی کی مدد سے صاف کرتا وہ اسکی آنکھیں کے سامنے لے آیا

"چلو شکل جیسی بھی ہو، جسم تو کام کا ہے نا!" مکروہ قہقہ لگائے وہ بولا، گلاب کا دل چاہا کہ وہ خود کو ختم کر لے، مار دے۔

اسکا چہرہ ہاتھوں میں دبوچے بہادر خان اس پر جھکنے والا تھا جب گلاب کو اپنی طبیعت پھر سے خراب ہوتی معلوم ہوئی اور بہادر خان کو دھکا دیے وہ واشروم میں بھاگتی واش بیسن پر جھک گئی تھی

بہادر خان نے حقارت سے اسے دیکھا جس کی قے رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی، بہادر خان کچھ پل تو اسے یوں دیکھتا رہا مگر اچانک ایک سوچ دماغ میں آئے اسکی آنکھیں پھیل گئیں، جبکہ گلاب کو اپنا سر بھاری ہوتا محسوس ہوا اور وہ زمین پر جا گری۔

"میں کچھ نہیں جانتا مجھے یہ بچہ نہیں چاہیے اسے ختم کرو!"

"دیکھیے سر آپکی وائف کو ابھی صرف دو ماہ ہوئے ہیں، اور ان کی ایج بھی چھوٹی ہے، دوسرا انکی ڈائٹ بھی ٹھیک نہیں، ایسے میں آپ کی وائف مر بھی سکتی ہے!" ڈاکٹر نے اسے سمجھانے کی کوشش کی جبکہ گلاب کی آنکھیں دھیرے دھیرے کھلنے لگی

"میں کچھ نہیں جانتا مجھے یہ بچہ نہیں چاہیے، اسے مار دو، کچھ بھی کرو، مگر مجھے نہیں چاہیے یہ بچہ!" بہادر خان پھر سے بھڑکا

"مگر سر۔۔۔" آوازیں اب دھیمی ہو چکی تھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گلاب کا ہاتھ اپنے پیٹ کی جانب گیا جہاں اس میں ایک نئی جان پل رہی تھی، ایک تکلیف دہ مسکراہٹ اسکے چہرے پر در آئی

اتنے میں تنے اعصاب لیے ڈاکٹر اسکے کمرے میں داخل ہوئی اور گلاب کو اپنے پیٹ پر یوں ہاتھ رکھے مسکراتے دیکھ کر اسکا سر افسوس سے نفی میں ہلا

"سسٹر آپریشن روم تیار کروائے!" ڈاکٹر نے اپنے ساتھ کھڑی نرس کو ہدایت دی اور انجیکشن تیار کرتی گلاب کے سر پر جا پہنچی جو ڈاکٹر کو دیکھ کر چونکی

ڈاکٹر کے ہاتھ میں انجیکشن دیکھ کر اسکی آنکھیں بڑی ہو گئیں

"نن۔۔۔ نہیں، دور رہو مجھ سے، ایسا ہر گز مت کرنا، دیکھو دور رہو مجھے سے !"

گلاب نے اس سے دور ہونا شروع کر دیا تھا

ڈاکٹر بھی مجبور تھی وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی کیونکہ آرڈر اوپر سے آئے تھے کہ بہادر خان کی بات مانی جائے

"سسٹر ہیلپ می !" اپنے ساتھ کھڑی دوسری نرس کو ڈاکٹر نے اشارہ کیا جبکہ گلاب انکی گرفت میں بے قابو ہوتی اونچا اونچا چلانے لگی جب بہادر خان غصے سے اندر داخل ہوا اور گلاب کا چہرہ اپنے ہاتھ میں دبوچ لیا، اسکی سخت گرفت پر گلاب کی آنکھیں بھیگ گئیں

"جو وہ کہہ رہی ہیں وہ کرو !" بہادر خان اردو میں بولا

"نہیں، ہمارا بچہ !" گلاب رونے لگی

"کیا نہیں؟ اور کونسا ہمارا بچہ ہاں؟ بتاؤ مجھے کس کی اولاد میرے سر پر ڈال رہی ہو؟ اس ایڈورڈ کی جس کے ساتھ تم نے وہ رات گزاری اور اب دو ماہ سے اسکا بچہ اپنے اندر لیے

مزے کر رہی ہو؟" بہادر خان کی گرفت مزید سخت ہوئی

"مم۔۔۔ میں سچ، یہ آپ کا بچہ!" اسے بولا نہیں جا رہا تھا، بہادر خان نے ڈاکٹر کو اشارہ دیا جس نے گلاب کو فوراً نیند کا انجیکشن لگا دیا تھا

"نن۔۔۔ نہیں، میرا بچہ نہیں، میرا بچہ نہیں!" وہ روتی ہوئی ڈاکٹر کی باہوں میں جھول گئی

"کام جلد از جلد ہو جانا چاہیے!" انہیں آرڈر دیتا بہادر خان وہاں سے جا چکا تھا

ایک ہفتے سے وہ ہسپتال کے اس بستر میں پڑی ہوئی تھی، جب سے اسے ہوش آیا تھا وہ بس خاموش تھی، چھت کو گھورتی رہتی، اسکے اندر موجود زندگی کو ختم کر دیا گیا تھا، اسنے تو بس ابھی اسے محسوس کیا تھا، مگر یہ احساس اس سے کتنی آسانی سے چھین لیا گیا تھا

ضبط سے آنکھیں بند کرتے کچھ موتی ٹوٹ کر اسکے بالوں میں جذب ہو گئے تھے

ڈاکٹر سے پوچھنے پر اسے معلوم ہوا تھا کہ اسکی بیٹی تھی، جبکہ اسکے شوہر کا کہنا تھا کہ اسے بیٹی نہیں چاہیے اسی لیے اس مار دیا گیا

آج اسے ڈسچارج ہو جانا تھا، میڈ کی مدد سے وہ گھر میں داخل ہوئی تھی، بیڈ پر بیٹھی وہ گم

سہم سی بس کھڑکی پار چلتی تیز ہواوؤں کو دیکھے جارہی تھی جب آندھی طوفان کی طرح بہادر خان گھر میں داخل ہوا اور اسے بازو سے پکڑے دوسرے کمرے میں لایا جہاں پہلے ہی دو تین بیوٹیشنز موجود تھیں۔

"اسے آدھے گھنٹے میں تیار کرو، انہیں آرڈر دیتا وہ وہاں سے جا چکا تھا!" گلاب نے بے جان آنکھوں سے ان بیوٹیشنز کو دیکھا تھا جو بنا کوئی سوال جواب کیے اپنے کام میں شروع ہو گئی تھی

آدھے گھنٹے میں بلکل تیار تھی، لال رنگ کی پارٹی ڈریس پہنے کو اسکے گھٹنوں سے دو تین انچ نیچے آتی تھی اور ڈیپ گلا، مگر وہ خاموش سی تمام کاروائی دیکھے جا رہی تھی

آج بہادر خان نے اپنے تمام دوستوں کو دوبارہ سے فارم ہاؤس پر بلایا تھا مگر اس بار وہ ان سب سے گلاب کو ملوانا چاہتا تھا، خاص طور پر وہ ایڈورڈ پر ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ گلاب اسکی بیوی ہے۔

گلاب کے تیار ہوتے ہی وہ اسکا ہاتھ تھامے پارٹی ہال میں لے آیا تھا جہاں اسکے تمام دوست موجود تھے، ماسوائے ایڈورڈ کے جو نہیں آپایا تھا

"ڈیئر جینٹل مینز میٹ مائی وائف گل رعنا!" بہادر خان نے مسکرا کر اسکا تعارف کروایا

بہادر خان کے تعارف پر اسکے تمام دوستوں نے گھٹیا نظروں سے گلاب کا جائزہ لیا جس کی نظریں جھکی ہوئی تھی

"بے بی ویلک دیم!" بہادر خان نے اسے میٹھے سخت لہجے میں تنبیہ کی

"ہہ۔۔ہیلو!" گلاب ہکلائے بولی

"شی از ڈیم سیکسی!" ایک دوست کے کمنٹ پر بہادر خان ہنس دیا جبکہ گلاب کا پورا وجود ہل گیا

"یو رئیلی گوٹ آجیک پوٹ مین!" ایک اور دوست نے کمنٹ کیا

"بے بی سرو از ڈرنکس!" بہادر خان نے گلاب کو اشارہ دیا

"لگتا ہے تمہاری بیوی کو ہمارا آنا پسند نہیں آیا،اس نے منہ کیوں بنایا ہوا ہے؟" اسکا ایک دوست ہنس کر بولا

"کیوں کیا ایسا ہی ہے بے بی؟" بہادر خان نے اسکی کمر پر گرفت سخت کیے پوچھا،

گلاب کا سر تیزی سے نفی میں ہلا

"تو مسکراؤ! کیا کوئی مر گیا ہے؟" بہادر خان نے ہنس کر اردو میں پوچھا

"ہاں میری اولاد مر گئی ہے اور اسکا قاتل میرے سامنے ہے، میرے جذبات مر گئے ہے اور میں خود مر رہی ہوں!" گلاب صرف سوچ سکی جبکہ لبوں پر زبردستی کی مسکراہٹ سجالی اور انہیں ڈرنکس سرو کرنے لگی

ان سب نے اسے چھوا، اسکے ساتھ فری ہونے کی کوشش کی، بہادر خان یہ دیکھ کر بھی اندھا ہو چکا تھا اور ان سب سے باتوں میں مصروف تھا

تمام دوستوں کے جانے کے بعد ایڈم وہی رہا تھا، بہادر خان کو لندن میں ایک نیا بزنس شروع کرنا تھا (ڈرگز بیچنی تھی یہاں بھی) اور ایسے میں ایڈم ہی اسکی مدد کر سکتا تھا

سٹڈی میں بیٹھے وہ دونوں آپس میں بحث میں مصروف تھے، جب بہادر خان نے گلاب کو بلوایا

"آپ نے بلایا؟" گلاب نے دھیمے لہجے میں سوال کیا

"ہاں ہمیں ڈرنکس بنا کر دو!" بہادر خان نے بنا دیکھے اسے حکم دیا جبکہ ایڈم اب شوقیہ

نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا تھا

"میں تمہاری مدد کو تیار ہوں بہادر خان مگر بدلے میں مجھے کچھ چاہیے!" ایڈم للچائی نظروں سے گلاب کو دیکھتے بولا

"کیا؟" بہادر خان نے سوال کیا

"تمہاری بیوی، ایک رات کے لیے!" گلاس گلاب کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر جا گرا

"اسکے بدلے جتنے پیسے مانگو گے دوں گا!" ایڈم کی بات پر بہادر خان مسکرایا

"تم جاؤ!" بہادر خان نے گلاب کو اشارہ کیا

کمرے میں آتے ہی وہ بےچینی سے ادھر ادھر چکر کاٹنے لگی تھی، اگر بہادر خان مان گیا، اس نے مجھے واقعی اسکے حوالے کر دیا تو؟ گلاب کی روح تک کانپ اٹھی تھی، وہ یونہی چکر ادھر سے ادھر کاٹے جا رہی تھی جب جاہ و جلال میں بہادر خان کمرے میں داخل ہوا اور بنا گلاب کو کوئی موقع دیا ایک زوردار تھپڑ اسکے منہ پر دے مارا جس سے وہ زمین پر اوندھے منہ جا گری

''تم گھٹیا، غلیظ عورت، بے حیا، بے شرم، میں نے سوچا تھا کہ تمہیں اپنی بیوی کی حیثیت دے دوں گا، مگر تم نے مجھ پر ثابت کر دیا کہ تم واقعی میں کسی سلٹ سے کم نہیں ہو، میرے ہی گھر میں رہ کر میرے ہی ٹکڑوں پر پل کر تم میرے ہی دوستوں سے گھٹیا تعلقات استوار کرنے کا سوچ رہی ہو؟ ان کے ساتھ چکر چلا رہی ہو؟ بے شرم عورت، آج میں تمہارا وہ حشر کروں گا کہ قیامت تک یاد رکھو گی تم!'' بیلٹ سے پے در پے اسکے جسم پر وار کرتا وہ چلایا

اسے نجانے کتنے غلیظ الفاظ بولے گئے، اسکی ماں کو گالیاں دی اس شخص نے، اسکے وجود کو کتنا برا بھلا کہا

یہاں تک کہ اسکا پورا وجود خون میں نہا چکا تھا مگر بہادر خان نہ رکا اور جب رکا تو بیلٹ وہی پھینکتا وہ کمرے سے غصے سے نکل گیا

گلاب تو ابھی تک بس اپنا قصور ڈھونڈ رہی تھی کہ آخر بہادر خان اس کے ساتھ ایسا رویہ کیوں اپنائے ہوئے ہے؟

مگر بہت جلد اسے یہ وجہ ملنے والی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایک سال مکمل ہونے کو آگیا تھا،آج دسمبر کی اکتیسویں رات تھی،اسکے جسم کا ایسا کوئی حصہ نہیں بچا تھا جہاں بہادر خان کی درندگی کے نشانات موجود نہیں تھے،اس واقع کے بعد بہادر خان نے خود جان بوجھ کر اسے اپنے دوستوں کے سامنے رکھنا شروع کر دیا تھا

اسکے تمام دوست اسکی مدد کے بدلے اسکی بیوی کے ساتھ ایک رات مانگتے، جس پر وہ ہنس دیتا مگر بعد میں گلاب کو اسکی سزا ملتی

اسے سزا ملتی کہ وہ جان بوجھ کر اس کے دوستوں کے سامنے اپنا آپ پیش کرتی ہے، مگر بہادر خان نے ابھی تک اسے کسی کے بھی حوالے نہیں کیا تھا،اس نے تمام دوستوں کو یہی بتایا تھا کہ اسکی بیوی ایک بدکردار عورت ہے جس نے اس سے چھپ کر کئی افئیرز چلائے اور اب وہ ایچ۔آئی۔وی کی مریضہ، مگر بہادر خان اس سے اتنی محبت کرتا ہے کہ وہ اسے چھوڑ نہیں سکتا بلکہ اسکا علاج کروا رہا ہے

دسمبر اکتیس کے ڈوبتے سورج کو دیکھتے اسکی آنکھیں جھلملا گئیں،دور کہی سے کانوں میں ایک جملہ گونجا

"تم ایک اچھی لڑکی ہو گلاب!"

اور ساتھ ہی کچھ روح چھلنی کر دینے والے الفاظ

"بد کردار، گھٹیا عورت، ارے احسان مانو میرا جو تم جیسی کو عزت دی، اس سے نکاح کیا، جو اپنے آشنا تک کے ساتھ بھاگ گئی تھی، نجانے کتنی راتیں کالی کی ہو گی تو نے اس کے ساتھ!" یہ الفاظ اس شخص کے منہ سے نکلے تھے جو خود اسکی پاکدامنی کا گواہ تھا مگر اب تو اس پر ایک جنون سا سوار ہو چکا تھا

گلاب کو تکلیف میں دیکھ کر بہادر خان کو ایک سکون سا ملتا تھا

"آخر میرا قصور کیا ہے؟" وہ پوچھ ہی بیٹھی تھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اور جواب؟

اس نے بہادر خان کو انکار کیا تھا، یہ بہادر خان کی اس مہربانی تھی کہ اس نے گلاب کو اپنا نام دینا چاہا مگر اس نے ٹھکرا دیا، بس اتنی سی وجہ پر اتنی سزا؟ مگر یہ صرف گلاب کے نزدیک اتنی سی وجہ تھی، بہادر خان کے نزدیک نہیں، جس نے جب جو چاہا، جسے چاہا حاصل کیا، گلاب کی خوبصورتی پر صرف اسکا حق تھا، اور اسکو سراہنے کا حق بھی اسکا، مگر گلاب نے کیسے اسے انکار کر دیا، اس نے آج تک کبھی کسی سے اپنے لیے انکار نہیں سنا

تھا، کسی نے اسکے سامنے آنے گی جرأت نہیں کی تھی، ماسوائے رامش کے مگر وہ تو اس کا بیٹا تھا، اسے کیسے سزا دے سکتا تھا بہادر خان، جو بھی ہے مگر اولاد تو اولاد ہوتی ہے نا؟

نہیں اولاد نہیں بیٹا! ہاں بیٹا تو بیٹا ہوتا ہے

طاقت اور پیسے کے نشے نے بہادر خان کو اندھا کر دیا تھا کہ وہ سب کچھ بھول چکا تھا

اوپر سے اسکے دوستوں کے مزاق، جس نے مزید بہادر خان کے غصے کو ہوا دی تھی

جب سے اسنے اپنے دوستوں کو گلاب کی جھوٹی بیماری کے بارے میں بتایا تھا وہ اپنے سرکل میں ایک مزاق بن گیا تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسکے دوستوں کا کہنا تھا کہ آخر گل رعنا جیسی جوان جہاں لڑکی کب تک ایک بڈھے کے ساتھ سڑتی رہے گی، اسکی عمر ہے انجوائیمینٹ کی، یہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں

اور اسکی سزا بھی گلاب کو ملتی، وہ کچھ نا کر کے بھی ہر سزا کی حقدار ٹھہرا دی گئی تھی

مگر جب وہی دوست گھر آنے پر گلاب کو حقارت بھری نظروں سے دیکھتے تو بہادر خان کو سکون ملتا

آج پورا ایک سال ہو گیا تھا اسے اس جہنم میں قید ہوئے، وہ ایک بار پھر سے امید سے

تھی اور اب اسکا تیسرا مہینہ تھا، مگر یہ بات اس نے بہادر خان کو نہیں بتائی تھی

گہری سانس خارج کرتے وہ کمرے سے باہر نکلی تھی اسکا ارادہ کچھ دیر کے لیے ٹی۔وی لاؤنج میں بیٹھنے کا تھا

وہ سیڑھیاں اترتی لاؤنج میں داخل ہی ہونے والی تھی جب کسی سے اسکا زبردست تصادم ہوا تھا

"اوہ سوری!" ایڈورڈ بولا

ایڈورڈ کو دیکھ کر گلاب کا رنگ پھیکا پڑ چکا تھا، ایڈورڈ بھی اسے پہچان چکا تھا، یہ وہی لڑکی تھی جسے وہ چھ ماہ پہلے ملا تھا۔

"یو؟" ایڈورڈ چونکا

گلاب نے ڈر کے مارے قدم پیچھے لیے، ایڈورڈ کو اپنی اس دن کی حرکت پر شدید غصہ آیا، وہ عورتوں کے ساتھ زبردستی کرنے والوں میں سے نہیں تھا مگر اس دن اسکے دوستوں نے اسے کچھ زیادہ ہی پلادی تھی جس کی وجہ سے وہ ہوش کھو چکا تھا

"لسن مس آپ جو بھی ہے، میں آپ سے معافی مانگنا چاہتا ہوں اپنے اس دن کے رویے

کی،آئی ایم رئیلی سوری، مجھے نہیں معلوم تھا کہ اس دن میں کیا کرنے جارہا تھا، میں نے کچھ زیادہ ہی پی لی تھی، ہوش میں نہیں تھا،آپ پلیز مجھے معاف کردے، ورنہ مجھے بہت برا محسوس ہوگا!"ایڈورڈ کے لہجے میں شرمندگی محسوس کرتے ہوئے گلاب نے اسے معاف کردیا تھا

وہ واقعی میں شرمندہ تھا،اسکا لہجہ اور آنکھیں، دونوں میں کسی قسم کا کھوٹ نہ تھا

گلاب نے تو اسے مسکرا کر معاف کردیا مگر اسکی یہ چند سیکنڈ کی مسراہٹ اسکے لیے ایک اور بڑی قیامت لے آئی تھی، جب گلاب پر نظر رکھنے والی بہادر خان کی نوکرانی نے دو کی آٹھ لگا کر بہادر خان کو باتیں بتائی تھیں۔

زمین پر گری وہ اپنا پیٹ تھامے اونچی آواز میں چیخ چلا رہی تھی، درد سے تڑپ رہی تھی

سب لوگ کان بند کیے اسکو ہلکان ہوتا دیکھ رہے تھے مگر کوئی بھی آگے نہیں بڑھا تھا

بہادر خان اسکی چیخ و پکار سے تنگ آکر اسے اٹھانے کو آگے بڑھا جب ایڈورڈ اندر داخل ہوا اور گلاب کو یوں تڑپتے دیکھ کر اسکی آنکھیں پھیل گئیں

”اوہ مائی گاڈ خان،اسے جلدی سے ہسپتال لیکر جاؤ، نہیں تو یہ مر جائے گی!“ وہ پینک ہوتا بولا

”ہاں تو مر جائے، تمہارا کیا جاتا ہے؟“ بہادر خان کہنا چاہتا تھا مگر وہ چپ رہا اور گلاب کو اٹھائے باہر کی جانب بڑھا

اندر گلاب کا آپریشن چل رہا تھا جبکہ باہر بہادر خان اور ایڈورڈ ڈاکٹرز کا انتظار کر رہے تھے

بہادر خان اسے گھورے جا رہا تھا جو ٹینشن میں ادھر ادھر چکر لگائے جا رہا تھا، اس سے پہلے بہادر خان اس سے کوئی سوال کرتا اسے ایک کال آئی تھی کال سنتے ہی ایڈورڈ مزید پینک ہو گیا تھا

”سوری بڈی امپورٹینٹ کال آئی ہے گھر سے مجھے جانا ہے! یسوع (عیسی) تمہیں ہمت دے، اور تمہاری بیوی کو زندگی!“ بہادر خان کے کندھے کو تھپتھپائے وہ تیزی سے وہاں سے جا چکا تھا

آدھے گھنٹے بعد ڈاکٹرز باہر آئے تھے

”مسٹر خان یور وائف از آلرائٹ بٹ آئی ایم سوری، آپ کے بچے کو نہیں بچا پائے!“

ڈاکٹر کی بات سن کر بہادر خان شوکڈ رہ گیا

اس بار تو وہ گلاب پر کوئی الزام بھی نہیں لگا سکتا تھا، یہ بچہ اسکی کا تھا اسے معلوم تھا

"کتنے مہینے ؟"اس نے سوال کیا

"تین !"ڈاکٹر نے افسردہ سانس خارج کی

"لڑکا یا لڑکی ؟"بہادر خان نے ایک اور سوال کیا

"لڑکی !"ڈاکٹر کے جواب پر بہادر خان نے شکر کا کلمہ ادا کیا

"شکر ہے پیدا ہونے سے پہلے ہی مر گئی، ورنہ اپنی ماں پر جاتی، بدکردار ! ہنہ !"

حقارت سے بولتا وہ ہسپتال میں موجود کینٹین کی جانب بڑھ گیا تھا

ایک بار پھر وہ گم سم سی کمرے کی کھڑکی میں کھڑی باہر گرتی برف باری کو دیکھے جا رہی تھی، ایک بار پھر اسکی کوکھ بسنے سے پہلے ہی اجڑ چکی تھی

اب تو اسے خود سے نفرت ہونا شروع ہو چکی تھی، خود پر ترس آنے لگ گیا تھا، آخر وہ اب بھی مر کیوں نہیں گئی تھی؟ کیوں زندہ تھی؟

''بتاؤ ایڈورڈ کیسے آنا ہوا تمہارا؟'' بہادر خان نے اسے دیکھ کر تنفر بھرے لہجے میں پوچھا

''کچھ نہیں یار بس یہ کارڈ دینے آیا تھا!'' اس نے کارڈ آگے بڑھایا

''یہ کیا ہے؟'' بہادر خان نے کارڈ اٹھائے سوال کیا

''میری شادی وِد دا لو آف مائی لائف!'' ایڈورڈ مسکرا کر بولا

''میں آیا تھا تمہارے گھر مگر اس دن تم گھر میں موجود نہیں تھے، اور دوسرے ہی دن وہ حادثہ پیش آگیا تھا، تو موقع نہیں ملا!'' اس نے کندھے اچکائے

''اچھا مبارک ہو!'' بہادر خان مسکرایا

''اور ایک اور بات! مجھے معافی مانگنی ہے تم سے!'' ایڈورڈ ہچکچایا

''معافی؟ کس بات کی؟'' بہادر خان نے چونک کر پوچھا

''یار تمہیں یاد ہے لاسٹ ائیر تم نے اپنے فارم ہاؤس پر پارٹی دی تھی؟ یو نو اس دن یہ ایڈم وغیرہ نے کچھ زیادہ ہی پلا دی تھی، میں نشے میں تھا اور تمہاری بیوی کو چھونے کی کوشش کی، بٹ آئی ایم گلیڈ کہ اس نے اپنا دفاع کیا اور خود کو بچا لیا، ورنہ ہوش میں آنے کے بعد خود کو معاف نہیں کر پاتا میں!'' وہ شرمندہ لہجے میں بولتا بہادر خان کے

پیروں تلے زمین کھینچ چکا تھا

"مطلب اس دن کچھ نہیں ہوا تھا؟" بہادر خان نے سوال کیا

"نہیں، بلکل نہیں!" ایڈورڈ فورا بولا

"رئیلی سوری مین! اس دن جب تم گھر پر نہیں تھے، میں ملا تھا تمہاری وائف سے کافی اچھی عورت ہے، اس نے تو معاف کر دیا اب تو بھی کر دے!" ایڈورڈ کی بات پر بہادر خان صرف سر اثبات میں ہلا سکا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایڈورڈ کے جاتے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا جہاں گلاب اسکی جانب پیٹھ کیے باہر گرتی برف باری کو دیکھ رہی تھی

بہادر خان مسکراتا اس تک پہنچا اور پیچھے سے باہوں کے گھیرے میں لیا

"مائی سویٹ، مائی وائف، مائی روز!" وہ اسکے کان میں بولتا اسکے گال پر بوسہ دے گیا

گلاب کو اپنے اندر پکتا لاوا پھٹتا محسوس ہوا، جسم پر چیونٹیاں رینگتی محسوس ہوئیں

"دور، دور رہو مجھ سے گھٹیا غلیظ انسان، پاس نہیں آنا میرے!" وہ اسے خود سے دور

دھکادیتے بولی

"یہ کیابدتمیزی ہے گل رعنا؟" بہادر خان نے غصے سے پوچھا

"تواب تم مجھے تمیز سکھاؤ گے، گھٹیا، بزدل انسان،ارے تم جیسے انسان کوتوپوری دنیا کے سامنے کوڑے مارنے چاہیے،توسانپ ہو سانپ جواپنی ہی اولاد کو کھا گیا، گھٹیا، گرے ہوئے انسان،نامرد ہو تم!" وہ تو جیسے پھٹ پڑی تھی

"آواز نیچے رکھو!" بہادر خان چلایا

"کیوں رکھو نیچے؟ کس لیے رکھوں؟ارے سب کو سننے دوں کہ کتنے بڑے نامرد ہو تم ،جواپنی بیوی کی نمائش کر کے پیسے وصولتا ہے،ارے بہادر خان اپنے نام کی ہی لاج رکھ لیتے گھٹیاانسان، مگر نہیں تم تو مرد کے نام پرایک دھبہ ہو!ایک ہجڑے سے بھی کم ذات ہو تم، بزدل، گھٹیا،نامردانسان۔۔۔۔" اس سے پہلے گلاب مزید کچھ بولتا بہادر خان اسکا منہ دبوچ چکا تھا

"میں بزدل ہوں؟نامرد ہوں؟ہجڑے سے بھی کم ذات ہوں؟اب بتاتا ہوں تمہیں کہ میں کیا ہوں، تم نے بہادر خان کو سمجھنے میں بہت بڑی غلطی کر دی،مجھے اپنے آگے

زبان چلانے والی عورتیں ایک فیصد بھی پسند نہیں!''گلاب کا سر شیشے کی کھڑکی میں مارتے وہ بولا

وہ مسلسل گلاب کو مارے جارہا تھا جس سے اسکا سر پھٹ چکا تھا،اور چہرہ لہولہان ہو چکا تھا۔

''اب دیکھو کیا علاج کرتا ہوں تمہارا میں!''اسے بالوں سے پکڑتا وہ گھسیٹتا ہوا گھر سے باہر لایا جہاں تیز برف باری ہورہی تھی،لاؤنج میں موجود بینچ کی جانب اسے پھینکتے بہادر خان نے ایک گارڈ سے چین اور چابی منگوائی اور اسکے دونوں ہاتھوں کو وہاں بینچ سے باندھ دیا

''اب آئے گی تمہاری عقل ٹھکانے!''اسکے چہرے پر جوتا مارتا وہ گھر کے اندر داخل ہو چکا تھا،جبکہ اتنی تیز برف باری میں وہ وہی زمین پر لیٹی تھر تھر کانپتی ہوش وحواس سے بیگانہ ہو چکی تھی۔

میڈ کے کہنے پر اس وقت وہ اس ولا کے مالک سے ملنے جانے والی تھی،جس کے گھر وہ پندرہ دن سے رہ رہی تھی مگر کوئی بھی اس سے ملنے نہیں آیا تھا

بہادر خان کی دی گئی سزا پر وہ ایک ماہ دنیا جہاں سے بیگانہ بستر پر لیٹی رہی تھی اور جب آنکھیں کھلی تو خود کو ایک انجان کمرے میں پایا

اسکی میڈ جو اسکو کھانا پینا دینے آتی تھی اس کے مطابق وہ اس وقت ماسٹر فیصل بخت کے گھر میں تھی

کون فیصل بخت؟ یہ تو اسے بھی معلوم نہیں تھا، بہادر خان کہاں تھا اسے کچھ معلوم نہیں تھا

مگر وہ شکر کر رہی تھی کہ وہ گھٹیا شخص اسکے سامنے نہیں آیا ورنہ وہ اپنے ہاتھ وہ اسکے گندے خون سے ضرور رنگ دیتی

بہادر خان کا ظلم اور اپنی مر جانے والی اولاد کو سوچ کر اسکی آنکھیں ایک بار پھر آبدیدہ ہو گئیں تھی۔

میڈ کے پیچھے پیچھے چلتی وہ ڈائنگ روم میں داخل ہوئی تھی جہاں اسکی جانب پیٹھ کیے ایک آدمی ناشتے میں مصروف تھا، کمرے میں صرف اسکی ہیلز کی آواز گونج رہی تھی

ٹک ٹک کرتی میڈ کے پیچھے وہ اس آدمی تک جا پہنچا تھی جس کے پاس وہ کیوں تھی اسے

بھی معلوم نہیں تھا

"ماسٹر!"اس میڈ نے فیصل بخت کے آگے سر جھکایا جو ناشتہ ختم کیے اب نیپکین سے ہونٹ صاف کر رہا تھا

فیصل بخت نے سر کو ہلکا سا خم دیا جس پر میڈ نے گلاب کو آگے آنے کا اشارہ کیا

مگر وہ جیسے ہی آگے آئی اسکی آنکھوں میں ایک خوف سا اتر گیا وہاں سامنے ہی فیصل بخت کے پیروں میں جرمن شیپرڈ تھا، جو اپنے خونخار دانتوں سے کھانا کھانے میں مصروف تھا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"گڈمارننگ مسز بہادر خان نیازی!"فیصل بخت اس کتے کے سر پر ہاتھ پھیرتا گلاب کو دیکھتا مسکرا کر بولا

"تم کون ہو؟اور میں یہاں کیا کر رہی ہوں؟"گلاب نے سوال کیا جس پر فیصل بخت کا ہاتھ رکا اور اس نے گلاب کو دیکھا جو اسے گھورے جا رہی تھی، ایک شیطانی مسکراہٹ اسکے چہرے پر در آئی

"ناشتہ کرو گی؟"سوال کے جواب میں سوال

"میں نے پوچھا تم کون ہو؟ اور میں یہاں کیا کر رہی ہو؟" گلاب نے سخت لہجے میں سوال کیا جس پر فیصل بخت کا ایک قہقہ ہال میں گونجا

"اصول نمبر ا: جو پوچھا جائے اسکا جواب دو۔ اور اصول نمبر دو: یہاں سوال صرف میں فیصل بخت کرتا ہے، باقی سب جواب دیتے ہیں، سمجھی!" فیصل بخت نے ابرو اچکائے

"تمہارے اصول گئے بھاڑ میں، مجھے بتاؤ کہ میں یہاں کیا کر رہی ہوں اور میرا شوہر کہاں ہے؟" گلاب ایک ہاتھ زور سے ڈائنگ ٹیبل پر مارتی بولی

پاس کھڑی میڈ کا رنگ زرد ہو گیا جبکہ فیصل بخت کے ہونٹوں پر ایک جاندار مسکراہٹ در آئی

"خوب بہت خوب! تمہاری جیسی اڑیل گھوڑی کا شکار کرنے میں مزا آئے گا!" فیصل بخت اونچا ہنسا

"بکواس بند کرو اور مجھے میرے سوال کا جواب دو!" اس بار گلاب چلائی جب فیصل بخت ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا اور ایک الٹے ہاتھ کا تھپڑ گلاب کے منہ پر پورے زور سے دے مارا، اسکی انگلی میں موجود نوکیلی انگوٹھی گلاب کے گال پر ایک کٹ لگا چکی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تھی جس سے اب خون کی ہلکی بوند نکلنا شروع ہو گئی تھی

فیصل بخت نے مسکرا کر اپنا سر انجام دیا ہوا کارنامہ دیکھا

"تمہیں کیا لگتا ہے تمہارا یہ مارا ہوا تھپڑ مجھے چپ کروا دے گا؟ میری زبان کو تالا لگا دیگا ہاں؟ مگر نہیں تم غلط ہو! اب میں چپ نہیں رہوں گی، تمہارا یہ تھپڑ میری آواز کو دبا نہیں سکتا اور نہ ہی مجھے رلا سکتا ہے، اور نہ توڑ سکتا ہے، تو اب آخری بار پوچھ رہی ہوں تم سے بہادر خان کہاں ہے؟" گلاب نے آنکھوں میں ہوتی جلن کو نظر انداز کیے مضبوط لہجے میں سوال کیا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فیصل بخت کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی

"تمہارا شکار واقعی میں مزا دے گا!" ہنستے ہوئے اس نے جرمن شیپرڈ کی چین کھول دی اور اسے اشارہ دیا

وہ کتا خونخوار دانت لیے گلاب کی جانب بھاگا، گلاب کی آنکھیں پھیل گئیں، مگر اس سے پہلے وہ کتا گلاب پر حملہ کرتا یا گلاب بچاؤ کا کوئی راستہ نکالتی اس کتے نے گلاب کے بلکل ساتھ کھڑی میڈ پر حملہ کر دیا اور اسکو چیر پھاڑ کر رکھ دیا، بلکل کسی بھیڑیے کی طرح،

اے۔سی کی ٹھنڈک میں بھی گلاب کا پورا وجود پسینے میں بھیگ گیا،آنکھیں پھاڑے اس نے فیصل بخت کو دیکھا اور پھر اس میڈ کو جس کی باڈی زمین پر گری ہوئی تھی اور وہ جرمن شیپیرڈ اسکی مزید چیڑ پھاڑ کر رہا تھا

"اسے بولا تھا کہ تم مجھے پورے آٹھ بجے یہاں چاہیے ہو، پھر بھی پانچ منٹ لیٹ آئی!" میڈ کی لاش کو دیکھتا افسوس سے نفی میں سر ہلائے وہ بولا

"اور ہاں کل آٹھ بجے ڈائننگ میں آجانا تم،آٹھ کا مطلب آٹھ سمجھی!" پر اسرار مسکراہٹ لبوں پر سجائے وہ جا چکا تھا

گلاب کمرے میں واپس کیسے آئی اسے کچھ معلوم نہیں تھا،دن سے دوپہر، پھر شام اور آخر میں رات سے نیا دن آچکا تھا مگر وہ کمرے سے نہ نکلی بلکہ اس سانحے کے بارے میں سوچتی رہی۔

ایک نئی میڈ گلاب کو نیچے لیجانے آدھا گھنٹے پہلے ہی موجود تھی،گلاب بھی آٹھ بجے سے دو منٹ پہلے ہی وہاں موجود تھی،اسے دیکھ کر فیصل بخت نے گھڑی کی جانب دیکھا اور مسکرایا

”ناٹ بیڈ!“فیصل بخت نے اسے داد دی

”بہادر خان کہاں ہے؟“گلاب نے کل والا سوال دوھرایا

”میں نے تم سے پوچھا ہے بہادر خان کہاں ہے؟“گلاب نے غصے سے اسے گھوراجو مزے سے ناشتے میں مصروف تھا

ناشتہ کرنے کے بعد اس نے گلاب کو مسکرا کر دیکھا

”اصول نمبر تین، مجھے کھاتے وقت بات کرنا پسند نہیں تو آئیندہ سوچ سمجھ کر زبان چلانا!“ وہ اسے جواب دیتا اپنی جگہ سے اٹھا جب گلاب اسکے سامنے آگئی

”میں نے پوچھا بہادر خان کہاں ہے؟“وہ آنکھوں میں شرارے لیے بولی

”تم کیا کرو گی جان کر؟“فیصل بخت نے ابرو اچکائی

”اسکا قتل!“ وہ زہر خند لہجے میں بولی جبکہ فیصل بخت ہنسنا شروع ہو گیا

”تم، تم اسے مارو گی؟ تم کچھ نہیں کر سکتی!“فیصل بخت نے سر نفی میں ہلایا

”مجھے آزمانے کی کوشش مت کرو! میں اب پتھر ہو چکی ہوں سمجھے!“گلاب چلائی

"اچھا؟" فیصل بخت نے مضبوطی سے اسکی کلائی تھامی اور اسے کھینچتے ہوئے اپنے پیچھے ایک کمرے میں لے آیا اسے زور سے زمین پر دھکا دیے فیصل بخت بلکل اسکے قریب بیٹھ گیا اور اسکی کلائیاں تھامے دونوں پر ریزر سے کٹ لگانے لگا، ہونٹ دانتوں میں دبائے گلاب نے تکلیف پر رونے سے خود کو روکا

کٹ لگا لینے کے بعد اس نے ریزر دوبارہ اپنی پاکٹ میں رکھا اور پانی کی ایک بوتل ٹیبل سے اٹھائی

وہ بوتل کھولے وہ گلاب کے سامنے بیٹھ گیا اور نمک والا پانی گلاب کے زخموں پر ڈالنا شروع کر دیا

گلاب کی سسکیاں کمرے میں گونجنے لگی، دانتوں کے زور کی وجہ سے ہونٹوں سے خون بہنے لگا اور بہت جلد سسکیاں چیخوں میں بدل گئی

"تم عورتوں کو صرف زبان چلانا آتی ہے، اس سے آگے تم کچھ بھی نہیں ہو! اور کیا کہاں تھا تم نے؟ تم پتھر ہو؟ پتھر کو تکلیف نہیں ہوتی، پتھر کے آنسو نہیں نکلتے، پتھر چلاتا نہیں، وہ بے جان تو بس باقی سب کو تکلیف دینے کا سبب بنتا ہے، پتھر سخت جان ہوتا ہے جو تم کبھی نہیں بن سکتی!" اسکا منہ دبوچے وہ اسکے چہرے پر پھنکارتا اسے وہی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کمرے میں پھینک کر چکا گیا تھا جبکہ گلاب نے سسک کر اپنے دونوں بازوؤں کو دیکھا

''نہیں گلاب ہمت نہیں ہارنی اب نہیں، بس اب بہت ہو گیا، مزید تکلیف نہیں، بلکل بھی نہیں!'' اسکا سر نفی میں ہلا

اور واقعی اس نے ہمت نہیں ہاری پندرہ دن میں نجانے کتنے طریقوں سے وہ کتنی بار کون کونسی سزا جھیل چکی تھی مگر وہ فیصل بخت کے آگے جھکی نہیں تھی، اب اسے جھکنا نہیں تھا، اسے بس بہادر خان کا انتظار تھا

''تو کیا عقل ٹھکانے آئی اسکی؟'' بہادر خان نے اپنے سامنے بیٹھے فیصل بخت سے پوچھا جو اسکے بچپن کا دوست تھا

''اتنی جلدی کہاں، بڑی اکڑ ہے اس میں، لے گی ٹائم، صبر میرے یار!'' فیصل بخت نے جواب دیا

''صبر ہی تو نہیں ہے مجھ میں، میں اسے اپنے سامنے جھکا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں، اسکی آنکھوں میں اپنے لیے ڈر دیکھنا چاہتا ہوں، مگر وہ (گالی) تو آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر

مجھ سے بات کرنے لگ پڑی تھی!" بہادر خان گلاب کو گالیاں نوازتے بولا

"تو اسکی کوئی کمزوری ڈھونڈ اور اسکا استعمال کر!" فیصل بخت نے آرام سے کندھے اچکائے

"کیا کمزوری؟ دوست تو مر گئے، جہنم رسید ہو گئے، ماں باپ لالچی لوگ منہ نہیں لگاتے، تو میں کیا کمزوری ڈھونڈوں؟" بہادر خان نے کوفت سے سوال کیا

"عزت کا ڈراوا دے! ایسی عورتوں کو اپنی عزت بڑی پیاری ہوتی ہے!" فیصل بخت مسکرا کر بولا

"کوئی فائدہ نہیں شروع شروع میں ڈر جاتی تھی مگر اب تو اس سے بھی ڈرنا چھوڑ دیا ہے!" بہادر خان شراب پیتے بولا

"ہمم! پھر تو بس ایک حل ہے!" فیصل بخت مسکرایا

"کیا؟" بہادر خان نے چونک کر پوچھا

"جانتے ہو اس دنیا میں ایک عورت کو اپنی عزت کے بعد سب سے زیادہ محبت کس چیز سے ہوتی ہے؟" فیصل بخت نے گلاس کے منہ پر انگلی پھیرتے پوچھا

"کس سے؟" بہادر خان نے چونک کر سوال کیا

"اپنی اولاد سے! اولاد کے لیے وہ کسی بھی حد تک چلی جاتی ہے، کسی بھی حد تک!"

ایک اداسی فیصل بخت کی آنکھوں میں چھائی تھی جسے وہ سر جھٹکے غائب کر چکا تھا

"تو اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟" بہادر خان نے سوال کیا

"یہ بھی میں بتاؤں؟ وہ بیوی ہے تمہاری، اپنا حق استعمال کرو، اس سے بچہ پیدا کرو اور پھر اس بچے کو استعمال کرو، یقین مانو وہ تم سے ڈرے گی بھی اور پیر کی جوتی بھی بن کر رہے گی!" فیصل بخت کی بات پر بہادر خان نے شاطر آنکھوں میں مسکراہٹ لیے سر اثبات میں ہلایا

"تو ٹھیک ہے میں کل ہی اسے واپس لے آؤں گا!" بہادر خان نے جواب دیا

"نہیں تم وہاں آؤ گے، روزانہ رات آ جانا حق استعمال کرنا اور چلے جانا باقی کام مجھ پر چھوڑ دو، ویسے بھی ایسی اڑیل گھوڑی کو اپنے زیر نگرانی سدھارنا چاہتا ہوں!" فیصل بخت کی بات پر بہادر خان نے فوراً حامی بھر لی

ویسے بھی جب سے گلاب یہاں سے گئی تھی وہ بہت مزے میں رہنے لگا تھا، وہ محبت، وہ

جنونیت تو کہی دور جاسوئی تھی جس کی خاطر اس نے اتنے لوگوں کی زندگی برباد کردی تھی، کتنے لوگ ابدی نیند جا سوئے تھے

مگر وہ محبت تھی کہاں، وہ تو ہوس کی وہ سٹیج تھی جس کے آگے غلط، صحیح، اچھا، برا کچھ نظر نہیں آتا تھا، بلکل محبت کی طرح جس میں انسان کبھی کبھار ایک ایسی سٹیج پر پہنچ جاتا ہے جہاں وہ اچھا، برا، غلط، صحیح کسی میں بھی فرق نہیں کر پاتا

کمرے میں موجود وہ اپنے دکھتے بدن کی تکلیف کم کرنے کی کوشش میں تھی، اسکا جسم جگہ جگہ سے پگھلی موم کی وجہ سے نشان چھوڑ چکا تھا

اب بھی تکلیف کے باوجود سونے کی کوشش میں تھی جب میڈ دودھ کا گلاس لیے اندر داخل ہوئی

"یہ کیا ہے؟" گلاب نے ماتھے پر بل ڈالے پوچھا

"ماسٹر کا آرڈر ہے تمہیں اسے پینا ہے!" میڈ نے جواب دیا

"لیجاؤ یہاں سے مجھے نہیں پینا کچھ بھی!" گلاب نے سر جھٹک کر جواب دیا

میڈ نے اسکا بازو پکڑا اور اسے کھینچتے ہوئے کھڑکی جانب لائی بنا گلاب کی چوٹوں کی پرواہ کیے، اس نے جھٹ کھڑکی کھولی اور گلاب کو نیچے کا منظر دکھایا

"اسے دیکھ رہی ہو؟ تمہارے انکار کی سزا میں اسکا برہنہ جسم اس خونخوار جانوروں کے آگے ڈال دیا جائے گا، وہ میری بہن ہے، ہم دونوں کو میرے شوہر نے چند پیسوں کے لیے بیچ دیا تھا، جانتی ہوں ہم دونوں کا کیا کام ہے؟ دن میں جانوروں کی طرح کام اور رات میں یہاں کے گارڈز کو سکون مہیا کرنا، ہم روز روز خود کو مار کر اپنا آپ بیچ دیتی ہیں، کیونکہ ہم مرنا چاہتی، کیونکہ ہمیں یقین ہے ایک دن ہم یہاں س ضرور نکل جائیں گی، مگر تمہارا ایک انکار میری بہن کی جان لے لیگا، اور تم اپنے سر ایک مظلوم کی بددعا تو بنا کوئی جواب دیے اسے پی لو، اور جو تمہارے ساتھ ہو رہا ہے اسے ہونے دو! کیونکہ تمہارے انکار کی سزا میں یا میرے جیسی دوسری عورتیں نہیں سہنا چاہتی، اور اگر زرا سی بھی رحمدلی ہے تمہارے دل میں تو ماسٹر کے آگے زبان چلانا بند کردو!"

گلاب کا بازو چھوڑے وہ جھٹکے سے کمرے سے نکل گئی تھی جبکہ گلاب نے اس کمسن لڑکی کو دیکھا بامشکل سترہ، اٹھارہ سال کی تھی، جس کے کچھ خواب تھے، وہ اپنی وجہ سے کسی اور کی زندگی برباد نہیں کرسکتی تھی

دودھ کا گلاس ختم کرتے ہی اسکا ذہن برے سے چکرانا شروع ہو گیا تھا، ایک زوردار چکر اسے آیا جس کی وجہ سے وہ بیڈ پر جا گری تھی، مگر آنکھیں بند کرنے سے پہلے سب سے آخری چہرہ اس نے بہادر خان کا دیکھا تھا

آج اسے اپنی طبیعت پھر سے بگڑتی محسوس ہو رہی تھی، پچھلے پندرہ دن سے وینا (میڈ) اسکے لیے دودھ لا رہی تھی جسے پی کر وہ ہوش و حواس کھو دیتی مگر اتنے نہیں کہ اسے معلوم نہ ہوتا کہ اسکے ساتھ کیا ہو رہا تھا، باقی میڈز کی جان کی خاطر اب وہ فیصل بخت کے سامنے بھی خاموش ہی رہتی تھی

آج اسے اپنی طبیعت گرتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی، فیصل بخت نے بھی اسکی گرتی طبیعت کو محسوس کیا تھا اور مسکرا دیا تھا

مسلسل الٹیوں اور سر درد کی وجہ سے وہ دوپہر کے وقت ہی سو گئی تھی اور آنکھ کھلنے پر وہ فیصل بخت کے ٹارچر سیل میں موجود کرسی پر بندھی ہوئی تھی

"آہ تو شہزادی کو جاگ آگئی!" فیصل بخت اسے دیکھ کر مسکرایا

"میں یہاں کیا کر رہی ہوں فیصل بخت اور تم نے مجھے یہاں کیوں باندھا ہے؟ جہاں

تک مجھے یاد ہے میں نے تو اب ایسا کچھ بھی نہیں کیا جو مجھے سزا دی جائے؟"گلاب نے خود کو آزاد کرنے کی ناکام کوشش کرتے پوچھا

"ارے ارے اتنے سوالات ایک ساتھ؟اور اتنا غصہ؟ نہیں گلاب بی بی ایسی صورت میں اتنا غصہ تمہارے لیے اچھا نہیں!"فیصل بخت نے قہقہ لگائے سر نفی میں ہلایا

"ڈرامے کرنا بند کرو میرے ساتھ فیصل بخت!"گلاب چڑ کر بولی

"آواز نیچے ورنہ گلا کاٹ دوں گا!"فیصل بخت نے اسکے لبوں پر چھری رکھی

"نہیں تو کیا؟"گلاب نے چیلنجنگ انداز میں سوال کیا

"نہیں تو، نہیں تو؟ نہیں تو کیوں نہ تمہارے اس آنے والے بچے کو بھی مار دیا جائے بلکل پہلے دو کی طرح؟"فیصل بخت کی بات پر گلاب کی آنکھیں پھیل گئیں اور ان میں وہ خوف در آیا جسے دیکھنے کو فیصل بخت اتنے دنوں سے بیتاب تھا

"بب۔۔۔بچہ؟"گلاب نے کانپتے لہجے میں پوچھا

"ہہ۔۔۔ہاں بچہ!"فیصل بخت نے بھی اسی انداز میں جواب دیا اور زور سے ہنسنا شروع ہو گیا

"تو کیوں نہ کام شروع کیا جائے؟" فیصل بخت نے چاقو کی نوک اسکے پیٹ پر رکھ کر ہلکے سے دبائی

گلاب کی آنکھیں مزید بڑی ہو گئیں

"نن۔۔۔نہیں میرا بچہ نہیں، پلیز یہ نہیں، تم! تم جو کہو گے میں وہ کروں گی مگر میرے بچے کو کچھ نہیں کرنا!" گلاب کی منتیں اسکا رونا فیصل بخت کو سکون دے رہے تھے

اس نے مسکرا کر آنکھیں بند کی اور اسکی فریادوں کو سنتا جھوم اٹھا، یہی، یہی تو چاہتا تھا وہ، یہ فریاد، ایک سسکیاں، یہ منتیں، کو اسکی روح تک کو سکون پہنچا دیتی تھی

"تم، تم جو بھی کہو گے میں کروں گی بس میرے بچے کو کچھ مت کرو! تمہیں اللہ کا واسطہ!" وہ رونے لگ گئی تھی

"جو بھی کہوں گا کرو گی؟" اس نے پاگلوں جیسی عادت اپنائے پوچھا

"ہہ۔۔۔ہاں جو تم۔۔۔۔" گلاب کو اسکے پاگل پن سے خوف محسوس ہو رہا تھا

"جی ماسٹر، جی ماسٹر بولو گی تم مجھے!" وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھتا بولا

"جج۔۔۔جی ماسٹر!" وہ ڈرے سہمے لہجے میں بولا

فیصل بخت ایک بار پھر سے اونچا اونچا ہنسنا شروع ہو گیا تھا، وہ ہمیشہ سے عورتوں کو ایسے ہی دیکھنا چاہتا تھا، ڈرا، سہا، کتنی پیاری لگتی تھی نا یہ عورتیں ڈری، سہمی سی!

وہ مسراتا ہوا اسکو دیکھتا کمرے سے باہر نکل گیا تھا جبکہ گلاب کا دل ابھی تک زور و شور سے دھڑک رہا تھا، فیصل بخت کے جانے کے آدھے گھنٹے بعد وینا کمرے میں داخل ہوئی اور گلاب کو رسیوں سے آزاد کروایا جبکہ گلاب اسکے سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی، وینا اسے دلاسہ دینے کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں کر سکتی تھی۔

اگلی صبح وہ ڈائنگ میں فیصل بخت کے آنے سے پہلے ہی موجود تھی، فیصل بخت نے کرسی پر بیٹھے مسکرا کر اسکا جائزہ لیا

"گڈ مارننگ گلاب!" وہ اسے اسکے اصل نام سے ہی پکارتا تھا

"گڈ مارننگ ماسٹر!" گلاب نے دھیمے لہجے میں جواب دیا

"سر وومی بریک فاسٹ!" ماسٹر کے بولتے ہی وہ دو قدم آگے بڑھی

''آپ کیا لینا پسند کریے گے؟''اس نے سوال کیا

''ایگ اینڈ ٹوسٹ ود بلیک کافی!''فیصل بخت کے بتاتے ہی اس نے میز پر سجے تمام انواع واقسام کے کھانوں میں سے اسے اسکا ناشتہ دیا

فیصل بخت نے ناشتہ شروع کردیا تھا جبکہ گلاب سر جھکائے وہی کھڑی رہی تھی

ناشتے سے فارغ ہوتے ہی فیصل بخت کرسی پیچھے کھسکائے اپنی جگہ سے اٹھا اور قدم باہر کی جانب اٹھائے

مگر اس سے پہلے وہ باہر جاتا ایک دم وہ رکا اور گلاب کی جانب مڑا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''کیا تم نے ناشتہ کیا؟''اس نے سوال کیا

''نہیں ماسٹر!''گلاب کا سر نفی میں ہلا

''ویری بیڈ مسز خان، تھوڑا خیال کرو! اب تم اکیلی تھوڑی نہ ہو؟ ایک اور جان موجود ہے تم میں!''افسوس سے سر نفی میں ہلائے اس نے وینا کو آواز دی

''جو ناشتہ مسز خان کے لیے بنانے کو بولا تھا وہ لیکر آؤ!''اس نے آرڈر دیا جس پر وینا ہچکچاتے کچن میں داخل ہوئی

اب اسکا رخ گلاب کی جانب تھا

"اپنے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھوں!"اس نے سخت، سپاٹ، بے تاثر لہجے میں حکم صادر کیا

"کیا؟"گلاب کو لگا اسے سننے میں کوئی غلطی ہوئی ہے

"سنا نہیں؟ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھوں! بات دوہرانے کا عادی نہیں ہوں میں!"

اسکے دونوں کندھوں پر زور ڈالے وہ اسے گھٹنوں پر زمین پر بٹھاتے بولا

اتنے میں وینا ایک باؤل لیے اندر داخل ہوئی اور اسے گلاب کے سامنے رکھ دیا گیا

اس باؤل میں پانی کے اندر تھوڑا سا دودھ شامل کر کے سوکھی ڈبل روٹی کے چند ٹکڑے ڈالے گئے تھے

"ناؤ ناؤ مسز خان! یہ ہے تمہارا ناشتہ اور یہ ہے تمہارے ناشتے کی جگہ، یہاں زمین پر میرے قدموں کے سامنے!"فیصل بخت مسکرایا

"یہ ہے تمہاری اوقات، تم عورتوں کی اوقات، ایک جانور سے بھی بدتر!"وہ اسکے منہ کو دبوچے بولا

"اب اچھے بچوں کی طرح اسے کھاؤں اور پورا ختم کرو!" وہ مسکرایا

گلاب یک ٹک اس باؤل کو دیکھتی رہی

"سنا نہیں کھاؤ اسے! اور اگر نہیں کھایا تو آج کی رات اس میڈ کی آخری رات ہو گی اور شائد تمہارے بچے کی بھی!" فیصل بخت کی وارننگ پر وینا اور گلاب دونوں کا رنگ سفید ہو گیا

گلاب نے جلدی سے چمچ اٹھایا اور وہ ناشتہ کرنے لگی جبکہ وینا نے افسوس سے اسے دیکھا، کیا تھا اگر وہ پہلے ہی فیصل بخت کے آگے جھک جاتی، ہار مان جاتی

گلاب نے جیسے تیسے اپنا ناشتہ ختم کیا جس پر فیصل بخت بلکل ویسے ہی اسکا سر تھپتھپایا جیسے وہ اپنے جانوروں کا تھپتھپاتا تھا

"ناشتہ کیسا تھا؟" فیصل بخت نے مسکرا کر پوچھا

"بب۔۔۔بہت اچھا، بہت اچھا ماسٹر!" حلق میں پھنسی کانپتی آواز پر قابو پائے وہ دھیمی مگر مضبوط آواز میں بولی

"ویل ڈن مائی ڈئیر گلاب تم نے تو بہت اچھے سے سب سیکھ لیا وہ بھی بس ایک دن

میں ؟ واؤ !‘‘ اسکا سر تھپتھپاتا، فیصل بخت ہنستا ہوا ہال سے باہر چلا گیا تھا

اسکے جاتے ہی وینا نے گلاب کو اسکی جگہ سے اٹھایا اور گلے لگایا، جو اپنے آنسوؤں سے وینا کا کندھا بھیگو چکی تھی۔

سٹڈی کے باہر کھڑی اس نے کھلے دروازے کو ناک کیا، حالانکہ سامنے ایزی چئیر پر وائن کی چسکیاں لیتے فیصل بخت کو وہ دیکھ چکی تھی، مگر اخلاق تو نبھانا تھا

’’کم ان !‘‘ فیصل بخت گم سم آواز میں بولا

’’مجھے بلایا ؟‘‘ اسکے سامنے کھڑے ہو کر نظریں جھکائے گلاب نے پوچھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

’’چاندنی رات کو دیکھ کر تمہیں کیسا محسوس ہوتا ہے، مسز خان ؟‘‘ فیصل بخت نے کھڑکی پار پورے چاند کو دمکتے دیکھ کر پوچھا

’’کیا مطلب ؟‘‘ گلاب چونکی، اس نے حیرت سے پوچھا

’’جانتی ہوں اس رات کو دیکھ کر مجھے کیا محسوس ہوتا ہے ! محبت، محبوب، اسکا ہنسنا، اسکی ادائیں، اسکی شوخیاں، اور ۔۔۔۔۔۔ بے وفائی !‘‘ ترنگ میں بولتا وہ آخر میں گہرا سانس لینے کو رکا

''میں سمجھی نہیں؟''گلاب کو اسکی دماغی حالت پر شک تو تھا مگر اب یقین بھی ہو گیا تھا

''تم بھی سوچ رہی ہو گی نا کہ آخر میں تم پر اتنے ظلم کیوں کرتا ہوں؟کیوں اتنی تکلیف دیتا ہوں؟''فیصل بخت نے ہنس کر سوال کیا

''مہربانو نام تھا اسکا!بہت محبت کرتا تھا میں اس سے،بہت زیادہ،حد سے زیادہ چاہا تھا اسے میں نے!''کچھ پل کی خاموشی کے بعد وہ بولا جبکہ آنکھ سے آنسو نکلا

''اسکی ایک ہلکی سی مسکراہٹ،زرا سی ہنسی کے لیے سب کچھ کر گزرتا،اپنی تمام محبت اس پر نچھاور کر دی تھی میں نے،ہم بہت خوش تھے،مگر پھر کچھ عرصے بعد وہ چڑچڑی سی ہونے لگ گئی،مجھ سے دور،میں اسکی ایک الفت بھری نظر کے لیے ترس جاتا مگر وہ تو مجھ سے بلکل قطع تعلق ہو گئی تھی،اور پھر ایک دن مجھے وجہ معلوم ہوئی!''وہ رکا،چہرے پر گہری اداسی چھائی ہوئی تھی،اور آنکھوں میں موجود نمی

''میں نے اسے سب کچھ دیا،مگر ماں بننے کا حق نہیں،کیونکہ میں باپ نہیں بن سکتا تھا،اور جانتی ہو اس نے کیا کیا؟میری تمام محبت،تمام التفات کو ایک جانب رکھے اس نے مجھے دھوکا دیا،میرے ہی کمرے میں وہ کسی اور مرد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس نے مجھ پر کسی اور کو فوقیت دی''فیصل بخت خاموش ہو گیا تھا جبکہ گلاب کی نظریں جھکی ہوئیں تھی۔

”جانتی ہو میں نے پڑھا تھا کہ اگر عورت کو محبت اور عزت دو تو وہ اس مرد کے لیے کچھ بھی کر سکتی ہے، کسی بھی حد تک جا سکتی ہے، میں بہت عزت کرتا تھا عورت کی اور بدلے میں کیا ملا؟ بے وفائی! دھوکا!“

”تم عورتیں اس قابل ہی نہیں ہو کہ تم سے محبت کی جائے، تمہیں عزت دی جائے، تم عورتوں کو تو بس استعمال کرنا چاہیے اور پھینک دینا چاہیے!“ وہ تنفر سے گلاب کو دیکھتا بولا

ایک آگ، ایک نفرت سی ان نم آنکھوں میں چھا گئی تھی

”آؤ!“ وہ بے تاثر چہرہ لیے اسے اشارہ کرتا کمرے سے باہر نکلا، گلاب اس سے پوچھنا چاہتی تھی پھر کیا ہوا؟ اسکی بیوی کا کیا بنا، مگر وہ خاموش رہی کیونکہ اس وقت خاموش رہنا ہی بہتر تھا، مگر اتنا تو معلوم ہوا کہ آج وہ کسی اور کے کیے کی سزا بھگت رہی ہے، کسی اور کی بے وفائی اور دھوکے کی سزا اسے ملی کیوں؟ کیونکہ وہ ایک عورت ہے

لان میں داخل ہوتے ہی ٹھنڈی ہوا ان کے چہروں سے آ ٹکرائی

ایک جانب گارڈز کچھ جرمن شیپرڈز کو لیے کھڑے تھے

''کیا تم نے کبھی اولمپکس کی ریس دیکھی ہے؟''فیصل بخت نے سوال کیا

گلاب نے سر اٹھائے اسے دیکھا اور پھر سر نفی میں ہلائے واپس جھکا لیا

''میں دیکھتا ہوں، مجھے بہت پسند ہے مگر اس بار دیکھ نہیں پایا تو گھر کے لان میں ہی ایک ریس کا انتظام کر لیا، آؤ!''اس نے ایک بار پھر گلاب کو اشارہ دیا اور وہ خاموشی سے چلتی اسکے پیچھے ایک لائن پر آ کھڑی ہوئی

''یہی کھڑی رہو!''فیصل بخت نے اس روکا اور خود دوبارہ چوکھٹ پر جا کھڑا ہوا

گارڈز کی جانب دیکھے اس نے چٹکی بجائی جس پر انہوں نے کتوں کی زنجیریں کھول دیں۔

''بھاگو!''گلاب کو دیکھتا وہ ٹھنڈے ٹھار لہجے میں بولا

''ہوں؟''اس سے پہلے گلاب کو سمجھ پاتی اس اپنے پیچھے سے ان کتوں کی بھونکنے کی آواز آئی جو اپنے بڑے نوکیلے دانت نکالے اس پر جھپٹنے کو تیار تھے

خوف سے اسکی آنکھیں پھیل گئیں، چیخ مارتی وہ حواس باختہ بھاگنے لگی جب کے وہ کتے بھی اونچا اونچا بھونکتے اب اسکا پیچھا کر رہے تھے

لبوں پر ایک مطمئن اور شیطانی مسکراہٹ لیے فیصل بخت نے سکون سے اسے دیکھا،
جس کی چیخیں، جس کے آنسوؤں اسے سکون پہنچا رہے تھے، دل میں جلتی آگ پر ایک
ٹھنڈ سی پڑی تھی

''تم عورتیں محبت کے قابل نہیں، فقط استعمال کے قابل ہو!'' اس رات کا واقع گلاب
کے دل میں فیصل بخت کے نام کا ایک نیا ڈر بٹھا چکا تھا

وہ جب بھی فیصل بخت کو دیکھتی یا اسکا نام سنتی، اسکی آنکھوں میں اپنے آپ ایک خوف
سا اتر آتا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''جو لوگ محبت شدت سے کرے انکی نفرت کو کبھی بھی آزمانا نہیں چاہیے!'' اسے
آمنہ کی ایک بار کی کہی بات یاد آئی

فیصل بخت نے محبت شدت سے کی تھی، اور اب اسکی نفرت کا شکار گلاب اور اس جیسی
کئی عورتیں بنی تھیں۔

وقت کا کام تھا گزرنا سو وہ گزر رہا تھا، زندگی کا گھیرا اب گلاب پر مزید تنگ ہو گیا تھا
بہادر خان اور فیصل بخت دونوں نے اس کو اس مقام پر پہنچا دیا تھا کہ اب اسکا دماغ کام

کرنا بند ہو چکا تھا،اپنے اندر کے غم کو اندر ہی دبائے مسکرانا سیکھ لیا تھا اسنے

ایک شخص نے اپنی انا میں اسے برباد کر دیا تو دوسرے نے بے وفائی میں۔

گلاب نے ایک کمزور اور لاغر بچے کو جنم دیا تھا جو لڑکا تھا۔اس بچے کو گود میں لیے کئی

آنسوؤں اسکی آنکھوں سے بہہ نکلے تھے، محبت سے اسکا ماتھا چومتی وہ اسے اپنے سینے سے

لگا چکی تھی

"میری جان، میرا بچہ، میرا مان!" وہ محبت سے اسے دیکھتے مسکرائی

ایک ہفتہ ہسپتال میں رکنے کے بعد وہ اپنے گھر واپس آئی تھی، وہ گھر جو اس کے شوہر کا

تھا نا کہ کسی فیصل بخت کا۔

بہادر خان نے ایک بار بھی ماں کو نہیں دیکھا تھا، اور نہ ہی اسے شوق تھا

مگر اب ماں کو استعمال کیے بہادر خان نے گلاب کو مزید تکالیف دینا شروع کر دی تھیں،

وہ اسے ایک پنچنگ بیگ کی طرح استعمال کرنے لگا تھا، اسکا جب دل چاہتا وہ اپنا غصہ کم

کرنے کے گلاب کو مارنا پیٹنا شروع کر دیتا

اور تب تک مارتا جب تک وہ ہوش و حواس سے بیگانہ نہ ہو جاتی۔

مان اب سوا تین سال کا ہو چکا تھا، اسکی طبیعت کچھ بگڑی بگڑی سی رہنے لگی تھی، وہ ہر وقت روتا رہتا، اور کبھی کبھی تو پوری رات کہ اسے چپ کروانا محال ہو جاتا

ناجانے کتنی منتوں کے بعد بہادر خان نے گلاب کو مان کو ہسپتال لیجانے کی اجازت دی تھی، اپنے بچے کو لیے ہسپتال گئی جہاں اسکے لیے ایک اور بری خبر موجود تھی

مان کو کینسر تھا، سٹیج تو ارلی تھی مگر اتنے سے بچے کے لیے وہ بہت تکلیف دہ تھا، ایک بار پھر کتنا روئی تھی وہ

مگر جیسے ہی بہادر خان کو یہ خبر ملی اس نے ہوا میں خبر اڑا دی، بھلا وہ کیوں اس پر اپنا پیسہ ضائع کرتا، کیا معلوم وہ بچتا یا نہیں، پیسہ خوا مخواہ ضائع ہو جاتا

اور وہ آخری دن تھا جب گلاب اپنے اندر بچی تھوڑی بہت عزت نفس بھی مار چکی تھی، بہادر خان کے قدموں میں گرے کتنی منتیں کی تھی اس نے

"ٹھیک ہے مگر یہ میرے گھر میں نہیں رہے گا، مجھے کوفت ہوتی اسکی موجودگی سے، ہم ویسے بھی پاکستان جا رہے ہیں، وہاں ایک اور فنیج میں اسکا علاج ہو گا، اس سے زیادہ کی امید مجھ سے مت رکھنا!" بہادر خان نے جواب دیا اور کمرے میں چلا گیا

اپنے بیٹے کو خود سے دور ہوتے سوچ کر گلاب کا دل پھٹ رہا تھا، مگر کم از کم وہ بہادر خان کے اعتاب سے تو بچا رہے گا، اچھا نا سہی کم از کم علاج تو ہو گا۔

\-------------

ایک گہرا سکوت چاروں اور چھایا ہوا تھا، زارون اور زینیہ دونوں کی نگاہیں زمین پر مرکوز تھی، جبکہ گلاب اپنے ہاتھ میں موجود خالی لکیروں کو گھورے جارہی تھی

"آپ نے بلکل ٹھیک کہاں زینیہ ہر انسان کی زندگی میں مشکلات آتی ہیں، مگر اسکا مطلب یہ نہیں کہ وہ دوسروں کو اسکا زمہ دار ٹھہرادے، واقعی میں کسی کا قصور نہیں!" دھیمی مسکان اور نم آنکھیں لیے وہ وہاں سے اٹھ کر واپس کمرے میں چلی گئی تھی

اب کی بار زینیہ کا دل چاہا تھا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے

"زارون!" اس نے کچھ کہنے کو لب کھولے جب زارون نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا

"ابھی نہیں زینیہ!" نفی میں سر ہلائے وہ وہاں سے اٹھ چکا تھا

ایک گہری سانس خارج کیے زینیہ نے بھی باہر کا راستہ ناپا تھا۔

غصے سے ناک پھلائے وہ ادھر ادھر چکر کاٹ رہا تھا، زارون نے ایک رات کے اندر اندر اسکا سارا کریئر ڈبو دیا تھا

مگر زارون کو کیسے معلوم ہوا کہ ویڈیو اس نے اپلوڈ کی ہے، یہ بات اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی

اسے بس ایک میسج موصول ہوا تھا"میری بیوی کا تماشہ بنانے والوں کا میں تماشہ بنا دیتا ہوں!"نام نہیں تھا مگر وہ جانتا تھا کہ وہ زارون ہی تھا

بیل کی آواز پر وہ چونک کر سوچ سے باہر نکلا اور دروازے کی جانب لپکا

"زینیہ تم؟"اسے حیرت کا جھٹکا لگا زینیہ کو دیکھ کر

"اچھا ہوا تم آگئی، دیکھو ذرا تمہارے اس کزن نے کیا کیا میرے ساتھ، میں نے تمہیں بتایا تھا نا کہ وہ اس گلاب کیا انگلیوں پر ناچنے لگا ہے، حرکتیں خود کی بیوی کی ٹھیک نہیں اور برباد دوسروں کو کر رہا ہے، اینڈ ڈیٹ بلڈی۔۔۔۔"اس سے پہلے رامش آگے کچھ بول پاتا ایک زوردار تھپڑ زینیہ نے اسکے منہ پر دے مارا

اپنے گال پر ہاتھ رکھے رامش نے غور سے زینیہ کو دیکھا جو سرخ آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی

یکدم رامش کی آنکھوں میں غصہ در آیا

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی !" زینیہ کو دونوں کندھوں سے تھامے اس نے درشتگی سے پوچھا

"یہ ہمت مجھے بہت پہلے کر لینی چاہیے تھی رامش بہادر خان نیازی !" وہ اسکا نام چباتے بولی

"تم اتنے گھٹیا ہو؟ اتنا گر سکتے ہو؟ میں نے نہیں سوچا تھا رامش، مجھے نفرت ہے تم سے اور تم سے زیادہ خود سے کہ میں نے تم جیسے شخص پر اپنا قیمتی وقت برباد کیا، اور جہاں تک بات ہے زارون کے کیے کی تو بہت اچھا کیا اس نے تمہارے ساتھ، تم اسی کے قابل ہو، تم اس قابل ہی نہیں کہ تم سے دوستی یا محبت کی جائے، مجھے نفرت ہے تم سے رامش، بے انتہا، بے حد !" وہ چلائی

"اور یہ جو تھپڑ تمہیں مارا ہے نا دل چاہتا ہے ایسے پانچ چھ تھپڑ خود کو ماروں اور تب تک

مارتی رہوں جب تک۔۔۔۔۔۔" وہ بول نہ پائی، الفاظ ختم چکے تھے

"آئی رئیلی ہیٹ یو رامش، تم اتنا گر جاؤ گے کبھی نہیں سوچا تھا!" سر نفی میں ہلائے وہ وہاں سے نکل چکی تھی

رامش کے دماغ میں اسکے الفاظ گونج رہے تھے، ایک چیخ کے ساتھ اس نے کانچ کا شو پیس اٹھا کر زور سے زمین پر دے مارا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"سو دس از مائی فل پروف پلین۔۔۔۔۔" وقار نے بہادر خان کو اپنا پلان سنایا جس پر بہادر خان نے مسکراتے ہوئے سر اثبات میں ہلا دیا

"مگر میرا ایک سوال ہے" شمس بولا

"کیا؟" سوال بہادر خان کی جانب سے آیا

"ہم دو الگ دنوں پر اور دو الگ ٹائم پر کیوں سمگلنگ کرے گے؟ پہلے کی طرح ایک ہی دن اور ایک ہی ٹائم پر کیوں نہیں؟" شمس نے سوال کیا

"کیا تمہارے دماغ پر کوئی چوٹ لگی ہے جو کام کرنا بند ہو گیا ہے؟" وقار کے سوال پر

شمس نے اسے گھورا

''آج کل آرمی پھر سے فارم میں آئی ہے، میرے کچھ جاننے والے ہیں ان میں، ہم پہلے تھوڑا سا مال سمگل کرے گے یہ جاننے کے لیے کہ وہ کس حد تک نظر رکھے ہوئے ہیں، اس کے بعد ہی باقی کا مال آگے ڈلیور ہو گا!'' وقار کی بات پر بہادر خان نے مسکرا کر اسے سراہا

''بھئی مان گئے وقار بہت کام کے بندے ہو تم!'' بہادر خان نے اسے داد دی جو اس نے سر خم کیے وصول کی، جبکہ شمس نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لی

بہادر خان کی سٹڈی سے نکلتے ہی عامر اپنے کمرے میں مسکراتا داخل ہوا جب اسکے موبائل پر ایک میسج موصول ہوا

''پلان بی پر عمل کرنے کا وقت آگیا ہے!'' بس اتنا سا میسج اور عامر کی مسکراہٹ کی جگہ سختی نے لے لی

''تمہارا اختتام قریب ہے نیازی!'' نفرت سے بولتا وہ زور سے دروازہ بند کیے واشروم میں داخل ہو گیا تھا۔

کمرے سے ملحقہ بالکونی میں بیٹھی وہ باہر آسمان پر چھائے کالے بادلوں کو دیکھ رہی تھی جب ڈھیلی چال چلتا زارون کمرے میں داخل ہوا

صبح سے انکا آمنا سامنا نہیں ہوا تھا، دونوں کا حال بے حال تھا، بنا کچھ کہے وہ بالکونی میں جا کر زمین پر گلاب کے سامنے جا بیٹھا

دونوں جانب خاموشی تھی، گہری خاموشی، مگر یہ خاموشی بھی اپنے اندر کتنے ہی جملے لیے ہوئی تھی، دونوں کی آنکھیں خالی تھی، اور زبان پر قفل

"آپ نے مجھے کیوں چھوڑا زارون؟ سب کہتے ہے کہ میں غازان انصاری کی بیٹی ہوں اسی لیے، مگر آپ کی زبان سے سننا چاہتی ہوں!" کچھ پل کی گہری خاموشی کے بعد گلاب نے شروعات کی

"میں نے تمہیں کبھی نہیں چھوڑا تھا گلاب!" زمین پر انگلی سے لکیریں کھینچتا وہ بولا

"تمہیں یاد ہے گلاب لندن میں ایک دن جب تم میرے فلیٹ پر آئی تھی تب میں نے بہت برے سے تم سے بات کی تھی!" زارون کی بات پر گلاب کو وہ دن یاد آیا اور اس

نے سر اثبات میں ہلایا

"ہاں آپ کے مام ڈیڈ کا ایکسیڈینٹ ہوا تھا اس دن!" گلاب تنفر سے بولتی رخ موڑ گئی

"وہ میری زندگی کا سب سے بدصورت دن تھا گلاب، اس دن میں نے اپنے ایک قریبی انسان کو کھویا تھا گلاب!" زارون کو یاد ہے وہ دن جب اس نے اپنے ایک ساتھی (صائمہ) کو کھویا تھا

"میں نے تم سے جھوٹ بولا گلاب، اپنی فیملی کے بارے میں سب کچھ جھوٹ بولا، ہاں یہ بات سچ ہے کہ مجھے تمہارے باپ سے نفرت ہے، یہ بھی سچ ہے کہ میری ماں کا قاتل میرا ہی باپ ہے، مگر وجہ غازان انصاری اور بہادر خان تھا گلاب"

"یہ سچ ہے گلاب کہ مجھے بدلا لینا تھا مگر تم سے نہیں، تمہارے باپ سے نہیں، صرف بہادر خان سے، میری جنگ اس سے تھی اور تم ناجانے کیسے اس میں شامل ہو گئی۔" وہ ہنسا

"صائمہ، وہ میری بہن کی طرح تھی گلاب جانتی ہو اس دن مجھے معلوم ہوا کہ اسکو قتل کر دیا گیا ہے اور قتل کرنے والا اور کوئی نہیں بلکہ بہادر خان تھا!"

"میں نے کبھی تمہیں نہیں چھوڑا تھا گلاب، مجھے تم سے شادی سے پہلے معلوم ہو گیا تھا کہ تم غازان انصاری کی بیٹی ہو، مگر پھر بھی میں تم سے شادی کرنے والا تھا"

"تو کیوں؟" گلاب فقط اتنا بول پائی

زارون نے آنکھیں بند کر لیں۔۔

اس دن میگی کے خلاصے کے بعد وہ کتنی ہی دیر سڑکوں پر گاڑی دوڑاتا رہا، اسکا دماغ شل ہو چکا تھا۔

"میرے دماغ میں گردش کرتے تمام سوالوں کے جواب اب تم مجھے دو گی گلاب، کیوں بولا جھوٹ، کیوں چھپائی اپنی پہچان!" زارون بڑبڑایا اور گاڑی ہسپتال کے راستے پر ڈالی مگر بیچ راہ میں پاکستان سے آنے والی کال نے اسکو جھنجھوڑ کر رکھ دیا

اسکا باپ اب نہیں رہا تھا، وہ مر گیا تھا، وہ جا چکا تھا

اس وقت زارون کے دماغ میں صرف ایک سوچ تھی، اسے پاکستان جانا تھا واپس، اپنے باپ کی میت کو کندھا دینے، وہ اس وقت بھول چکا تھا کہ دلہن کے جوڑے میں ملبوس وہ لڑکی آنکھوں میں کتنے ہی خواب لیے اسکی راہ تک رہی تھی

پاکستان آتے ہی ایک اور بری خبر اسکی منتظر تھی،اسکی تمام ٹیم ختم ہو چکی تھی،وہاج، زاویار،کرن۔۔۔۔۔۔۔۔کوئی نہیں بچا تھا،وہ فیکٹری راکھ کا ایک ڈھیر بن چکی تھی، مگر عامر غائب تھا اور کہاں تھا؟اسے کچھ معلوم نہیں تھا

نجانے کتنے ماہ وہ خوار ہوا تھا اور آخر کار اس نے عامر کو ڈھونڈ لیا تھا،جو رستم اور وجدان کے بہترین دوست کاشان کا بیٹا تھا۔

آخر کار اس نے عامر کو ڈھونڈ ہی لیا تھا اور اس وقت وہ احان کے ساتھ اپنے محسن کے گھر بیٹھا تھا عامر کو لینے کے لیے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"عامر چلے؟"زارون کے سوال پر عامر نے سر اثبات میں ہلایا

"بھائی ایک منٹ!"اس سے پہلے وہ دہلیز پار کرتے عامر بھاگتا ہوا پریشے کے سامنے جا کھڑا ہوا

"میری مدد کرنے کے لیے شکریہ پریشے،تم ایک اچھی لڑکی ہو!"عامر مسکرا کر بولا جبکہ زارون کے قدم اپنی جگہ پر جم گئے

"تم ایک اچھی لڑکی ہو گلاب!"ایک جملہ اسکے کانوں میں گونجا

"گلاب؟" اسکے لب ہلے

"یاخدایا!" وہ ہڑبڑا کر رہ گیا

وہ پوری رات زارون کی آنکھوں میں کٹی تھی، وہ کیسے بھول سکتا تھا اسے، وہ اسکا انتظار کررہی ہوگی، کتنا انتظار کیا ہوگا اس نے زارون کا، زارون نے جلدی سے موبائل میں اپنے لندن کی سم ڈالی تھی، جس پر ڈھیر ساری مسکالز اسے موصول ہوئیں تھی

"گلاب!" اس نے بے اختیار اپنا سر تھاما

مگر یہ وقت رونے کا نہیں تھا، اگلے ہی دن لندن کی فلائیٹ کروائے وہ وہاں موجود تھا مگر اسے کچھ معلوم نہ ہوسکا، گلاب کے ساتھ ساتھ آمنہ اور مائیک بھی غائب تھے۔

اس نے کئی ماہ کسی کی بھی نظر میں آئے بنا گلاب کو تلاشہ مگر لاحاصل، مگر زارون کو اس دن اپنا سانس جاتا محسوس ہوا جب اسے مائیک کے قتل کے بابت معلوم ہوا، یہ قتل بھی اکتیس دسمبر کی رات ہوا تھا

زارون نے غازان کے بارے میں جاننا چاہا مگر کچھ نہیں ملا، یوں جیسے کوئی ہو ہی نا۔

گلاب کا وجود ایک سوالیہ نشان بن گیا تھا زارون کے لیے، مایوس سا وہ پاکستان لوٹ آیا

تھا، مگراس بار وہ دل وہی چھوڑآیا تھا،اس کے بعد ایسا ایک دن بھی نہیں تھا جب زارون شیخ نے گلاب انصاری کی یاد میں نہ گزارا ہو!

نیندیں زارون شیخ پر حرام ہوچکی تھی، بہادر خان سے بدلا لینے کا جنون مزید بڑھ چکا تھا مگراب ایک خامی،ایک خلش سی پیدا ہو گئی تھی زندگی میں، جو صرف گلاب انصاری پورا کرسکتی تھی۔

"میں نے تمہیں کبھی بھی نہیں چھوڑا تھا گلاب!"زارون نے گہری سانس خارج کی

"مگر آپ مجھے بھول گئے تھے۔"گلاب نے سر جھکائے دھیمی آواز میں شکوہ کیا

"اسکا ملال مجھے تمام عمر رہے گا"زارون نے مجرموں کی طرح جرم قبول کیا

"آپ کا ملال میرے زخموں کی دوا نہیں"گلاب نے برجستہ جواب دیا

کچھ پل کی خاموشی کے بعد وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور کمرے میں داخل ہوا جب گلاب بھی اسکے پیچھے ہی اندر آئی

"مجھے ماں سے ملنا ہے!"وہ زارون کی پشت کو تکتے بولی

واشروم میں جاتے زارون کے قدم رکے

''ابھی نہیں!'' وہ دھیمی آواز میں بولا

گلاب نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لی

''مجھے میرے بیٹے سے ملنا ہے ابھی اور اسی وقت'' زارون کے سامنے کھڑی وہ اب ٹھوس لہجے میں بولی

''میں نے کہا نا گلاب ابھی نہیں، ابھی صحیح وقت نہیں ہے'' زارون نے اسے سمجھانا چاہا

''کیا مطلب ہے ابھی صحیح وقت نہیں؟ کیا مطلب ہے اس بات کا؟ پانچ ماہ! پانچ ماہ ہو چکے ہیں مجھے میرے بیٹے سے ملے، اور ابھی بھی صحیح وقت نہیں آیا!'' زارون کے کالر کو تھامتی وہ غصے سے چلائی

''گلاب!'' زارون نے اسکے ہاتھوں کو پکڑا اور تنبیہی انداز میں دیکھا

''زارون پلیز!'' اسکی آنکھیں پھر سے نم ہو گئی تھی

''صرف ایک بار زارون، ایٹ لیسٹ اسکی آواز ہی سنا دو؟ مجھے اتنا ہی بتا دو وہ کہاں ہے؟ کیسا ہے؟ اسکا ٹریٹمینٹ زارون، پلیز!!'' زارون نے ایک سانس اندر کھینچی اور گلاب

کو اپنے سینے سے لگایا

"صحیح وقت کا انتظار کرو گلاب!" زارون اسے گلے سے لگائے بولا

ایک بار پھر گلاب کا غصہ سوا نیزے پر پہنچ گیا اور وہ زارون کی گرفت میں مچلنے لگی

"تم جھوٹے ہو زارون، جھوٹ بولتے ہو، ہر بار، بات بات پر، تم نے کہاں گلاب یہ کرومان سے ملواؤں گا، وہ کرومان سے بات کرواؤں گا، مگر تم جھوٹے ہو زارون"

"گلاب۔۔۔۔۔۔۔"

"میں اب نہیں رہوں گی یہاں، چلی جاؤں گی یہاں سے، ہاں نہیں رہوں گی یہاں!" خود سے بولتی وہ زارون سے کی گرفت سے آزاد ہونے کی کوشش کرنے لگی، اسکی بات سن کر زارون کی گرفت اس پر مزید سخت ہو گئی

"آہ!!" ایک سسکی گلاب کے لبوں سے نکلی جبکہ زارون کو اپنی انگلیاں نم محسوس ہوئیں۔

"چچ۔۔۔ چھوڑو!" گلاب تکلیف سے سسکتی بولی

زارون نے گلاب کو ایکدم خود سے دور کیا اور اپنی انگلیوں کو دیکھا جن پر ہلکا لال رنگ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

موجود تھا

"یہ کیا؟" زارون نے اپنی انگلیوں کو دیکھ کر بڑبڑایا

اس نے گلاب کو دیکھا جو وہاں سے بھاگنے کو پر تول رہی تھی، اس سے پہلے گلاب وہاں سے نکل پاتی زارون نے اسکے بازو کو تھاما اور اپنی انگلیاں اسکے سامنے کی

"یہ کیا ہے گلاب؟" اب کی بار زارون کا لہجہ کسی بھی نرمی سے عاری تھا

"کچھ نہیں میرا راستہ چھوڑے" گلاب نے نظریں چرائے جواب دیا

"آخری بار پوچھ رہا ہوں گلاب یہ کیا ہے؟"

"میں بھی آخری بار ہی بول رہی ہوں، کچھ نہیں!" ایک ایک حرف پر دباؤ ڈالے گلاب نے بھی اسی کے انداز میں جواب دیا

"تو تم ایسے نہیں بتاؤں گی ٹھیک" زارون نے سمجھتے ہوئے سر اثبات میں ہلایا اور گلاب کا بازو چھوڑ دیا، گلاب نے ابھی سکھ کا سانس لیا ہی تھا کہ زارون نے دوبارہ اسے کہنی سے پکڑا اور گھسیٹتا ہوا بیڈ پر لایا

اس سے پہلے گلاب کچھ سمجھ پاتی اسکے دونوں بازوؤں کو پیٹھ کی جانب لائے زارون

انہیں اس کے ڈوپٹے سے باندھ چکا تھا

"یہ، یہ کیا بد تمیزی ہے زارون، میرے ہاتھ کھولیے!" گلاب چیخی

"بد تمیزی میں نے ابھی شروع کہاں کی ہے؟ اور مجھے مجبور بھی مت کرنا گلاب، ورنہ اچھا نہیں ہو گا!" گلاب کے کان میں پھسپھساتے اس نے کمیز پیچھے سے تھوڑی اوپر کو اٹھائی جبکہ گلاب نے اسکی گرفت میں مچلنا شروع کر دیا

"ایک اور غلط حرکت گلاب اور زندگی بھر مان سے ملنے کو ترسوں گی تم!" زارون کی دھمکی کارآمد ثابت ہوئی اور گلاب کی مزحمت ختم ہو گئی تھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آپ سے اور امید بھی کیا کی جاسکتی ہے!" وہ سر جھٹکے بولی

"مجھ سے امیدیں رکھنا شروع کر دی تم نے؟ اسکا مطلب ہمارا رشتہ آگے چل سکتا ہے!" زارون مسکرایا اور کمیز کو تھوڑا اور اوپر اٹھایا

"زارون!" گلاب ہکلائی

زارون نے آنکھیں پھیلائے اسکی پیٹھ کو دیکھا جو کئی زخموں سے بھری ہوئی تھی، نئے پرانے تمام زخم، کچھ بہت گہرے تو کچھ ہلکے، کئی جگہ تو تازہ چھوٹے چھوٹے کٹ بھی

تھے، صاف معلوم ہو رہا تھا جیسے خود کو تکلیف دی گئی ہو

''یہ کیا ہے گلاب؟'' اب کی بار زارون کی آواز کسی سرگوشی سے زیادہ نہ تھی

''زارون پلیز میں ان کمپر ٹیبل محسوس کر رہی ہوں!'' گلاب سر جھکائے بولی

اسکے ہاتھ کھولے اور کمیز ٹھیک کرتا وہ اٹھ کر صوفہ پر بیٹھ چکا تھا اور سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا تھا

گلاب نے اپنے کلائیوں کو درد کم کرنے کے لیے مسلنا شروع کر دیا تھا

''کیوں؟'' اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے اس نے بے بسی سے گلاب سے سوال کیا

گلاب خاموش رہی، نظریں جھکی ہوئیں تھی۔

''یو نو واٹ، لیو اٹ!'' سر نفی میں ہلائے وہ کمرے سے باہر نکل چکا تھا اور دروازہ اس قدم زور سے بند کیا کہ گلاب کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہوا

آدھی رات کو وہ اجڑی حالت میں دوبارہ کمرے میں داخل ہوا تھا، نجانے کہاں کہاں کی خاک چھانی تھی اس نے

زیرو بلب کی روشنی میں اس نے گلاب کو سوتے پایا، جو الٹی سوئی ہوئی تھی، زاروں نے آج غور کی تھی کہ گلاب زیادہ تر الٹی سوتی تھی، ایک بار پھر قدم اسکی جانب اپنے آپ اٹھ گئے تھے

بیڈ کے کنارے پر ٹکا وہ اسکے چہرے کو مسلسل نظروں میں رکھے ہوئے تھا

جب جب اسے زندگی میں سب کچھ ٹھیک ہوتا محسوس ہوتا، تب تب زندگی مزید الجھ جاتی، وہ اب تھکنے لگا تھا، تھوڑا سا سکون، تھوڑا آرام چاہیے تھا اسے

بالوں میں ہاتھ پھیرے وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور واشروم سے آئنٹمینٹ لیکر وہ اب نہایت آرام سے گلاب کے زخموں پر وہ آئنٹمنٹ لگانے میں مصروف تھا، مگر گلاب نے زرا حرکت نہ کی، زاروں کو تشویش ہوئی، اس سے پہلے وہ گلاب کا بخار چیک کرتا اسے سائڈ ٹیبل پر کچھ چمکتا محسوس ہوا، زاروں نے غور کی تو وہ نیند کی گولیوں کی ڈبی تھی جس پر سلور کلر میں لو گو لگا ہوا تھا، ڈبی اسی جگہ رکھے وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور واشروم میں فریش ہونے کی نیت سے چلا گیا

واشروم سے فریش ہو کر وہ بیڈ کی جانب بڑھا اور اپنی جگہ پر لیٹے گلاب کا سر اپنے سینے پر رکھ لیا، چپ چاپ اسکے بالوں میں ہاتھ چلانے لگا وہ، جبکہ نظریں چھت کو گھورے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جارہیں تھی۔

''اپنی الٹی گنتی گننا شروع کردوں نیازی تمہارا وقت اب قریب آچکا ہے!''

گلاب کے بالوں میں ہاتھ چلاتا وہ خود بھی نیند کی وادی میں گم ہوچکا تھا

''میم پلیز،آپ ایسے اندر نہیں جاسکتی، سر نے کسی کو بھی اندر آنے سے منع کیا ہے، میم میری جاب چلی جائے گی!''پی۔اے کب سے اسکے پیچھے چلتی اسکی منتیں کررہی تھی، مگر وہ ان سب سے لاتعلق چھ انچ کی ہیل پہنے بھی نہایت کانفیڈینس سے قدم اٹھاتی زارون کے کیبین میں داخل ہوئی اور ایک جھٹکے سے دروازہ کھولا

زارون نے سرعت سے سر اوپر اٹھایا جبکہ پی۔اے بھی ہانپتی کانپتی اسکے پیچھے اندر آئی

''سروہ۔۔۔۔۔''اس سے پہلے پی۔اے کچھ بولتی زارون نے اسے جانے کا اشارہ دیا

اور دوبارہ وہاں موجود انسان کی جانب متوجہ ہوا

''زارون رستم شیخ کیا میں جان سکتی ہوں کہ تم یہ کیا کرتے پھیر رہے ہو؟ میں صرف کچھ عرصہ کے لیے کینیڈا کیا گئی تم نے پیچھے سے اس بہادر خان کی بیوی سے شادی

کر لی؟آر یو آؤٹ آف یور مائنڈ؟"اسکے سر پر کھڑی وہ غصے سے آگ بگولا ہوتے چلائی

"ریلیکس! زیادہ غصہ تمہارے لیے ٹھیک نہیں ہے، تمہاری سکن پر رنکلز آجائے گے!"زارون نے مسکرا کر پانی کا گلاس اسکی جانب بڑھایا، جسے اس نے تھام کر زور سے ٹیبل پر پٹخ دیا

"میرے سوال کا جواب دو زارون، تمہاری اس حرکت کو میں کیا سمجھوں؟اور دانیال کیا اسے معلوم ہے کہ تم کیا گل کھلا چکے ہو؟"دونوں ہاتھ ٹیبل پر مارے وہ چلائی

"میں نے کہاں نا ریلیکس ہو جاؤں تو پھر کیوں اتنی ہائپر ہو رہی ہو تم؟اور ہاں دانیال جانتا ہے سب!"زارون نے مطمئن لہجے میں جواب دیا اور فائل پر سائن کیے

"اس سے شادی کرنے کی وجہ؟کیا پاگل ہو گئے ہو؟وہ بہادر خان کی بیوی۔۔۔۔۔۔۔"

"وہ بہادر خان کی بیوی نہیں، بلکہ زارون کی گلاب ہے، جسے اس نے حاصل کر لیا!" زارون نے اسکی بات بیچ میں کاٹی جب سامنے موجود شخص نے سکون کی سانس خارج کی اور کرسی پر بیٹھی

"ویٹ آمنٹ تمہاری گلاب بہادر خان کی بیوی؟ واٹ از دس؟" اس نے زارون کو گھورا

"کافی لمبی کہانی ہے فرصت میں سناؤں گا، تم بتاؤں ٹرپ کیسا رہا مس جگنو؟" زارون نے مسکرا کر سوال کیا

"اچھا رہا، مگر تھکا دینے والا! خیر وہ سب چھوڑو آگے کا کیا پلان ہے؟ بہادر خان کو اب میں مزید برداشت نہیں کر سکتی زارون!" جگنو غصے سے بولی

"پرسکون رہو جگنو، میرا ٹارگٹ صرف بہادر خان ہے جبکہ تمہارا ٹارگٹ سلطان بھی ہے، فلحال سلطان بہادر خان کے ساتھ کونٹیکٹ میں نہیں ہے" زارون نے اسے جواب دیتے دو کافی آرڈر کی

"ویسے یہ بہادر خان کو تم نے الیکشنز لڑنے سے کیسے روکا؟" کافی کا ایک گھونٹ بھرے جگنو نے حیرت سے سوال کیا

"تم نے زارون رستم شیخ کو کافی ہلکا لے لیا ہے جگنو، میں نے کہاں تھا نا کہ اس بار بہادر خان الیکشنز میں نہیں کھڑا ہو گا، وہ اس بار تو کیا اب تو کبھی بھی کھڑا ہونے کے قابل

نہیں رہے گا!‘‘زارون نے غصے سے دانت پیسے

’’خیر وہ سب چھوڑو تمہارے کیپٹین کا کیا حال ہے؟‘‘زارون نے اسے چھیڑا

’’خبردار جو اسکو مجھ سے جوڑنے کی کوشش کی،نہ تو وہ میرا ہے اور نہ ہی مجھے اسے اپنا بنانے میں کوئی انٹرسٹ ہے‘‘ جگنو آگ بگولا ہوئی

’’اوکے اوکے فائن بھئی نہیں کہتا کچھ!‘‘زارون نے دونوں ہاتھ اٹھائے

’’ویسے بتاؤں تو سہی یہ زارون کی گلاب،بہادر خان کی بیوی کیسے؟‘‘ جگنو نے اشتیاق سے پوچھا

’’کہاں نا بہت لمبی کہانی ہے کبھی فرصت میں بتاؤں گا،ابھی نہیں‘‘زارون لیپ ٹاپ پر ٹائپنگ کرتے بولا

’’ہاں تو میں فری ہوں!‘‘ جگنو نے مزے سے کندھے اچکائے

’’نظر آرہا ہے،مگر میں فری نہیں،ایک چھوٹی سی گیٹ ٹو گیدر رہے آج،اس سے پہلے وہ سب آئے تم جاؤ۔میں نہیں چاہتا کسی کو بھی معلوم ہو تمہارے بارے میں!‘‘زارون مصروف انداز میں بولا

''مہمان کون ہے؟'' جگنو نے ایک ابرو اچکائی

''رامش بہادر خان نیازی'' زارون کی آنکھیں چمک اٹھی

''اولالا'' جگنو کے ہنسنے پر زارون بھی ہنس دیا۔

''تم کیا نئی گیم کھیلنا چاہتے ہو زارون، آخر کیوں بلایا ہو گا تم نے مجھے اپنے آفس؟''
ڈرائیونگ کرتے رامش کے دماغ میں ہزار سوچ آئے جا رہیں تھی۔

پارکنگ میں گاڑی پارک کرتا وہ اپنی اپائنٹمنیٹ کا بتاتا زارون کے آفس کی جانب بڑھا

دروازہ ناک کیے وہ اندر داخل ہوا جہاں زارون کے علاوہ زینیہ، عامر اور پریشے بھی موجود تھے

''تم نے مجھے بلایا؟'' رامش نے اندر داخل ہوتے پوچھا

''اوہ آیئے آیئے رامش صاحب، معلوم ہوا ہے کہ آجکل آپ کوئی ''پردہ فاش'' ٹائپ جیسا پروگرام کرنے میں مصروف ہے، بھئی اوروں کی بیویوں کا سچ دنیا میں سامنے لا رہے ہے؟'' زارون نے اسے دیکھتے ہی میٹھا سا طنز کیا جس پر عامر اور پریشے مسکرا

دیے، زینیہ نے ایک غلط نگاہ تک اس پر نہ ڈالی

"مجھے یہاں بلانے کا مقصد کیا ہے زارون شیخ؟ صاف صاف بات کرو!" رامش کو اسکا انداز ایک آنکھ نہ بھایا تھا

"عامر!" زارون کے اشارے پر عامر اپنی کرسی سے اٹھا جہاں زارون نے رامش کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا

"اب بولو کیا بات ہے جو بہت ضروری ہے؟" رامش زارون کے سامنے بیٹھتا بولا

"آج سے پانچ سال پہلے، اکتیس دسمبر شام ساڑھے تین سے چار کے درمیان تمہاری فیملی کا مرڈر ہوا تھا، کچھ چور چوری کی نیت سے گھر میں داخل ہوئے اور قاتل بن کر چلے گئے!" زارون نے بات شروع کی

"اس بات کا مقصد؟" رامش کو سمجھ نہیں آئی

"گھر میں ایک بھی نوکر موجود نہیں تھا، سب نوکر انیکسی میں تھے آرام کر رہے، صرف تمہاری ماں اور تمہارا بھائی تھے گھر پر، ایم آئی رائٹ؟" زارون نے بات دوبارہ جاری رکھی

"ویسے کتنی عجیب بات ہے نارا مش کہ ایک امیر کبیر بزنس مین جس کا گھر ہر وقت آٹھ دس گارڈز کی موجودگی میں پروٹیکشن میں ہوتا ہے، وہاں اجالے میں دو عام سے چور لٹیرے آئے اور کتنی آسانی سے قتل کر کے فرار ہو گئے اور تو اور کچھ چوری بھی نہیں کیا؟" زارون مسکرایا

"اس سب بکواس کا مطلب؟" رامش ابھی بھی کچھ نہ سمجھا

"عامر زرا رامش صاحب کو ویڈیو تو دکھائی جائے!" زارون کے بولتے ہی عامر نے ٹیب سے ایک ویڈیو نکالی اور رامش کے سامنے کی۔

جوں جوں رامش وہ ویڈیو دیکھتا گیا اسکی آنکھیں پھیلتی گئیں۔

"سچ تو یہ ہے رامش کہ اس دن صرف انیکسی میں دو نوکر موجود تھے، جنہوں نے گولیاں چلنے کی آواز صاف سنی تھی، اور وہ تمام گارڈز غائب تھے جن کی ڈیوٹی ہوتی تھی، اور دیکھو تو زرا وہ چور آئے تو چوری کو تھے مگر صرف انہوں نے قتل کیا جیسے یہی ان کا ٹارگٹ تھا!"

"یہ۔۔۔یہ سب؟" رامش سے کچھ بولا نہیں گیا

"تمہاری ماں اور تمہارے بھائی کا مرڈر چوری کی وجہ سے نہیں ہوا تھا رامش، یہ ایک پلینڈ مرڈر تھا، سوچی سمجھی چال، اگر یہ سب ایک اتفاق ایک حادثہ ہوتا تو وہ چور تب ہی بھاگ جاتے جب انہوں نے تمہاری ما م کو مارا تھا مگر نہیں وہ شیر کے پیچھے کمرے تک گئے، اسے مار کر فرار ہوئے، اب اسے کیا سمجھا جائے رامش؟"

"ویسے تمہارا گھر کیا ساؤنڈ پروف ہے؟" زارون کے سوال پر رامش نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر سر نفی میں ہلایا

"اوہ آئی سی! وہ کیا ہے ناکہ گھر میں گولیاں چلنے کی آواز گونجی مگر ایک بھی نوکر نے آکر دیکھنے کی زحمت نہیں کی!" زارون خاموش ہوا

"ویسے اپنی فیملی کے قاتل سے ملنا نہیں چاہو گے؟" زارون نے دوبارہ سوال کیا

"کون ہے وہ؟" رامش ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا

"ایزی رامش صاحب، ایزی! عامر نیکسٹ کلپ پلیز!" زارون کی بات پر عامر نے رامش کو ایک اور کلپ دکھایا جس میں وہ اور بہادر خان موجود تھے

بہادر خان نشے میں دھت اس بات کا اعتراف کر رہا تھا کہ کیسے اس نے گلاب کی خاطر

اپنی بیوی اور بیٹے کو مار دیا اور پھر کیسے اس نے گلاب سے اپنے ٹھکرائے جانے کا بدلا لیا

رامش کو اپنے پیروں تلے زمین کھسکتی محسوس ہو رہی تھی

"تمہارا باپ ایک قاتل، ایک زانی، جواری، وحشی درندہ ہے رامش خان نیازی!" اب کی بار زینیہ بولی تھی

"اور یہ رہا اسکے کالے کرتوتوں کا اعمال نامہ" اس نے رامش کو دیکھے بنا اسکی جانب ایک فائل اچھالی جس میں بہادر خان نے آج تک کتنے قتل، کتنے ریپ کیے، کتنے لوگوں کی جائیداد کھائی، کتنوں کا حق مارا سب کچھ درج تھا۔

"تمہاری ماں انکی ڈیتھ گولی لگنے سے نہیں ہوئی تھی رامش، ان میں ابھی تھوڑی بہت جان باقی تھی، انکی موت گلہ دبانے سے ہوئی اور ان سب کا ماسٹر مائنڈ کوئی اور نہیں بہادر خان نیازی تھا! میرے پاس صرف کاغذی نہیں ثبوت نہیں بلکہ گواہ بھی موجود ہیں رامش، چاہو تو ملوا سکتا ہوں تمہیں ان سے۔" رامش ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا تھا زارون کو آگے کچھ بھی بولنے سے روکنے کا اشارہ کرتے وہ فائل ہاتھ میں تھامے، ڈگمگاتے قدموں کے ساتھ کیبین سے باہر نکلا تھا، اسے آس پاس کی تمام آوازیں آنا بند ہو گئی تھی، دماغ میں بس بہادر خان کا ایک جملہ گونج رہا تھا

"وہ بیوی، بیٹا کم سر درد زیادہ بن گئے تھے، بوجھ بن گئے تھے مجھ پر، اسی لیے مار دیا!"

کوئی انسان اتنا کیسے گر سکتا ہے؟ اپنی بیوی، اپنے بیٹے کو کوئی کیسے مار سکتا ہے؟ اپنی بیوی بیٹے کے ساتھ ساتھ اس نے نجانے کتنی زندگیاں برباد کی تھی

"بھائی مجھے ٹینشن ہو رہی ہے، یہ کچھ کر نہ لے؟" پریشے فکر مندی سے بولی

"فکر مت کرو بہادر خان کا خون ہے یہ اتنی جلدی کچھ نہیں ہو گا اسے!" زینیہ نے تنفر سے سر جھٹکا

"ویسے بھائی ہمارے پاس بہادر خان کا کنفیشن تو ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کے تمام غلط کاموں کی فائل بھی تو اسکا چیپٹر کلوز کیوں نہیں کر دیتے ہم؟" عامر نے سوال کیا

"نہیں عامر ابھی وقت نہیں آیا، بہادر خان کی سزا قانون نہیں بلکہ ہم طہ کرے گے، ویسے فیصل بخت کا کیا بنا؟ اسکی بیوی کے بارے میں کچھ معلوم ہوا؟" زارون نے جواب کے ساتھ ہی سوال کر ڈالا

"نہیں بھائی، وہ انسان بہت شاطر ہے، اسکی بیوی کے بارے میں کچھ بھی نہیں ملا، بہت سے لوگوں کو تو علم بھی نہیں کہ اسکی کوئی بیوی بھی تھی، مشکل ہے مگر نا ممکن

نہیں، کچھ وقت مزید درکار ہے!" عامر نے فوراً وضاحت پیش کی

"اللہ تمہیں کامیاب کرے عامر!" زینیہ مسکرائی

"آمین زینیہ باجی! اللہ ہم سب کو کامیاب کرے!" عامر مسکرایا

رات ہونے کو آئی تھی مگر زارون ابھی تک گھر نہیں آیا تھا، لان میں جھولے پر بیٹھی وہ ہاتھ میں چائے کا کپ تھامے خالی آسمان کو گھورے جارہی تھی جب کوئی اسکے برابر میں آبیٹھا

کچھ پل خاموشی کی نذر ہوئے، زینیہ نے غور سے اپنے ساتھ بیٹھی گلاب کو دیکھا جو خوبصورتی میں اسکے زرا بھی مدمقابل نہ تھی، یا شائد بہادر خان نے اسے اب خوبصورت نہیں رہنے دیا تھا

آفس سے نکلنے کے بعد زینیہ خود کو کافی اکیلا محسوس کررہی تھی، وہ یونہی بے دھیانی میں گاڑی چلائے جارہی تھی جب گاڑی زارون کے گھر کے باہر آکر رکی، وہ یہاں کیوں آئی تھی اسے خود بھی معلوم نہیں تھا، مگر اب گلاب کو دیکھ کر اسکا دل چاہا تھا گلاب سے

بات کرنے کو، ڈھیر ساری باتیں۔

”کیا تمہیں مردوں سے نفرت ہے گلاب؟“ زینیہ نے بات شروع کی

”نہیں!“ گلاب نے سر نفی میں ہلایا

”کیوں؟ حالانکہ جو بہادر خان نے کیا اسکے بعد تو تمہیں کرنی چاہیے تھی، جیسے مجھے ہونے لگ گئی ہے!“ زینیہ نے چونک کر سوال کیا

”بہادر خان مرد تھوڑی نہ تھا!“ گلاب دھیما سا مسکرائی

”مرد ایسے تھوڑی نہ ہوتے ہیں، مرد تو محبت، حفاظت، اعتماد اور بھروسے کا دوسرا نام ہے، بہادر خان مرد نہیں ہے، وہ تو مرد کے نام پر ایک دھبہ ہے، جیسے مہربانو تھی، وہ عورت عورت کہلانے کے لائق نہیں جو اپنے شوہر کی جگہ کسی اور مرد کو دے دے“ گلاب نے دھیمے لہجے میں جواب دیا

”بہادر خان مرد نہیں تھا زینیہ، اگر آپ بہادر خان جیسے انسان کو وجہ بنا کر مردوں سے نفرت کرنا شروع کر دے تو یہ انتہائی فضول لاجک ہوگا، جانتی ہے مرد کیسے ہوتے ہیں؟“ گلاب رکی

"کیسے ؟"زینیہ نے اشتیاق سے پوچھا

"وجدان انکل جیسے، جو دوسروں کی بیٹیوں کی اتنی ہی عزت کرتے ہے جتنی اپنی بیٹی کی، عامر جیسے جو تمام عورتوں کو ان کے رشتے کے حساب سے عزت دیتے ہیں، اور زا۔۔۔۔"وہ بولتے بولتے رکی

"اور زارون؟"زینیہ نے مسکرا کر پوچھنا چاہا

"کچھ نہیں!"اس نے سر نفی میں ہلایا، چہرے پر موجود مسکراہٹ اب غائب ہو چکی تھی

"دیکھو گلاب میں جانتی ہوں جو ہوا وہ بہت برا تھا، نہیں ہونا چاہیے تھا، مگر اب جو ہو رہا ہے اسے ہونے دو، زارون جو بھی کر رہا ہے وہ ٹھیک ہے، تمہارے لیے کر رہا ہے، اسے موقع دو، غلط مت سمجھو!"زینیہ نے اسے سمجھانا چاہا

"ہمم۔۔۔۔۔۔"گلاب نے کوئی جواب نہ دیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"کیسے ہو زارون اور گلاب کیسی ہے؟"احان نے ویڈیو کال پر مسکرا کر پوچھا

"سب ٹھیک ہے تم سناؤ؟"زارون مدھم سا مسکرایا

"کیا ہوا زارون تم ٹھیک نہیں لگ رہے؟"احان کو یشویش ہوئی

"گلاب! وہ مان سے ملنا چاہتی ہے، بہت زور دے رہی ہے معلوم نہیں کب تک روک سکوں گا اسے!"زارون نے گہری سانس خارج کی

"خیر وہ سب چھوڑو یہ بتاؤ تم سب وہاں ٹھیک ہو اور مان وہ ٹھیک ہے؟"زارون نے فکر مندی سے پوچھا

"بلکل ٹھیک ہے اور یہ میرے سامنے ہی بیٹھا ہے، اپنے ڈیڈ سے بات کرنے کو بیتاب ہے!"احان نے مسکرا کر جواب دیا تو زارون بھی مسکرا دیا

"اچھا بات کرواؤ!"زارون کے بولنے پر احان نے کیمرہ مان کی جانب کیا جو کمزور سا، لاغر سا وجود لیے شایان کے ساتھ بیٹھا کھیل رہا تھا

"مان!"زارون کی آواز پر وہ چونکا اور سر اٹھائے سکرین کی جانب دیکھا

چار سو چالیس والٹ کی مسکراہٹ اسکے لبوں کو چھو گئی

"بابا!"وہ خوشی سے جھومتا سکرین کی جانب بھاگا

"آرام سے!" زارون نے تنبیہ کی

"بابا۔۔۔" اسنے سکرین کو دونوں ہاتھوں سے تھام لیا

"کیس ہے میرا بیٹا؟" زارون نے مسکرا کر پوچھا جس پر مان کی باتوں کا نا رکنے والا سلسلہ شروع ہو چکا تھا جسے زارون نہایت آرام سے اور غور سے سن رہا تھا، حالانکہ اسکی آدھی سے زیادہ باتیں زارون کو اسکی توتلی زبان کی وجہ سے سمجھ نہیں آئی تھی مگر اس نے نہایت سکون سے اسے سنا تھا

"بابا!" مان نے کچھ سوچتے اسے پکارا

"جی؟" زارون نے محبت سے پوچھا

"بابا، ماما" وہ زرا سی اداسی سے بولا اور نظریں جھکالی

"ہے بریواد ھر دیکھو بابا کو! آپ کو معلوم ہے نا کہ ماما سے ابھی نہیں مل سکتے، ورنہ سرپرائیز کا کیا؟" زارون کے سوال پر مان نے زور وشور سے سر ہلایا

"اچھا احان چاچو کو بلاؤ!" زارون کے بولتے ہی احان سامنے آیا اور مان کو اٹھا کر گود میں بٹھالیا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ٹریٹمینٹ کا کیا بنا احان؟" زارون نے سیریس انداز میں سوال کیا

"نیکسٹ منڈے کو پہلا سیشن ہے زارون، دعا کرنا!" احان نے جواب دیا، مان احان کی گود میں مچلنے لگا جس پر احان نے اسے نیچے اتارا اور وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتا شایان کے پاس جا بیٹھا

"مجھے تو اس بہادر خان پر غصہ آرہا ہے، بھلا کوئی اپنی اولاد کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتا ہے" احان نے سر جھٹکا

"کچھ لوگ ہوتے ہیں اس قسم کے بھی دنیا میں بھی، جو اپنی ہی اولاد کو مرنے دیتے ہیں" زارون نے افسوس سے سر نفی میں ہلایا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تمہارا بہت شکریہ میرے دوست، تم نے اس مشکل گھڑی میں میرا ساتھ دیا، حالانکہ بھابھی کی کنڈیشن ایسی نہیں تھی، پھر بھی۔۔۔۔۔ تمہارا بہت شکریہ!" زارون مشکور لہجے میں بولا

"ارے یار اب اتنے بھی فارمل مت ہو، مان تمہارا بیٹا ہے، میرے لیے اہمیت رکھتا ہے وہ، فکر مت کرو، ہم یہاں ہے نا اسکی دیکھ بھال کے لیے!" احان کی بات پر وہ مسکرا دیا

اور پھر چند ادھر ادھر کی باتیں کر کے اس نے کال کاٹ دی تھی

"تم کتنا گرو گے بہادر خان؟" زارون نے خود سے سوال کیا

وہ گلاب کے بتانے سے پہلے ہی جانتا تھا کہ ماں کو کینسر تھا مگر اور فنیج میں اسکا کسی قسم کا کوئی علاج نہیں چل رہا تھا، یقینی طور پر گلاب کو بہادر خان نے بیوقوف بنایا تھا کہ وہ ماں کا علاج کروا رہا ہے، زارون نے اپنی شادی کے فوراً بعد ماں کو احان اور بسمل کے ساتھ باہر علاج کے لیے روانہ کر دیا تھا، بر وقت علاج نہ کروانے کی وجہ سے ماں کی طبیعت مزید خراب رہنے لگ گئی تھی، اسی لیے زارون گلاب کو ماں کے بارے میں کچھ بھی بتانے سے اجتناب کر رہا تھا، اب جبکہ وہ جان چکا تھا کہ گلاب دماغی طور پر کتنی اپسیٹ ہے اور وہ زندگی کے کس دور سے گزر رہی ہے تو ایسے میں یہ سب اسے بتانا گلاب کو مزید ذہنی اذیت سے دوچار کرنے کے برابر تھا۔

"ہم یہاں کیا کر رہے ہیں؟" بہت بار پوچھا جانے والا سوال دوبارہ دہرایا گیا۔

"میں آپ سے کچھ پوچھ رہی ہوں!" گلاب نے زارون کو گھورا جو خاموشی سے موبائل پر نجانے کیا ٹائپ کرنے میں مصروف تھا

''مسٹر زارون!''نرس نے آکر نام پکارا

''یس''زارون نے موبائل پر سے سر اٹھایا

''اٹس یور نمبر!''نرس کے بتانے پر زارون نے مسکرا کر سر ہلایا اور گلاب کا ہاتھ تھامے ڈاکٹر کے کیبین میں داخل ہوا

تین دن سے ان میں جو تھوڑی بہت بات چیت ہوتی تھی وہ بھی مکمل بند تھی، زارون پورا دن آفس میں گزارتا وہ گلاب کے سونے کے بعد گھر آتا اور جاگنے سے پہلے ہی آفس کے لیے نکل جاتا

ان تین دنوں میں اس نے گلاب کے زخموں کی ریکوری کے لیے بہت سے ڈاکٹرز سے کنسلٹ کیا تھا اور اب منتخب ڈاکٹر کے پاس اسے لیکر آیا تھا

''گڈ ایوینگ ڈاکٹر سعدیہ''زارون مسکرایا

''اوہ گڈ ایوینگ مسٹر ہے مسز زارون''ڈاکٹر سعدیہ پیشہ ورانہ مسکراہٹ سجائے بولی

''مسز زارون ہاؤ آر یو؟''ڈاکٹر کا رخ اب گلاب کی جانب تھا جس نے چونک کر ڈاکٹر کو دیکھا

"فائن ؟""گلاب سوالیہ انداز میں بولی

"مسٹر زارون کیاآپ ہمیں کچھ ٹائم دے سکتے ہے ؟اکیلے۔""ڈاکٹر کی بات پر زارون سر ہلائے اپنی جگہ سے اٹھا جب گلاب نے اسکا ہاتھ تھام لیا،اسے ایک عجیب سی گھبراہٹ ہو رہی تھی

"زارون !""اس نے زارون کو روکنا چاہا

"میں یہی ہوں ڈونٹ وری""اسکا گال تھپتھپائے زارون کیبین سے نکل چکا تھا جبکہ گلاب نے دونوں ہاتھوں کو آپس میں مسلتے ڈاکٹر کو دیکھا جو مسکرائی تھی، مگر گلاب مسکرا بھی نہ سکی۔

"آرام سے دھیان سے !اوئے آرام سے کر""مزدوروں کو سامان اتارتے دیکھ کر شمس سخت لہجے میں بولا

آج انہیں آدھا سامان سمندر کے ذریعے سمگل کرنا تھا، مگر آرمی کے بندوں کو دیکھ کر اسے اپنا سانس اٹکتا محسوس ہو رہا تھا جبکہ اسکی نسبت وقار کافی پر سکون تھا

"مجھے نہیں لگتا کہ سامان ایکسپورٹ کر سکے گے ہم، (گالی) مجھے تو لگتا ہے پھنس جائے گے" وہ وقار کے کان میں غصے سے پھسپھسایا

"وقار نے کچی گولیاں نہیں کھیلی، یاد رکھو سلطان کا خاص آدمی رہ چکا ہوں میں، اچھے سے معلوم ہے کب کیا کرنا ہے" وقار نے اسے سپاٹ لہجے میں جواب دیا

"اگر کچھ غلط ہوا تو تمہاری خیر نہیں!" شمس نے اسے ڈرانا چاہا

"یہ دھمکیاں انہیں دیا کرو جو تم سے ڈرے، میرے سامنے فضول کی ہانکنے کی ضرورت نہیں" وقار اسکی طبیعت صاف کرتا وہاں سے جا چکا تھا

"رکو کیا ہے اس میں؟" ایک آفیسر نے انہیں روکا جس پر شمس کی گرفت اپنی گن پر سخت ہو گئی جبکہ وقار پر سکون رہا

"کچھ نہیں۔۔۔وہ بس سامان!" شمس نے بولا نہ گیا

"اس کچھ نہیں سامان کی زرا تلاشی تو لے ہم!" وہ دونوں آفیسر سامان کی جانب بڑھے

"یہاں کیا ہو رہا ہے؟" ایک بھاری رعبدار آواز سن کر وہ دونوں اپنی جگہ رکے

"سر وہ ہم اس سامان کی تلاشی لینے لگے ہیں!" ایک جونیئر آفیسر نے جواب دیا

"تم دونوں جاؤ میں دیکھتا ہوں" اسکے کہنے پر دونوں آفیسر سلوٹ کرتے وہاں سے جا چکے تھے

شمس کی گرفت گن پر مزید سخت ہو گئی تھی، مگر یہ کیا اس آفیسر نے بنا سامان دیکھے ہی انہیں لیجانے دیا، شمس نے حیرت سے وقار کی جانب دیکھا جس نے اس آفیسر کو ایک مسکراہٹ سے نوازہ اور سامان لیے آگے بڑھا

"اس نے ہماری تلاشی کیوں نہیں لی؟" شمس نے حیرانگی سے سوال کیا

"اپنا ہی آدمی ہے!" وقار ہلکا سا مسکرایا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کون ہے یہ؟" شمس نے مڑ کر اسے دیکھا

"کیپٹین دانیال، زارون سر کا بہت اچھا دوست ہے!" وقار سامان شپ میں رکھتے بولا

"آرمی والا ہو کر بھی؟" شمس کو تعجب ہوا

"شیطان ہر جگہ موجود ہوتا ہے میرے دوست!" وقار ہلکا سا مسکرایا تو شمس بھی ہنس دیا

''ویسے بھی پیسہ کسے پیارا نہیں؟'' وقار کی بات پر شمس نے سر اثبات میں ہلایا

تھوڑی ہی دیر میں سمندری جہاز سارا سامان لیے نظروں سے اوجھل ہو چکا تھا۔

''تو کیا سوچا تم نے پھر؟'' رات کے کھانے کے بعد اپنی چائے لیے گلاب لان میں آکر بیٹھ چکی تھی جب زارون اپنی کافی لیے اس کے پیچھے آیا اور ساتھ بیٹھ گیا

''کس بارے میں؟'' گلاب نے چونک کر پوچھا

''تمہارے ٹریٹمینٹ کے بارے میں!'' زارون کی بات پر گلاب خاموش رہی

''مجھے کسی قسم کا کوئی ٹریٹمینٹ نہیں کروانا!'' گلاب نے سر نفی میں ہلایا

''یعنی تمہیں ماں سے بات نہیں کرنی؟'' زارون کی بات گلاب نے چونک کر اسے دیکھا مگر ساتھ ہی سر نفی میں ہلائے رخ موڑ گئی

''میں اب آپ کے کسی جال میں نہیں پھنسنے والی، ایک اور جھوٹ!'' گلاب کی بات پر زارون دھیما سا مسکرایا اور موبائل ٹراؤزر کی پاکٹ سے نکالے ایک نمبر ملاتے ہی سپیکر اون کر دیا

"ہیلومان!"زارون کی بات پر گلاب کے کان کھڑے ہوئے

"بابا!"مان کی آواز سن کر گلاب تیزی سے زارون کی جانب مڑی جس نے اب سپیکر آف کر دیا تھااور مان سے باتوں میں مصروف تھا جبکہ گلاب ترستی نگاہوں سے موبائل کو دیکھ رہی تھی

"بات کروگی؟"زارون کے سوال پر گلاب نے سر جھٹ اثبات میں ہلایا

"مگر ٹریٹمینٹ۔۔۔۔۔۔"

"میں تیار ہو!"گلاب اسکی بات کاٹتے بولی توزارون نے مسکرا کر موبائل اسکی جانب بڑھایا، جسے تھامتے ہی گلاب تیزی سے اٹھ کر دور جا کر باتیں کرنے لگی

زارون کو معلوم تھا کہ گلاب کبھی بھی ٹریٹمینٹ کے لیے نہیں مانے گی،وہ زارون سے فضول قسم کی ضد لگائے گی اور یہ بھی معلوم تھا کہ اس بار مان والی دھمکی بھی کام نہیں آئے گی،ویسے بھی اسے ان دونوں کے رشتے کو سلجھانا تھا بگاڑنا نہیں،سواس نے گلاب کی بات مان سے کروانا ہی بہتر سمجھا

آدھے گھنٹے سے وہ موبائل پر مان سے باتوں میں مصروف تھی جب زارون اٹھ کر اسکی

جانب بڑھا اور موبائل اسکے ہاتھ سے لیے ماں کو خدا حافظ کہتے کال کاٹی

"بس آج کے لیے اتنا کافی ہے!" اسکا گال تھپتھپائے وہ مسکرایا اور دوبارہ بینچ پر جا بیٹھا

"زارون! ماں کہا ہے؟" گلاب نے اسکے پاس بیٹھے سوال کیا

"وقت آنے پر بتاؤں گا!"

"مگر۔۔۔۔۔"

"کہاں ناوقت آیے پر ابھی نہیں!" اسکے ہونٹوں پر انگلی رکھے زارون نے اسے خاموش کروایا

گلاب سرخ چہرہ لیے نظریں پھیر گئیں تھی۔

دراز میں سے تمام سامان نکالے وہ الٹ پلٹ کر دیکھ چکی تھی مگر اسکی میڈیسن غائب تھی

"کچھ ڈھونڈ رہی ہو؟" زارون نے اس سے سوال کیا

''ہاں!''گلاب پریشانی کے عالم میں بولی

''کیا؟''زارون نے دوبارہ پوچھا

''وہ۔۔۔۔کچھ نہیں!''بولتے بولتے گلاب رکی

''اچھا مجھے لگا اسے ڈھونڈ رہی تھی!''زارون نے اسکی میڈیسن کی ڈبی اسکی نظروں کے سامنے کی

''یہ؟''گلاب نے تھوک نگلا اور زارون کو دیکھا جو میڈیشن لیے واشروم میں داخل ہوا اور ساری میڈیسن فلش کر دی

''یہ،یہ کیا کیا؟''گلاب حیرت کی زیادتی کے باعث کچھ بول نہ پائی

''جو بہت پہلے کر دینا چاہیے تھا''زارون نے پر سکون لہجے میں جواب دیا

''اب کیا پوری رات وہی کھڑی رہو گی؟سونا نہیں ہے؟''زارون نے اسے واشروم کے دروازے پر جمی کھڑی دیکھا تو بولا

''وہ،وہ مجھے اس کے بنا نیند نہیں آتی!''دونوں ہاتھوں کو آپس میں مسلے گلاب نے جواب دیا

"ادھر آؤ!" زارون نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا

گلاب نے ایک پل کو اسکا ہاتھ دیکھا اور پھر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اسکی جانب بڑھی اور بیڈ پر اسکے سامنے بیٹھ گئی

"سب ٹھیک ہو جائے گا" اسکے ماتھے کو چومتا وہ محبت سے بولا، گلاب نے سر اثبات میں ہلا دیا

"اب سو جاؤ کل ڈاکٹر کے پاس بھی جانا ہے، اوکے" زارون کے بولنے پر ایک بار پھر اس نے اپنا سر ہلایا اور اپنی جگہ پر آکر کروٹ لیے لیٹ گئی

آدھی رات گزر چکی تھی مگر نینداس سے کوسوں دور، اسکے یونہی کروٹ پر کروٹ بدلنے پر زارون کی آنکھ کھل گئی تھی، اس نے گلاب کو دیکھا کو سونے کی ناکام کوشش میں تھی اور پھر ہاتھ بڑھائے اسے اپنی جانب کھینچا اور اسکا سر اپنے سینے پر رکھ دیا

"زارون!" گلاب بھوکلا گئی

"ششش، بس آنکھیں بند" اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ بولا

بہت جلد نہیں مگر کچھ دیر بعد ہی نیند کی رانی اس پر مہربان ہو چکی تھی

اسکے بالوں میں ہاتھ چلاتے زارون نے مسکرا کر اس کا ماتھا چوما تھا۔

تین دنوں میں ہی اسکی حالت بد تر ہو چکی تھی، پورا گھر بکھرا ہوا تھا، کوئی بھی چیز اپنی جگہ پر موجود نہ تھی، اسکا پورا کمرہ ٹوٹا، بکھرا ہوا تھا

لیمپ کو آن آف کرتا وہ گہری سوچ میں گم تھا، اسکا باپ اتنا گھٹیا نکلے گا، اتنا گر جائے گا اس نے سوچا تک نہ تھا

وہ شخص صرف خود سے محبت کرتا تھا، اتنا خود غرض انسان رامش نے اپنی تمام زندگی میں کہی نہیں دیکھا تھا، وہ شخص واقعی ایک سانپ تھا، اپنی بیوی، اپنی اولاد تک کو نہ بخشا

مگر جس کے لیے یہ سب کیا اس نے تو اسکو بھی نہ بخشا، کوئی انسان اتنا کیسے گر سکتا ہے؟ اتنا بے ضمیر شخص؟

"اگر زارون سچا ہے اور اس سب کے پیچھے واقعی تم ہو بہادر خان تو تیار رہو، وہ وقت دور نہیں جب تمہاری موت تمہاری ہی اولاد کے ہاتھوں ہو گی!" خود سے عہد کرتا، سرخ آنکھیں لیے اس نے اپنا موبائل نکالا اور ایک میسج زارون کو سینڈ کیا

"تمھاری زندگی جہنم بنادوں گا میں، موت سے بدتر سزا ملے گی تمہیں بہادر خان!"

ایک جھٹکے سے اس نے لیمپ اٹھا کر زمین پر دے مارا تھا، جسکا بلب کرچی کرچی ہو گیا تھا

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

آج وہ دونوں پھر سے ڈاکٹر سعدیہ کے کیبین میں موجود تھے، جنہیں دیکھ کر ڈاکٹر مسکرائی

"آپ دونوں کو یہاں دیکھ کر لگتا ہے کہ آپ لوگ فیصلہ کر چکے ہیں؟" ڈاکٹر کے پوچھنے پر زارون نے سر اثبات میں ہلایا

"جی، ہم ٹریٹمینٹ کے لیے تیار ہیں۔" زارون نے جواب دیا

"اوکے سو مسٹر اینڈ مسز زارون دیکھیے میں کسی قسم کا جھوٹ نہیں بولوں گی، میں نے آپ کی وائف کے زخم دیکھے ہیں، کچھ تو ہلکے ہیں مگر کچھ بہت گہرے اور بڑے ہیں، اگر آپ ٹریٹمینٹ کرواتے ہیں تو اسکے دو سے تین سیشنز ہو گے، پہلے ان نشانات کا لیزر ٹریٹمینٹ کیا جائے گا جو ہلکے ہیں اور چھوٹے بھی یہ کم تکلیف دہ ہو گا مگر جو بڑے اور گہرے ہیں انکا علاج خاصہ تکلیف دہ ہو گا!" ڈاکٹر نے سہولت سے تمام آگاہی انہیں دی

"کیا تم تیار ہو؟" زارون گلاب کی جانب مڑا

"ہو!" گہرہ سانس لیے گلاب نے سر اثبات میں ہلایا

"تو پہلا سیشن کس دن ہو گا؟" زارون نے ڈاکٹر سے سوال کیا

"اگر آپ کو پرابلم نہیں تو کل ہی پہلا سیشن رکھ لیتے ہیں!" ڈاکٹر سعدیہ کی بات پر زارون نے کچھ پل کو سوچا

"اوکے فائن" زارون نے رضامندی دی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کہو کیسے آنا ہوا؟" زارون فائل پر سائن کیے رامش کی جانب متوجہ ہوا۔

"میں حقیقت جاننا چاہتا ہو!" وہ نظریں چرائے بولا

"تم حقیقت جان چکے ہو۔" زارون پر سکون سا بولا

"تو کیا واقعی ڈی، بہادر خان نے۔۔۔۔۔۔" رامش ڈیڈ بولتے رکا اور سر جھٹکا

"میں جانتا ہو کہ یقین کرنا مشکل ہے مگر یہی سچ ہے" زارون نے گہری سانس خارج

کی

"ایک سوال ہے میرا؟" رامش بولا زارون پوری طرح سے اسکی جانب متوجہ ہوا

شائد وہ جانتا تھا کہ وہ کیا پوچھنے والا ہے

"پوچھو!" اجازت دی گئی

"تم اور بہادر خان، کہانی کیا ہے؟" رامش نے سپاٹ لہجے میں پوچھا

"کیا تم جان نہیں چکے کہ اسنے کیا کیا میری بیوی کے ساتھ؟" زارون نے ایک ابرو اچکائی

"میں نادان تھا مانتا ہوں، بھٹک گیا تھا غلطی ہے میری، مگر مجھے بچہ مت سمجھو زارون رستم شیخ اگر تمہیں صرف اپنی بیوی کو انصاف دلوانا ہوتا تو تم اس ویڈیو کے ذریعے بہادر خان کو سزا دلوا سکتے تھے مگر مجھے پورا یقین ہے کہ یہاں ماجرا کوئی اور ہے"

رامش کی بات پر زارون نے اس داد دیتی نظروں سے دیکھا۔

"تم سہہ نہیں پاؤ گے رامش خان نیازی!" زارون مسکرایا اور پین انگلیوں میں گھمانے لگا

”میرا باپ میری ماں اور میرے بھائی کا قاتل ہے، جب یہ برداشت کر لیا تو کچھ بھی برداشت کر سکتا ہوں میں!“ رامش مضبوط لہجے میں بولا

”تمہارا باپ صرف تمہاری ماں اور بھائی کا قاتل نہیں وہ میرے ماں باپ کا بھی قاتل ہے۔ تمہیں یاد ہو تو آج سے پانچ سال پہلے اکتیس دسمبر کو ہی ایک فیکٹری دھماکے میں اڑ گئی تھی، جہاں کئی لوگوں کی لاشیں ملی تھی جنہیں بغیر تصدیق کے دہشتگرد کی ایک تنظیم سے منسوب کر دیا گیا اور انہیں کفن بھی نصیب نہ ہوا، کیا یاد ہے تمہیں؟“

زارون کے سوال پر رامش کچھ پل کو سوچتا رہا اور پھر سر اثبات میں ہلایا

”ہاں میں نے نیوز دیکھی تھی، مگر اس کا ان سب سے کیا تعلق؟“ رامش کچھ حیران ہوا

”تعلق ہے رامش بہت گہرا تعلق، ان میں سے کسی کا بھی تعلق کسی قسم کی دہشتگرد کی تنظیم سے نہیں تھا، وہ سب میرے ساتھی تھے، وہ تمام افراد جنہیں بہادر خان نے کسی نہ کسی طرح نقصان پہنچایا تھا، دن رات کی محنت کے بعد ہم بہادر خان کے خلاف اتنے ثبوت اکٹھے کرنے میں کامیاب رہے تھے کہ اسے جیل کی سلاخوں کے پیچھے بھیجوا سکے، مگر جب اپنے ہی غدار نکلے تو پرائے لوگوں سے کیا گلہ؟“

”کون غدار؟“

"شمس! وہ بھی ہم میں سے ایک تھا، ہمارے لیے بلکل چھوٹے بھائی کی طرح تھا مگر اس نے ہمیں توڑ کرر کھ دیا، ہم سب کے جسم الگ تھے مگر قلب ایک، اس نے اس قلب پر وار کیا، ریزہ ریزہ کر دیا!" زارون کی آواز میں ایک افسوس ایک دکھ شامل تھا

"اس نے کیا کیا؟" رامش نے ہچکچا کر پوچھا

زارون نے ایک فائل ٹیبل کی ڈراسے نکال کر رامش کے سامنے رکھ دی

"کھولو اسے!" زارون کے کہنے پر رامش نے ایک فائل اوپن کی جس میں ایک جوان لڑکی کی تصویر تھی، جو شکل وصورت کی سادہ مگر پر کشش تھی

"یہ کون ہے؟" رامش نے صرف تصویر دیکھ کر فائل بند کر دی

"یہ صائمہ تھی بلکل میری بہنوں کی طرح، مجھے میرے تمام ورکرز میں سب سے زیادہ عزیز تھی یہ، بہت معصوم اور سادہ دل لڑکی، شمس کو بلکل سگے بھائی کی طرح ٹریٹ کرتی تھی، مگر اس نے ان رشتوں کا بھی پاس نہ رکھا"

"کیا اس کے ساتھ کچھ ایسا ہوا تھا جو نہیں ہونا چاہیے تھا؟" رامش کے پوچھنے پر زارون اپنی جگہ سے اٹھا اور گلاس ونڈو کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا

"شی واز گینگ ریپ بائے یور فادر اینڈ ہز مینز(تمہارے باپ اور اسکے آدمیوں نے اسکا گینگ ریپ کیا تھا)" رامش سناٹوں کی زد میں آگیا تھا، اسکے لیے سانس لینا دشوار ہو رہا تھا

"کیسے؟"

"ہم نے شمس کو سمجھنے میں غلطی کر دی، اسے شروع سے ہی پیسے اور طاقت سے محبت تھی پھر چاہے وہ کیسے ہی کیوں نہ ملے؟ اسی لیے وہ بہادر خان سے مل گیا اور اپنی مخلصی ثابت کرنے کو اس نے اپنی بہن جیسی لڑکی کو اس بھیڑیے کی بھینٹ چڑھا دیا، نہ صرف یہ بلکہ اس نے بہادر خان کو ہمارے تمام راز بتا دیے مگر وہ ایک جگہ سے مار کھا گیا!"

"کہاں سے؟"

"میری ٹیم میں ماسوائے زاویار اور وہاج کے اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ ٹیم کا سربراہ کون ہے؟ میں نے ہمیشہ اپنے ڈیڈ کا نام استعمال کیا تھا، سو بہادر خان اور شمس کو یہی لگا کہ اس ٹیم کا سر رستم شیخ ہے جو کہ اصل میں زارون رستم شیخ تھا، وہ ابھی تک اس بات سے انجان ہیں کہ زارون رستم شیخ ہی انکی اصل بربادی ہے!"

"کیا تمہیں ڈر نہیں کہ میں یہ سب ریکارڈ کر کے بہادر خان کو بھیج دوں، آخر کو وہ میرا باپ ہے؟" رامش کی بات پر زارون مسکرایا اور پھر اسکی جانب مڑا

"اگر تم روزِ آخرت پر یقین نہیں رکھتے اور اس بات پر بھی نہیں کہ اس دن تمہاری ماں اور تمہارا ابھائی تمہارا گریبان تھام کر پوچھے گے کہ جب تم زمین پر اس قدر طاقت رکھتے تھے کہ انکا بدلا لے سکو تو کیوں نہیں لیا تو تم چاہوں تو بہادر خان کو سب بتا سکتے ہو!" زارون کی مسکراہٹ پر رامش نے گہرہ سانس خارج کیا اور بالوں میں دونوں ہاتھ چلانے لگا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"اب کیا کرنا ہے؟" رامش نے زارون کی جانب دیکھا

"یہ تم پر منحصر ہے رامش کہ تم کیا کر سکتے ہو؟" زارون نے جواب دیا۔

"میں بس اس شخص کو عبرتناک سزا دینا چاہتا ہوں" رامش ہر حرف پر زور دیتے بولا

"وہ تو اسے ضرور ملے گی" زارون نے اسکا کندھا تھپتھپایا

بہادر خان کے آفس میں لاچار شکل لیے وہ ہر چیز کو غور سے دیکھ رہا تھا جب دروازہ

کھولتے ہی بہادر خان اندر داخل ہوا

''رامش تم یہاں اور یہ تمہاری حالت کو کیا ہوا ہے؟'' وہ رامش کو دیکھ کر چونکا

جبکہ رامش غصے سے اپنی جگہ سے اٹھا۔

''یہ سب آپکے اس لاڈلے زارون کی وجہ سے ہوا ہے، اور وہ آپکی سابقہ بیوی گل رعنا کی وجہ سے'' رامش غصے سے چلایا

''آواز نیچی رکھو اس وقت تم میرے گھر میں ہو'' بہادر خان کو اسکا انداز ایک آنکھ نا بھایا تھا

''آپ میری حالت دیکھ رہے ہے؟ صرف ایک رات میں اس شخص نے میرا سارا کرئیر چوپٹ کر دیا، مجھے کہی کا نہیں چھوڑا، در در کی بھیک مانگنے پر مجبور کر دیا اور آپ کہتے ہے میں آواز نیچی رکھو؟'' رامش نے حیرت سے ہنستے ہوئے پوچھا

''تو تمہیں کس نے کہا تھا اسکی بیوی کو یوں سر عام زلیل کرنے کو؟'' بہادر خان نے سلگار جلایا

''میں یہاں آپ سے کوئی تجویز لینے نہیں آیا بس آپ کو خبر دار کرنے آیا ہوں، اپنے

اسے لاڈلے زارون کو بتادیجیے گا کہ رامش خان نیازی اب اسے برباد کردے گا،اسے کہی کا نہیں چھوڑے گا!" وہ غصے سے ایک ایک حرف پر زور دیتے بولا

"اچھا اور کیا کروگے تم؟" بہادر خان نے ہنس کر اسکی بات کو مزاق کارخ دیا

رامش کے ہونٹوں پر ایک جاندار مسکراہٹ در آئی

"آپ کو کیا لگتا ہے؟ کیا میں بیوقوف ہوں یاں مجھے کچھ معلوم نہیں؟ میں سب جانتا ہوں کہ بزنس کی آڑ میں آپ اور آپکا وہ ہر دل عزیز دوست دونوں کیا گل کھلا رہے ہیں، بس ایک بار ثبوت آجانے دے ہاتھ میں ایسا حشر کروں گا اس زارون کا کہ دنیا دیکھے گی!" بہادر خان کو وارن کرتا وہ آندھی طوفان کی طرح کمرے سے نکل گیا جبکہ بہادر خان کی کشادہ پیشانی پر ننھے ننھے قطرے نمودار ہونا شروع ہوگئے، پر سوچ نگاہوں سے اسنے رامش کی پیٹھ کو دیکھا

زارون کا ہاتھ سختی سے تھامے وہ ڈاکٹر کے کیبین میں بیٹھی تھی جبکہ کیبین میں موجود ایک اور روم میں لیزر ٹریٹمینٹ کی تیاریاں چل رہی تھی

"اوئے ادھر دیکھو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا!" اسکا گھبرایا چہرہ دیکھ کر زارون نے اسکا رخ اپنی جانب کروایا

"سچ میں؟" گلاب نے وعدہ چاہا

"مچ میں!" زارون نے مسکراپر اسکے ماتھے پر ہاتھ پھیرا اور ماتھے پر نمودار ہوئی لکیروں کو سیدھا کیا۔

"مسز زارون آر یو ریڈی؟" ڈاکٹر سعدیہ نے کیبین میں داخل ہوتے پیشہ ورانہ انداز میں سوال کیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گلاب نے گھبراتے ہوئے جھٹ سر اثبات میں ہلایا

"پھر ہمیں ٹریٹمینٹ شروع کرنا چاہیے، کم ود می!" ڈاکٹر نے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔

"زارون بھی آسکتے ہے کیا؟" گلاب نے گھبرا کر پوچھا

زارون نے چونک کر اسے دیکھا جس کی گرفت اسکے ہاتھ پر مزید سخت ہو گئی تھی

"شیور وائے ناٹ! ایف ہی وانٹ، ہی کین جوائن(کیوں نہیں! اگر وہ آنا چاہتے ہے تو

آسکتے ہے۔)"ڈاکٹر کی بات سنتے ہی گلاب نے التجائیہ نگاہوں سے زارون کو دیکھا جس نے ایک بار پھر مسکرا کر گلاب کو دیکھا اور سر اثبات میں ہلایا، اسکا یہ عمل ہی گلاب کو ڈھیروں سکون پہنچا چکا تھا۔

پیشنٹ گاؤن پہنے وہ بیڈ پر الٹی لیتی ٹریٹمینٹ کے لیے تیار تھی، ڈاکٹر سعدیہ نے اپنے ساتھ ساتھ زارون کو ابھی ان شعاؤں سے محفوظ رکھنے کے لیے ماسک اور کیپ پہنا دی تھی۔

آپریشن ٹول کی لائٹس آن کیے لیزر بیم کا فوکس گلاب کے جسم کہ اس حصے پر رکھا گیا تھا جہاں کٹ چھوٹے تھے۔

ریڈی کا نشان دیتے ہی ڈاکٹر نے لیزر مشن کو آن کیا تھا جب ایک چھوٹی سی شعاع نے اس میں سے نکل کر گلاب کی جلد چھوا

گلاب کے لبوں سے ایک سسکی نکلی اور تھوک نگلتے اس نے خود میں تھوڑی ہمت پیدا کی اسے پورے جسم میں ایک دردناک چبھن محسوس ہوئی تھی، ڈاکٹر کے مطابق ابھی ان حصوں کو زیادہ تکلیف سے نہیں گزرنا تھا مگر وہ ابھی سے خود کو بے حد تکلیف میں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

محسوس کر رہی تھی جب اچانک زارون اسکے پہلو میں آبیٹھا اور اسکا دایاں ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے لیا

آنکھیں میچی لیٹی گلاب نے جھٹ سے آنکھیں کھولی اور زارون کو دیکھا جس نے اپنی دونوں پلکوں کو ہلکا سا جھپکا اور اسے تسلی دی۔

دوبارہ شعائیں پڑتے ہی گلاب نے زارون کے ہاتھ کو سختی سے دبایا تھا جب کہ زارون اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ پھیرتا اسے تسلی دینے میں گم تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد پہلا سیشن مکمل ہوا تھا۔ڈاکٹر کے مطابق جسم کے تیس فیصد نشانات ٹھیک ہو چکے تھے اور باقی کے ستر فیصد اگلے دو شیشنز میں ریکور ہونا تھے۔

گلاب کو سہارا دیتے زارون نے اسے گاڑی میں بٹھایا تھا اور ساتھ ہی ڈسپینسری سے اسکی کچھ میڈیسنز خریدنے چلا گیا تھا

"کیا تم ٹھیک ہو؟" زارون نے فکر مندی سے سوال کیا

"ہاں بس زرا سی تکلیف میں ہو" گلاب نے جواب دیا

"فکر مت کرو گلاب انشااللہ یہ تکالیف بہت جلد ہماری زندگیوں سے نکل جائے گی"

زارون نے اسے جواب دیتے اسکا ایک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور دوسرے سے گاڑی ڈرائیو کرنے لگا۔

"کہوں کیا کام ہے؟" شمس نے رامش کے سامنے بیٹھتے پوچھا

"کچھ لو گے چائے کافی وغیرہ؟" رامش نے اخلاقاً پوچھا

"کام کی بات کرو کیوں بلایا ہے؟" شمس نے نظریں تیکھی کرتے پوچھا

رامش نے مسکرا کر سر نفی میں ہلایا

"شمس تم میرے باپ کے لیے کب سے کام کر رہے ہو؟" رامش نے شمس سے سوال کیا جس پر شمس کچھ چونکا ہوا

"کیوں؟" سوال کے بدلے سوال

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں!" رامش نے دوبارہ سر جھٹکا

"پانچ سالوں سے!" شمس نے جواب دیا

"اور اب تمہاری پوسٹ کیا ہے؟" رامش نے ایک اور سوال داغا

"تم سے مطلب؟" شمس نے کوفت سے جواب دیا یہ آدمی کام کی بات کی بجائے اسکا دماغ چاٹ رہا تھا

"چلو میں تمہیں بتاتا ہوں تم بہادر خان کے لیفٹ ہینڈ ہو، پچھلے پانچ سالوں سے اسکے ساتھ ہو، مگر وہ وقار۔۔۔۔" وقار کے نام پر شمس چونکا

"وہ وقار جسے آئے ابھی ایک ماہ بھی نہیں ہوا وہ میرے باپ کا رائٹ ہینڈ بن گیا ہے، تم سے زیادہ اسے عزت دی جاتی ہے، اسکے ہر آئیڈیا پر آمین کہاں جاتا ہے، چچ، چچ بہت افسوس ہوتا ہے مجھے تمہاری حالت پر" رامش افسوس سے بولا

"تمہیں وقار کے بارے میں کیسے معلوم؟" شمس نے نگاہیں چھوٹی کیے سوال کیا

"مجھے تو اور بھی بہت کچھ معلوم ہے، لیگل بزنس کی آڑ میں تم لوگ کیسے ڈرگز اور لڑکیوں کا کاروبار کرتے ہو، میرا باپ اور وہ زارون رستم شیخ دونوں برابر کے ساتھی ہیں نا؟" رامش کے دھماکے پر شمس نے پانی لبوں کو لگائے اپنا حلق تر کیا

"تم کیا چاہتے ہو؟" شمس نے دھیمی آواز میں پوچھا

"ایک پرپوزل ہے تمہارے لیے!" رامش مسکرا کر بولا

"کیسا پرپوزل؟"

"اتنے سال بہادر خان کی خدمت کرنے کے بعد بھی تمہیں وہ مرتبہ نہیں ملا جو تم ڈیزرو کرتے تھے بلکہ کسی اور کو تمہاری جگہ دے دی گئی، اب بہادر خان کی جگہ میرے لیے کام کرو، ایک ڈیل کر لو، اگر تم میرے ساتھ ملکر پہلے زارون اور پھر بہادر خان کو اس بزنس سے نکال دوں گے تو میں تمہیں اپنے ساتھ پچاس فیصد کا مالک بنادوں گا، تو کہوں کیا کہتے ہو؟" پچاس فیصد کے نام پر شمس کی آنکھیں چمک اٹھی تھی جسے رامش نے باآسانی محسوس کر لیا تھا۔

"تو کہوں کیا خیال ہے تمہارا؟" رامش نے مسکرا کر پوچھا

"وہ تو ٹھیک ہے مگر یہ سب کیسے ہو گا؟" شمس کی بات پر رامش نے ہنس کر اسے اپنا پلان سنایا جسے سن کی شمس کی آنکھیں مزید چمک اٹھی تھی

"ڈیل؟" رامش نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا

"ڈیل!" شمس نے مسکرا کر ہاتھ ملایا

"ویسے ایک سوال پوچھوں؟" شمس اچانک بولا

"پوچھو!" رامش نے اجازت دی

"بہادر خان تو تمہارا باپ ہے نا تو پھر تم اسکے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہو؟" شمس نے ابرو اچکائی

"بہادر خان کسی کا ہوا ہے جو اسکا بیٹا ہو گا؟" رامش کی بات پر شمس نے کھل کر قہقہ لگایا

"ماننا پڑے گا جیسا باپ ویسا بیٹا!" شمس نے داد دی جسے رامش نے سر خم کیے قبول کیا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ دونوں اپنی اپنی گاڑی کی جانب روانہ ہو گئے تھے۔ شمس کی گاڑی نکلتے دیکھ کر ہی ایک آسودہ سی مسکان رامش کے لبوں پر در آئی

"تمہارا انجام تو کچھ زیادہ ہی قریب ہے بہادر خان!" رامش ہنس کر خود سے بولا

"پلان سکیسفل!" ایک میسج زارون کے نمبر پر کیے اس نے پارکنگ سے اپنی گاڑی نکالی

رامش کا میسج دیکھتے زارون مسکرا دیا اور ایک نظر اپنے سینے پر سر رکھ کر سوئی گلاب کو

دیکھا

"بہت جلد سب ٹھیک ہو جائے گا!" اسکے ماتھے کو چومتا وہ خود سے بولا۔

"بہادر خان ضروری بات کرنی ہے!" شمس ایک جھٹکے سے سٹڈی میں داخل ہوا جب وہاں موجود وقار کو دیکھ کر اسکا منہ بن گیا۔

"کہوں!" بہادر خان نے اجازت دی

"اکیلے میں!" شمس نے وقار کو گھورتے کہاں

"ٹھیک ہے پھر مجھے اجازت" وقار اپنی جگہ سے اٹھا اور سٹڈی سے باہر نکل گیا

"کہوں کیا بات ہے؟" بہادر خان اسکی جانب متوجہ ہوا

شمس ٹھیک اسی جگہ بیٹھ چکا تھا جہاں کچھ دیر پہلے وقار بیٹھا

"وہ۔۔۔۔۔۔یہ کیا ہے؟" کچھ بولنے سے پہلے ہی اسکی نظر ایک شیٹ کی جانب گئی

"یہ وقار بہت کام کا بندہ ہے، دیکھو زرا کتنا منافع کمایا ہیں ہم نے اس پارٹنر شپ

سے !'' بہادر خان مسکراہ کر بولا

شمس نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لی جب ایک شیطانی سوچ اسکے دماغ میں آئی اور لب اپنے آپ مسکرادیے۔

''ویسے یہ سب منافع تمہارا بھی ہو سکتا ہے بہادر خان'' شمس مسکرا کر بولا

''کیا مطلب ؟'' بہادر خان چونکا

''سیدھی بات ہے خان سامان تمہارا، جہاز تمہارے اور اس زارون نے کیا کیا صرف ایک آدمی دیا؟ اور اسکے باوجود بنا کچھ کیے آدھے پیسوں کا مالک بن کر بیٹھا ہے، میری مانو تو اس سے کام نکلوا کر اسے راستے سے ہٹادو، ایسے سارا پیسہ تمہارا ہو جائے گا !'' شمس کی بات پر بہادر خان نے پر سوچ نگاہوں سے اسے دیکھا۔

''مگر یہ کیسے ہو گا؟ وہ زارون کوئی عام انسان نہیں، میں کیسے کروگا یہ سب ؟'' بہادر خان نے پریشانی سے ماتھا مسلا۔

''ایک انسان ہے جو یہ کام کر سکتا ہے'' شمس مسکرایا

''کون ؟'' بہادر خان نے حیرت سے سوال کیا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"رامش تمہارا بیٹا"

"رامش؟" بہادر خان نے اچنبے سے پوچھا

"ہاں رامش، تم جانتے ہو وہ زارون سے کتنی نفرت کرتا ہے، اسے اپنے ساتھ ملاؤ اور وقت آنے پر زارون کو اسی کے ہاتھوں ختم کروا دو، یوں سانپ بھی مر جائے گا اور لاٹھی بھی نہیں ٹوٹے گی" شمس مسکرا کر بولا

"کیا وہ مان جائے گا؟" بہادر خان خود سے بولا

اچانک ہی اسکے سامنے آج صبح کا منظر گھوم گیا، کتنا غصہ تھا رامش کی آنکھوں میں وہ کیسے دھمکی دے رہا تھا کہ زارون کو برباد کر دے گا، بہادر خان آسودگی سے مسکرا دیا اور شمس کو دیکھتے سر اثبات میں ہلا دیا، جبکہ شمس تو خوشی سے پھولے نہ سما رہا تھا۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور کمرے سے باہر نکلتے ہی رامش کو کال کی

"بولو شمس؟" رامش کی آواز فون پر ابھری

"کام ہو گیا ہے!" شمس مسکرا کر بولا جس پر اسے رامش کا قہقہہ سنا دیا

"ویل ڈن شمس مجھے تم سے اسی خبر کی امید تھی!" رامش نے اسے داد دی اور کال

کاٹ دی۔

"اسے کہتے ہیں ایک تیر سے تین شکار، زارون، رامش اور بہادر خان!" شمس خود سے بولا

"آخر پانچ سال کی چاکری کے بعد بھی میں صرف پچاس فیصد کا مالک؟ نہ، نہ رامش صاحب، پچاس نہیں بلکہ پورے بزنس کا مالک بنے گا شمس، آخر کو اتنی محنت اس لیے تو نہیں کی!" آئینے کا سامنے کھڑا خود سے کہتا وہ اونچی آواز میں ہنس دیا۔

دیار عشق

قسط نمبر 35

از قلم قانتہ خدیجہ

ایک بار پھر وہ بہادر خان کی سٹڈی میں موجود تھا مگر اس بار وہ خاصہ پر سکون تھا، جانتا تھا کیوں بلایا گیا ہے اسے یہاں!

"رامش! کیسے ہو میرے بیٹے؟" بہادر خان نے کمرے میں آتے ہی آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا تھا

رامش کا دل چاہا کہ ان ہاتھوں کو وہ جلا دے مگر ابھی نہیں

''میں ٹھیک ہوں ڈیڈ، آپ بتائے آج کیسے یاد آگئی اس بیٹے کی؟'' رامش نے میٹھا سا طنز کیا جس پر بہادر خان ہنسا

''اوہ کم آن مائی سن! تم بیٹے ہو میرے تمھیں یاد نہیں کروں گا تو کسے کروں گا؟'' بہادر خان نے اسکا کندھا تھپتھپایا جس پر رامش زبردستی مسکرایا اور اپنے کندھے پر موجود اس ہاتھ کو دیکھا جس نے کتنے لوگوں کو اجاڑا تھا۔

''خیر آپ نے مجھے کیوں بلایا؟'' رامش کام کی بات کی جانب آیا

''بیٹھو بتاتا ہوں!'' بہادر خان کہتے ہی اپنی کرسی کی جانب بڑھا

''کچھ لو گے؟ چائے یا کافی؟'' بہادر خان نے سوال کیا

''نہیں کچھ نہیں!'' رامش نے سر نفی میں ہلایا

''دیکھو رامش میں جانتا ہوں کہ جو کچھ پانچ سال پہلے ہوا! آہ۔۔۔۔مہرالنسا اور شیر کی کمی مجھے بھی تکلیف دیتی ہے، آخر کو وہ فیملی تھی میری، خیر جو ہوا سو ہوا، اب میں تمہیں نہیں کھونا چاہتا۔ کل تم جس قدر غصے میں میرے گھر سے نکلے تھے میں ڈر گیا تھا، تم

میرے بیٹے ہو رامش میرے بڑھاپے کا سہارا، میری آل اولاد، اور جو زاروں نے تمہارے ساتھ کیا، خدایا تم سوچ نہیں سکتے کہ مجھے کس قدر بری لگی اسکی یہ حرکت۔۔۔ اسی لیے میں سوچا ہے کہ اب تم میرے ساتھ رہو گے اس گھر میں، میرے ساتھ کام کرو، میرا بزنس یہ پیسہ، دولت سب کچھ تمہارا ہے، اب یہ تم سنبھالو، مگر ساتھ ہی۔۔۔۔۔'' بہادر خان اپنی اداکاری کے جوہر دکھاتا آخر میں خاموش ہوا

''مگر کیا ڈیڈ؟'' رامش نے اس اداکاری میں بھرپور ساتھ دیا

''میں چاہتا ہوں کہ تم اب زاروں سے نمٹو، وہ شخص میرے لیے خطرہ بنتا جا رہا ہے، میری جان کو خطرہ ہے اسکی وجہ سے، مجھے لگا جو کچھ زاروں نے تمہارے ساتھ کیا وہ صرف اپنی بیوی کی وجہ سے کیا، مگر وہ تو تمہیں اور مجھے دونوں کو راستے سے ہٹا کر میری تمام دولت پر راج کرنا چاہتا ہے۔''

''مگر زاروں ایسا کیوں کرے گا؟ اس کے پاس خود بہت پیسہ ہے؟'' رامش نے نا سمجھنے کی اداکاری کی

''رامش میرے بیٹے تم بہت معصوم ہو، تم نہیں جانتے یہ پیسہ انسان سے کیا کیا کروا دیتا ہے، جس انسان کے اندر پیسے کی ہوس جاگ اٹھے وہ انسان صحیح غلط سب کچھ بھول جاتا

ہے، زاروں بھی وہی کر رہا ہے!" بہادر خان نے افسوس سے سر ہلایا

"یہ پیسہ تباہ و برباد کر دیتا ہے!"

"جی ڈیڈ بلکل ٹھیک کہہ رہے ہے آپ، پیسہ واقعی انسان کو تباہ و برباد کر دیتا ہے، اسکی سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحیات کو ناکارہ کر دیتا ہے، اسے کسی جوگا نہیں چھوڑتا!"

رامش ضبط سے بولا

"آپ فکر مت کرے، اب میں ہوں نا آپ کے ساتھ سب ٹھیک ہو جائے گا، وہ زاروں کچھ نہیں کر پائے گا، سب ٹھیک کر دوں گا میں!" رامش اپنی جگہ سے اٹھا اور بہادر خان کا کندھا تھپتھپاتا سٹڈی سے باہر نکلا

رامش کے نکلتے ہی ایک شیطانی مسکراہٹ بہادر خان کے لبوں کو چھو گئی۔ جلتا سگار لبوں سے لگائے اس نے گہرہ کش ہوا کے سپرد کیا۔

"بھائی!" خوشی سے دمکتا چہرہ لیے عامر زاروں کے کیبین میں داخل ہوا

"عامر تم ناک کرنا بھول گئے!" زاروں نے اسے تنبیہ کی

''بھائی ایسی نیوز لایا ہوں کہ آپ بھی سب بھول جائے گے!''عامر مسکراتے ہوئے زارون کے سر پر جا کھڑا ہوا

''اچھا ایسا بھی کیا ہے کہ تمہاری مسکان ہی تھمنے کا نام نہیں لے رہی؟''زارون نے بھی ہلکی مسکراہٹ لیے سوال کیا

''یہ دیکھیے!''عامر نے اسکے سامنے ایک فائل پیش کی

''مہربانو!''زارون کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

''جی بھائی فیصل بخت کی بیوی مہربانو! اس میں انکی تمام انفارمیشن ہے!''عامر مسکرا کر بولا تو زارون بھی مسکرا دیا

''بھئی کمال کر دیا عامر تم نے تو، کہوں کیا چاہیے آج جو بھی مانگو گے دوں گا!''زارون نے فراخ دلی کا مظاہرہ کیا

''اللہ سچی؟''عامر خوشی سے اچھل پڑا

''بھائی وہ!''عامر کھسیانی ہنسی ہنسا

''اب آپ اتنا کر ہی رہے ہے تو میرا ویاہ ہی کرادے''لڑکیوں کی طرح گلابی گال لیے،

شرماتا وہ بولا

''شادی؟سیریسلی؟''زارون اسکے گلابی گال دیکھ کر ہنسا

''کروادے نا بھائی، عمر ہو گئی ہے میری اب تو،اب آپکی طرح بوڑھا نہیں ہونا چاہتا میں!''عامر نے فوراً طعنہ دیا

''میں تمہیں بوڑھا نظر آتا ہوں؟''زارون کو ایسے طعنے کی امید نہ تھی

''ہاں تو چونتیس کے ہونے والے ہے آپ،اب بھی جوان کہلوانا چاہتے ہے خود کو؟ شرم کرلے تھوڑی!''عامر منہ بنائے بولا

''کس کو شرم کرنی چاہیے؟''روم میں داخل ہوتی زینیہ نے آخری جملہ اچکا

''عامر بول رہا ہے کہ تمہیں اب شرم کرلینی چاہیے بڈھی ہو گئی ہو مگر شادی نہیں کروائی، تمہاری وجہ سے اس بیچارے کا نمبر نہیں لگ رہا!''زارون کی بات پر جہاں زینیہ کا منہ کھلا وہی عامر کی آنکھوں میں خوف اتر آیا

''تمہیں میں بوڑھی نظر آتی ہوں؟''زینیہ نے اپنے ایک پیر کی ہیل اتاری

''میری وجہ سے تمہارا نمبر نہیں لگ رہا؟اپنی عمر دیکھی ہے تم نے؟ابھی پڑھائی بھی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مکمل نہیں ہوئی اور تمہیں شادی کرنی ہے؟میں تمہاری راہ مین رکاوٹ ہو؟''

''یہ سب میں نے کب کہا؟''عامر ڈرتے ڈرتے دروازے کی جانب بڑھا

''کہاں نہیں تو کیا مطلب تو یہی ہے نا!''زینیہ ایک دم سے اس پر جھپٹی جبکہ عامر چیختا چلاتا کیبین سے نکل کر بھاگا

''عامر کاشان آج تمہاری خیر نہیں''زینیہ بھی چلاتی اسکے پیچھے بھاگی

تمام آفس کت ورکرز منہ کھولے یہ تماشہ دیکھ رہے تھے،آج سے پہلے آفس میں ایسا کوئی تماشہ بھی تو نہیں لگا تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایک پیر میں ہیل پہنے جبکہ دوسرا پیر ننگا وہ لڑکھڑا کر عامر کے پیچھے بھاگے جا رہی تھی

''سنبھل کر!''رامش جو زارون سے ملنے آیا تھا زینیہ کو لڑکھڑاتا دیکھ کر فورا اسکی جانب بڑھا،اور اس سے پہلے وہ زمین بوس ہوتی اسے تھام چکا تھا

''سنبھل کر ابھی گر جاتی!''اسے سہارا دیتے رامش نے سرزنش کی

''تمہارا مسئلہ نہیں تھا یہ''اس سے خود کو جدا کیے زینیہ سپاٹ لہجے میں بولتی،ہیل پاؤں میں پہنے دوبارہ زارون کے کیبین کی جانب بڑھ چکی تھی،رامش نے افسوس سے

سر نفی میں ہلایا

"ان عورتوں کو سمجھنا واقعی ناممکن ہے" وہ خود سے بولا۔

"وہ یہاں کیا کر رہا ہے؟" زینیہ نے غصے سے زارون سے پوچھا جو اسے سامنے پا کر چونکا

"کون؟" زارون نے حیرت سے پوچھا

"وہ!" زینیہ نے گلاس وال کے باہر کی جانب اشارہ کیا جہاں سے رامش چلتا ہوا زارون کے کیبین کی جانب آرہا تھا

"آتا ہے تو معلوم ہو جائے گا تمہیں" زارون نے مزے سے کندھے اچکائے، اتنے میں رامش ناک کرتا اندر داخل ہوا اور زارون نے آکر بغلگیر ہوا

زینیہ کو اپنی آنکھوں پر مانو یقین نہیں اسی لیے انہیں دوبارہ مسلا

"یہ ہو کیا رہا ہے؟" زینیہ کی آواز سرگوشیانہ تھی

"بیٹھو رامش کہو کیا خبر لائے ہو" زارون نے بیٹھے ہی سوال داغا

"بہادر خان نے آج بلایا تھا مجھے، بہت مہربان ہو رہا تھا مجھ پر، چاہتا ہے کہ اسکے بڑھاپے کا سہارا بنوں اور تمہیں راستے سے ہٹا دوں، تم سے اسکی جان کو خطرہ ہے!" رامش نے جواب دیا

"ویسے جان کو تو اسکی واقعی خطرہ ہے مجھ سے" زارون مسکرا کر بولا

زینیہ بس یک ٹک انہیں دیکھے جا رہی تھی جب کچھ سمجھ نہ آیا تو گہری پر سکون سانس خارج کی اور وہاں سے جانے کو نکل گئی، رامش کی نگاہوں نے بہت دور تک اسکا پیچھا کیا تھا

"ایک خیال آیا ہے میرے دماغ میں اگر تم متفق ہو جاؤ تو!" زارون کی جانب نگاہیں موڑے وہ بولا

"کیسا خیال؟" زارون نے سوال کیا

"میں چاہتا ہوں کہ بہادر خان کو لگے کہ میں تمہارے خاندان کو نقصان پہنچانا چاہتا ہوں اور اس میں تمہاری کزن کو استعمال کر رہا ہوں، وہ پہلے ہی زینیہ سے مل چکا ہے، زینیہ میرے لیے کتنی اہم ہے وہ جانتا ہے، میں زینیہ کو اپنی ہونے والی بیوی کے طور پر

بہادر خان سے اب ملوانا چاہتا ہوں اور اسے یقین دلاؤں گا کہ میں زارون رستم شیخ کو چاروں شانے چت کرنا چاہتا ہوں!" رامش نے اپنا پلان بتایا

"وہ سب تو ٹھیک ہے مگر میری کزن تمہارے لیے کتنی اہم ہے یہ زرا مجھے بھی تو پتہ چلے؟" زارون کی مسکراہٹ پر رامش نے اسے گھورا۔

اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتا زارون کے نمبر پر گھر سے کال آئی، موبائل کان کو لگائے اس نے کال رسیو کی جب روتی اور سسکتی گلاب کی آواز اسکے کانوں میں گونجی

ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھتا وہ گلاب کو چپ رہنے کا بولتے باہر کو بھاگا، اسکی تیزی پر رامش بھی فوراً اسکے پیچھے بھاگا

تیز ڈرائیونگ کرتا، تمام سگنلز کو توڑتا وہ گھر میں داخل ہوا جہاں لاؤنج میں ہی گھٹنوں میں سر دیے گلاب سسک رہی تھی

"گلاب؟" زارون اسکے سامنے جا بیٹھا

زارون کی آواز سنتے ہی گلاب نے سرعت سے سر اٹھایا اور اسکے گلے لگی اونچا اونچا رونا شروع ہو گئی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''سب ختم ہو گیا زارون، سب کچھ۔۔۔میر امان، میر امان چلا گیا زارون، مان!''اسکے رونے میں مزید اضافہ ہوا

''مان کہاں چلا گیا گلاب؟''زارون کو کچھ سمجھ نہیں آیا

''وہ، وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا، میر ابیٹا اب نہیں رہا زارون، وہ چلا گیا!''اسکا رونا زارون کو تکلیف دے رہا تھا

''گلاب ہوش کرو کیا بول رہی ہو؟ مان کو کچھ نہیں ہوا وہ ٹھیک ہے بلکل!''زارون نے اسے سنبھالنا چاہا

''نہیں جھوٹ بول رہے ہے آپ وہ چلا گیا، میر ابیٹا چلا گیا مجھے چھوڑ کر!''

''گلاب تمھیں کس نے کہاں ہے یہ سب؟''زارون نے پریشانی سے سوال کیا

گلاب نے ٹی۔وی کی جانب اشارہ کیا جہاں نیوز رکی ہوئی تھی، رامش نے فوراآگے بڑھ کر نیوز دوبارہ چلائی

وہ اور فنیج جہاں مان رہتا تھا وہ پورا اور فنیج سیلنڈر پھٹنے کے باعث راکھ بن گیا تھا، نجانے کتنے معصوم بچے جھلس گئے تھے، تمام میڈیا اسکی لائیو کوورا تج کر رہا تھا جبکہ

گلاب کے رونے میں مزید شدت آگئی

"گلاب ادھر دیکھو میری جانب، ماں کو کچھ نہیں ہوا گلاب وہ بلکل ٹھیک ہے، وہ احان کے پاس ہے سنا تم نے! وہ وہاں نہیں تھا!"زارون نے اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھاما

"نہیں جھوٹ، جھوٹ بول رہے ہے آپ مجھے یقین نہیں!"گلاب نے سر تیزی سے نفی میں ہلایا

"اچھا ایک منٹ رکو میں بات کرواتا ہوں تمہاری"زارون نے جلدی سے احان کو ویڈیو کال کی جو خوش قسمتی سے احان اگلے ہی پل اٹھا چکا تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"احان کہاں ہو تم؟"زارون تیزی سے پوچھا

"گھر! کیوں خیریت؟"احان چونکا

"ہاں کیا تم ماں سے بات کروا دو گے میری؟"زارون کی بات پر احان نے سر اثبات میں ہلایا اور موبائل لیے ماں کے کمرے میں گیا

"بابا!"ماں کی آواز سن کر گلاب نے تیزی سے موبائل اسکے ہاتھ سے چھینا، ماں کو دیکھ کر اسکے دل میں ڈھیروں سکون اترا تھا

"مان!" اسکے لب سرگوشی میں ہلے

"ماما!" وہ گلاب کو دیکھ کر چہکا

زارون نے سکون کی گہری سانس لی اور بالوں میں ہاتھ پھیرتے خود کو نارمل کیا

مگر وہاں ایک اور وجود بھی تھا جو اپنی جگہ جم کر رہ گیا تھا، رامش بہادر خان نیازی

"شیر!" وہ بچہ جو گلاب سے باتوں میں مصروف تھا وہ بلکل شیر کے بچپن جیسا تھا، یوں جیسے شیر ایک بار اسکے سامنے آکھڑا ہو۔

"یہ۔۔۔یہ کیسے؟" رامش کو یقین نہ ہوا

حیرت سے آنکھیں پھیلائے اس نے دوبارہ مان کو دیکھا اور بھاگتا ہوا وہ باہر لان میں آکر گہرے سانس بھرنے لگا

"تو تم اس بارے میں بھی نہیں جانتے تھے؟" زارون جو اسکے پیچھے آیا تھا بولا

"وہ کون ہے؟" رامش نے بیتابی سے پوچھا

"وہ مان ہے، گلاب اور بہادر خان کو بیٹا، تمہارا بھائی!" زارون کے انکشاف نے رامش کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا

اسکا سر دکھنے لگ گیا تھا۔

"یہ سب کیا ہے؟ مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا!"

"کہی بیٹھ کر بات کرے؟" زارون کی پیشکش پر اسنے سر اثبات میں ہلایا۔

زارون کی تمام بات سن کر رامش کا سر نفی میں ہلا تھا۔

"کوئی شخص اتنا کیسے گر سکتا ہے؟ کیسے؟" رامش بڑبڑایا

"جن کے دل مردہ ہو جائے اور ضمیر سو جائے ان سے کسی بھی قسم کی امید لگائی جا سکتی ہے!" زارون نے آرام سے کندھے اچکائے۔

"مجھے، مجھے اب چلنا چاہیے!" رامش اپنی جگہ سے اٹھا

"چائے پی کر جانا!" زارون نے اسے روکا

"نہیں ابھی نہیں، تب پیوں گا جب تمہاری بیوی سے معافی مانگنے کی ہمت پیدا کر سکوں خود میں، اس سے پہلے نہیں!" رامش کا سر نفی میں ہلا اور اپنی جگہ سے اٹھتا وہ زارون سے بغلگیر ہوا۔

"چلو جیسی تمہاری مرضی!" زارون نے بھی زیادہ زور نہ دیا۔

"کام کیسا چل رہا ہے شمس؟" بہادر خان نے شمس سے پوچھا جو ابھی بھی ایک نئی ڈیل کی فائل اسکے آفس میں لایا تھا

"رامش کو اپنے ساتھ ملا کر ہم نے بہت اچھا کیا بہادر خان، یقین مانو تمہارا بیٹا بہت کام ہے، اس نے ایک ہفتے کے اندر اندر ہی وہاں موجود تمام لوگوں پر واضع کر دیا ہے کہ مالک کون ہے اور نوکر کون؟ اور تو اور وہ وقار بھی رامش کے آگے بے بس ہے!"

شمس کے جواب پر بہادر خان مسکرا دیا

"سنو شمس رامش بھلے ہی میرا بیٹا ہو مگر ہم جس بزنس میں ہے وہاں کسی پر بھی اتنی جلدی اندھا بھروسہ نہیں کیا جا سکتا اس پر نظر رکھنا!" بہادر خان نے شمس کو تنبیہ کی جس پر شمس نے لب بھینچ لیے

"اس وقار پر تو نہیں رکھوائی تھی تم نے نظر!" شمس چڑ کر بولا

"وہ وقار ہے سلطان کا آدمی، اس پر نظر رکھوانا الٹا خود کو مصیبت میں ڈالنے کے مترادف ہے، جتنا کہاں ہے اتنا کروں، میرے باپ مت بنو!" بہادر خان نے ہنکارا

بھرا

""خیر وہ سب چھوڑو، غازان کی کال آئی تھی پیسہ مانگ رہا ہے تم سے وہ!""شمس کی بات پر بہادر خان کے ماتھے پر بل پڑ گئے

""کیا تم نے اسے نہیں بتایا کہ اب میں اسکی کوئی مدد نہیں کرنے والا؟""بہادر خان نے سوال کیا

""بتایا تھا مگر آگے سے فضول کی دھمکیاں دینے لگ گیا وہ مجھے، ہنہ مچھر کہی کا!""شمس نے نخوت سے سر جھٹکا

""اسکی دھمکیوں کو فضول مت سمجھو شمس، مجھے ڈر ہے کہ وہ ہمارے لیے کوئی خطرہ نہ بن جائے""

""اسکی فکر تم مت کرو خان، میں نے ہمارے کچھ آدمی اس پر نظر رکھنے کے لیے چھوڑے ہیں، یہاں وہ منہ کھولے گا وہاں دوسری جانب اسکی آواز نکلنے سے پہلے ہی اسکا گلا گھونٹ دیا جائے گا!""شمس نے بہادر خان کو مطمئن کیا۔

وہ کافی دیر سے سونے کی ناکام کوشش کر رہی تھی مگر بے سود، تھک ہار کر وہ بیڈ سے اٹھی اور چپل پہنتی کمرے سے باہر نکلی سٹڈی کی جانب بڑھی۔ دروازہ کھولے اس نے سامنے آنکھوں پر نزدیک کی نظر کا چشمہ لگائے زارون کو دیکھا جس کے ہاتھ تیزی سے لیپ ٹاپ پر چل رہے تھے۔ وہ کام میں اس قدر غرق تھا کہ گلاب کے آنے کا علم ہی نہ ہو سکا۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی وہ زارون کی جانب بڑھی اور ہاتھ بڑھا کر لیپ ٹاپ بند کر دیا

"ارے۔۔۔۔۔۔" اس سے پہلے زارون بات مکمل کرتا اسے سامنے دیکھ کر چونکا۔

پچھلے دو ماہ سے اسکا بہت سا کام رکا ہوا تھا، بہادر خان کی وجہ سے وہ آفس کے کاموں میں کم ہی الجھ رہا تھا، وجدان کی مہربانی تھی کہ اس عمر میں بھی انہوں نے تمام بزنس سنبھال رکھا تھا۔

"گلاب؟" وہ حیران ہوا

اسکی حیران کن نظروں کو نظر انداز کیے اس نے زارون کا ہاتھ تھاما اور اسے کرسی سے اٹھائے سٹڈی میں موجود بیڈ کی جانب بڑھی۔ اسے بیڈ پر بٹھائے گلاب بھی بیڈ پر چڑھتی اسکے کندھے پر سر رکھے اور ہاتھ اسکے دل کے مقام پر رکھے وہ آنکھیں موند گئیں۔ اسکا

اشارہ پا کر زارون ٹھیک طریقے سے بیڈ پر لیٹا اور اسکی کمر پر ہاتھ رکھتا اسے اپنے قریب کر گیا۔ گلاب نے بند آنکھوں کو کھولا اور زارون کو دیکھتے اسکے بازو پر سر رکھتی لحاف کھینچ گئی

"آپ کو ایسا نہیں کرنا چاہیے!" وہ بڑبڑائی

"کیا نہیں کرنا چاہیے؟" زارون نے حیرت سے سوال کیا

"آپ مجھے اپنا عادی بنا رہے ہو!" اس نے شکوہ کیا

"یعنی میں اپنے مشن میں کامیاب ہو رہا ہوں؟" زارون ابرو اچکاتا مسکرا کر بولا

"ایسا مت کریں زارون، یہ مجھے تکلیف دے گا!" وہ دھیمے لہجے میں بولی

"کیوں دے گا تکلیف؟" زارون نے حیرت سے سوال کیا

"اگر آپ نے مجھے چھوڑ دیا تو؟ یہ عادتیں میری جان لے لے گی!" وہ اسکی گردن میں منہ چھپائے بولی

"اور اگر تم نے آئندہ سے ایسی بات دوبارہ اپنے منہ سے نکالی تو میں تمہاری جان لے لوں گا!" اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ محبت سے اسکا ماتھا چومتے بولا، جبکہ گلاب

پر سکون سی آنکھیں موند گئیں۔

زارون نے غور سے اسکا چہرہ دیکھا، اس دن کس قدر ڈر گئی تھی وہ، ایک پل کو بھی اس نے ویڈیو کال بند نہیں کی تھی، موبائل چارجنگ پر لگا کر بھی اس نے مان سے بات کرنا ترک نہیں کی تھی جو مسلسل باتیں کرنے کی وجہ سے تھک چکا تھا، بہت مشکل سے بہلا پھسلا کر زارون نے اسے نارمل کیا تھا

اسکا دوسرا سیشن بھی ہو چکا تھا اور جسم کو بہت سا حصہ اب ریکور ہو رہا تھا

زارون آج کل غازان انصاری کو ڈھونڈنے میں مصروف تھا جس کا پتہ اسے ابھی تک نہیں ملا تھا۔

پہلے اس کا دشمن صرف بہادر خان تھا، مگر اب اس نے سوچ لیا تھا کہ معافی تو غازان انصاری کو بھی نہیں ملے گی۔

دوسری جانب رامش بہت جلد بہادر خان کا اعتماد پا چکا تھا، بہادر خان آم کھانے میں مصروف تھا، اسے پیڑ گننے سے کوئی غرض نہیں تھی، اسکے پاس پیسہ آرہا تھا یہی کافی تھا اسکے لیے، وہ سلطان کے ساتھ ڈیل میں اتنا نہیں کما پایا تھا جتنا وہ اب کما رہا تھا، مگر ساتھ

ہی ساتھ وہ دوبارہ سے سیاست میں بھی آنے کی تگ ودو میں تھا۔

اسی بیچ زاروں رامش کی ملاقات جگنو اور دانیال سے بھی کروا چکا تھا جو دونوں انکا بھرپور ساتھ دے رہے تھے۔

دانیال اور جگنو بھی ان لوگوں میں سے تھے جن کو بہادر خان نے برباد کر دیا تھا۔

جگنو پیشے کے لحاظ سے ماڈل تھی اور اسکی کافی ایسے لوگوں سے جان پہچان تھی جو لیگل بزنس کی آڑ میں غیر قانونی دھندا کرتے تھے، ایک ماڈل کو لوگ کسی طوائف سے کم نہیں سمجھتے اور اپنے اسی ٹیگ کو استعمال کر کے جگنو نے اپنے حسن کے جال میں پھانسے بہت سے لوگوں سے ان غیر قانونی کاموں کی انفارمیشن نکلوائی تھی، دانیال بھی انکی مدد کر کے بہادر خان کے خلاف ٹھوس ثبوت اکٹھے کر رہا تھا مگر اسے جگنو کا کام کرنے کا انداز ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا

اسے تکلیف ہوتی تھی جب لوگ جگنو کے کردار پر انگلیاں اٹھاتے یاں اسے برا بھلا کہتے، یا یہ کہ اتنی کم عمر میں اتنی شہرت یونہی نہیں مل جاتی ضرور کسی امیر کبیر انسان کے ساتھ چکر چل رہا ہو گا، مگر جگنو کو کبھی لوگوں کی باتوں سے پرواہ نہ رہی اسکا صرف ایک مقصد تھا بہادر خان اور سلطان کی بربادی جو وہ ہر صورت چاہتی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آج گلاب کا تیسرا اور آخری سیشن تھا مگر زارون اسکے ساتھ نہیں تھا۔

وہ صبح صبح گلاب کے ساتھ جانے کو تیار تھا مگر ایک کال کے آتے ہی اس نے گلاب سے معزرت کرلی،گلاب کو افسوس ہوا کہ وہ اس کام کو ٹال سکتا تھا،اسکے لیے،وہ جانتا تھا کہ گلاب کو اسکی کتنی ضرورت تھی مگر اس نے زارون سے کوئی گلا نہیں کیا اور سر اثبات میں ہلا دیا۔

"فکر مت کرو میں ضرور آؤں گا!"زارون نے اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھاما

"نہیں اسکی ضرورت نہیں میں مینج کرلوں گی"گلاب نے مشکل سے اپنی بات مکمل کی

"یار وعدہ آجاؤں گا،اگر ضروری نہ ہوتا تو کبھی نہ جاتا!"زارون گہری سانس خارج کیے بولا

"تو میں کونسا کچھ کہہ رہی ہوں،آپ جائے!"اسکے ہاتھ آہستہ سے جھٹکتے وہ رخ موڑ گئی،زارون بالوں میں ہاتھ پھیر کر رہ گیا۔

"آئی پرامس میں آؤں گا!"اسے ڈراپ کرتے زارون نے اسکا ماتھا چوما جبکہ گلاب نے

نم آنکھوں سے دھول اڑاتی گاڑی کو جاتے دیکھا۔

''مسز زاروں آر یو ریڈی؟''ڈاکٹر سعدیہ کی آواز اسے ہوش میں لائی

''جج۔۔۔جی!''وہ زبردستی مسکراتے بولی اور ڈاکٹر کے پیچھے اوپریشن روم میں چلی گئی۔

\--------------

اندھیرے کمرے میں کرسی سے بندھا وہ خود کو آزاد کروانے کی ہر ممکن کوشش کر چکا تھا، تھک ہار کر اس نے کوشش کرنا بند کر دی تھی

وہ نہیں جانتا وہ یہاں کیسے پہنچا؟ وہ تو بہادر خان سے ملنے پاکستان آیا تھا، جب ایک کیب اسکے پاس آکر رکی

انجان راستوں سے گزرتی کیب میں جب اے۔سی اون ہوا تو اسے ایک عجیب سی گھٹن ہونے لگی اور غنودگی اس پر چھانے لگی، بہت جلد وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو چکا تھا اور جب آنکھیں کھلی تو خود کو اس اندھیرے کمرے میں پایا

''کوئی ہے؟ پلیز مجھے نکالو یہاں سے، کوئی ہے؟ میری مدد کرو!''وہ ایک بار پھر سے

چلانے لگا جب بھاری بوٹوں کی آواز اسکی پاس آتی سنائی دی

"ہیلو کوئی ہے؟ ہیلپ می، ہیلو! پلیز ہیلپ می!" ایک ہیولا سا اسے کمرے میں داخل ہوتا محسوس ہوا

"کون ہو تم؟" آنکھیں چھوٹی کیے اس نے پہچاننے کی ناکام سی کوشش کی

"تو بالآخر ہم مل ہی گئے برہان غازان انصاری!" ایک دھیمی مگر بھاری آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔

"کون؟" یہ آواز اس نے زندگی میں پہلی بار سنی تھی

ایکدم سے لائٹس اون ہوئی اور اسکی آنکھیں چندھیا گئی، اس نے دوبارہ آنکھیں کھولی اور اپنے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر چونکا

"تم کون ہے؟" اس نے ناسمجھی سے پوچھا

"زارون رستم شیخ!" اسکا تعارف غازان کے بیٹے کے چہرے کا سارا رنگ نچوڑ چکا تھا۔

وہ آج گلاب کے آخری سیشن کے لیے مکمل تیار تھا جب اسے عامر کی کال آئی، عامر نے

جو خبر اسے سنائی تھی زارون کو یقین نہیں ہو پا رہا تھا۔

برہان غازان انصاری، غازان انصاری کا وہ لخت جگر جس کو بچانے کے لیے گلاب کا سودا بہادر خان سے کر دیا گیا تھا، اور جو اتنا بے غیرت تھا کہ اپنی بہن پر ہوتے ظلم کے خلاف اندھا ہو چکا تھا وہ پاکستان آرہا تھا بہادر خان سے ملنے، یہ نیوز بھی احان نے عامر کو دی تھی اور زارون کے کہنے پر ہی اسے اٹھوالیا گیا تھا، اب جب بدلا لینا ہی تھا تو کیوں نا شروعات اسی سے کی جائے؟

''تم؟ تم کیا چاہتے ہو اور مجھے یہاں کیوں باندھا ہوا ہے؟'' برہان نے خود کو آزاد کرنے کی ناکام سی کوشش کی

''ارے کچھ نہیں بس تمہاری آنکھوں کا ایک چھوٹا سا ٹیسٹ کروانا تھا!'' زارون نے مزے سے کندھے اچکائے

''ٹیسٹ؟ کیا مطلب ہے اس بات کا؟'' برہان چلایا

''ڈاکٹر صاحب زرا اندر تو آیئے گا!'' زارون کی آواز پر ایک عمر رسید انسان وہاں آیا

''انہیں جانتے ہو برہان؟'' زارون نے ڈاکٹر کی جانب اشارہ کیے پوچھا، برہان کا سر نفی

میں ہلا

''ارے یہ ڈاکٹر سعید ہے، زونیرہ کے والد، ارے وہی زونیرہ جس کو تم نے سکول سے اغواہ کر لیا اور پھر اپنی ہوس پوری ہو جانے کے بعد قتل کر دیا تھا، کچھ یاد آیا؟'' زارون کی بات پر برہان کی آنکھیں پھیل گئیں، جن میں اب خوف چھلکنا شروع ہو چکا تھا

''ڈاکٹر صاحب زرا مریض کی آنکھیں تو چیک کیجیے گا!'' زارون کی بات پر ڈاکٹر برہان کی جانب بڑھا

برہان ڈاکٹر کو خود سے دور رہنے کی دھمکیاں دینے لگا۔

''چیک کرنے کی ضرورت نہیں سر، ان صاحب کی نظر کمزور ہے، انہیں علاج کی سخت ضرورت ہے!'' وہ ڈاکٹر سپاٹ لہجے میں بولا

''یونو مجھے بھی لگتا ہے کہ اس کی نظر کمزور ہے کیوں نا انہیں آئی ڈراپس دیے جائے؟'' زارون کی بات پر ڈاکٹر مسکرایا اور ایک چھوٹی سی شیشی زارون کے ہاتھ میں تھمائی

''دیکھو دور رہو مجھ سے، ورنہ بہت برا ہو گا!'' زارون کو اپنی جانب بڑھتے دیکھ کر برہان چلایا

''ڈاکٹر!''زارون کے بولتے ہی ڈاکٹر نے برہان کا چہرہ تھاما اور زارون نے شیشی کا ڈھکن کھول کر چند قطرے اسکی دائیں آنکھ میں ڈالے

تیزاب کے قطرے آنکھوں میں گرتے ہی برہان کی بلند و بالا چیخیں کمرے میں گونجی

''ایسی آنکھیں جو ظلم کو دیکھ کر اندھی ہو جائے، جو خود ظلم کرتے بند ہو جائے انہیں ضائع کر دینا چاہیے!'' برہان کی تڑپ اور سسک کا مزہ لیتے زارون خود سے بولا

''یہ اب آپکے حوالے ڈاکٹر مجھے میری بیوی کے پاس جانا ہے!''زارون نے شیشی ڈاکٹر کی جانب اچھالی اور خود وہاں سے نکل گیا۔

وہ زارون اور گلاب سے زیادہ ڈاکٹر سعید کا مجرم تھا اور اسکو سزا دینے کا حق بھی انہی کے پاس تھا۔

سائٹ پر کھڑا آنکھوں پر کالا چشمہ لگائے، رامش تمام سامان لوڈ ہوتے دیکھ رہا تھا جب وہ اسکے برابر میں آکھڑی ہوئی۔

''تم یہاں کیا کر رہی ہو؟''رامش اسے یوں اپنے قریب دیکھ کر چونکا اور پھر شمس کو دیکھا جو آنکھیں چھوٹی کیے انہیں ہی دیکھ رہا تھا

"زارون نے بتایا تمہیں کوئی ضروری بات کرنی ہے؟فری تھی تو سوچا یہی کر لے گے،

امید ہے کہ کوئی مسئلہ نہیں ہوا ہو گا تمہیں؟"زینیہ پر سکون لہجے میں بولی

"نہیں کوئی مسئلہ نہیں بلکہ اچھا ہوا تم آگئی جو مسئلہ تھا وہ اب خود بخود حل ہو جائے گا!"

رامش ہلکی سی مسکراہٹ لیے بولا

"میں سمجھی نہیں؟"زینیہ نے حیرت سے اسے دیکھا

"بیٹھ کر بات کرے؟"رامش کی آفر پر اس نے سر اثبات میں ہلایا

ورکرز کو ہدایت دیتا رامش اب اسکے ساتھ وہاں سے تھوڑی دور ایک بینچ پر آبیٹھا تھا۔

"اب کہو!"زینیہ پانی کی لہروں کو دیکھتے بولی

"کیا زارون تمہیں بتا چکا ہے بہادر خان کے ارادے کے حوالے سے؟"رامش کے

پوچھنے پر اسکا سر نفی میں ہلا

رامش نے گہری سانس خارج کی اور اسے اگلا پلان بتایا۔

"مگر میرا تمہارے ساتھ ہونا ہمیں کیا مدد دے سکتا ہے؟"زینیہ نے حیرت سے سوال

کیا

''بہادر خان کو یقین دلانے کو کہ میں واقعی میں زارون شیخ کو تباہ کرنے کے لیے کسی بھی حد تک جاسکتا ہوں اور ایسے میں اسکے خاندان کی عورت کو مہرہ بنارہا ہوں''رامش کی بات سمجھ کر زینیہ نے سر اثبات میں ہلایا۔

کچھ پل دونوں میں یونہی خاموشی چھائی رہی

''زینیہ!''رامش نے پکارا

''ہو؟''

''ہم ایسے کب تک رہے گے؟''رامش نے اسکی جانب دیکھتے سوال کیا

''کیسے؟''زینیہ نا سمجھ بنی

''یوں اجنبی! میں اپنی غلطی پر شرمندہ ہوں،زارون سے معافی مانگ چکا ہوں اور گلاب سے معافی مانگنے کی ہمت خود میں پیدا کر رہا ہوں۔ مگر تمہارے رویے کو سمجھنے سے قاصر ہوں۔''رامش گہری سانس اندر کھینچے بولا

''معلوم نہیں رامش،میں تو خود سمجھ نہیں پارہی کہ یہ کیا چل رہا ہے،آئی نو کہ تم ریگریٹ کر رہے ہو جو تم نے کیا اور زارون سے معافی مانگ چکے ہو اسی لیے ہمارے

ساتھ ہو،اوریقین کرو مجھے خوشی ہوئی یہ جان کر کہ تم اپنے کیے پر نادم ہو،شرمندہ ہو،

مگر۔۔"زینیہ رکی

"مگر کیا زینیہ؟ایسا کیا ہے جو تمہیں مجھ سے دور رکھے ہوئے ہے؟"رامش نے

بے چارگی سے سوال کیا تھا

"کیا تم نہیں جانتے؟"زینیہ نظریں چرائے بولی

وہ رامش کے ان احساسات سے ڈرتی تھی جو وہ زینیہ کے لیے اپنے دل میں پالے

ہوئے تھا،وہ نہیں لوٹا سکتی تھی اسے وہی محبت،وہی احساسات۔

"کیا تم آج بھی زارون سے؟"

"نہیں ایسا کچھ نہیں ہے وہ سب ختم ہو چکا ہے"زینیہ نے اسکی بات کی فوراً نفی کی۔

"تو کیوں زینیہ؟ایک موقع تو دو،یقین مانو میں کبھی بھی تمہیں کوئی تکلیف نہیں دوں

گا،بس ایک بار"رامش کی التجا پر زینیہ رخ پھیر گئی۔

"تم جتنا مرضی انکار کرلو زینیہ مگر میں جانتا ہوں کہ پہلی محبت بھلانا آسان نہیں ہوتا!"

رامش نے سر جھٹکا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"زارون کبھی بھی میرے انکار کی وجہ نہیں تھا رامش، نہ اب اور نہ ہی پانچ سال پہلے۔
وجہ زارون نہیں بہادر خان تھا رامش، وجہ یہ نہیں تھی کہ مجھے زارون شیخ سے محبت
ہے، وجہ یہ تھی کہ تم بہادر خان کے بیٹے ہو!" زینیہ پانی کی شور کرتی لہروں کو دیکھتے
بولی۔

"مجھے بتاؤ رامش میں کیسے ایک ایسے انسان سے محبت کر لو، کیسے اسکے جذبات کی قدر
کر لوں جسکا باپ۔۔۔۔۔۔ تم بھی تو بہادر خان کے بیٹے ہو نا؟ اگر تم اپنے باپ جیسے
نکلے تو؟" زینیہ نے اپنا خدشہ ظاہر کیا

"مگر میں اس شخص جیسا نہیں ہوں تم جانتی ہو!" رامش واپس مڑا اور اسکے قدموں
میں بیٹھ کر بولا

"معلوم نہیں رامش، میں نہیں جانتی مجھے کیا ہو جاتا ہے؟ لگتا ہے پاگل ہو جاؤں گی"
زینیہ نم آنکھوں سے ہنستے بولی

"مجھے تو کر چکی ہو خود بھی ہو جاؤ، اچھا ہے" وہ مسکرا کر بولا تو زینیہ کھل کر ہنس دی

"صرف ایک موقع" رامش نے جس لہجے میں پوچھا تھا زینیہ نے ایک پل کو اسکے

بڑھے ہوئے ہاتھ کو دیکھا اور پھر زرا سا ہچکچا کر اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ میں رکھ دیا

رامش کی مسکراہٹ گہری ہو گئی تھی۔

"یو شیور؟" رامش نے یقین کرنا چاہا

"جب میں رستم شیخ کے بیٹے پر بھروسہ کر سکتی ہوں، محبت کر سکتی ہو تو بہادر خان کے بیٹے کو موقع کیوں نا دوں؟" زینیہ نے دل میں سوچتے سر اثبات میں ہلایا۔

"تمہارے اس فیصلے پر کبھی افسوس نہیں ہوگا تمہیں!" رامش نے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر وعدہ کیا، زینیہ اسکے وعدے پر مسکرا دی، جانتی تھی وہ جھوٹ نہیں بول رہا۔

ہونٹوں پر سختی سے دانت جمائے اور آنکھیں زور سے میچے وہ اس تکلیف کو برداشت کرنے کی کوشش میں تھی، اسکے ہونٹوں سے خون رسنا شروع ہو گیا تھا جبکہ آنسو بند آنکھوں سے نکل کر گال بھگو چکے تھے

درد نے تمام حدیں پار کر دیں تھی۔

"زارون!" ایک سسکی اسکے زخم شدہ ہونٹوں سے نکلی تھی۔

اسنے اپنا دایاں ہاتھ ہوا میں چلایا جسے زارون تھامے رکھتا تھا، وہ زارون کو محسوس کرنا چاہتی تھی، اس ہاتھ نے جیسے زارون کو تلاشنا چاہا تھا

”زارون!“ وہ دوبارہ سسکی تھی، تکلیف کسی طور بھی کم نہیں ہو رہی تھی۔

اچانک اسکے اپنے ہاتھ پر ایک جانا پہچانا سا گرم لمس محسوس ہوا

”زارون!“ لبوں سے سرگوشی کی، ایک آسودہ مسکراہٹ اسکے لبوں پر آٹھہری۔

میچی آنکھوں کو آہستہ سے کھولے اس نے زارون کو دیکھا جو سر پر کیپ اور منہ پر ماسک چڑھائے اسکا ہاتھ تھامے فکرمند دیکھ رہا تھا

”تم آگئے؟“ دل نے سرگوشی کی، لب خاموش رہے

”وعدہ کیا تھا کیسے نہ آتا!“ دوسری جانب سے بھی دل نے جواب دیا

”یہیں رہوں گے نا میرے پاس؟“ خاموش لب اور بولتی نگاہیں، ایک وعدہ چاہا تھا

”ہمیشہ!“ ماسک کے نیچے موجود لب اسکی ہتھیلی پر آن ٹھہرے۔

نگاہوں کا یہ اقرار کتنا پر اسرار اور پرکشش تھا، کتنا خوبصورت تھا، درد تو کہیں دور جا بیٹھا تھا۔

محبوب نظروں کے سامنے ہو تو کس پاگل کو سکون نہ آئے؟ان دونوں کو بھی آچکا تھا ایک ہوتی دھڑکنیں،آنکھوں میں جلتے محبت کے جگنو! کون کہتا ہے محبت اقرار مانگتی ہے؟اور اگر مانگتی ہے تو ضروری نہیں وہ لبوں سے ہو۔

نگاہوں سے کیا جانے والا اقرار محبت،زبان سے نکلے لفظوں سے زیادہ خوبصورت اور پائیدار ہوتا ہے۔

ہاں اقرار محبت جو ہو چکا تھا،بس اب کوئی دوری نہیں!

زارون نرمی سے اسکے ہاتھ کو سہلانے لگا تھا،دل چاہا کہ ہاتھ بڑھائے اور ان نم گالوں کو چھولے۔

گلاب نے مسکرا کر آنکھیں موند لی،اسے بس اسے محسوس کرنا تھا،وہ اسے محسوس کر رہی تھی اور اسے ہی محسوس کرنا چاہتی تھی اور کچھ نہیں چاہیے تھا اسے،یہ کافی تھا، نہ اس سے زیادہ کی خواہش تھی اور نہ ہی ضرورت۔

تھوڑی ہی دیر میں گلاب کا آخری سیشن بھی کامیابی سے مکمل ہو چکا تھا،اسے اپنا جسم سن ہوتا محسوس ہو رہا تھا

اس میں اب اتھی ہمت نہ رہی تھی کہ وہ اٹھ پاتی، چل پاتی۔

بیڈ سے گود میں اٹھائے زارون نے اسے ویل چیئر پر بٹھانا چاہا جبکہ اسکی گردن پر گلاب کی گرفت مزید سخت ہو گئی اور اسکے سینے میں موجود دل پر سر رکھے وہ پر سکون سی آنکھیں موند گئیں

یہ ایک واضع اشارہ تھا، اب اسے ان کے بیچ میں کسی اور کی موجودگی منظور نہیں تھی، جس حق سے اس نے زارون کے سینے پر سر رکھا تھا اس نے زارون کو اندر تک سرشار کر دیا تھا

گلاب کی جانب سے اٹھایا جانے والا یہ پہلا ہی قدم زارون کے لیے کیا معنی رکھتا تھا اس بات کا اندازہ اسکے سوا کوئی نہیں لگا سکتا تھا، مگر یہ مان بھی تو اسی کا دیا ہوا تھا۔

محبت سے اسکا ماتھا چومتا زارون اسے یونہی اپنی پناہوں میں لیے ہسپتال سے باہر نکلا، وہاں موجود تمام لوگوں نے کچھ عجیب تو کچھ حقیر نظروں سے انہیں دیکھا، مگر پرواہ ہی کسے تھی، اب جب وہ خود پناہوں میں آئی تھی تو کیوں کسی دوسرے کی جانب نگاہیں اٹھے؟

اسے آرام سے گاڑی میں بٹھائے زارون نے سیٹ کے پیچھے سوفٹ کشنز رکھے اور سیٹ بیلٹ باندھی۔

وہ گھوم کر اپنی جگہ آیا اور آرام دہ سپیڈ میں گاڑی چلانے لگا، گاہے بگاہے نگاہ اس پر بھی ڈال لیتا جو یک ٹک اسے ہی دیکھے جا رہی تھی۔

گھر پہنچتے ہی زارون نے آرام سے اسے گاڑی سے نکالا اور باہوں میں لیے کمرے میں داخل ہوا جبکہ وہ ایک بار پھر زارون کے سینے پر سر رکھے اسکی دھڑکنوں کو سننے لگی۔

زارون نے احتیاط سے اسے بیڈ پر بٹھایا اور ساتھ ہی اسکے پیچھے کشنز رکھ دیے تھے۔

"تم آرام کرو میں سوپ لیکر آتا ہوں!" اسکا گال تھپتھپاتے وہ مسکرا کر بولا۔

"زارون!" اسکے جانے سے پہلے گلاب نے اسکا ہاتھ تھاما

"ہاں!" محبت سے اسکے گال چھوتے زارون وہی ٹک گیا

"آئی لو یو!" مدھم آواز میں بولتی اپنے دونوں ہاتھوں سے اسکی کمر تھامے سر اسکے کندھے پر رکھے وہ زارون رستم شیخ کو چاروں شانے چت کر گئی تھی۔

"گلاب!" زارون نے شاک کیفیت میں اسکا نام پکارا

”ہوں!“ وہ زارون کے گردن میں منہ چھپانے لگی

”واٹ ڈیڈیو جسٹ سیڈ؟ (تم نے ابھی کیا کہاں؟)“ اسے خود سے تھوڑا سا دور کیے زارون نے اسکے دونوں کندھوں کو تھاما

”آئی لو یو!“ نم آنکھوں سے مسکراتے اس نے اقرار کیا

”کم اگین! (دوبارہ بولو!)“ زارون تو ابھی تک شاک سے نہیں نکلا تھا

”آئی لو یو!“ گلاب نے دوبارہ اقرار کیا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”پھر سے!“ زارون بیتاب لہجے میں بولا

”آئی لو یو!“

”دوبارہ“ اسکا چہرہ تھامے زارون اسے خود سے قریب کیے بولا

”آئی لو یو!“

”اگین!“ اب کی بار گلاب ہنس دی

”آئی لو یو زارون رستم شیخ، آئی لو یو ٹو انفینیٹ!“ وہ بولتے دوبارہ اسکے سینے میں موجود

دل کے مقام پر سر ٹکا گئی۔

خوشی سے چھلکتے آنسو گلاب کے بالوں میں جذب ہو گئے۔

''آپ نہیں بولے گے ؟''گلاب کے سوال پر وہ ہنس دیا،اسکے دھڑکتے دل کو گلاب نے باخوبی نے محسوس کیا تھا

''تم سننا چاہتی ہو؟''زارون نے اسکے بالوں میں ہاتھ چلاتے پوچھا

''پانچ سالوں سے یہ کان منتظر ہیں اس اعتراف کے !''گلاب کی بات پر زارون ایک بار پھر دل کھول کر ہنسا جبکہ گلاب اسکے سینے میں منہ دیے مسکرا دی۔

''آئی لو یو گلاب زارون رستم شیخ،ٹو انفینیٹ !''زارون نے مسکرا کر اعتراف کیا اور اسے خود میں بھینچ لیا

''آہ !''گلاب اسکی مضبوط گرفت پر سسکی

''اوہ سوری !''زارون نے لب دبائے

''آپ تو جذباتی ہو گئے ؟''گلاب ہنس کر بولی تو زارون بھی مسکرا دیا

''تم نہیں جانتی کتنا انتظار کیا ہے اس پل کا میں نے،بس اس وقت کو روک لینا چاہتا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہوں، ہمیشہ یونہی ایسے، تمہارے ساتھ !'' اسکے بیچھے کشنز ٹھیک کیے اسکی ٹیک لگاوائے زارون نے اسکا ہاتھ تھاما

''ہمیشہ ساتھ !'' گلاب نے تھامے ہوئے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا

''ہمیشہ ! میں تم اور ہمارا بیٹا مان !'' زارون کی باتوں پر گلاب کی آنکھوں میں خوشی کے آنسوؤں نمودار ہوئے

''ہمارا بیٹا ؟'' گلاب نے تصدیق چاہی

''ہمارا بیٹا !'' نرمی سے اسکے ماتھے کو چومتے زارون نے تمام شک وشبہات دور کردیے۔

''بہادر خان !'' شمس ہانپتا کانپتا اسکے پاس چلا آیا

''کیا ہوا ؟'' بہادر خان نے ایک بدمزہ ہو کر شمس کو دیکھا اور پھر اس روتی کانپتی بچی کو جو آج اسکا شکار بننے والی تھی۔

''میرے ساتھ آؤ !'' شمس لمبے لمبے سانس لیتے بولا

"کیوں؟" بہادر خان کے ماتھے پر بل پڑا

"بہادر خان!" شمس زچ ہو کر بولا تو بہادر خان نخوت سے سر جھٹکتا اسکے پیچھے نیچے ہال میں داخل ہوا، مگر وہاں موجود لاش کو دیکھ کر وہ چونکا جسکا چہرہ دوسری جانب تھا

شمس نے اس لاش کا چہرہ بہادر خان کی جانب موڑا

"یہ؟" بہادر خان کی آنکھیں پھیل گئیں۔

بے حال حلیے میں برہان غازان انصاری کی باڈی بہادر خان کے سامنے موجود تھی

اسکی دونوں آنکھیں تیزاب سے ضائع ہو چکی تھی جبکہ دونوں کان اور ہونٹ بھی کٹ چکے تھے، منہ میں ایک بھی دانت موجود نہ تھا، زبان بھی کٹی ہوئی تھی، ناخن اکھاڑ دیے گئے تھے، انگلیاں بھی موجود نہ تھی، اور تو اور اس سے مرد ہونے کی پہچان تک چھین لی گئی تھی

"کس نے کیا یہ؟" بہادر خان کی آواز بامشکل نکل پائی

"معلوم نہیں بس ایک چٹ تھی اسکے پاس!" شمس نے وہ چٹ بہادر خان کو تھمائی

"الٹی گنتی شروع کر دوں بہادر خان تمہارا وقت قریب ہے، ٹک ٹاک، ٹک ٹاک!"

بہادر خان نے غصے سے چٹ مڑوڑ دی۔

"کون ہو سکتا ہے یہ؟" بہادر خان خود سے بڑبڑایا

"کہی زارون تو نہیں؟" شمس نے شک ظاہر کیا

بہادر خان ایک پل کو چونکا مگر ساتھ ہی سر نفی میں ہلایا

"نہیں وہ نہیں ہو سکتا! بھلا اسکا برہان سے کیا تعلق؟" بہادر خان کی بات شمس کے بھی دل کو لگی تھی

واقعی میں بھلا اسکا کیا تعلق اس برہان سے؟ مگر ساتھ ہی ایک سوچ دماغ میں آئی

"مگر غازان کا تو ہے نا؟ اور برہان غازان کا بیٹا ہے! ہو سکتا ہے اسے ماضی کہ بارے میں معلوم ہو چکا ہو؟" شمس نے ایک اور وجہ پیش کی

"گلاب بھی اسی کی بیٹی ہے بھولو مت، وہ رستم کا بیٹا ہے، اگر ماضی کا علم ہو جاتا تو وہ غازان کی بیٹی کو بھی جہنم رسید کر دیتا نا کہ اسکی میک اپ سے سجی خوبصورتی سے متاثر ہو کر اس سے شادی کر لیتا!" بہادر خان نے دوبارہ نفی کی

اب تو شمس کے پاس بھی کوئی وجہ نہ تھی، وہ تو بس زارون کو بہادر خان کی نظروں میں

مشکوک بنانا چاہتا تھا مگر کوئی وجہ نہیں مل پا رہی تھی اسے۔

"گڈ مارننگ!" نیند سے بوجھل آنکھیں کھولے گلاب نے دھیمی مسکان لیے زارون کو دیکھا جو محبت پاش نظروں سے اسے ہی دیکھے جا رہا تھا

"صبح بخیر!" مسکرا کر اسکا ماتھا چومتے وہ بولا

کل کی رات اسکی زندگی کی سب سے خوبصورت رات تھی، پوری رات انہوں نے ایک دوسرے سے باتیں کی، ایک دوسرے کو مزید سمجھا، ماضی کی تمام تلخ یادوں کو کہیں پیچھے چھوڑے کل رات کئی وعدیں کیے تھے ان دونوں نے، پوری رات باتیں کرتے گلاب کو احساس ہی نہ ہوا کہ وہ کب نیند کی آغوش میں چلی گئی اور اب بھی آنکھیں نیند کا خمار لیے ہوئے تھی

"کیا ہوا نیند پوری نہیں ہوئی؟" زارون نے اسکی خمار آلود آنکھوں کو چھوتے پوچھا

"اونہوں!" گلاب سر نفی میں ہلائے مزید اس سے لپٹ گئی

"سو جاؤ ابھی بہت وقت ہے!" دھیرے دھیرے وہ اسکے بالوں میں انگلیاں چلانے

لگا۔

میٹھی مسکان لبوں پر لیے وہ ایک بار پھر نیند کی وادی میں گم ہو گئی تھی، زاروں بس مسکرائے اسے دیکھے جا رہا تھا۔

آج کا تمام دن وہ گلاب کے ساتھ اسکی سنگت میں گزارنا چاہتا تھا، آج کا پورا دن اسکی محبت کے نام۔

کچھ سوچتے ہوئے اس نے آہستگی سے گلاب کا سر تکیے پر رکھا اور موبائل اٹھائے وہ کمرے سے باہر نکلا، جبکہ اسکے پیچھے گلاب نے اسکا تکیہ خود میں بھینچ لیا تھا۔

بھرپور نیند لیکر وہ اٹھی تو دوپہر کا ایک بج رہا تھا، اس نے ادھر ادھر نگاہیں دوڑائی تو کمرہ بلکل خالی تھا جبکہ اسکے پاس ہی ایک مہکتا گلاب کا پھول موجود تھا

مسکرا کر اس نے وہ گلاب ہاتھ میں لیا اور نرمی سے اسے چھونے لگی

"اوہ فائنلی آپ جاگ گئی!" پریشے ایک دم کمرے میں آدھمکی

"پریشے!" گلاب اسے یوں اپنے کمرے میں دیکھ کر چونکی

پریشے بھی کچھ شرمندہ ہوئی جو بھی تھا اسے یوں اندر نہیں آنا چاہیے تھا، خیر جو ہوا سو ہوا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"افف آپ ابھی تک بستر میں موجود ہے جلدی اٹھے!" پریشے تیزی سے اسکے سر پر پہنچی

"وہ سب! مگر کیوں؟" گلاب کو سمجھ نہ آئی

"سرپرائز!" پریشے نے اپنی بتیسی کی نمائش کرتی اسے واشروم کی جانب آرام سے دھکیلا تاکہ اسے تکلیف نہ ہو

"مگر۔۔۔۔" گلاب کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا

"اللہ جلدی کیجیے آپی!" پریشے جھنجھلائی

"اچھا اچھا اوکے!" گلاب نے ہتھیار ڈالے اور واشروم میں گھس گئی

پریشے میڈم اب مزے سے اسکا وارڈروب کھولے اسکے کپڑے دیکھ میں مصروف تھی جب ایک نیوی بلو کلر کا انارکلی فراک اسکی نظروں کے سامنے آیا، پریشے کی نظروں میں اس فراک کے لیے ستائش ابھری

"یہ پرفیکٹ ہے!" وہ مسکرائی اور ڈریس باہر نکالی

"یہ لے اور جلدی چینج کیجیے!" گلاب ابھی باہر نکلی ہی تھی کہ پریشے نے اسکے ہاتھ میں

ڈریس تھمائے اسے دوبارہ واشروم میں دھکیل دیا۔

گلاب ابھی چینج کرکے نکلی ہی تھی جب پریشے نے اسے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بٹھایا اور اسکا میک اپ کرنا شروع کردیا

گلاب ارے ارے کرتی رہ گئی مگر پریشے نے کان بند کرلیے،اتنے میں میڈ گلاب کے لیے جوس لیکر کمرے میں داخل ہوئی

"اوہ تھینک یو مجھے بہت ضرورت تھی اسکی!"پریشے گلاس تھامے ایک ہی سانس میں سارا گلاس پی گئی

گلاب نے کچھ حیرت اور مسکرا کر اسے دیکھا

"پریشے یہ گلاب کے لیے تھا!"میڈ کی بات پر پریشے نے اسے آنکھیں دکھائی

"توپہلے بتانا تھاناآنٹی جایئے دو اور گلاس لایئے ایک میرے لیے اور ایک بھابھی کے لیے!"پریشے آرڈر دیتی ایک بار پھر گلاب کو سنوارنے میں مصروف ہوگئ

"پریشے کیا ہوا ہے بتاؤ تو سہی،کیا کوئی فنکشن ہے؟"گلاب نے جھنجھلا کر پوچھا۔

ایک پل کو تو پریشے کا دل چاہا اسے بتادے مگر پھر زاروں کی دھمکی یاد کرکے لب سی

لیے

"اوہو بھابھی تنگ نہ کرے مجھے فوکس کرنے دے!" اتنی دیر میں میڈ دوبارہ جوس اور فروٹس لے آئی تھی۔

پریشے نے گلاب کو لپسٹک نہیں لگائی تھی تاکہ وہ آرام سے کھا سکے۔

پریشے کو تو ابھی تک زارون کی آئی کال پر یقین نہیں آرہا تھا، زارون شیخ وہ بھی ایک رومینٹک ڈیٹ پر اپنی بیوی کے ساتھ؟

زارون شیخ اور رومینس یہ دو باتیں الگ الگ تھی، مگر پریشے نادان کو کیا معلوم کہ، محبت میں دیے جانے والی عزت، بھروسے، یقین، اعتبار کو ہی رومینس کہاں جاتا ہے۔

اپنی تیاری مکمل کر لینے کے بعد پریشے نے مسکرا کر گلاب کو دیکھا تھا، اپنے کارنامے سے مطمئن وہ مسکرادی اور گلاب کے بالوں میں کرل ڈالنے لگی

زارون کے مطابق جہاں گلاب کو آنا تھا وہاں صرف وہ دونوں ہی تھے ایسے میں حجاب کی ضروت نہ تھی۔

”مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے!“ کھانے سے فارغ رامش بہادر خان سے مخاطب ہوا

”ہمم بولو!“ نیپکین سے ہونٹ تھپکتے بہادر خان نے اجازت دی

”کل زینیہ آئے گی لنچ پر، آپ اس سے بلکل ویسی ہی عزت اور مان سے ملے گے جیسے ایک سسر اپنی ہونے والی بہو سے ملتا ہے، میں چاہتا ہوں کہ اس ماہ کے اندر اندر زینیہ میرے نام کی انگوٹھی پہن لے!“ رامش سپاٹ لہجے میں بولا

”وہ سب تو ٹھیک ہے مگر اس منتھ میں؟ اتنی جلدی کیا ہے؟ سکون رکھو!“ بہادر خان نے جواب دیا

”آپ سکون میں رہ سکتے ہے مگر میں نہیں، جب تک اس زاروں کو برباد نہ دیکھ لوں مجھے چین نہیں آئے گا، اور یہ زینیہ زاروں کی کزن سسٹر اسکی بربادی کی پہلی سیڑھی بنے گی میرے لیے!“ رامش اداکاری کے جوہر دکھاتا لہجے میں حد درجہ نفرت گھول کر بولا

”ٹھیک ہے لے آنا اسے، مل لے گے اپنی ہونے والی بہو سے!“ بہادر خان شیطانی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مسکراہٹ مسکرایا تو رامش بھی مسکرا دیا

وہ الگ بات تھی کہ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ بہادر خان کے چہرے پر موجود یہ مکروہ مسکان اتار پھینکے۔

گاڑی اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی، اپنی منتشر ہوتی دھڑکنوں پر وہ بامشکل ہی قابو کر پائی تھی۔اسکے ہونٹوں سے مسکان ایک پل کو بھی جدا ہونے کو راضی نہ تھی، لب اپنے آپ ہی مسکرائے جارہے تھے، جبکہ آنکھوں میں ایک عجیب اورانوکھی سی چمک تھی۔

اس سے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ زارون کے ساتھ اپنی نئی زندگی کا نیا آغاز کرنے کو تیار ہے اور آج وہ اسے اپنا فیصلہ بھی سنا دے گی۔

”میم ہم پہنچ گئے !“ڈرائیور کی آواز اسے سوچوں سے باہر لے آئی

سر اثبات میں ہلائے وہ ڈوپٹا سر پر ٹھیک سے سیٹ کرتی گاڑی سے باہر نکلی۔ڈرائیور گاڑی سمیت جاچکا تھا۔

آس پاس موجود روشنیوں کو دیکھتی وہ آنکھیں سکیڑے زارون کی منتظر تھی۔

"مجھے مس کیا!" اپنے پیچھے سے آنے والی آواز پر ایک پل کو وہ کانپ اٹھی اور زور سے چلائی

"گلاب! کیا ہوا؟ اٹس می زارون!" زارون نے اسکا رخ اپنی جانب کیا، گلاب نے پر سکون سانس خارج کی جبکہ خوف کے آثار ابھی بھی اسکے چہرے پر موجود تھے۔

"اوئے کیا ہوا؟" زارون نے اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھاما

"وہ آپ یوں بولے، مم۔۔۔۔ مجھے لگا۔۔۔۔۔ بہادر خان!" گلاب نے مجرموں کی طرح سر جھکا لیا۔

زارون نے غصے سے لب بھینچے، اور ایک نظر مجرموں کی طرح سر جھکائے کھڑی اپنی بیوی کو دیکھا

"نو پرابلم ویسے بھی آج کے دن کے اختتام پر بہادر خان تمہارے سسٹم سے نہ نکلا تو میرا نام بھی زارون رستم شیخ نہیں!" اسے اپنے حصار میں لیے زارون مسکرا کر بولا تو گلاب شرم سے سر جھکا گئی۔

”سوسائٹی لیڈی؟“زارون نے اپنا ہاتھ آگے کیا جس پر گلاب نے اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

گلاب حیرت سے اس گھر کو دیکھ رہی تھی جو شہر سے تھوڑے سے فاصلے پر بنا ہوا تھا۔

”زارون یہ کس کا گھر ہے؟“گلاب نے خوبصورتی سے سجے اس گھر کا جائزہ لیتے پوچھا۔

”ہمارا!“زارون مسکرا کر بولا،گلاب نے چونک کر اسے دیکھا۔

”مگر ہمارے پاس تو ہے نا؟ پھر یہ کیوں؟“گلاب نے ناگواری سے پوچھا۔

”کیا تمہیں پسند نہیں آیا؟“زارون نے اسکی رائے جاننا چاہی۔

”بات گھر پسند آنے یا نہ آنے کی نہیں ہے،بات فضول خرچی کی ہے!“گلاب دھیمے لہجے میں بولی

”کچھ لوگوں کے پاس تو سر ڈھانپنے کو ایک چھت بھی نہیں اور ایسے میں ہمارے پاس دو دو گھر ہیں،جبکہ ہم تو گھر کہ آدھے حصے میں بھی پر سکون زندگی جی سکتے ہیں!“ گلاب نے اپنی بات مکمل کی

جب لندن میں وہ اپنے گھر والوں سے بھاگ کر ایک سستے سے علاقے میں رہ رہی تھی تب اس نے خود کو خوش قسمت ترین لوگوں میں شمار کیا تھا جن کے پاس سر ڈھانپنے کو

چھت تو تھی، ورنہ کتنے بے گھر لوگ یونہی یہاں وہاں اسکی نظروں کے سامنے بھٹکتے رہتے تھے۔

”اس کے بارے میں پھر کبھی بات کرے؟آج کا دن خاص ہمارا ہے!“زارون نے نرمی سے اسے ٹالا

گلاب نے سمجھتے ہوئے سر اثبات میں ہلا دیا، جبکہ دماغ میں بٹھا چکی تھی کہ بات کرے گی ضرور۔

زارون گھر سے لیجاتا ہوا اسے پیچھے کی جانب لے آیا تھا جہاں چار سو اندھیرا تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”زارون!“گلاب کی گرفت اسکے ہاتھوں پر سخت ہوئی

”شش، کچھ نہیں ہوا! لائٹس!“اسے سمجھاتے زارون اونچی آواز میں بولا جب چاروں جانب سے فیری لائٹس اون ہو گئی۔

”زارون!“گلاب کی آنکھیں خوشی اور حیرت کے ملے جلے تاثرات سے بڑی ہو گئیں۔

یہ سب اسے خواب لگ رہا تھا، وہاں موجود ہر شے کی سجاوٹ، وہ خود کو فیری ٹیلز کی

پرنسز تصور کر رہی تھی۔

وہ غور سے لان کی اس سائڈ کو دیکھ رہی تھی جسے خوبصورت جنگل کی طرح سجایا گیا تھا۔

ایک طرف نکلی جھرنا بہہ رہا تھا، دوسری جانب ہر قسم، رنگ اور نسل کے گلاب اور تیسری جانب اسکے ارد گرد رقص کرتی تتلیاں۔

یہ تمام سجاوٹ لان کی ایک جانب کی گئی تھی، زارون نے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے مسکرا کر اسے دیکھا

جو انار کلی فراک میں تتلیوں کو چھوتی، ہنستی مسکراتی، کھلکھلا رہی تھی۔

فیری ٹیلز کا خواب ہر لڑکی دیکھتی، عمر کے کسی نا کسی حصے میں ہر لڑکی کے دل میں ایسی ایک خواہش جاگتی ہے، گلاب کے دل میں بھی تھی، مگر وقت رہتے رہتے یہ خواہش مر چکی تھی۔

لیکن آج گلاب خود کو ان چند خوش نصیب لڑکیوں میں سے ایک تصور کر رہی تھی جنکا یہ خواب پورا ہوا تھا

کیا خواب یوں بھی پورے ہوتے ہیں؟

جھرنے کے پیچھے موجود چھوٹے چھوٹے ڈیک میں سے وائلن کی سحر طاری کر دینے والی دھن بجنا شروع ہو گئی تھی۔

زارون مسکراتا قدم اٹھاتا اسکی جانب بڑھا

"گلاب!"

"جی؟" زارون کی پکار وہ مڑی

"ڈانس ود می!" زارون نے ہاتھ آگے کیا

خوابوں کی دنیا کے خواب سجانے والی لڑکی کا ایک اور خواب اپنے شہزادے کے ساتھ ایک ڈانس

مسکرا کر گلاب نے زارون کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ تھمایا

وائلن کی میٹھی سی دھن پر دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے ڈانس کرنے لگے۔

اچانک زوردار کڑکڑاتے بادل آسمان پر چھا گئے اور چند لمحوں میں بارش زور و شور سے برسنے لگی

"بارش ایسے موسم میں؟" زارون حیران رہ گیا

خود کو بچانے کے لیے وہ گلاب کا ہاتھ تھامتا اندر کی جانب بھاگا، گلاب نے فوراً خود کو آزاد کروایا اور چند قدم آگے بڑھ کر وہ بارش برساتے آسمان تلے جا کھڑی ہوئی۔

"بارش!" اسکے مسکراتے لب ہلے

"گلاب۔۔۔۔۔" زارون نے اسے پکارا جو کھلے آسمان تلے دونوں باہیں پھیلائے خود کو سیراب کر رہی تھی۔

ایک پر سکون اور میٹھی سے مسکان اسکے لبوں کا احاطہ کیے ہوئے تھی۔

اسے بارش کبھی بھی پسند نہیں آئی مگر آج یہ بارش اسے بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

آج یہ بارش اسکے لیے سزا نہیں تھی، آج تو یہ بارش اسکے لیے واقعی رحمت بن کر برسی تھی۔

زارون مسکرا کر اسکے پیچھے جا کھڑا ہوا اور اسے اپنے حصار میں لیا۔

"کیا تمہیں بارش پسند ہے؟" زارون نے سوال کیا

"نہیں!" گلاب کا سر نفی میں ہلا

"تو یوں بھیگنے کی وجہ؟" زارون نے اسکا رخ اپنی جانب کیا

''آج اچھی لگ رہی ہے، معلوم نہیں کیوں؟ مگر اچھی لگ رہی ہے!''زارون کو جواب دیے وہ اس سے لپٹ گئی، زارون نے اس متاع جان کو قیمتی شے کی طرح خود میں سمولیا۔

''کہاں مر گیا ہے یہ انسان؟''غازان کئی سو بار برہان کو کال کر چکا تھا مگر نمبر ان ریچ ایبل آرہا تھا۔

جب بہادر خان نے غازان کو ایک پائی بھی دینے سے انکار کر دیا تو غازان طیش میں آگیا تھا۔

وہ اس وقت میکسیکو میں پناہ لیے ہوئے تھا، اسکا اور اسکی پوری فیملی کا ویزہ ایکسپائر ہو چکا تھا اور پیسے بھی تمام عیاشیوں میں ختم ہو چکے تھے۔

اسکی بیوی تو اس غربت کی زندگی سے تنگ آکر ایک امیر بڈھے شخص کے ساتھ بھاگ گئی تھی جس کے ساتھ وہ بنا کسی رشتے کے رہ رہی تھی، جب تک پیسہ اسکے پاس تھا بھلا اسے کیا فکر۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

برہان نے ایک بار پھر خود کے لیے مشکل کو دعوت دے دی جب اس نے ایک امیر سیاست دان کے بیٹے کو معمولی جھڑپ میں مار دیا۔

میکسیکو کی تمام پولیس انہیں ڈھونڈنے میں لگی ہوئی تھی،ایسے میں برہان کے تمام دو نمبر کام کرنے والے دوستوں نے اسکا نقلی ویزہ، پاسپورٹ اور ٹکٹ اسے بنا کر دی تھی۔

پہلے غازان کا ارادہ بہادر خان کے تمام غلط کاموں کا راز افشاں کرنے کا تھا، مگر اس سے وہ خود بھی پھنس جاتا اسی لیے غازان نے برہان کو بہادر خان کے پاس کچھ ٹھوس ثبوتوں سمیت بھیج دیا تھا تاکہ وہ اس سے قیمت وصول کر سکے

مگر اب دو دن سے برہان کا غازان سے کوئی کانٹیکٹ نہیں ہوا تھا۔

غازان نے بے صبری کے عالم میں بہادر خان کے پی۔ٹی۔سی۔ایل پر کال ملائی اور یہی اسکی زندگی کی سب سے بڑی غلطی بننے والی تھی۔

وہ ہمیشہ بہادر خان کو ایک خاص نمبر پر کال کرتا تھا مگر اب جب بہادر خان اسکی کال نہیں اٹھا رہا تھا تو اس نے گھر کے نمبر پر کال ملا دی۔

''بہادر خان کال اٹھاؤ!'' وہ سخت جھنجھلا کر بولا۔

تولیے سے بال رگڑتی وہ واشروم سے باہر نکلی جب تک فریش سا زارون کافی کے دو مگ لیے کمرے میں داخل ہوا تھا۔

گلاب اسکی جانب دیکھ کر مسکرائی جبکہ زارون نے ایک سانس خارج کی اور آتش دان کے پاس قالین پر بیٹھ گیا

گلاب نے ماتھے پر بل ڈالے زارون کو دیکھا اور پھر اسکے قریب جا بیٹھی

زارون نے مگ گلاب کی جانب بڑھایا۔

''کیا ہوا؟'' زارون کو پریشان دیکھ کر گلاب نے آخر سوال کر ہی لیا

''یہ سب؟ میں نے ایسے نہیں پلان کیا تھا!'' زارون نے سر افسوس سے نفی میں ہلایا

''کیا سب؟'' گلاب نے پریشانی سے پوچھا

''یہی آج کا دن! ہمارا خاص دن، ایک تو اتنی مشکل سے یہ سب کیا، کوشش کی رومینٹک موڈ میں رہوں، مگر پہلے اس گھر کی بحث اور پھر یہ بارش سب کچھ ملیامیٹ

کردیا!"زارون کو واقعی افسوس ہوا تھا۔

"چھوڑے ناآپ کی کیا غلطی؟آپ نے تو اپنی جانب سے پوری کوشش کی تھی!"

گلاب نے اسے کندھے پر سر رکھا

"ایگزیکٹلی، نجانے کتنے ترکش اور کورئین ڈرامہ دیکھنے کے بعد یہ آئیڈیاز دماغ میں آئے تھے، کتنا کھپناپڑا مجھے!"زارون کا افسوس کسی طور بھی کم ہونے پر نہیں آرہا تھا

بارش کی وجہ سے ٹیبل پر موجود تمام کھانا بھی بھیگ کر خراب ہو گیا تھا۔

زارون کا دل اس وقت سخت براہوا پڑا تھا،اس نے تمام سٹیپس یاد کیے ہوئے تھے۔

پہلے لان کی سجاوٹ، پھر ایک رومینٹک کپل ڈانس اور اسکے اختتام پر پھولوں کی بارش، بعد میں ایک کینڈیل لائٹ ڈنر جس میں اسے گلاب کی بے تحاشہ تعریف کرنی تھی، پھر بھلے اسکی کوئی ضرورت نہ ہو، مگر یہ ایک رومینٹک ڈنر ڈیٹ تھی یہ سب کچھ ضروری تھا،اس نے تو تمام لائنز بھی نیٹ سے نکال کر رٹ لی تھی

اور تو اور چند خوبصورت اشعار بھی وہ رٹ چکا تھا۔

اور آخر میں ایک خوبصورت ڈائمنڈ رنگ کے ساتھ اسے پرپوز کرنا تھا گلاب کو،

بیچارے نے اتنی محنت کی تھی کہ اتنے کم ٹائم میں ''میری می''اور ''آئی لو یو!'' کے دو پوسٹرز بھی تیار کروالیے تھے۔

وہ الگ بات تھی کہ نہ تو اسے دوبارہ شادی کرنے کی ضرورت تھی اور نہ ہی آئی لو یو کہنے کی، مگر یہ ضروری تھا، خالی رنگ دینے سے آپ اپنے پارٹنر کی فیلنگز کو ہرٹ کرسکتے ہیں، ایسا گوگل بابا کا کہنا تھا۔

اور تو اور بیچارے نے اس جنم تو کیا اگلے سات جنم کے بھی تمام ڈائیلاگز تیار کر رکھے تھے، اور آخر میں گلاب کی نازک انگلی میں ڈائمنڈ رنگ پہنانا (حالانکہ اسکی انگلیاں نازک نہ تھی، مگر یہ ضروری تھا!) اور اسکے ماتھے پر کس کرنا، سب کچھ ٹوٹلی پلان تھا۔

مگر نہیں بیوی کو تب فضول خرچی نظر آئی جب اس نے نیا گھر خریدہ، تب نہیں جب اس نے اتنے لاکھوں ان سب پر ایک دن میں اڑا دیے

تب وہ رومینٹک ہو گیا۔

سب یاد کرتے زارون نے دوبارہ سے سر جھٹکا۔

گلاب پر شوق نگاہوں نے اسکے چہرے بگڑتے تاثرات کو دیکھ رہی تھی، جو پل پل میں

بدل رہے تھے۔

فون کی رنگ زاروں کو اپنی سوچوں کے بھنور سے باہر لیکر آئی تھی۔

"احان!" اسکا نمبر دیکھ کر زاروں نے فوراً کال اون کی

"ماما پاپا!" ویڈیو میں احان کی جگہ مان کو دیکھ کر وہ دونوں چونکے اور پھر مسکرا کر اسے باتیں کرنے لگے

گلاب غور سے اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھی جو پہلے سے کافی بہتر اور صحت مند سا اسے محسوس ہو رہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ماما!" مان نے گلاب کو مخاطب کیا

"جی؟" گلاب مسکرا کر اسکی جانب متوجہ ہوئی

اور ایک بار پھر مان کی نا رکنے والی باتوں کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا۔

"اوکے لٹل چیمپ بہت ہو گئی باتیں اب سونے کا وقت!" احان نے مان کو اپنی گود میں اٹھایا

"مان جانو آجاؤ!" بسمل کی آواز پر مان نے اچھل کر نیچے چھلانگ لگائی

"بسماللہ!" گلاب فورا بولی

مان آرام سے اٹھا اور نارمل سپیڈ میں بسمل کی جانب بھاگا، جو اپنے بھاری بھر کم وجود پر چادر لپیٹے اسکا ہاتھ تھامے اسے شایان کے کمرے کی جانب لے گئی۔

"زارون!" مان کے جاتے ہی احان اسکی جانب متوجہ ہوا

"کل آخری ٹریٹمینٹ ہے۔۔۔۔۔۔۔تم دعا کرنا" احان بولتے رکا اور کچھ پل کی خاموشی کے بعد دوبارہ بولا۔

زارون نے سمجھ کر سر اثبات میں ہلا دیا، گلاب دونوں کو حیرت سے دیکھ رہی تھی۔

"زارون کس کا ٹریٹمینٹ؟" گلاب نے حیرت سے سوال کیا۔

"مان کا گلاب!" جواب احان کی جانب سے آیا تھا۔

"ہوں؟" گلاب بری طرح چونکی

"زارون نے تم سے مان کو کسی مفاد کی وجہ سے دور نہیں کیا تھا، یہاں اسکا علاج چل رہا ہے، تم دعا کرنا، ماں ہو تم! اللہ ماؤوں کی دعائیں رد نہیں کرتا!" زارون کے لاکھ آنکھیں دکھانے کے باوجود بھی احان نے اسے بتا دیا

اب جب وہ ان میں سب کچھ ٹھیک ہوتے دیکھ رہا تھا تو بتانا ضروری سمجھا

"دعا کرو گی نا؟" احان کی آواز گلاب کو ہوش میں لائی

"ہہ۔۔۔ہاں!" بری طرح چونکتے اس نے سر جھٹ اثبات میں ہلایا۔

"اللہ حافظ!" احان اپنا کام سرانجام دیے کال کاٹ چکا تھا۔

"میں ابھی آیا!" گلاب کے کچھ بولنے سے پہلے ہی زارون کافی کے خالی مگ لیے کمرے سے باہر کچن کی جانب چل دیا۔

کچھ پل تو گلاب یونہی سوچ میں ڈوبی رہی جب اچانک اپنی جگہ سے اٹھی اور بھاگتے ہوئے کمرے سے باہر نکلی۔

زارون کی پشت کو تکتے اسکی آنکھیں نم ہو گئیں، اس نے زور سے زارون کو پیچھے سے ہگ کیا۔

زارون ہڑبڑایا

"گلاب؟"

"تھینکیو، تھینکیو سو مچ!" اس سے لپٹی وہ نم آنکھوں سے مسکرا کر بولی

"فار واٹ" زارون نے مڑ کر اس سے سوال کیا

"فار ایوری تھنگ" وہ مسکرا کر اسکی آنکھوں میں دیکھتے بولی۔

"بائے داوے کچھ ہے تمہارے لیے" زارون مسکرا کر بولا

"کیا؟" گلاب نے حیرت سے سوال کیا

"آؤ!" وہ اسے لیے کمرے کی جانب بڑھا

"یہ لو!" زارون نے فائل اسکی جانب بڑھائی

"یہ کیا؟" گلاب نے فائل کھولتے پوچھا، مگر ساتھ ہی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں

"زارون!" اس نے ایک نظر دوبارہ فائل کو دیکھا

"مگر کیوں؟"

"یہ ضروری تھا گلاب!" زارون مسکرایا

"دیکھو گلاب کل کو جب ہم اپنی میرج لائف شروع کریں گے، اور اگر اللہ کے فضل سے ہماری اولاد ہوئی تو میں نہیں چاہتا کہ ایسے میں، میں ماں کے ساتھ کسی بھی قسم کی

کوئی زیادتی کر جاؤں، میں وعدہ کرتا ہوں کہ گلاب کہ مان کو ایک باپ کی طرح محبت دوں گا، مگر آنے والے وقت سے بلکل انجان ہوں میں، نہیں جانتا تب کتنا کچھ بدل جائے!" زارون نے پر سکون لہجے میں جواب دیا

"وہ سب ٹھیک ہے مگر اسکا مطلب یہ نہیں کہ آپ اپنا آدھا بزنس مان کو دے دے اور یہ گھر؟ یہ گھر بھی اسکے نام ہے؟" گلاب کو یہ بات زرا پسند نہیں آئی تھی۔

"مگر۔۔۔۔۔۔۔"

"مگر وگر کچھ نہیں اب جلدی سے آجاؤ کھانا کھالے، شکر ہے کچھ کھانا فریج میں موجود تھا!" زارون اسکے سر کو تھپتھپاتا کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

ہاتھ میں موجود فائل کو بیڈ پر ٹکاتی وہ بھی زارون کے پیچھے ہی باہر چلی آئی تھی۔

"وقار میری بات سنے، وقار لسن ٹومی! وقار!" روتی ہوئی پریشے عامر کے پیچھے مال سے باہر نکل رہی تھی جبکہ عامر سپاٹ چہرہ لیے تیز تیز قدم اٹھاتا پارکنگ کی جانب بڑھ رہا تھا

"وقار، پلیز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" پریشے نے التجائیہ انداز میں اسکا بازو تھاما

"پریشے؟ وقار؟" شمس جو اپنے لیے کچھ سامان خریدنے وہی آیا تھا ان دونوں کو دیکھ کر چونکا

"وقار!" پریشے دھیمی آواز میں منمنائی

"آئی سیڈ لیو می، یو ایڈیٹ!" اپنا بازو جھٹکے سے پریشے کی گرفت سے آزاد کرواتا وہ اسے زمین پر دھکا دیے گاڑی وہاں سے نکالے جا چکا تھا

جبکہ پیچھے زمین پر گری پریشے بری طرح سے رونے میں مگن تھی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"پریشے!" شمس اسکی جانب لپکا

شمس کی پکار پر پریشے نے جلدی سے آنسو صاف کیے اور اپنی جگہ سے اٹھی

"اوہ آپ!"

"آر یو آلرائٹ؟" شمس نے سوال کیا

"یی۔۔۔یس!" پریشے ہکلا کر بولتی آگے کو بڑھی جب گھٹنے میں اٹھنے والے درد کی وجہ سے دوبارہ زمین پر بیٹھ گئی

''کیا ہوا؟''شمس پریشان ہوا

''میرا گھٹنہ''پریشے کا رونا دیکھ کر شمس نے فوراً اپنی گاڑی نکالی اور پریشے کو مدد دیتا وہ ہسپتال کے راستے کی جانب گامزن ہو گیا۔

تھوڑی ہی دور اپنی گاڑی میں بیٹھے عامر نے مسکرا کر یہ واقع دیکھا، ہاں اپنی پریشے کو اس کے پاس اکیلے چھوڑنے کو اسکا دل نہیں تھا مگر پلان یہی تھا۔

بالوں میں ہاتھ پھیرتے عامر نے کار سٹارٹ کی اور شمس کی گاڑی کو نظروں کے حصار میں رکھے ان سے تھوڑا سا فاصلہ برقرار کیے گاڑی چلانے لگا۔

گھٹنے پر پٹی کروائے وہ شمس کے سہارے سے ہسپتال سے باہر نکل رہی تھی، شمس نے احتیاط سے اسے فرنٹ سیٹ پر بٹھایا تھا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر آ بیٹھا تھا۔

پریشے اب رو نہیں رہی تھی مگر اسکے چہرے پر گہری اداسی چھائی ہوئی تھی، اسکی آنکھیں رونے کی وجہ سے سوج چکی تھی

ڈرائیونگ کرتا شمس ایک آدھ نظر اس پر ڈال لیتا جو اسکی نظروں سے باخبر ہوتے ہوئے بھی بے نیاز سی کھڑکی کے پار دیکھنے میں مصروف تھی

”مائنڈ نہیں کروں تو پوچھ سکتا ہوں کہ کیا ہوا ہے؟“ شمس نے بات کا آغاز کیا، پریشے خاموش رہی

شمس نے بھی اسے چپ دیکھ کر خاموش ہو گیا۔

”وقار! وہ بہت عجیب ہو گیا ہے، بدل گیا ہے بہت وہ، بات بات پر ہر بات پر لڑتا ہے، وہ۔۔۔۔وہ شک کرتا ہے مجھ پر“ بولتے بولتے پریشے آخر میں رو پڑی تھی

”واٹ؟ مگر کیوں؟“ شمس حیران ہوا

”معلوم نہیں! مگر وہ بہت زیادہ لڑنے لگ گیا ہے مجھ سے، بات بات پر ذلیل کر دیتا ہے، آج بھی ہم اپنی شادی کی شاپنگ پر گئے تھے، سیلزمین نے چوڑیاں دکھائی، مجھے وہ بہت اچھی لگی، پہن کر دیکھی تو بہت خوبصورت لگی تھی کلائیوں پر، سیلزمین نے تعریف کی تو بس اتنی سی بات۔۔۔۔اتنی سی بات پر اس نے اتنی بڑی لڑائی چھیڑ دی!“ پریشے نم آنکھوں سے بولی

”تو چھوڑ دو اسے!“ شمس نے آرام سے کندھے اچکائے جواب دیا

”کیا تم پاگل ہو؟ میں اسے نہیں چھوڑ سکتی، اور اب اس وقت تو بلکل بھی نہیں جب ہم

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایک رشتے میں بندھنے جا رہے ہیں! ناممکن" پریشے نے سر نفی میں ہلایا

"ویسے بھی اس سے بیسٹ میری فیملی کے نزدیک میرے لیے اور کوئی آپشن نہیں!"

پریشے اداس لہجے میں دوبارہ بولی

"اور اگر تمہیں اس سے اچھا آپشن مل جائے؟" شمس نے اچانک سوال کیا

"اچھا! کون؟" پریشے نے مسکرا کر حیرت سے پوچھا

"اس دنیا میں اچھے لوگوں کی کمی نہیں!" شمس آرام دہ لہجے میں بولا

"اچھے لوگ" سے شمس کا اشارہ اس وقت اپنی جانب تھا جسے پریشے اور شمس کی گاڑی میں موجود ڈیوائس کے ذریعے انکی باتیں سنتا عامر، دونوں اچھے سے سمجھ رہیں تھے۔

پریشے نے تو اس کا خود کو اچھا انسان کہنے پر بڑی مشکل سے ہنسی روکی تھی جبکہ عامر کی آنکھوں سے شرارے پھوٹ رہیں تھے۔

یونہی باتوں باتوں میں پریشے کا گھر آگیا تھا، اسکے اترنے سے پہلے شمس نے پریشے کو پکارا

"پریشے!"

"ہاں؟"

''وہ کچھ نہیں!''شمس نے سر نفی میں ہلایا

''اوکے!''پریشے کندھے اچکاتی بامشکل چلتی گھر میں داخل ہوئی تھی، شمس نے گاڑی زن سے بھگالی تھی،وہ محسوس کر چکا تھا کہ کوئی انکا پیچھا کر رہا ہے مگر کون؟

''ہونہہ آیا بڑا عاشق ٹو کا ہیرو! کیسے بول رہا تھا کچھ نہیں!''پریشے نے ناک سکیڑتے سر نفی میں ہلایا اور اندر کی جانب بڑھ گئی

شمس گاڑی آڑے ترچھے راستوں پر ڈالے جاننا چاہ رہا تھا کہ آخر اسکا پیچھا کون کر رہا ہے؟

کیونکہ اس وقت چار گاڑیاں تھی کو انہی راستوں پر گامزن تھی جس پر شمس کی گاڑی تھی

ایک،ایک کر کے تمام گاڑیوں نے اپنے روٹس بدلیے تھے، شمس نے جھٹ بہادر خان کو کال ملائی تھی

''بولو شمس!''بہادر کی آواز اسے سنائی دی

''کوئی میرا پیچھا کر رہا ہے! مجھے لگتا ہے یہ اسی چٹ والے کا کام ہے!''شمس کے جواب پر بہادر خان کی آنکھوں سے شرارے پھوٹنے لگ گئے تھے۔

”تو کیا تم اسے پہچان پائے؟“ بہادر خان نے فوراً سوال داغا

”نہیں! وہ چار گاڑیاں تھیں، ایک ایک کر کے سب نے اپنا راستہ بدل لیا، اب مجھے نہیں معلوم کہ یہ مجھے ڈرانے کے لیے تھا یا کوئی وارننگ تھی“

”اچھا ٹھیک ہے تم گھر آجاؤ پھر بات کرتے ہیں!“ بہادر خان نے اسے جواب دیتے فون رکھ دیا جبکہ شمس نے لب بھینچے بیک مرر سے دیکھا جہاں موجود وہ چوتھی گاڑی اس پر ایک مسکراتی نظر ڈال کر اپنا راستہ بدل چکی تھی۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

پلیٹ میں مسلسل چمچ چلاتی وہ سخت مضطرب نظر آرہی تھی، اس وقت وہ رامش کے ساتھ بہادر کے گھر لنچ پر موجود تھی۔

”کیا ہوا زی تو کھا کیوں نہیں رہی؟ سب ٹھیک ہے نا؟“ اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھے رامش نے فکرمندی سے پوچھا

”ہاں! کچھ نہیں وہ بس۔۔۔۔۔۔ ایسے ہی!“ زینیہ نے سر جھٹکا

”کیا ہوا اتنی اداس کیوں ہو؟ کیا اچھا نہیں لگا یہاں آکر؟“ رامش نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ

میں لیا

"نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے،آئی ایم سوری میں نے لنچ ٹائم کو خراب کردیا!" زینیہ نے معافی مانگی

"اوہ کم آن زینیہ،ڈونٹ بی سلی!"

بہادر خان بظاہر تو لنچ کر رہا تھا مگر وہ اپنے بیٹے کی ایکٹینگ پر عش عش کر اٹھا تھا

"وہ آئی وانٹ تو یوز واشروم!" زینیہ ہچکچا کر بولی

"آفکورس۔۔۔۔۔۔لیفٹ سائڈ،تھرڈ روم!" رامش نے اسے بتایا،زینیہ سر ہلاتی اپنی جگہ سے اٹھی۔

اسکے جاتے ہی رامش نے منہ کے زاویے بگاڑ لیے اور اپنے ہاتھ پر پانی کا گلاس ڈالا جس سے اسنے زینیہ کا ہاتھ تھاما تھا۔

"گاڈ یہ عورتیں کتنی بے وقوف ہوتیں ہیں!" رامش نے منہ بنائے سر جھٹکا،بہادر خان مسکرا اٹھا

تھوڑی ہی دیر میں زینیہ واپس آچکی تھی،بہادر خان بھی لنچ سے فارغ ہو چکا تھا۔

اب وہ زینیہ سے اسکے فیوچر اور بزنس کے حوالے سے سوالات کرنے لگا تھا، جس کا جوابات زینیہ نہایت سمجھداری سے دے رہی تھی۔

شام کی چائے کا وقت ہوا چلا تھا، زینیہ کے چہرے پر موجود گھبراہٹ رامش اور بہادر خان اچھے سے محسوس کر رہے تھے، بہادر خان کو اسکی گھبراہٹ ایک فطری عمل لگا تھا مگر رامش جانتا تھا کہ بات کچھ اور ہے۔

شام کی چائے بہادر خان کو اکیلے اپنی سٹڈی میں پینے کی عادت تھی، اسی لیے وہ ایکسکیوز کرتا وہاں سے چلا گیا تھا

زینیہ اور رامش اس وقت لان میں موجود تھے۔

"اب بتاؤ مجھے کیا ہوا ہے؟" رامش نے اسکے چہرے کو تکتے پوچھا

"کچھ نہیں!" زینیہ نے سر نفی میں ہلایا

"زینیہ!" رامش وارننگ زدہ لہجے میں بولا

"وہ۔۔۔۔وہ آج۔۔۔۔۔۔وہ!"

"وہ آج کیا زینیہ؟"

"وہ آج مان کا آخری سیشن ہے رامش، اسے کینسر تھا، اگر آج اسکا آپریشن ٹھیک ہو گیا تو مان وہ بچ جائے گا، مجھے بہت گھبراہٹ ہو رہی ہے!" زینیہ کی بات سن کر رامش بھی اب پریشان ہو چکا تھا

مان اسکا بھائی تھا، اسے بھی بہت عزیز تھا وہ، مگر اب زینیہ کی بے چینی اسے بھی بے چین کیے ہوئے تھی۔

"ادھر بیٹھو!" رامش نے اسے کرسی پر بٹھایا

"کچھ نہیں ہو گا زینیہ، سب ٹھیک ہو جائے گا، انشااللہ مان ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔۔ اب وقت آگیا ہے زینیہ کے سب ٹھیک ہو جائے۔۔۔۔۔ جتنا برا ہونا تھا وہ ہو چکا، جو کھونا تھا وہ ہم کھو چکے ہیں۔۔۔۔۔۔ اب اور نہیں!" رامش نے اسکے گال پر ایک ہاتھ ٹکایا

رامش کی بات پر زینیہ نے سر اثبات میں ہلایا۔

"اور تو کوئی بات نہیں؟ کیا اسی وجہ سے لنچ نہیں کیا تھا؟" رامش نے سوال کیا

"دشمن کے گھر میں اسکے ساتھ بیٹھ کر کھانا مرنے سے کم نہیں!" زینیہ کی بات پر

رامش نے مسکرا کر سر نفی میں ہلایا

"چلو چلے!" رامش نے اسے ہاتھ بڑھا کر اٹھایا

"کہاں؟"

"کچھ کھانے، وہ کیا ہے نا دشمن کے گھر کھانا واقعی مرنے سے کم نہیں!" رامش نے مزے سے کندھے اچکائے جبکہ زینیہ نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورا

"ہاں نظر آرہا تھا مجھے کتنا مرنے کے مترادف تھا تمہارے لیے یہ لنچ!" زینیہ کے میٹھے سے طنز پر رامش ہنس دیا

اسکا ہاتھ تھامے وہ اسے گاڑی کی جانب لایا تھا۔

بہادر خان نے سٹڈی کی کھڑکی سے ان دونوں کو دیکھا تھا، وہ انکی باتیں تو نہیں سن پایا تھا مگر کچھ اور ضرور اسکی نظروں سے گزرا تھا، وہ تھی رامش کی آنکھیں۔

زینیہ کے معاملے میں رامش کی آنکھیں اسکے الفاظ کا ساتھ نہیں دے رہی تھی، بہادر خان خالص اور دکھاوی دونوں جذبوں کو اچھے سے سمجھتا تھا

"تم کیا کرنا چاہ رہے ہو رامش؟ لگتا ہے تم پر بھی اتنی جلدی بھروسہ نہیں کرنا چاہیے

مجھے!" بہادر خان گاڑی کو گیٹ سے نکلتا دیکھ کر خود سے بولا۔

لاؤنج میں پریشانی سے ادھر ادھر ٹہلتی وہ مسلسل دعاؤں کا ورد کیے جا رہی تھی۔ اسکی آنکھیں بار بار نم ہو رہیں تھی جنہیں وہ کمیز کی آستین سے صاف کر لیتی۔

اس نے زارون کو بھی زبردستی آفس بھیج دیا تھا، وہ دیکھ رہی تھی کہ اسکی وجہ سے زارون کا کام پر بلکل کوئی فوکس نہیں تھا، زارون نے کہاں بھی کہ وہ رک جاتا ہے مگر گلاب نہ مانی اور اسے بھیج کر دم لیا۔

"گلاب!" زرقہ نے گھر میں داخل ہوئے اسے پکارا

"پھوپھو!" وہ فوراً جا کر ان کے سینے سے لپٹ گئی

"بس میری بچی حوصلہ کرو، دیکھنا ہمارا امان بلکل ٹھیک ہو جائے گا!" زرقہ نے اسکا سر تھپتھپایا

"سچ میں؟"

"سچ میں!"

اسے اپنے ساتھ لگائے زرقہ صوفہ پر آبیٹھی تھی،ایک جانب وہ دونوں دعاؤں مین مشغول تھیں تو دوسری جانب احان کی جان پر بنی ہوئی تھی،وہ مسلسل زارون سے رابطے میں تھا۔

"ڈاکٹر!"ڈاکٹر کے باہر نکلتے ہی احان فوراانکی جانب بھاگا

"مبارک ہو مسٹر احان،آپریشن کامیاب رہا،آپ کے پیشنٹ کو کل تک ہوش آجائے گا!"ڈاکٹر نے مسکراکراسکا کندھا تھپتھپایا

ڈاکٹر کی بات پر احان نے شکر کا کلمہ ادا کیااور فوراموبائل نکال کر یہ خوشخبری اس نے زارون کو سنائی

فون کے اس پار زارون نے بھی مسکرا کر اللہ کا شکر ادا کرتے آنکھیں بند کر لیں۔۔۔

آنکھیں کھولے اس نے موبائل اٹھایااور گھر کا نمبر ڈائل کیا،جب کچھ سوچتے ہوئے اس نے موبائل واپس اپنی جگہ رکھ دیا

"ایسے نہیں!یہ خوشخبری تو میں تمہیں آمنے سامنے ہی سناؤں گا!"زارون مسکراتا خود

سے بولا جب عامر ایک بار پھر بناناک کیے خوشی سے اندر داخل ہوا

"بھائی میں آپ کے لیے دو دو خوشخبریاں لایا ہو!" عامر مسکرا کر بولتا اسکے سر پر جا کھڑا ہوا

"اچھاااااور وہ کیا؟" زارون نے ابرو اچکائی

"بھائی پہلی خوشخبری تو یہ کہ فیصل بخت اور غازان دونوں کا ٹھکانہ ہمیں مل چکا ہیں، اور دوسرا۔۔۔۔۔۔"

"دوسرا؟" زارون نے بے صبری سے پوچھا

"یہ دیکھیے!" عامر نے ایک ویڈیو اسکے سامنے پیش کی، جوں جوں ویڈیو آگے بڑھتی گئی زارون کی آنکھوں میں فتح کی چمک روشن ہونا شروع ہو گئی۔

"یہ کام تم نے کب کیا عامر؟" زارون سے اپنی حیرت چھپائی نہ گئی

عامر اسکی بات سن کر کل رات ہونے والے واقع پر جا پہنچا۔

شمس کا پیچھا کرنے کے فوراً بعد وہ بہادر خان سے ملنے آیا تھا، بہادر خان نے اسے وہ چیپ ڈی۔ کوڈ کرنے کو دی تھی جو برہان کی لاش کے ساتھ انہیں ملی تھی۔

"آؤں میرے شیر بتاؤ کیا خبر لائے ہو؟" بہادر خان نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کرتے پوچھا

"تمہارے آدمیوں میں ایک سے بڑھ کر ایک غدار موجود ہے بہادر خان اور تم اتنے انجان ہو؟" وقار اپنے ازلی سخت لہجے میں بولا

"کیا مطلب؟" بہادر خان چونکا

"یہ لڑکا جو مرا ہے یہ تمہارے ایک پرانے ساتھی کا بیٹا ہے نا؟"

"ہاں تو؟"

"تو یہ کہ اسکے پاس تمہارے کالے دھندھوں کے تمام ثبوت موجود ہیں، لگت ہے وہ یہاں تمہیں بلیک میل کرنے آیا تھا!" وقار کی بات پر بہادر خان کے منہ سے کئی گالیاں نکلی

"وہ چپ اب کہاں ہے؟" بہادر خان نے سوال کیا

"یہ رہی!" وقار نے اسکی جانب بڑھائی

بہادر خان نے نفرت سے اس چپ کو دیکھا

"ویسے وہ تمہیں بلیک مل کیوں کرنا چاہتا تھا؟" وقار کی بات پر بہادر خان نے غصے سے

کھولتے اسے چند ایک اہم باتیں بتادی اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی شکرادا کیا کہ وہ مر گیا بہادر خان اس بات سے مکمل طور پر لا علم تھا کہ یہ تمام باتیں ریکارڈ ہو رہیں تھی۔

عامر نے اس ریکارڈنگ میں کچھ ایڈیٹنگ بھی کی تھی، جس میں بہادر خان یہ کہنے کی بجائے کہ شکر ہے برہان مر گیا، یہ کہتا نظر آرہا تھا کہ شکر ہے میں نے اسے مار دیا۔

''تو اب آگے کا کیا پلان ہے بھائی؟ فیصل بخت یا غازان انصاری؟''

''غازان انصاری! فیصل بخت کو تھوڑا مزید رلیف دے دو تم! اور سنو یہ جو ریکارڈنگ ہے اسے کسی بھی طرح سے غازان انصاری تک پہنچاؤں وہ انسان مجھے تین دن کے اندر اندر پاکستان میں چاہیے!''زارون کی بات پر عامر نے سر جھٹ اثبات میں ہلایا اور آفس سے نکل گیا۔

زارون کی نگاہوں نے دور تک اسکا پیچھا کیا

''اس شمس کا بھی قصہ اب ختم کرنا ہو گا، یہ حد سے بڑھ رہا ہے!''زارون خود سے بولا۔

کسی پرائیویٹ نمبر سے آئی یہ ویڈیو دیکھ کر غازان انصاری اس وقت غصے سے پاگل ہو چکا تھا

اسکا بیٹا، اسکا سہارا، جسے بہادر خان نے کتنی بے دردی سے چھین لیا تھا

مگر غازان انصاری یہ بھول گیا تھا کہ اس نے بھی نجانے کتنوں کو بے سہارا کیا تھا، کتنے لوگوں کے گھر اجاڑے تھے۔

"نہیں بہادر خان، نہیں یہ تم نے اچھا نہیں کیا، تمہیں اسکی قیمت ادا کرنا ہو گی، میں آرہا ہوں تم سے بدلا لینے بہادر خان۔۔۔۔۔ جانور سے بھی بدتر موت دوں گا تمہیں میں!" اسکی آنکھیں سرخ انگارہ ہو چکی تھی جبکہ دماغ کی شریانیں یوں تھی جیسے مانو ابھی پھٹ جائے گی۔

ایک ہاتھ میں بوکے اور دوسرے میں چاکلیٹ کیک تھامے وہ گھر میں داخل ہوا تھا۔

اسکی نظر لاؤنج میں صوفہ پر غیر آرام دہ طریقے سے سوتی گلاب پر گئی، افسوس سے اسنے سر نفی میں ہلایا اور آگے بڑھ کر ڈائننگ ہال میں سامان ٹیبل پر رکھا

"زارون!" زرقہ جو کچن سے نکلی تھی اسے دیکھ کر مسکرائی

"السلام علیکم پھوپھو!" زارون محبت سے ان سے لپٹا

"وعلیکم السلام میرے بیٹے، احان سے بات ہوئی، سب ٹھیک ہو گیا نا خیریت سے؟"

زرقہ نے سوال کیا

"جی جی پھوپھو اللہ کا شکر ہے، مان کا آپریشن ٹھیک ہو گیا وہ اب بلکل ٹھیک ہے!"

زارون کی بات پر انہوں نے شکر کا کلمہ ادا کیا

"اسے بھی بتادوں تب تک میں وجدان اور زینیہ کو کال کر دو!" پھوپھو کی بات پر سر

ہلاتا وہ گلاب کی جانب بڑھا

"گلاب، پرنسز۔۔۔۔اٹھو!" زارون نے دھیمے سے اسکا شانہ ہلایا

"مان!" گلاب چونک کر اٹھی

"زارون! مان؟ میرا مان!" گلاب نے جلدی سے زارون کو دیکھا

"وہ ٹھیک ہے گلاب! مان بلکل ٹھیک ہے، احان سے بات ہوئی تھی میری، آپریشن

سکسیس فل رہا!" زارون مسکرا کر بولا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''آپ۔۔۔۔آپ سچ کہہ رہے ہے نا؟''گلاب کو یقین نہیں آیا

''ایک دم سچ۔۔۔دیکھو میں کیک بھی لایا ہو اس خوشی میں!''زارون ہنس کر بولا تو

گلاب خوشی سے اس سے لپٹ گئی

''زارون میری بات کروادے ماں سے؟ایک بار دل کو تسلی ہو جائے گی!''گلاب نے

منت کی

''گلاب!پاگل مت بنو!اسکا آپریشن ہوا ہے،ابھی کہاں ہوش میں آیا ہو گا وہ؟احان نے

بتایا تھا کہ ڈاکٹرز کہہ رہے تھے کل تک ہوش میں آجائے گا پھر کر لینا جتنی مرضی باتیں

کرنی ہوئی!''زارون اسے اپنے ساتھ لگائے ڈائنگ میں لایا جہاں زرقہ کھانا لگا رہی

تھی

گلاب کو یہ دیکھ کر فوراً اپنی کم عقلی کا احساس ہوا

''پھوپھو آئی ایم سوری،آپ کو یہ سب کرنا پڑا!''گلاب شرمندہ سی بولی

''کوئی بات نہیں بیٹا،تم اس وقت ذہنی دباؤ کا شکار تھی۔۔۔کوئی بڑی بات نہیں

ہے!''زرقہ محبت سے بولی

گلاب کو مزید شرمندگی نے آن گھیرا وہ پہلی باران کے گھر آئی تھی اور گلاب کچھ کر نہ پائی

مگر تھوڑی ہی دیر میں پھوپھو اور زارون کی نوک جھوک کو انجوائے کرتی وہ پھر سے مسکرا رہی تھی

یہ اسکی اصل فیملی تھی، وہ فیملی جس کی تمنا اسنے تمام عمر کی تھی۔۔۔اور اب وہ اسے مل بھی گئی تھی۔۔۔اسے اور کیا چاہیے تھا!

کراچی کے ائیر پورٹ پر کھڑا وہ اپنی آگ برساتی آنکھوں سے ارد گرد کا جائزہ لینے میں مصروف تھا!

سختی سے لب بھینچے وہ اپنی تکلیف کو برداشت کرنے کی کوشش میں تھا، اس نے نظریں نیچے کیے اپنے جسم کے بائیں جانب دیکھا، جہاں پٹی لگی ہوئی تھی۔

پاکستان آنے کے لیے غازان انصاری نے غیر قانونی طریقہ اپناتے اپنی کیڈنی بیچ دی تھی، وہ ہر گز میکسیکو کی پولیس کی نظر میں نہیں آنا چاہتا تھا۔

اسکا آپریشن ہوئے تین دن ہوئے تھے، ڈاکٹرز نے اسے آرام کی نصیحت کی تھی مگر اس

وقت انتقام کی جس آگ میں وہ جل رہا تھا اپنے آرام کو پیچھے دھکیلے وہ بہادر خان سے بدلا لینے کو تیار تھا۔

اور آرام تو اسے اب تب ہی آنا تھا جب بہادر خان سے اپنے بیٹے کی موت کا بدلا لے لیتا وہ۔

بے صبری کے عالم میں اس نے دوبارہ ایگزیٹ کی جانب نگاہیں دوڑائی جب آخر کار اسے وقار آتا دکھائی دیا

"وقار؟" غازان نے سوال کیا

وقار نے اسے کونٹیکٹ کیا تھا اور اسے بتایا تھا کہ وہ ویڈیو بھیجنے والا وہی اور ہے اور یہ بھی کہ بہادر خان نے اسکی آنکھوں کے سامنے اسے مارا تھا۔

"غازان انصاری!" سپاٹ لہجہ اپناتے وقار نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔

"کیا تم تیار ہو؟" وقار نے سوال کیا

"بہادر خان کو جہنم رسید کرنے کو ایک دم تیار ہوں!" غازان انصاری آنکھوں میں انتقام کی آگ لیے بولی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”خود بھی جہنم رسید ہونے کو تیار ہو جاؤ!“ اسے دیکھتے وقار نے لب بھینچے سوچا

”چلو!“ وقار نے اسے اشارہ کیا۔

”پلان کیا ہے؟“ غازان نے ڈرائیو کرتے وقار سے سوال کیا

”اس وقت گھر میں کوئی بھی موجود نہیں ہے، مین گیٹ پر صرف دو گارڈز ہو گیں، انہیں میں ہینڈل کر لوں گا ویسے بھی انکی گنز جام کر چکا ہوں میں، تمام سی۔سی۔ٹی۔وی کیمرہ بھی جام کر دیے ہیں، تم آرام سے اپنا کام کر سکتے ہو!“ وقار کی بات پر غازان مسکرا دیا

”ویسے تم میری مدد کیوں کر رہے ہو؟“ غازان نے چونک کر پوچھا

”وہ میرے ماں باپ کا قاتل ہے!“ وقار نے مخصوص سپاٹ لہجے میں جواب دیا

”ظالم درندہ!“ غازان نے بہادر خان کو ایک لقب سے نوازہ

وقار ہلکا سا مسکرایا، غازان نے غور سے اسکی مسکراہٹ دیکھی

”ویسے کیا تم جانتے ہو تمہاری شکل میرے ایک پرانے عزیز دوست سے ملتی ہے!“

غازان نے جواب دیا

"اچھا کس سے؟" وقار نے انجان بنتے سوال کیا

"کاشان سے" غازان فورا بولا

"تو اب تمہارا دوست کہاں ہے؟" وقار نے ہلکے پھلکے لہجے میں سوال کیا

"وہ بھی جہنم رسید ہو گیا!" غازان حقارت سے بولا

"مطلب؟" وقار نا سمجھی سے بولا

"چھوڑو! ویسے بھی وہ (گالی) دوست کہلانے کے قابل نہیں تھا (گالی)" غازان کی بات پر وقار کی پکڑ سٹئیر نگ ویل پر سخت ہو گئی تھی۔

اس نے ایک جھٹکے سے گاڑی روکی

"کیا ہوا؟" غازان نے بھوکلا کر پوچھا

"ہم پہنچ گئے!" وقار سپاٹ لہجے میں بولا

غازان نے زرا سی نظر باہر دوڑائی تو وہ اس وقت رستم ولا (جواب خان ولا تھا) کے باہر

تھے۔

"گارڈز؟"غازان نے گن لوڈ کرتے پوچھا

"فکر مت کرو! میں نے کہاں نا میں سب سنبھال لوں گا!" وقار نے گاڑی پورچ میں روکی

غازان نے سر اثبات میں ہلایا، گاڑی کا دروازہ کھولتے وہ اپنی تکلیف کو برداشت کرتا وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا گھر میں داخل ہوا

پیچھے موجود وقار نے گارڈز کو اشارہ کیا جنہوں نے سر اثبات میں ہلا دیا، پھر اس نے چھت پر موجود سیکیورٹی کو دیکھا اور مطمئن مسکراہٹ لیے گھر میں داخل ہوا۔

"بہادر خان!"غصے سے دھاڑتا غازان انصاری گھر میں داخل ہوا

بہادر خان جو اطمینان سے لاؤنج میں بیٹھا ٹی۔وی دیکھ رہا تھا غازان کو وہاں پا کر چونکا اور پھر چہرے پر ناگوار تاثرات لیے اسے گھورا

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"بہادر خان نے ناگواری سے دریافت کیا

"تیری موت کا پروانہ لایا ہوں (گالی)"غازان حلق کے بل چلایا، یہاں تک کے اسکی

تکلیف مزید بڑھ گئی۔

"اچھا سچ میں؟ تم ہو کیا عزرائیل؟" بہادر خان اس پر ہنسا

"تم نے بہت غلط کیا بہادر خان، ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا تمہیں!" غازان نے پستل اسکی جانب کی، بہادر خان کے اطمینان میں رتی برابر فرق نہ آیا۔

اس سے پہلے غازان اس پر گولی چلا پاتا، ایک دوسری پسٹل سے نکلی گولی اسکے ہاتھ کے آر پار ہو گئی

"آہ!" ہاتھ میں موجود پستول زمین پر گر گئی جبکہ غازان نے تکلیف سے ہاتھ تھاما

اس نے گولی چلانے والے کی جانب دیکھا تو آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں، کیونکہ وہ کوئی اور نہیں بلکہ وقار تھا جو چہرے پر مسکراہٹ سجائے غازان کو دیکھ رہا تھا

"میں نے کہاں تھا نا سر یہ گیڈر خود آئے گا آپ کے پاس اپنی موت مانگنے کے لیے!"

وقار کی بات پر بہادر خان کا قہقہہ پورے لاؤنج میں گونجا

شمس اور باقی تمام گارڈز بھی وہاں اب آچکے تھے۔

"لیجاؤ اس گند کے ڈھیر کو اور اچھے سے مرمت کر کے چھوڑ دینا!" بہادر خان دیا لو انداز

میں بولتا وقار کی جانب بڑھا اور اسکا شانہ تھپتھپایا

"(گالی) غدار!" غازان وقار کو دیکھ کر دھاڑا

"نو نو غازان انصاری میں نہیں تم ہو غدار، جس انسان نے تمہیں اور تمہارے گھر والوں کو پالا تم نے اسی کی پیٹھ میں چھرا گھونپنا چاہا۔ ارے جس تھالی میں کھایا اسی میں چھید؟ چچچچ۔۔۔۔لعنت ہو تم پر" وقار اسکی حالت پر افسوس کرتا بولا۔

غازان نے بے بسی سے لب بھینچے اسے سمجھ نہیں آئی کہ وہ اس جال میں پھنس کیسے گیا۔

"تم بھی اتنے کوئی وفادار نہیں ہو، بتاؤ بہادر خان کو کیسے تم نے اس کے اس انکشاف کی ویڈیو کے وہی میرے بیٹے کا قاتل ہے مجھے بنا کر بھیجی تھی!" غازان چمکتی آنکھوں سے بولا

"کیا سچ میں مجھے تمہیں بتانا چاہیے بہادر خان؟" وقار نے پر سکون لہجے میں پوچھا

"نہیں! بھلا جو کام تم نے میری مرضی سے کیا اس میں کیا غداری؟" بہادر خان بھی مسکرایا

"کہی تم اس ویڈیو کی بات تو نہیں کر رہے؟" شمس نے مسکرا کر ایک ویڈیو غازان کے

سامنے کی جو اس ویڈیو سے بلکل مختلف تھی جو اسے بھیجی گئی تھی

"یہ وہ ویڈیو نہیں ہے!" غازان چلایا

شمس چونکا جبکہ وقار پر سکون رہا

"اچھا تو تمہیں کونسی ویڈیو بھیجی تھی؟" وقار نے مسکرائے پوچھا

"میرے موبائل میں ہے کھول کر دیکھ لو!" غازان بھی مسکراتا بولا

"کیوں نہیں!" وقار آگے بڑھا

"رکو میں دیکھوں گا!" شمس نے اسے روکا اور موبائل کھول کر ویڈیو پلے کی

ویڈیو دیکھنے کے بعد غازان کے چہرے پر ایک گہری مسکراہٹ تھی جب شمس کا زوردار مکا اسکے چہرے پر پڑا

"(گالی) جھوٹ بولتا ہے، یہ دیکھ وہی ہے!" شمس نے موبائل اسکی جانب کیا

غازان کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں، یہ وہ ویڈیو نہیں تھی، شمس نے اسکا پورا موبائل چیک کیا تھا اس میں اس کے علاوہ اور کوئی ویڈیو موجود نہ تھی۔

بہادر خان کے اشارے پر شمس اور گارڈز اسکی درگت بنانے کو اسے وہاں سے لے گئے تھے۔

"ویسے مان گئے تمہیں وقار بہت شاطر دماغ پایا ہے تم نے!" بہادر خان نے اسکا شانہ تھپتھپایا، وقار نے سر کو ہلکا سا خم دیکر تعریف وصول کی۔

بہادر خان اپنی سٹڈی کی جانب بڑھ چکا تھا جبکہ وقار اسکے پیچھے کھل کر مسکرا دیا

تین دن پہلے

رامش اور زینیہ کے جانے کے بعد سے بہادر خان کو مسلسل بلینک کالز موصول ہو رہیں تھی، اس کے اوپر سے غازان کی کالز جو وہ خود رسیو نہیں کر رہا تھا۔

بہادر خان نے ان بلینک کالز کو اگنور کر دیا مگر اگلے دن اسے پورے گھر میں سے خون لگے خط موصول ہوئے تھے جن میں انہیں مار دینے کی دھمکی دی گئی تھی

کسی باہر والے آدمی میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ یہ کام کر سکتا تو وہ ضرور اندر کا انسان تھا۔

شمس کو وقار پر شک تھا جبکہ تفتیش پر ایک گارڈ پکڑا گیا تھا جس نے غازان کا نام لیا تھا کہ

وہ بہادر خان کو ختم کرنا چاہتا ہے کیونکہ بہادر خان نے اسے پیسے دینے سے انکار کر دیا تھا۔

اس گارڈ کو تو فوراً مار دیا گیا تھا جبکہ وقار نے بنا افسوس کے اس گارڈ کو دیکھا تھا۔

وہ گارڈ کتنے ہی غلط کاموں میں ملوث تھا، وقار نے اسے بلیک میل کیا تھا کہ یہ کام وہ کرے گا اور پکڑے جانے پر غازان کا نام لے گا

اور ایسا نہ کرنے کی صورت میں وقار نہ صرف اسے مار دے گا بلکہ اسکی بیٹی کو بھی کوٹھے پر بیچ دے گا، یہ دھمکی کام آئی تھی اور گارڈ نے الزام اپنے سر لے لیا تھا۔

''یہ غازان تو جان کو وبال بنتا جا رہا ہے، کیا کروں میں اسکا!'' بہادر خان غصے سے پھنکارا

''تم کہو تو ایک آئیڈیا ہے میرے دماغ میں!'' وقار سپاٹ لہجے میں بولا

''کیا؟'' بہادر خان نے بے صبری سے پوچھا

شمس نے ناگواری سے بہادر خان کو دیکھا

بہادر خان ہر کسی پر اندھا اعتماد کرنے لگ گیا تھا، اس نے شمس کو رامش پر بھی نظر رکھنے

کو کہاں تھا مگر جب یقین ہو گیا کہ رامش زینیہ کے ساتھ صرف محبت کا ڈرامہ کر رہا ہے تو اسکا رامش پر اعتماد پھر سے بحال ہو گیا تھا۔

اور اب وقار پر بھی اسے اندھا اعتماد تھا۔

وقار نے اپنا آئیڈیا ان دونوں کو بتایا تھا جس پر بہادر خان کی آنکھیں چمک اٹھیں تھی۔

''مگر یہ ہو گا کیسے؟'' شمس نے سوال کیا

''بہت آسان ہے تم ویڈیو بناؤ گے یوں جیسے کیمرہ کہی چھپا ہوا ہو، میں بہادر خان سے یوں سوال کروں گا جیسے یونہی پوچھ رہا ہوں اور بہادر خان بھی آسانی سے جواب دے گا، غازان مجھے نہیں جانتا جب میں اسے یہ ویڈیو بھیجوں گا تو وہ مجھ پر اعتماد کر لے گا، جبکہ شمس اگر میری جگہ تم ہو گے تو اعتماد کرنا مشکل ہو گے، غازان ایک چالاک آدمی ہے!'' وقار کی بات پر بہادر خان اور شمس نے دونوں نے حامی بھر لی

اور پھر وقار نے بلکل ہی ویسی ایک ویڈیو بنوائی جیسی اس نے غازان کو بھیجی تھی۔

غازان کے سسٹم کو ہیک کر کے اس نے پچھلی ویڈیو ریموو کر دی اور یہ والی ڈال دی تھی۔

بہادر خان تو یہ بھی نہیں جانتا تھا کہ اسکے ارد گرد بچھا یہ جال وقت کے ساتھ ساتھ تنگ ہوئے جا رہا تھا، اور اب اس سے بچنا ناممکن تھا۔

پورے دو گھنٹے کی درگت کے بعد غازان کی حالت ابتر ہو گئی تھی، اسکے سٹیچز کھل چکے تھے جبکہ پورا بدن لہولہان ہو چکا تھا۔

اسکی سانسیں مدھم ہو چکی تھی، شمس اور باقی تمام لوگ جا چکے تھے جب وقار مسکراتا وہاں آیا اور غازان کی حالت پر نظر ڈالے مزید مسکرایا

"چچچچ۔۔۔۔کیا تھے تم غازان انصاری اور دیکھو کیا رہ گئے ہو! افسوس ہوتا ہے تم پر!" وقار نے ترحم بھری مسکراتی نظروں سے اسے دیکھتے سر نفی میں ہلایا

"کک۔۔۔کون ہو تم!" غازان نے غنودگی میں جاتے پوچھا

"تمہارے اسے جگری یار، جہنم رسید کاشان کا بیٹا عامر!" سرسراتے لہجے بولتا وہ اسکے کان کے پاس جھکا

غازان کی آنکھیں پوری کھل چکی تھی، غنودگی تو کہی دور جا سوئی تھی۔

”ابھی تمہیں مرنا نہیں ہے غازان ابھی تو بہت کچھ ہے تمہارے لیے!“ وقار نے اسے کالر سے تھاما اور گھسیٹتے ہوئے وہ گاڑی کی جانب لایا اور بیک سیٹ پر اسے پھینکا

گاڑی ولا سے باہر نکالتے اس نے زارون کو کال ملائی

”ڈیڑھ گھنٹے میں پہنچ جاؤں گا بھائی!“ وقار نے کال کاٹی اور پانی کی بوتل غازان کی جانب پھینکی جسے غازان نے فوراً تھام لیا اور غٹا غٹ پی گیا

عامر کو اس پر کسی قسم کا کوئی ترس نہیں آرہا تھا اسے بس اس شخص کو زندہ رکھنا تھا مزید کچھ پل کے لیے۔

شہر سے باہر ایک سنسان جگہ پر گاڑی روکے اس نے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولا اور گھسیٹتا ہوا اسے باہر لایا

”یہ۔۔۔یہاں کیوں لائے ہو مجھے!“ غازان انصاری کے چہرے پر خوف کے اثرات دیکھ کر عامر کو اپنا آپ سکون میں جاتا محسوس ہوا

”بتاتا ہوں چلو تو زرا!“ گھسیٹتے ہوئے وہ اسے ایک بند فیکٹری کی جانب لایا اور زمین پر زور سے دھکا دیا

غازان کا پورا چہرہ دھول اور گرد سے بھر گیا تھا۔

کھانستے ہوئے وہ سیدھا ہوا تو سورج کی تیز روشنی اسکی آنکھوں میں پڑی، غازان نے چہرہ موڑ لیا جب اسے کوئی اپنی جانب آتا دکھائی دیا

غازان نے غور کرنا چاہی تو آنکھیں دہشت سے پھیل گئیں

"رر۔۔۔رستم!"اسکے لب کپکپائے

زارون شکاری کی چال چلتا غازان کے سر پر آپہنچا تھا

غازان کی یہ حالت اسے کس قدر سکون دے رہی تھی وہ اپنی یہ فیلینگز کسی سے بھی شئیر نہیں کر سکتا تھا۔

"چچچچ۔۔۔۔۔۔مجھے افسوس ہو رہا ہے تمہاری اس حالت پر غازان انصاری! اتنے سالوں کی وفاداری کا اتنا بھیانک انجام؟ کیا حالت بنا دی ہے بہادر خان نے تمہاری!"

زمین پر پڑے خون میں لت پت وجود کو دیکھ کر زارون نے مسکرا کر سر نفی میں ہلایا۔

"اس دنیا میں کوئی تمہارا اپنا نہیں نکلا غازان انصاری، بہادر خان جس کو تم نے اپنی بیٹی بیچ دی، اسکے لیے کتنے غلط کام کیے اس نے بھی منہ موڑ لیا! اور تو اور وہ بیٹا بھی نہیں رہا

جس کے لیے بیٹی قربان کی تھی تم نے۔"زارون ترحم بھری مصنوئی نگاہوں سے اسے دیکھتے بولا۔

"ویسے اس پیسے کے لیے تم نے میری گلاب کو اس جہنم میں دھکیلا تھا نا؟اب یہ پیسہ ہی تمہاری موت کا سبب بنے گا!"زارون نے اسکی نظروں کے سامنے پانچ ہزار کے چند نوٹ لہرائے

پینٹ کی پاکٹ سے کچھ سکے نکال کر زارون نے ایک ہاتھ سے اسکا منہ کھولا اور دوسرے ہاتھ سے وہ سکے اسکے منہ میں بھر دیے

غازان کا سانس بند ہونے لگا تھا،اس کا دم گھٹنے لگا تھا،اس نے ہاتھ پیر چلائے خود کو بچانے کی انتھک کوشش کی، مگر بے سود۔

"فکر مت کرو جس پیسے کے لیے تم نے سگے رشتوں کو بیچ دیا وہ پیسہ تمہارے ساتھ تمہاری قبر میں ضرور جائے گا!"سپاٹ لہجے میں جواب دیتے زارون نے اسکے منہ میں مزید سکے ڈال دیے۔

غازان کی آنکھوں سے آنسوؤں بہنا شروع ہو گئے تھے،موت کا خوف اور آنکھوں کے

سامنے چھاتا اندھیرا! اسے زندگی ختم ہوتی نظر آرہی تھی، اسے عزرائیل قریب آتے نظر آرہے تھے۔

مزید پانچ سے چھ منٹ غازان تڑپتا رہا اور بلآخر موت کو اس نے گلے لگا لیا۔

"بھائی اب اسکی لاش کا کیا کرنا ہے؟" عامر نے سپاٹ لہجے میں سوال کیا

"کیا مطلب کیا کرنا ہے؟ ڈال دو یہاں موجود آوارہ اور بھوکے کتوں کے آگے، میرا ظرف اتنا بلند نہیں عامر کہ میں دشمن کو کفن پہناؤں" زارون اس وقت رستم کی پرتو لگ رہا تھا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جسے ظلم کرتے وقت زرا ترس نہیں آتا تھا، زارون کو بھی نہیں آیا۔

زارون کی بات پر سر کو خم دیتے عامر نے بازوؤں سے اسے گھسیٹتے ہوئے اسے ایک گندے نالے کے پاس پھینک دیا تھا۔

پانچ منٹ بعد وہاں دو تین کتے آئے اور اسے کاٹنے لگے تھے۔

زارون نے سپاٹ چہرہ لیے اپنی گاڑی کی کھڑکی سے یہ منظر دیکھا۔

"ایک سوال پوچھوں بھائی؟" عامر نے زارون کو مخاطب کیا

”پوچھو!“

”آپ ایک ہی بار میں بہادر خان اور اسکے تمام ساتھیوں کا کام کیوں نہیں تمام کر دیتے؟ یہ قسطوں میں کیوں کر رہے ہے؟“

”شکاری جب تک شکار کھیل نہ لے اسے مزہ نہیں آتا، بہادر خان کو لگتا ہے کہ غازان کی موت سے اسکی زندگی کی تمام مشکلات حل ہو گئیں ہیں تو اسے سمجھنے دو! میں بہادر خان پر تب ہاتھ ڈالوں گا جب اس نے سوچا بھی نہ ہو گا!“ زارون نے جواب دیا

”تو اب کون؟“ عامر نے مسکرا کر پوچھا

”ابھی نہیں، ایک ماہ رک جاؤ! بہادر خان کو تسلی ہونے دو کہ اسکی زندگی میں سب کچھ ٹھیک ہے، پھر دوبارہ نئے سرے سے کھیل شروع ہو گا تمام!“ زارون کے جواب پر عامر نے سر اثبات میں ہلایا

”رامش کے کام کا کیا بنا؟“ زارون نے سوال کیا

”کام اچھے سے ہو رہا ہے، ہم یہاں سے ڈرگز بھیجتے ہیں اور بیچ راہ میں ہی ڈرگز کی جگہ پاؤڈر رکھ دیا جاتا ہے، بہادر خان نے تمام کام رامش کے سپرد کر دیا ہے، وہ اب صرف

بیٹھ کر کھانا چاہتا ہے!'' عامر نے تمام بریفینگ اسے دی

''یہ اعتبار اسے جہنم میں لے جائے گا!'' زارون مسکرایا

''انشااللہ بھائی، انشااللہ!'' عامر نے سر ہلاتے تائید کی۔

\-------------

ایک ماہ پنکھ لگا کر اڑ چکا تھا، بہادر خان ایک بار پھر سے پر سکون ہو چکا تھا، رامش پر جو اسے تھوڑا بہت شک تھا وہ بھی اب مکمل ختم ہو چکا تھا۔ رامش نے بہادر خان کو بتایا تھا کہ وہ ایک بہت بڑی پلیننگ کر رہا ہے اور جلد ہی نتیجہ بھی بہادر خان کے سامنے ہو گا جس پر بہادر خان خاصا خوش تھا، زارون کو وہ بھی راستے سے ہٹا دیکھنا چاہتا تھا

مگر رامش نے کبھی نہیں کہا تھا کہ وہ پلیننگ زارون کے لیے ہے؟ اس نے بس بتایا تھا کہ کچھ پلین کر رہا ہے، اسکی آدھی بات کو اپنی دماغی سوچ سے ملا کر بہادر خان خود کو پر سکون کر چکا تھا، مگر ایک چیز اسے پریشان کیے ہوئے تھی وہ تھا فیصل بخت کا غائب ہونا، وہ کہاں تھا؟ کسی کو معلوم نہیں تھا، اس نے بس بہادر خان کو بتایا تھا کہ وہ کچھ ماہ اکیلے رہنا چاہتا ہے اپنے ساتھ اسی لیے بہادر خان نے اسے ڈھونڈنے کی بھی کوشش نہ

کی۔

آنکھوں پر پٹی باندھے زارون گلاب کا ہاتھ تھامے اسے دھیرے دھیرے سے لاؤنج میں لایا تھا جسے ہر طرح سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا

''میں پٹی کھول لوں؟''گلاب نے دوبارہ سے سوال کیا

''نہیں ابھی نہیں!''زارون تنبیہ کی

''زارون!''گلاب چڑ کر بولی

''گلاب!''زارون بھی اسکی نقل اتارتا ویسے ہی بولا

اسے کیک کے سامنے کھڑا کیے زارون نے دھیرے سے اسکی آنکھوں سے پٹی ہٹائی تھی

''افففف اتنا سس۔۔۔۔۔۔''اس سے پہلے وہ بول پاتی لاؤنج میں چاروں اور سے تالیاں بجنے لگی، تمام لوگ اسے برتھڈے وش کرنے لگ گئے تھے

''زارون!''گلاب کی آواز میں حیرت عنصر شامل تھا۔

"ہیپی برتھڈے ڈئیر وائفی" زارون مسکرا کر بولا

"آپ کو کیسے معلوم؟" گلاب کی حیرت کم ہونے پر نہیں آرہی تھی۔

"جادو سے" زارون مسکرا کر بولا

پریشے اسکے ماں باپ، عامر، زرقہ، زینیہ، وجدان اور باقی تمام عزیزوں نے اسے وش کیا تھا

زارون نے چھری اٹھائے گلاب کی جانب بڑھائی جو اسے ہی دیکھے جارہی تھی۔

"پکڑو" زارون نے چھری کی جانب اشارہ کیا

گلاب نے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا تھا، نظریں مسلسل زارون کے چہرے پر ٹکی تھی۔

زارون مسکرا کر اسکے ساتھ کیک کاٹا تھا۔ یہ منظر پریشے نے اپنے کیمرہ میں محفوظ کرلیا تھا۔

"بھابھی کیک سامنے ہے بھائی کے چہرے پر نہیں!" عامر کی بات پر گلاب نے فورا نظریں پھیری اور سر جھکا لیا جبکہ پریشے نے اسکے پیٹ میں زور سے کہنی ماری

''خود سے کچھ نہیں ہوتا تو اوروں کو تو تنگ مت کرو!''پریشے نے آنکھیں دکھائیں۔

''تم موقع تو دو سب کچھ کر کے دکھاؤں گا!''عامر کی اس فضول گوئی پر اسے ایک اور مکا کھانے کو ملا تھا

''اس بہادر خان سے دور رہو، معلوم نہیں کیا گند بھرنا شروع ہو گیا ہے تمہارے دماغ میں!''پریشے اس پر برسی

''یار میں تو برتھڈے کی بات کر رہا تھا تم کیا سمجھی؟''عامر اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے بولا

جبکہ پریشے دوبارہ زارون اور گلاب کی جانب متوجہ ہو گئی

زارون نے کیک کا ایک چھوٹا سا پیس گلاب کو کھلایا تھا۔

ایک بار پھر سب نے گلاب کو مبارک باد تھی، برتھڈے پارٹی رات آٹھ بجے تک چلی تھی۔

تمام مہمانوں سے فارغ ہونے کے بعد اب صرف گھر کے مہمان رہ گئے تھے، گلاب دوسری بار پریشے کے پیرینٹس سے ملی تھی، پہلی بار اتنی خاص ملاقات نہیں رہی تھی مگر وہ لوگ اچھے تھے اور بہت شفیق بھی۔

پریشے کی ماما نے اسپیشلی زارون اور گلاب کو دعوت پر بلایا تھا، شروع میں بھی زارون نے تمام دعوتیں ٹال دی تھی، مگر اب انکا رشتہ ٹھیک چل رہا تھا ایسے میں زارون نے حامی بھر لی تھی ویسے بھی اسے پریشے کے ڈیڈ سے ضروری بات کرنی تھی۔

تھوڑی ہی دیر میں پریشے کے پیرینٹس اجازت لیکر جا چکے تھے جبکہ پریشے وہی تھی۔

''بھابھی گفٹس کھولے نا!'' عامر نے ضد باندھ لی تھی کہ گفٹس ابھی کھولے جائے۔

ایک ایک کر کے گلاب نے تمام گفٹس کھولے تھے مگر جس کا انتظار تھا وہ ان میں تھا ہی نہیں، تمام گفٹس کھولنے کے بعد اسکی آنکھوں میں جو خوشی پہلے موجود تھی وہ ماند پڑ گئی تھی۔

''کیا ہوا؟'' زارون نے مسکراہٹ دبائے انجان بنتے پوچھا

''میرا گفٹ؟'' گلاب نے زارون کی جانب فوراً رخ کیا

''یہ جو اتنا کچھ کیا ہے یہی گفٹ ہے!'' زارون نے تمام سجاوٹ کی جانب اشارہ کیا

''مجھے میرا گفٹس چاہیے، یہ گفٹ نہیں ہے!'' گلاب نے اسے گھورا۔

''آؤ!'' زارون اپنی جگہ سے اٹھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”کہاں؟“گلاب حیران ہوئی

”آؤ تو سہی، بہت سوال کرتی ہو!“زارون نے اسکا ہاتھ تھاما اور اسے گھر سے باہر انیکسی کی جانب لایا

اپنے کوٹ کی پاکٹ میں سے اس نے ایک اور پٹی نکالی

”نو بلکل بھی نہیں!“گلاب دونوں ہاتھ اٹھائے فوراً پیچھے ہوئی

”گفٹ نہیں چاہیے؟“زارون نے آبرو اچکایا

”چاہیے مگر ایسے بلکل بھی نہیں“گلاب کا سر تیزی سے نفی میں ہلا

”اچھا چلو!“زارون نے انیکسی کا دروازہ کھولا

گلاب انیکسی میں داخل ہوتی چاروں اور نگاہیں دوڑا رہی تھی، شائد کہی کوئی گفٹ موجود ہو! مگر کہی کچھ نہیں تھا، مایوسی سے سر جھکائے وہ چلتی کھڑکی کے پاس آکھڑی تھی جہاں سے لان نظر آرہا تھا۔

”ماما“ایک معصوم مگر کمزور سی آواز پر گلاب کی آنکھیں پھیل گئیں، تیزی سے سر گھمائے وہ مڑی جہاں زارون نے مان کو اپنی گود میں اٹھایا ہوا تھا جو گلاب کو دیکھ کر

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مسکرارہاتھا

"مان؟"گلاب بے یقینی کی کیفیت میں بولی

"ماما"مان نے دونوں بازو کھول دیے

گلاب فوراًبھاگی انکی جانب آئی اور زور سے مان سے لپٹ گئی،خاموش آنسو اسکی آنکھوں سے بہہ نکلے،وہ مان کا پورا چہرہ چومنے لگی،اسکے پاس ہونے کا احساس کرنے لگی جبکہ مان کھلکھلا کر ہنس دیا

"یور برتھڈے گفٹ وائفی!"زارون مسکرا کر بولا جبکہ گلاب نے اپنی نم آنکھیں صاف کی۔

مان کو گود میں لیے وہ گھر میں داخل ہوئے جہاں سب لوگ چہروں پر مسکراہٹ سجائے انہی کے آنے کا ویٹ کر رہے تھے،مان کے آنے پر بھی ایک ویلکم کیک اسکے لیے کاٹا گیا تھا۔

مان سب کی محبت پا کر خوشی سے ہنسے جارہا تھا جبکہ نظریں بار بار دروازے کی جانب تھی جسے گلاب نے نوٹ کیا تھا

''کیاہوا جانو کیا دیکھ رہے ہو؟''گلاب نے سوال کیا

''ماما بھائی کہاں گئے؟''مان نے سوال کیا

''بھائی؟''گلاب نے حیرت سے سوال کیا اور زارون کی جانب دیکھا جو نظریں پھیرتا ادھر ادھر دیکھنے لگا

''سوری گائز میں تھوڑا لیٹ ہو گیا!''ہاتھ میں بوکے لیے رامش گھر میں داخل ہوا

''بھائی۔''مان بھاگتا ہوا اسکے پاس گیا، رامش نے ہنستے ہوئے اسے اپنی گود میں اٹھایا اور اسکے گال پر کس کی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''کیسا ہے میرا لٹل چیمپ؟''رامش نے سوال کیا جبکہ مان بس مسکرائے جارہا تھا۔

پندرہ دن پہلے ہی رامش بہادر خان کو بزنس کا بتا کر مان اور احان کے پاس گیا تھا، احان نے اسے کھلے دل سے ویلکم کیا تھا، ان پندرہ دنوں میں رامش نے مان سے گہری دوستی کر لی تھی۔

گلاب تو رامش کو وہاں دیکھ کر چونکی تھی، اسکے چہرے کا رنگ پھیکا پڑ گیا تھا جبکہ آنکھوں میں خوف تھا کہ کہی پھر سے کوئی ڈرامہ نا بنانے آیا ہو وہ۔

مان کو نیچے اتارے وہ گلاب کی جانب بڑھا جس نے سختی سے زارون کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

"گل۔۔۔بھابی!"رامش نے ہچکچاتے اسے پکارا

"ہیپی برتھڈے!"رامش نے بوکے آگے بڑھایا

"سوری!"گلاب کے بوکے تھامتے ہی رامش نظریں جھکائے بولا

"ہوں؟"گلاب کو لگا اس نے کچھ غلط سن لیا ہو

"مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے معاف کردے ہر بد تمیزی اور اس حرکت کے لیے جو مجھ سے ماضی میں ہوئی، میں واقعی بہت شرمندہ ہوں آپ سے، یقین مانے جتنی معافی مانگوں اتنا کم ہے، بہت ماہ سے کوشش کر رہا تھا کہ آپ سے معافی مانگ سکوں، مگر ہمت نہیں ہو رہی تھی، کیا معلوم آپ معاف کرتی یا نہیں! حرکت بھی تو ایسی کی تھی۔آئی ایم سوری!"سر جھکائے شرمندگی سے بولتا وہ زینیہ کو ہنسنے پر مجبور کر گیا

زینیہ کی ہنسی پر سب نے اسے دیکھا جبکہ رامش نے اسے گھورا جس پر زینیہ نے مسکراہٹ دبائے سر جھکا لیا

"وہ واقعی شرمندہ ہے گلاب اسے معاف کردو!"زارون بولا

گلاب نے زارون کو ایک نظر دیکھا اور پھر رامش کو جو سر جھکائے کھڑا واقعی شرمندہ لگ رہا تھا۔

"اوکے!" گلاب نے مسکرا کر سر ہلایا

"کیا سچ میں؟" رامش کو یقین نہ ہوا

"یہ خوشیاں بہت کچھ گنوا کر ملی ہے مجھے انہیں نہیں گنوانا چاہتی!" گلاب مسکرا کر بولی تو رامش نے بھی مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا

"تھینکیو!" رامش نم آنکھوں سے مسکرایا

"اوکے گائز یہ کبھی خوشی کبھی غم اب ختم کرو بس بہت ہو گیا اتنا سیڈ ماحول مجھ سے ہینڈل نہیں ہوتا!" عامر جھنجھلا کر بولا جبکہ سب اسکی بات سن کر مسکرا دیے۔

ماں کو سلا کر وہ کمرے میں داخل ہوئی تو زارون کو بالکونی میں کھڑے دیکھ کر مسکرا دی

"تھینکو!" وہ اسکے پاس جا کر کھڑی ہو گئی

"فار واٹ؟" زارون نے چونک کر سوال کیا

"فاردس بیوٹیفل گفٹ" گلاب مسکرائی اور سر اسکے سینے پر رکھ دیا۔

زارون اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتا، ٹھنڈی ہوا کو محسوس کررہا تھا۔

"زارون؟" گلاب نے پکارا

"ہمم!"

"آئی ایم ریڈی!" گلاب منمنائی

"کس لیے؟" زارون نے سر جھکائے اسے دیکھتے سوال کیا

"اس رشتے کو آگے بڑھانے کے لیے، میں تیار ہوں" گلاب نے جواب دیا

"آر یو شیور؟ میٹرز کے کوئی زبردستی نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔"

"میں تیار ہوں بلکل، کوئی زبردستی نہیں!" اسکے ہونٹوں پر ہاتھ رکھے گلاب نے اپنی بات مکمل کی

زارون نے کچھ پل کو اسکی آنکھوں میں جھانکا جہاں صرف اور صرف محبت تھی اور پھر مسکرا کر اسکا ماتھا چوما۔

NEW ERA MAGAZINE .com

"کیا اب تم ہنسنا بند کرو گی؟ اتنی سیریس سچویشن میں کون ہنستا ہے؟" رامش اکتا کر بولا

"میں کہاں ہنس رہی ہو؟" زینیہ اپنی گہری مسکراہٹ دبائے بولی

"ہاں نظر آرہا ہے!" رامش چڑ کر بولا

"یو نو واٹ! آئی رئیلی فیل پراؤڈ آف یو ٹوڈے!" زینیہ رامش کی جانب دیکھتے بولی

"رئیلی؟" رامش کے پوچھنے پر زینیہ نے سر اثبات میں ہلایا

"تو برات کب لاؤں؟" رامش کی اس بات پر زینیہ نے اسے گھورا

"یہاں برات کا بھلا کیا ذکر؟" زینیہ نے حیرانگی سے پوچھا

"کم آن زینیہ اب تو کرلو شادی مجھ سے، چونتیس کا ہو گیا ہوں اور خود تم تیس کی پھر بھی یوں گھومتی پھرتی ہو جیسے اٹھارہ سال کی ہو!" رامش ماتھے پر بل ڈالے بولا

"او ہیلو تیس کا کون ہے یہاں؟ میں تو ابھی پچیس کی ہوں!" زینیہ مسکراہٹ دبائے بولی جبکہ رامش کا منہ کھل گیا۔

"یہ کب ہوا؟" رامش کی حیرت میں ڈوبی آواز زینیہ کو ہنسنے پر مجبور کر گئی۔

"جب سے میں نے یہ انڈسٹری جوائن کی ہے، اب ظاہری سی بات ہے اصل عمر تو بتانے سے رہی میں اور سنو نکاح نامے پر بھی پچیس ہی لکھواؤں گی!" زینیہ سر اٹھائے جواب دیتی آگے چلی گئی

"نکاح نامہ؟" رامش کے ہونٹوں پر مسکراہٹ در آئی

"تو تم راضی ہو؟" ارحم نے بے یقینی سے اسکے ساتھ چلتے پوچھا، زینیہ نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

"کب؟" رامش نے بیتابی سے پوچھا

"جب بہادر خان اور اسکے ساتھیوں کو سزا ملے گی!" زینیہ ایک دم سپاٹ لہجے میں بولی

"تو یعنی بیٹھا رہوں فلحال کنوارہ!" رامش سخت بدمزہ ہوا

"نہیں ہم منگنی بھی کر سکتے ہیں" زینیہ نے اسے مشورہ دیا

"بہت شکریہ اس مفید مشورے کا مگر میری جانب سے انکار سمجھو! چونتیس سال کنوارہ رہنے کے بعد بھی صرف منگنی؟ لعنت ہو مجھ پر" رامش ٹھیک ٹھاک تپ چکا

تھا۔

"اچھا تو تمہیں کیا چاہیے؟" زینیہ نے مسکراہٹ دبائے سوال کیا

"کم از کم نکاح سے کم پر میں راضی نہیں" رامش نے دونوں ہاتھ اٹھائے

"نکاح کو تیار ہوں مگر مجھے بہادر خان نہیں چاہیے اپنے فنکشن میں، وہاں گلاب بھی ہو گی، اسکے پرانے زخم نہیں کریدنا چاہتی" زینیہ نے صاف چیٹا جواب دیا۔

"اسکا کوئی مسئلہ نہیں وہ میں ہینڈل کرلوں گا!" رامش مسکرایا

"وہ کیسے؟" زینیہ نے چونک کر سوال

"بس دیکھتی جاؤ!" رامش کی آنکھوں میں ایک عجیب سی ہی چمک تھی۔

"تو تم اس شیخ کی بہن سے نکاح کرنے والے ہو اور میں انوائیٹڈ نہیں ہوں، وجہ جان سکتا ہوں؟" آج صبح ہی صبح رامش یہ شوشا چھوڑا تھا کہ وہ زینیہ سے نکاح کرنے والا ارو یہ بھی کہ اسے بہادر خان اس فنکشن میں نہیں چاہیے

"ہاں تو کونسا زندگی بھر ساتھ نبھانے کو کر رہا ہوں؟ وہ صرف ایک بدلا ہے!" رامش

موبائل یوز کرتا مصروف سا بولا۔

"تمہارے عارضی سسرالی اس بات پر برا نہیں منائے گے کہ تمہارا باپ نکاح میں شامل نہیں تھا؟" بہادر خان نے سوال کیا۔

"نہیں انہیں یہی بتایا ہے کہ آپ کو زینیہ میرے لیے پرفیکٹ نہیں لگی اور آپ چاہتے ہے کہ میں اس چھوڑ دوں جو کہ ناممکن ہے اسی لیے آپ کی مرضی کے خلاف کر رہا ہوں یہ نکاح!" رامش کی بات پر بہادر خان نے مسکراتے سر اثبات میں ہلایا

"مجھے تم پر فخر ہے میرے بیٹے، تمہارا یہ پلان انشااللہ ہمارے دشمن کو ضرور ہرائے گا" بہادر خان نے اسکا شانہ تھپتھپایا

"انشااللہ ڈیڈ، یہ کھیل ضرور دشمن کو نیست و نابود کر دے گا" رامش ایک پراسرار مسکراہٹ چہرے پر سجائے بولا۔

صبح اسکی آنکھ کھلی تو وہ کمرے میں اکیلی تھی، ایک میٹھی مسکان اسکے ہونٹوں کو چھو گئی تھی، کل رات کی زارون کی دی گئی محبت، مان اور بھروسے نے اس میں ایک نئی زندگی

پھونک دی تھی۔

زارون کو کمرے میں ناپا کر اسے برا لگا تھا مگر ایک گلاب کا پھول اور اسکے ساتھ موجود خط نے سب ٹھیک کر دیا تھا

زارون نے لکھا تھا کہ کیسے اسے ایک ضروری کام کی وجہ سے جانا پڑا اور وہ کتنا شرمندہ ہے اور یہ بھی کہ وہ شام تک آجائے گا اور وہ اورمان تیار رہے،اسے اپنی فیملی کے ساتھ کچھ ٹائم سپینڈ کرنا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بوٹوں کی بھاری آواز پر اس نے بامشکل آنکھیں کھولنے کی کوشش کی تھی، مگر وہ جانتا تھا کہ کون آرہا ہو گا

زنجیروں سے دیوار پر بندھا اسکا وجود لہولہان ہو چکا تھا

چہرے پر پراسرار مسکراہٹ سجائے زارون اسکے سامنے آکھڑا ہوا

"آہ! دیکھو تمہیں بخت کیا بن گئے ہو تم بھی؟ کیا ہوا کرتے تھے؟ کتنی اکڑ تھی نہ تمہاری چال میں اور اب۔۔۔۔۔۔۔ چچچچ" زارون نے سر نفی میں ہلایا اور ایک میز کی جانب

بڑھا جہاں کئی آلات موجود تھے

''تو بتاؤ آج کونسی گیم کھیلی جائے تمہارے ساتھ؟'' زارون ایک چاقو کو اٹھاتا اسے چیک کرتا بولا

''کیوں نا آج کچھ الگ کرے، یہ چاقو، کٹر، ہنٹر سب کچھ پرانا ہو گیا ہے اب کچھ نیا کرنا چاہیے'' زارون مسکرا کر بولتا اسکے سامنے آکھڑا ہوا جس کی آنکھوں میں عجیب سا خوف در آیا تھا زارون کو دیکھ کر۔

زارون نے ایک بٹن دبایا جب ایک شیشے کا ٹینک نیچے آیا تھا جس میں پانی بھرا تھا۔

زارون نے کچھ مزید بٹنز دبائے تھے اور اب فیصل بخت اس پانی کے ٹینک میں موجود تھا۔

''ارے فکر مت کرو سوئمنگ نہیں کرواؤں گا، کچھ اور تمہارے لیے!'' مسکرا کر کہتے زارون نے پانی میں کرنٹ چھوڑ دیا تھا

کرنٹ کی شدت اتنی زیادہ نہ تھی کہ فیصل مر جاتا اور نہ ہی اتنی کم کہ اسے تکلیف نہ ہوتی۔

"تم اسی کے حقدار ہو!" زارون بے تاثر نگاہیں لیے بولا، بلکل رستم شیخ کی طرح

"نہیں۔۔۔۔ہر گز نہیں! ایسا بلکل بھی نہیں ہو گا!" وجدان کی دھاڑ پورے گھر میں گونجی

"مگر وجدان اس میں حرج ہی کیا ہے؟" زرقہ نے اسکے شانے پر ہاتھ رکھا

"کیا حرج ہے؟ زرقہ ہوش میں تو ہو تم؟ ہماری بیٹی نے ایک لڑکے کو پسند کر لیا، اسکا پرپوزل ایکسیپٹ کر لیا اور اب نکاح بھی فکس کر لیا اور اب ماشااللہ سے ہمیں آکر آرڈر دیا جارہا ہے؟ اور لڑکا بھی کون؟ اس بہادر خان کا بیٹا؟ میرا دماغ خراب ہے جو میں اپنی بیٹی اسے دوں؟ میری طرف سے انکار سمجھو!" وجدان غصے سے بولا

"مگر پاپا۔۔۔۔"

"بس انکار کر دیا نا، ختم بات" وجدان نے ہاتھ اٹھائے جواب دیا

"مگر وجدان آپ ایک بار اس سے مل تو لے! وہ بہت اچھا ہے، اپنے باپ جیسا نہیں ہے" زرقہ رسانیت سے بولی

"میں مان ہی نہیں سکتا کہ وہ اپنے باپ جیسا نہ ہو" وجدان نے سر نفی میں ہلایا

”جب زارون رستم ماموں سے مختلف ہو سکتا ہے تو رامش کیوں نہیں ڈیڈ؟ آپ نے زارون کو بھی تو موقع دیا تھا نا؟ اسے بھی تو پرکھا تھا نا؟ یہ الگ بات ہے کہ وہ میری تقدیر نہیں۔۔ مگر رامش! رامش بہت اچھا ہے ڈیڈ پلیز ایک بار مل لے اس سے“

زینیہ نے وجدان کا ہاتھ تھاما

زرقہ نے بھی آنکھوں سے اشارہ کیا، وجدان نے گہری سانس خارج کیے سر اثبات میں ہلادیا۔

”ٹھیک ہے صرف اپنی بیٹی کے لیے، مگر میں پہلے ملوں گا اس سے، اسے کہوں آج شام چائے پر مجھ سے ملنے آئے“ وجدان کی بات پر زینیہ خوشی سے اس سے لپٹ گئی

”آئی لو یو ڈیڈ، یو آر ورلڈ بیسٹ ون!“ زینیہ محبت سے وجدان کا گال چومتے بولی

وجدان مسکرا دیا۔

”ابھی ہاں نہیں کی، نیم رضامندی دی ہے میں نے!“ وجدان مصنوئی کر ختگی سے بولا

”ایک بار مل لے انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہے گی“ زینیہ اعتماد سے بولتی اپنے کمرے کی جانب چلی گئی۔

وجدان کو اپنی بیٹی پر پورا بھروسا تھا، وہ کبھی بھی کسی غلط انسان کا انتخاب نہیں کر سکتی تھی۔

بلیک فراک پہنے، سر پر بلیک حجاب لیے وہ بلکل تیار تھی، اس نے مان کو بھی بلیک پینٹ شرٹ پہنائے اس نے تیار کیا ہوا تھا جو اب اپنی ٹرین سے کھیلنے میں مصروف تھا۔

گھڑی پر نظر ڈالے اس نے ایک بار پھر خود کا عکس شیشے میں دیکھا، پہلے والا حسن تو ماند پڑ چکا تھا، مگر جب سے بہادر خان کی قید سے وہ آزاد ہوئی تھی دوبارہ سے ٹھیک ہونا شروع ہو گئی تھی۔

"ماما؟ بابا کب آئے گے؟" مان جب ٹرین سے کھیل کر تھک گیا تو پوچھ بیٹھا۔

"آجائے گے جانو بس تھوڑا سا ویٹ!" گلاب محبت سے اسکے گال کو تھپتھپاتے بولی

"پھر بھی کتنا ویٹ؟ مجھے یاد آرہی ہے" مان منہ بسورے بولا

"ارے آپ نے یاد کیا اور ہم چلے آئے!" زارون جو ابھی گھر آیا تھا فورا بولا

"بابا!" مان چہک کر اسکی جانب بھاگا

''آرام سے!''زارون اسے باہوں میں بھرے بولا

''تو ڈئیر سن اینڈ وائف دونوں تیار ہیں؟''زارون کی بات پر ان دونوں نے سر اثبات میں ہلایا جس پر زارون ہنس دیا

''تو چلو لیٹس گو!''مان کو گود میں اٹھائے اس نے گلاب کو اشارہ کیا۔

گاڑی کی بیک سیٹ کھولتے اس نے مان کو آرام سے بٹھایا اور سیٹ بیلٹ باندھی۔

گلاب جو فرنٹ کی جانب بڑھ رہی تھی زارون نے فورا اسے بازو سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا

''آپ کہاں چلی مسز؟''زارون نے ابرو اچکائی

''زارون!''گلاب نے اسے آنکھیں دکھائی

''ارے بھئی دیدار یار بھی کوئی چیز ہوتی ہے، یہ آنکھیں دکھا دینے سے بعض نہیں آؤں گا، ہاں ڈوبنے کے چانسز ہیں!''زارون کی بات پر گلاب بیہوش ہوتے ہوتے بچی

''یااللہ زارون آپ کو کیا ہو گیا ہے؟''گلاب نے فورا اسکا ماتھا چیک کیا

زارون ہنس دیا۔

”محبت ہوئی ہے!“ ماتھے پر رکھے اسکے ہاتھ کو لبوں سے لگاتا وہ جان نثار لہجے میں بولتا گلاب کو سرخ کر گیا تھا۔

”مائی لائف! مائی وائف!“ اسکا ماتھا چومتے زارون محبت سے بولا

”ماما، بابا آجائے!“ مان نے گاڑی کے اندر سے آواز دی

”پلیز مائی لیڈی!“ زارون نے گلاب کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا جس پر وہ ہنس کر اندر بیٹھ گئی۔

زارون گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ کی جانب آیا۔

سب سے پہلے وہ شاپنگ پر انہیں لیکر گیا، اسکے بعد سینیما میں اسپیشلی مان کے لیے اس نے لائن کنگ لگوائی، بعد میں مان کے پلے لینڈ سے ہو کر وہ اب ان کے ساتھ ایک خوبصورت سا فیملی ڈنر انجوائے کر رہا تھا جب اسے عامر کا میسج موصول ہوا

”کام ہو گیا ہے بھائی!“ میسج پڑھتے ہی اسکی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی

”کس کا میسج ہے؟“ گلاب نے دیکھنا چاہا

اسکی اس حرکت پر زارون مسکرا دیا

”کوئی نہیں!“زارون نے سر نفی میں ہلایا

”زارون!“گلاب کی آواز اچانک ہی سخت ہوگئی اور آنکھوں میں ہلکا ہلکا سا غصہ در آیا۔

”پکی بیوی لگ رہی ہو!“زارون نے اسے چھیڑا

”کیا مطلب ہے لگ رہی ہو سے آپ کا؟لگ رہی ہو نہیں میں ہوں آپکی بیوی اور اب بیوی کے غصے سے بچنے کے لیے صاف صاف بتائے کون تھا!“گلاب کھانا چھوڑ کر اسکی جانب متوجہ ہوا جبکہ مان اپنی فرائز کے ساتھ بھرپور انصاف کرنے میں مصروف تھا

”کل بتاؤں گا،چلو کھانا فنش کرو شاباش،دیکھو زرامان نے سارا فنش کر لیا اب اسے گفٹ ملے گا تمھیں نہیں!“زارون کی بات پر مان کی آنکھیں چمک اٹھی۔

”زارون آپ۔۔۔۔۔۔“

”کھانا گلاب،کہاں نا کل بتاؤں گا!“زارون اسکے منہ میں کباب کا پیس ڈالتے بولا،جبکہ اسکے نارمل لہجے کو سمجھتے گلاب نے بھی منہ بند کر لیا۔

ایک خوبصورت شام گزارنے کے بعد وہ لوگ رات گیارہ بجے تک واپس آئے تھے

مان سو چکا تھا جبکہ اسکے ہاتھ میں غبارے تھے جنہیں اس نے اپنی ننھی مٹھی میں کس کر

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

پکڑا ہوا تھا۔

اسے اپنے کندھے پر ڈالے زارون گلاب کے پیچھے پیچھے گھر میں داخل ہوا۔

""لائیے اسے مجھے دے میں چینج کروادوں""گلاب مان کو پکڑنے کے لیے آگے بڑھی

""اونہوں، تم جاؤ فریش ہو جاؤ میں کر دیتا ہوں!""زارون نے منع کیا

""آپ مگر کیسے؟ تنگ کرے گا!""گلاب پریشان سی بولی

""تم ابھی دا گریٹ زارون سے انجان ہو، ایسا کچھ نہیں جو میں نہیں کر سکتا!""

""اچھا بس ہاں اب اتنی بھی کوئی بات نہیں، جائیے چینج کروائیے اسے!""گلاب اسکی تمام خوش فہمی پانی میں بہاتی کمرے میں چلی گئی، پیچھے زارون نے سر جھٹکا اور مسکراتا مان کے کمرے کی جانب بڑھا

پورے کمرے کو بلیو کلر تھیم دی ہوئی تھی، اسکا بیڈ ایک ریسنگ کار تھی جب کہ الماری پر بین۔ٹین بنا ہوا تھا۔

اسکے کپڑے چینج کر کے، غبارے بیڈ کے ساتھ باندھ کر، اسکے سونے کا مکمل اطمینان کرتا زارون کمرے میں داخل ہوا تھا

بیڈ پر بیٹھی گلاب ہاتھوں پر لوشن مل رہی تھی، زارون فریش ہونے چلا گیا۔

"سو گیا؟" اسکے بیڈ پر آتے ہی گلاب نے سوال کیا اور ساتھ ہی اسکا بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا

"ہوں!" زارون گہری سوچ میں گم بولا

"ہمم!" گلاب نے اسے سینے پر سر رکھ دیا

"گلاب؟ کل تیار رہنا، ہمیں جانا ہے کہی!" زارون اسکی جانب دیکھتا بولا

"کیا؟ کل پھر سے آؤٹنگ نہیں بھئی بلکل بھی نہیں، میں بہت تھک گئی ہوں" گلاب نے فوراً انکار کیا

"نہیں کوئی آؤٹنگ کا پلان نہیں ہے، کہی اور جانا ہے!" زارون نے جواب دیا

"کہاں؟" گلاب نے فوراً پوچھا

"That's for me to know and for you to find"

زارون آنکھ دباتا بولا

"زارون" گلاب زچ ہوئی، مجال ہے جو یہ بندہ کوئی بات سکون سے بتا دے۔

"اچھا ادھر آؤ اور یہ بتاؤ مزہ آیا آج اور سب سے اچھا کیا لگا؟" زارون نے اسکو باتوں میں لگالیا اور وہ کافی حد تک کامیاب بھی ہو چکا تھا

وجدان کے سامنے بیٹھا وہ بار بار اپنے ماتھے پر موجود پسینہ صاف کر رہا تھا

"کیا تمہیں آئرن کی کمی ہے؟" وجدان نے نظریں تیکھی کیے سوال کیا

"جی؟ نہیں!" رامش پہلے چونکا پھر سنبھل کر بولا

"تو یہ اے۔سی کی ٹھنڈک میں اتنا پسینہ کیوں آرہا ہے؟" وجدان کی بات پر رامش نے شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا۔

"وجدان کیا کر رہے ہے؟ بچہ انکمفرٹیبل ہو رہا ہے" زرقہ نے اسے ٹھوکا مارا

"یہ چونتیس سال کا مرد تمہیں بچہ لگتا ہے؟" وجدان نے حیرت سے سوال کیا

زینیہ تو نظریں جھکائے بس مسکرائے جا رہی تھی۔

"کماتے کتنا ہو؟" وجدان نے اگلا سوال کیا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

”فلحال تو اپنی کچھ سیونگز ہی استعمال کر رہا ہوں، حرام پر اتنے سال انجانے میں پلتا رہا، مگر اور نہیں اور فلحال بیروزگار ہوں“ رامش نے دھیمی مسکان سے جواب دیا

”تو میری بیٹی کو کیا کھلاؤ گے؟ کہاں رکھو گے؟ بیروزگار ہو تم؟“ وجدان نے اگلا سوال کیا

”میں محنت اور محبت دونوں پر یقین رکھتا ہوں انکل۔ محنت سے جتنا کما سکا وہ سب زینیہ کا“ رامش مسکرایا

”تو کیا میری بیٹی سوکھی روٹی پر پلے گی؟“ وجدان نے آبرو اچکایا

”انکل رزق تو عورت کے ہاتھ میں ہوتا ہے، مگر ساتھ ہی ساتھ مرد کی محنت بھی شامل ہونی چاہیے، میں کوئی بڑے بڑے دعوے نہیں کروں گا، پہلے بھی کہاں ہے اور اب بھی کہوں گا کہ محنت سے کماؤں گا جتنا کما پایا“ رامش رسانیت سے بولا

”اور اگر کل کو تم نے میری بیٹی کو روزی روٹی کا طعنہ دیا کہ یہ سب وہ اپنی تقدیر میں ساتھ لائی ہے تو؟“ وجدان نے مزید سوال کیا

”کبھی نہیں دوں گا یہ طعنہ!“ رامش اعتماد سے بولا

''اتنا اعتماد؟ دیکھ لو کہی گر نہ جانا!'' وجدان نے میٹھا سا طنز کیا

''نہیں دوں گا، اپنی جان عزیز ہے مجھے'' رامش مسکرا کر بولا تو وجدان نے بھی اپنی مسکراہٹ دبائی جبکہ زینیہ نے اسے گھورا

''میری بیٹی کو شادی کے بعد جاب کرنے دو گے یا نہیں؟'' وجدان نے آخری سوال کیا

''اسکا جواب نہیں دے سکتا!'' رامش فورا بولا

''کیوں؟'' وجدان نوے فیصد راضی ہو گیا تھا اس رشتے پر

''ڈر ہے کہ آپ نجانے کیا سمجھے؟ اگر ہاں بولا تو کہی آپ یہ نہ سوچے کہ بیوی کے پیسے پر پلے گا بیروزگار اور اگر انکار کر دیا تو کہی یہ نہ سوچے کہ نوکری ہے نہیں اور اکڑ کتنی ہے، یا کہی مجھے چھوٹی سوچ کر نہ سمجھ لے؟'' رامش نے کندھے اچکائے، وجدان کی آنکھیں پھیل گئیں

''سنو کیا تم واقعی بہادر خان کے بیٹے ہو؟''

''جی؟''

وجدان کی بات پر جہاں زرقہ اور رامش کی آنکھیں پھیلی وہی زینیہ کی ہنسی کی فوارہ

چھوٹ گیا

"ایکسکیوز می!" اپنی ہنسی پر قابو پاتی وہ ڈرائنگ روم سے نکلی۔

کمرے میں داخل ہوتے وہ کھل کر مسکرا دی۔

"اس ہنسی کا بدلا بہت جلدی لوں گا، سون ٹو بی مسز رامش!" موبائل پر آئے میسج کو دیکھ کر وہ چونک گئی

فورا رامش کو کال کی

"ڈیڈ مان گئے؟" زینیہ نے اسکے کال اٹھاتے ہی جھٹ سوال کیا

دوسری جانب سے رامش کا قہقہ گونجا

"جی مس زینیہ وجدان!" رامش مسکرا کر بولا

"کیسے؟" زینیہ کو یقین نہ آیا

"کیوں تم خوش نہیں؟" رامش نے سوال کیا

"اوہوں پاگل مت بنو، اگر خوش نہ ہوتی تو اقرار کیوں کرتی؟" زینیہ اسکی عقل پر ماتم

کرتے بولی

''اچھا سنو ڈیٹ کیا فکس ہوئی؟''زینیہ کی اس بات پر رامش کی مسکراہٹ گہری ہو گئی

وہ شرما رہی تھی! رامش جانتا تھا۔

''کمنگ فرائڈے''رامش نے جواب دیا

''اوکے بائے!''زینیہ نے فوراً کال کاٹی جبکہ رامش ارے ارے کرتا رہ گیا۔

مسکرا کر جھومتی وہ آئینے کے سامنے آ کھڑی ہوئی اور ڈوپٹا کندھے سے اتار کر سر پر

گھونگھٹ کی طرح ڈال لیا، ایک شرمیلی مسکراہٹ اسکے ہونٹوں پر سجی ہوئی تھی

''میں آجاؤں؟''زرقہ نے دروازہ ناک کر اجازت چاہی

''آجائے ماما!''زینیہ مسکرا کر بولی

''خوش ہے میری بیٹی؟''زرقہ کے سوال پر زینیہ نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلایا اور

ان سے لپٹ گئی

''بہت خوش ہوں ماما، بہت زیادہ!''زینیہ کے لہجے میں واضح خوشی محسوس کر کے

زرقہ کو بھی سکون آیا

"اللہ تمہیں زندگی کی تمام خوشیوں سے نوازے میری جان!" محبت سے اسکا ماتھا چومتے وہ بولی

"زارون ہم کہاں جارہے ہیں اور مان کو آپ پھوپھو کی جانب کیوں چھوڑ آئے؟" اسے شہر سے باہر جاتے دیکھ کر گلاب نے فوراً پوچھا

"یہ لو!" زارون نے ببل اسکی جانب بڑھائی

"یہ کیوں؟" گلاب نے حیرت سے منہ میں ببل ڈالتے پوچھا

"تمہیں اسکی ضرورت ہے!"

"آپ لے گے؟" گلاب نے ایک اسکی جانب بڑھائی

"نہیں شکریہ میں اسکے بنا بھی خاموش رہ سکتا ہوں!" زارون نے ٹکا سا جواب دیا

گلاب کا چہرہ سرخ ہو گیا، نہیں نہیں شرم سے نہیں، شرمندگی سے، اس نے زبردست گھوری سے زارون کو نوازتے اسکے بازو پر زور کا مکا مارا، جس کا اس پر کچھ اثر نہ ہوا۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ لوگ اسی بند فیکٹری کی جگہ پر پہنچ چکے تھے جہاں زارون نے

غازان کو مارا تھا۔

"زارون یہ کونسی جگہ ہے؟ ہم کیوں آئے ہیں یہاں؟" گلاب کی آواز میں ہلکا سا خوف پنہا تھا

"آؤ بتاتا ہوں!" زارون نے اسکی جانب کا دروازہ کھولا اور اسے فیکٹری کے باہر کھلے میدان کی جانب لایا

"ہاں عامر لے آؤ اسے!" زارون نے عامر کو کال کی اور ٹھیک پانچ منٹ بعد عامر بری حالت میں موجود فیصل بخت کو گھسیٹتا ہوا باہر لایا اور گلاب کے پیروں میں پھینکا۔ احان بھی عامر کے ساتھ ہی باہر نکلا جس کے ہاتھ خون سے بھرے ہوئے تھے، مطلب وہ تازہ تازہ اسکی مرمت کر کے آیا تھا

گلاب چلا کر زارون سے لپٹ گئی اور خوف سے اسے دیکھنے لگی، جس کی حالت قابل رحم ہو چکی تھی، مگر وقت اب پلٹ چکا تھا، پہلے اس نے کسی پر ترس نہیں کھایا تھا اور اب اس پر ترس کھانے والا وہاں کوئی نہیں تھا۔

"زارون یہ۔۔۔۔۔"

"یہ تمہارا گناہگار گلاب، جسے آج اسکے کیے کی سزا ملے گی!" زارون کا لہجہ اور انداز دونوں بدل چکے تھے، گلاب نے آنکھیں پھیلائیں اسکے دیکھا، یہ کون تھا؟ یہ اسکا زارون تو نہ تھا۔

"زارون!" گلاب کے لب سر گوشی نما آواز میں ہلے

"ہاں گلاب اسے سزا ملے گی ہر اس انسان کو ملے گی جس نے تمہیں تکلیف دی، جو تمہاری زندگی کے گزرے پانچ سالوں کی تاریکی کی وجہ بنا۔ سب کو ملے گی گلاب، مجھے بھی" زارون کی بات پر گلاب نے سر نفی میں ہلایا اور مزید اس سے لپٹ گئی

"تو بولو گلاب کیا سزا دی جائے اسے؟" زارون سپاٹ لہجے میں اس سے دریافت کیا

"زارون پلیز!"، فیصل بخت کو خون کی الٹیاں کرتے دیکھ کر گلاب سختی سے آنکھیں میچ گئیں

"تم فیصلہ لو گلاب ورنہ مجھے لینا ہوگا!" زارون اسکی حالت کو اگنور کرتے بولا

"مجھ سے نہیں ہوگا زارون!" گلاب روتے بولی

"کوئی بات نہیں میں ہوں نا!" سرد، بے تاثر آنکھیں گلاب کی آنکھوں میں گاڑھے وہ

اسکے آنسو صاف کرتا بولا

"یہی کھڑی رہو مسز!" اسکا گال تھپتھپاتے زارون فیصل بخت کو گھسیٹتا ہوا اپنی گاڑی کی جانب لایا

ڈکی کی جانب اسے پھینکتے زارون نے ڈکی سے ایک موٹی رسی نکالی۔

"بہت شوق ہے نا تمہیں ریس دیکھنے کا؟ مجھے بھی ہے اور آج میں بھی دیکھو گا، مگر اپنے انداز میں۔ تم انسانوں کے پیچھے کتے بھگاتے ہو اور میں انسانوں کو گاڑیوں کے پیچھے!"

زارون نے اسکی دونوں کلائیوں کو مضبوطی سے رسی سے باندھا اور دوسرے سرے کو گاڑی سے باندھ دیا

"عامر، یہ زارون دیکھو کیا کر رہے ہے، روکو انہیں!" گلاب نے عامر کا بازو ہلایا

"بھائی نہیں رکے گے بھابھی کوشش بیکار ہے، آپ بھی انہیں کرنے دے جو کرنا ہے، ویسے بھی یہ شخص اسی کا حقدار ہے!" عامر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا

گلاب نے بے یقینی سے عامر کو دیکھا، سوئیٹ سا یہ عامر اس وقت کسی جلاد سے کم نہ تھا۔

"احان بھائی کم از کم آپ۔۔۔۔۔۔۔۔"

"کوشش بیکار ہے گلاب!"احان نے ہاتھ اٹھا کر اسے بولنے سے روکا

"احان!"زارون کی دھاڑ پر جہاں گلاب کا دل کانپا وہی احان دوڑتا ہوا اسکی جانب بڑھا

"اب یہ تمہارے حوالے مجھے اس کی چیخیں سننی ہے احان سنا تم نے!"زارون کی وارننگ پر احان نے سر اثبات میں ہلایا اور ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھا

زارون اب گلاب کے ساتھ جا کھڑا ہوا جو ہولے ہولے کانپ رہی تھی اور اسے اپنے ساتھ لگایا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

احان نے گاڑی سٹارٹ کی اور فل سپیڈ میں وہ اس سڑک پر دوڑانے لگا جہاں خاردار جھاڑیاں، چھوٹے نوکیلے پتھر اور کانچ کے شیشے موجود تھے۔

کچھ دیر میں ہی فیصل بخت کی چیخیں ان سب نے سنی تھی، چھوٹے نوکیلے کئی پتھر اسکے جسم میں دھنس گئے تھے

"اسے دیکھو گلاب اور یاد کرو ان دنوں کو جب وہ تم پر ظلم کرتا، اس رات کو یاد کرو جب اس نے تمہارے وجود میں پلتی ننھی جان کی بھی پرواہ نہ کی اور تم پر کتے چھوڑ دیے، اگر

اس دن ماں کو کچھ ہو جاتا؟ وہ بھی تمہاری پہلے دو اولادوں کی طرح آنے سے پہلے ہی مر جاتا؟" زارون اسکے ساتھ کھیل کھیل رہا تھا، وہ گلاب کی آنکھیں میں اس انسان کے لیے رتی برابر بھی ہمدردی نہیں دیکھ سکتا تھا

وہ بار بار گلاب کو ٹریگر کرتا جس کا اثر یہ ہوا تھا کہ گلاب نے اب زارون کے سینے میں چھپنا بند کر دیا تھا۔

"ہاں اس کے ساتھ یہی ہونا چاہیے، اس سے بھی بدتر یہی سب ڈیزرو کرتا ہے!" گلاب کی بات پر زارون کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔

گھنٹہ بعد احان نے گاڑی اپنی جگہ روکی اور باہر نکل کر فیصل بخت کو سیدھا کرتا اسکی نبض چیک کرنے لگا

"یہ تو بڑا ڈھیٹ نکلا زارون ابھی تک مرا نہیں، ابھی بھی سانسیں موجود ہیں اس میں!" احان اسکے پیٹ میں لات رسید کرتے بولا

"یہ تو بھی اچھی خبر ہے احان! یعنی کے اسے مزید تڑپا تڑپا کر مارا جائے گا؟" زارون کے مسکرا کر پوچھنے پر عامر اور احان بھی ہنس دیے

گلاب آنکھوں میں نفرت لیے فیصل بخت کی جانب بڑھی اور اسکے چہرے پر تھوکا

"تم تو اس سے بھی بدتر کے قابل ہو فیصل بخت، میری بددعا ہے کہ اللہ تمہیں اور بہادر خان کو اذیت اور مشکل بھری موت دے۔ تم سے روزانہ تمہاری سانسیں چھینی جائے مگر خدا تم پر رحم کھا کر تمہیں اپنے پاس نہ بلائے، تم روزانہ ایک نئے عذاب سے گزرو۔ اس تکلیف کو محسوس کرو جس میں ہمیشہ دوسروں کو رکھا!" گلاب تنفر سے بولتی گاڑی میں جا بیٹھی

"احان ہمارے مہمان کی ذرا مرہم پٹی کروا دینا اور سنو دو تین دن ریلیف دے دینا، مجھے ذرا اپنی وائفی کے پاس جانا ہے۔ آف موڈ بحال کرنا ہے!" زارون کی بات پر احان ہنس دیا اور سر اثبات میں ہلائے عامر کے ساتھ اسکے زخمی جسم کو اٹھائے دوبارہ فیکٹری میں لے گیا۔

زارون سر جھٹک کر گاڑی کی جانب بڑھا، آف موڈ کو بحال بھی تو کرنا تھا!

آئینے کے سامنے کھڑا ارامش شیروانی پہنے جیل لگائے اپنے بال سیٹ کرنے میں مصروف تھا جب بہادر خان دروازہ ناک کیے کمرے میں داخل ہوا اور اپنے جوان خوبرو بیٹے کو رشک کی نظروں سے دیکھا

"تو تم واقعی میں یہ نکاح کرنے جا رہے ہو؟" بہادر خان کے سوال پر وہ اسکی جانب مڑا

"اپنے مقصد میں کامیاب ہونے کے لیے یہ اہم ہے!" رامش سپاٹ لہجے میں بولا

"تم آج شادی کرنے جا رہے ہو تمہاری ماں اگر آج زندہ ہوتی تو کتنا خوش ہوتی!" بہادر خان نے اسکے دونوں شانوں کو تھاما

رامش کا دل چاہا سامنے کھڑے اس باپ نام کے کلنک کو رگڑ کر اپنے ماتھے سے ہٹا دے۔

"فکر مت کرے انکے گناہگار کو اللہ ضرور سزا دے گا، ایسی سزا جو موت سے بھی بدتر ہوگی، جس میں انکا گناہگار پل پل مرنے کی دعائیں کرے گا مگر اسے موت نہیں ملے گی!" رامش کی بات پر ایک پل کو بہادر خان کے چہرے کا رنگ بدلا تھا مگر اگلے ہی لمحے اس نے خود کو کمپوز کر لیا تھا۔

"اب جا رہے ہو تو کامیاب ہو کر آنا! انہیں اچھے سے شیشے میں اتارنا کوئی غلطی نہیں چاہتا میں!" بہادر خان نے سنجیدگی سے اسے سمجھایا

"فکر مت کرے جیت ہماری (میری اور زاروون کی) ہی ہوگی اور جہاں تک بات رہی

شیشے میں اتارنے کی تو یہ کام میں نے بہت اچھے سے کر لیا ہے!"رامش بھی سپاٹ انداز میں جواب دیتا گاڑی کی چابی اٹھائے کمرے سے نکل چکا تھا۔

بیہوش فیصل بخت کے جسم پر پانی پھینکتے عامر نے اسے نیند نے جگانا چاہا مگر اس میں زرا سی بھی جنبش نہ ہوئی

عامر نے فیصل بخت کے قریب پہنچ کر اسکے ہاتھ کی نس چیک کی تھی جو بلکل بند تھی، سر نفی میں ہلائے عامر نے موبائل جیب سے نکالا اور زارون کو کال ملائی۔

اب آگے کیا کرنا تھا یہ زارون ہی جانتا تھا

"مان نہیں کروں کپڑے خراب ہو جائے گے!"گلاب نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

"ماما مان کو نہیں اچھا لگا!"مان نے منہ بنائے سر نفی میں ہلایا،گلاب نے نکاح کی تقریب کے حوالے سے اسے سفید شلوار قمیض اور بلیک واس کوٹ پہنایا تھا جس سے اسے الجھن ہو رہی تھی۔

"اتنا پیارا تو لگ رہا ہے میرا مان، کیا برا ہے؟" گلاب اسکے کان کے پیچھے کا جل لگاتے بولی تاکہ اسے نظر نہ لگ جائے۔

"ماما!" مان زچ ہوا اور پیر جھلانے لگا

"مان!" گلاب زرا رعب دار آواز میں بولی

"کیا ہو رہا ہے؟" زارون جو شاور لیکر کمرے میں داخل ہوا تھا دونوں ماں بیٹا کو ایک دوسرے کو گھورتے پا کر چونکا۔

"زارون دیکھے اسے یہ تنگ کر رہا ہے، بار بار کپڑے خراب کرنے کی کوشش کر رہا ہے!" گلاب زچ ہوئے بولی

"بابا شب (چبھ) رہا ہے" مان نے منہ بنایا اور ساتھ ہی قمیض کو خود سے جدا کرنے لگ گیا

"کیا چبھ رہا ہے؟" زارون فوراً اسکی جانب بڑھا اور غور سے اسکی قمیض چیک کی، مایا لگانے کی وجہ سے قمیض اکڑ و ہو گئی تھی اور مان کو تکلیف دے رہی تھی

"گلاب اسکے کپڑے چینج کروا دو!" زارون اسے دیکھتے بولا جو اپنے بالوں کو برش کر رہی

تھی

"کیا بات کر رہے ہے زارون فنکشن کے حساب سے۔۔۔۔"

"گلاب فنکشن اسکی تکلیف سے زیادہ اہم نہیں،اور ابھی وہ بچہ ہے یہ مایا لگا سوٹ اسے پریشان کرے گا تم ایسا کرو جو اسکارو میپر ہے وہ پہنا دو اسے" زارون گلاب کی بات کاٹتے بولا

"جی ٹھیک" گلاب سر اثبات میں ہلائے مان کے کپڑے لینے چلی گئی۔

زارون نے بھی اپنی تیاری مکمل کی جب اسے عامر کی کال آئی

"بولو عامر!"

"کیا کب؟"

"اچھا ٹھیک ہے آتا ہوں میں!" زارون نے سپاٹ لہجے میں جواب دیے فون کاٹا

"خیریت؟آپ پریشان لگ رہے ہے؟" مان کے کپڑے چینج کرتی گلاب نے سرسری سا پوچھا

"ہمم۔۔۔۔فیصل بخت مر گیا ہے" زارون کی بات پر ایک پل کو گلاب کے ہاتھ

کانپے

"تم ٹھیک ہو؟"زارون نے فکر مندی سے اس سے پوچھا

"جی ٹھیک ہوں"گلاب زبردستی مسکراتے بولی

مان کے کپڑے چینج کرواتے ہی گلاب نے اسے نیچے اتار دیا تھا جو فوراً بھاگتا کمرے سے باہر نکلا تھا

"اوئے کیا ہوا ہے؟"زارون نے اسے دونوں کلائیوں سے تھاما

"کچھ نہیں بس بیتا پل یاد آگیا"گلاب نظریں جھکائے مدھم آواز میں بولی

"ہے کچھ نہیں ہو گا اب، ایسا کچھ مت سوچو جو باعث تکلیف ہو! سمجھی!"گلاب نے سر اثبات میں ہلایا

"سب ٹھیک ہو جائے گا"اسکے ماتھے سے ماتھا ٹکراتا وہ بولا

"مجھے جانا ہے، اس غلیظ شخص کو ٹھکانے بھی لگانا ہے"گلاب نے ایک بار پھر سر اثبات میں ہلا دیا جبکہ زارون اسکا گال تھپتھپاتا چابی اٹھائے کمرے سے چلا گیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

''ڈیم اٹ!''بیچ راہ میں اسکی گاڑی کا ٹائر پنکچر ہو گیا تھا۔

زارون نے غصے سے سٹئیر نگ ویل پر ہاتھ مارا، ٹیکسی ڈھونڈنے کی نیت سے وہ گاڑی سے باہر نکلا جب وہاں سے گزرتے رامش نے ایک جھٹکے سے اپنی گاڑی اسکے سامنے روکی

''زارون تم یہاں ؟آجاؤ ڈراپ کر دوں''رامش حیران ہوا

''اوہ رامش''زارون نے اسے دیکھ کر شکر کا سانس بھرا اور دروازہ کھولے اسکے ساتھ براجمان ہو گیا

''تم اتنا تیار شیار ہوئے کہاں چلے ؟''رامش نے سرسری سا پوچھا

''تم بتاؤ تم کہاں جارہے ہو ؟''زارون نے بھی سوال کر ڈالا

''یار نکاح کرنے جارہا ہوں اپنے سسرال اب خالی ہاتھ جاتے اچھا تو نہیں لگتا نا''

رامش کی بات پر زارون مسکرادیا

''سسرال کے لیے بعد میں کچھ خرید لینا ابھی ہمیں کہی اور جانا ہے''زارون کے سیریس انداز میں بولنے پر رامش چونکا

"خیریت؟"

"ہاں خیریت ہی سمجھو!" زارون نے سرسری سا جواب دیا اور ساتھ ہی عامر کو ایک میسج کیا۔

ٹھیک آدھے گھنٹے بعد وہ دونوں اس فیکٹری کے باہر موجود تھے

"ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟" رامش نے فیکٹری کا جائزہ لیتے پوچھا

"آؤ!" زارون نے اسے اشارہ کیا اور اپنے ساتھ اندر لے گیا

"اپنا دل بڑا اور مضبوط کر لو رامش کیونکہ جو میں تمہیں دکھانے والا ہوں وہ شائد تمہیں پسند نہ آئے" زارون کی بات پر رامش کو مزید تشویش لاحق ہوئی

زارون کے ساتھ قدم ملائے وہ اس خستہ حال کمرے میں داخل ہوا جہاں سامنے ہی فیصل بخت کی باڈی زنجیروں ست جکڑی ہوئی تھی۔

"یہ----"

"شایان آرام سے!" اپنے بھاری بھر کم وجود کو سنبھالتی بسمل ننے بھاگتے ہوئے شایان

کو تنبیہ کی

"وہ آرام سے نہیں تم آرام سے مسز! جب بولا تھا کہ میرا انتظار کرنا تو کیوں نکلی گاڑی سے باہر؟" احان نے بسمل کو سہارا دیا

"دیکھیے ناوہ کتنا تنگ کر رہا ہے!" بسمل نے شکایت کی

"تنگ وہ نہیں تم کر رہی ہوں، کیوں تھکا رہی ہو خود کو؟ ڈاکٹرز نے مکمل ریسٹ کا بولا تھا مگر نہیں میڈم کو فنکشن دیکھنا ہے!" احان اسے گھورتے بولا جس پر بسمل نے اسے دانت دکھائے

"اچھا چلے نا!" اسکا بازو جھنجھوڑتی وہ لاڈ سے بولی، سر نفی میں ہلائے احان اسکے ساتھ اندر داخل ہوا۔

نکاح زارون کے گھر میں رکھا گیا تھا تا کہ کسی کو بھی اس نکاح کے حوالے سے کوئی بھنک نہ پڑے اور بہادر خان کو بھی یقین آجائے کہ یہ نکاح ایک ڈرامہ ہے۔

"ماں!" شایان ہنستا ہوا اسکی جانب بھاگا جو ٹی۔وی پر کارٹون دیکھ رہا تھا جبکہ گلاب

بیوٹیشن کے ساتھ زینیہ کو تیار کروانے میں مصروف تھی۔

زرقہ اور وجدان بھی وہی لاؤنج میں مان کے پاس موجود تھیں۔

"شانی بھائی!" مان کی آنکھیں چمک اٹھی اور جلدی سے صوفہ پر سے چھلانگ لگاتا وہ شایان کی جانب بھاگا جس نے اسے کس کر گلے لگایا

زرقہ اور وجدان انکی دوستی پر ہنس دیے تو وہی احان بسمل کو سہارا دیتا اونچی آواز میں سلام کرتا لاؤنج میں داخل ہوا

"السلام علیکم!" بسمل نے مدھم مسکراہٹ کے ساتھ زرقہ اور وجدان کو سلام کیا

"وعلیکم السلام! ادھر آؤ بسمل میرے پاس بیٹھو!" زرقہ نے فوراً اٹھ کر اسے سہارا دیے اپنے ساتھ بٹھایا جبکہ احان وجدان سے گلے مل رہا تھا

مان صاحب تو شایان کو اپنا نیا روم دکھانے کے لیے لیجا چکے تھے جبکہ احان اور وجدان بزنس کی باتوں میں مصروف تھی، زرقہ بھی دونوں بچوں کے ساتھ میں گئی تھی جب گلاب کسی کام سے لاؤنج میں داخل ہوئی اور راستے میں رک گئی۔

"السلام علیکم!" گلاب نے مدھم مگر سنائی دیے جانے والے لہجے میں سب کو سلام کیا

بسمل نے فوراً اسے دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی اور مسکرا کر جواب دیا، مگر اسکی آنکھوں میں ایک عجیب سی بے چینی تھی اپنی خاص دوست سے ملنے کی بیتابی!

اسکی آنکھوں کا مفہوں سمجھتی گلاب مسکرا کر اسکی جانب بڑھی اور اپنائیت سے اسے گلے لگایا

"کیسی ہے آپ آپی؟" گلاب کی اتنی اپنائیت پر بسمل چونک گئی اور احان کو دیکھا جس کے اشارے پر بسمل بھی پر خلوص طریقے سے گلاب سے ملی

"میں ٹھیک تم سناؤ؟" بسمل نے مسکرا کر پوچھا

"میں بلکل ٹھیک ہوں، کھڑی کیوں ہے؟ بیٹھے نا! آپ کے لیے کھڑے رہنا مناسب نہیں!" گلاب نے احتیاط سے اسے صوفہ پر بٹھایا۔

احان اور وجدان ایک بار پھر سے اپنی باتوں میں مصروف ہو چکے تھے جب گلاب نے مسکرا کر بسمل کے بھرے وجود کو دیکھا

"کونسا مہینہ ہے؟" گلاب نے مسکرا کر پوچھا

"آٹھواں!" بسمل نے جواب دیا

"بیٹی؟" گلاب کے پوچھنے پر بسمل نے چونک کر اسے دیکھا گلاب کو کیسے معلوم، اس نے احان کو بھی نہیں بتایا تھا

"تمہیں کیسے معلوم؟" بسمل نے سوال کیا

"اس احساس کو محسوس کیا ہے، دو بار! ماں ہوں نا پہچان جاتی ہوں!" گلاب کی آواز میں نمی شامل تھی

"گلاب وہ سب کچھ ختم ہو گیا ہے بھول جاؤ" بسمل نے اسکے دونوں ہاتھوں کو تھاما

"کوشش کر رہی ہوں، مگر یہ اتنا آسان بھی نہیں!" گلاب کی بات پر بسمل نے سر اثبات میں ہلایا

"یہ؟ یہ کون ہے؟" رامش نے حیرانگی سے پوچھا

"فیصل بخت!" زارون کے جواب پر اسکی آنکھیں پھیل گئیں تھی

اس نے ایک بار سامنے موجود اس وجود کو دیکھا، وہ کہی سے بھی فیصل بخت نہیں لگ رہا تھا وہ تو کوئی موالی، وحشی اور جنگلی انسان لگ رہا تھا۔

"اسے غور سے دیکھو رامش کیونکہ بہادر خان کی حالت اس سے بھی بری ہو گی!"

زارون کی وارننگ پر رامش نے تھوک نگلتے اپنے گلے کو تر کیا تھا

"بھائی سامان آگیا ہے" عامر نے آکر اطلاع دی

وہ ایک کوفن تھا جس میں فیصل بخت کو لٹایا گیا تھا اور ساتھ ہی ایک چٹ رکھ دی گئی تھی بہادر خان کے نام

"عامر انتہائی ہوشیاری سے پہنچانا ہے تم نے یہ بہادر خان کو!" زارون کی وارننگ پر عامر نے سر اثبات میں ہلایا

"چلو رامش تمہارے نکاح کا وقت نکل رہا ہے!" زارون نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا جسے ابھی تک اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا

زارون کی بات پر وہ چونک کر ہوش میں آیا اور سر اثبات میں ہلایا، اسے ابھی تک یقین نہیں آرہا تھا کہ زارون اتنا بھی ظالم ہو سکتا ہے مگر اب اسے یقین کرنا تھا کیونکہ زارون واقعی میں بہادر خان کو ایسی بدتر سزا دینے والا تھا کہ وہ موت کو ترستا۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

''میں ٹھیک تو لگ رہی ہوں نا؟'' زینیہ نے کئی دفع پوچھا گیا سوال پھر پوچھا

''آپی آپ بہت اچھی لگ رہی، بلکل شہزادی!'' گلاب مسکرا کر بولی، بسمل زینیہ کو مسکرا کر دیکھے جا رہی تھی جس کے چہرے پر عجیب سی گھبراہٹ اور شرم و حیا تھی

یہ وقت ہر لڑکی کی زندگی میں آتا ہے، اب زینیہ کی زندگی میں بھی آچکا تھا اور اسے معلوم نہیں تھا کہ وہ کیسے اس فیز کا مقابلہ کرے، ایک عجیب سی بے چینی، ایک عجیب سی گھبراہٹ ہو رہی تھی اسے۔

''آپی ریلیکس کچھ نہیں ہوگا، سب ٹھیک ہے اور آپ بہت زیادہ پیاری لگ رہی ہے!'' گلاب نے اسکے دونوں کندھوں پر ہاتھ رکھے اسے تسلی دی

''سچ میں؟'' زینیہ نے یقین کرنا چاہا

''مچ میں!'' گلاب دونوں آنکھوں کو میچتے بولی تو زینیہ مسکرا دی۔

اتنے میں زرقہ دروازہ ناک کرتے کمرے میں داخل ہوئی، زینیہ کو دیکھ کر زرقہ کی آنکھیں بھیگ گئیں، ابھی کل کی تو بات تھی جب وہ آئی تھی اس دنیا میں، انکی ننھی پری اور آج اسکی شادی تھی، بھلے وہ تیس کی تھی مگر انکی نظروں میں وہ ابھی بھی بچی تھی

”میرا بچہ!“زرقہ نے محبت سے اسکا ماتھا چوما جبکہ پیچھے آتے ماں کے ماتھے پر ننھے بل پڑ گئے

”مگر میرا بچہ تو میں ہوں نا؟“ماں کی بات پر وہ چاروں ہنس دی

”کیا میں اندر آسکتا ہوں؟“وجدان نے دروازہ ناک کر کے اجازت چاہی

”ڈیڈ!“زینیہ مسکرا کر اپنی جگہ سے اٹھی اور وجدان کے گلے لگ گئ،وجدان نے محبت سے اسکا ماتھا چوما

”ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا زینیہ تمہارا باپ ہمیشہ تمہارے ساتھ ہے اور اگر وہ الو کا پٹھا کبھی کچھ کرے تو کوئی ضرورت نہیں ہے برداشت کرنے کی فورا طلاق لیکر آجانا!“

”وجدان“

”پاپا“

زرقہ اور زینیہ دونوں نے ساتھ تنبیہ کی

”کیا؟سچ بول رہا ہوں“

”حد ہے وجدان بھلا کون سا باپ اپنی بیٹی کو نکاح سے طلاق لینے کا مشورہ دیتا ہے؟

سوچ سمجھ کر بولیے، اللہ ہماری بچی کے نصیب اچھے کرے!" زرقہ نے محبت سے زینیہ کے سر پر ہاتھ رکھا

گلاب کی آنکھوں میں نمی گھل گئی "کاش اسکے ماں باپ بھی ایسے ہی ہوتے"

"بچی نہیں بچیوں کے، گلاب بھی ہماری ہے!" وجدان نے محبت سے گلاب کے سر پر ہاتھ رکھا، گلاب کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو جھلکے

"ماما، پاپا بول رہے آجائے، رامش انکل آگئے ہے!" شایان بھاگتا ہوا اندر آیا اور پیغام دیکر ویسے ہی بھاگ کر کمرے سے نکل گیا۔

"آگیا الو کا پٹھا!" وجدان بڑبڑایا

"ڈیڈ!" زینیہ نے وجدان کو آنکھوں سے منع کیا

"ہاں تو صحیح کہہ رہا ہوں، الو کا ہی تو پٹھا ہے وہ!" وجدان نے جواب دیا۔

عامر اور پریشے بھی نکاح میں شامل ہونے آچکے تھے اور ساتھ ہی پریشے کے پیرینٹس بھی آئے تھے۔

مولوی صاحب بھی آچکے تھے

''جی لڑکی کی عمر کیا ہے؟''مولوی صاحب نے فارم فل کرتے پوچھا

''پچیس!''رامش مسکراہٹ دبائے بولا

وجدان نے اسے گھورا جبکہ زینیہ نے سر جھکا کر مسکراہٹ روکی

''لکھے ناپچیس!اور لڑکے کی عمر تیس!''رامش کی بات پر زینیہ نے حیرت سے سر اٹھائے اسے دیکھا جس پر رامش نے اسے آنکھ ماری

''اسکی تو میں!''وجدان غصے سے کھول اٹھا

''کیا کر رہے ہے؟''زرقہ نے اسکا ہاتھ تھاما

''دیکھو تو کیسے میری بیٹی کو آنکھ مار رہا ہے،بے شرم!''وجدان غصے سے بڑبڑایا

''یہ بات وہاں اچھی لگتی جہاں ایسا کچھ ہوا نا ہو،اپنی جوانی کے دن بھول گئے؟''زرقہ نے ایک ابرو اچکائے سوال کیا تو وجدان کھسیانی ہنسی ہنس دیا۔

''اجازت ہو تو نکاح شروع کرے؟''مولوی صاحب کی بات پر وجدان نے اجازت دی۔

ایک واہیات قسم کی موویٔ ٹی۔وی پر لگائے، وائن کی چسکیاں لیتا بہادر خان اپنا فری ٹائم انجوائے کررہا تھا جب حواس باختہ شمس کمرے میں داخل ہوا

''اب کیا موت پڑ گئی ہے؟'' بہادر خان ناگوار لہجے میں بولا

شمس جب بھی ایسے آتا تھا کوئی بری خبر ہی لاتا تھا

''تم آکر دیکھو بہادر خان قیامت ٹوٹ پڑی ہے!'' شمس چلایا تو بہادر خان فوراً اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور اسکے پیچھے لاؤنج میں آیا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بلکل اسی جگہ جہاں برہان کی لاش تھی اب وہاں ایک کافن موجود تھا

''یہ؟'' بہادر خان کے بولنے پر شمس نے کافن کھولا جس میں فیصل بخت کی لاش دیکھ کر بہادر خان کی آنکھیں باہر آگئیں

''بہادخان یہ!'' شمس نے ایک چٹ اسکی جانب بڑھائی

''یہ جا چکا ہے تمہارا آخری وقت بھی قریب ہے بہادر خان، اپنے ہر گناہ کا ازالہ کرنا ہوگا تمہیں!'' بہادر خان کے ماتھے پر پسینہ نمودار ہو گیا تھا

"یہ۔۔۔۔۔۔یہ کون ہو سکتا ہے؟غازان تو مر گیا نا؟" بہادر خان کا لہجہ کانپا تھا

"یہ کوئی اور ہے بہادر خان وہ ہمارے بارے میں سب جانتا ہے، تم مانو یا نا مانو مجھے یہ سارا کام اس رستم کے بیٹے کا لگتا ہے،اس پر اتنا اندھا اعتماد مت کرو!" شمس کی بات پر بہادر خان نے سر اثبات میں ہلایا

"اس پر نظر رکھو شمس، وہ کیا کرتا ہے؟ کہاں آتا جاتا ہے؟ مجھے تمام انفارمیشن چاہیے!" بہادر خان کے حکم پر شمس نے سر اثبات میں ہلایا۔

"کون ہو سکتا ہے یہ انسان؟" بہادر خان سوچ میں ڈوبا خود سے بڑبڑایا۔

نکاح ہوتے ہی زینیہ کو رامش کے پہلو میں فوٹو سیشن کے لیے بٹھایا گیا تھا، رامش کا چہرہ تو یوں روشن تھا جیسے اس نے تمام دنیا فتح کر لی ہو!!

فوٹو سیشن سے فارغ ہوتے ہی تمام افراد کھانے میں مصروف تھے جب زینیہ نے رامش کو ٹھوکہ مارا

"آؤچ! کیا ہے؟" رامش نے اپنی کمر سہلاتے پوچھا

"تو تیس کے کب ہوئے؟" زینیہ نے نیچے مگر سخت آواز میں سوال کیا

رامش مسکرایا

”کیوں؟جب تم پچیس کی ہو سکتی ہو تو میں تیس کا کیوں نہیں؟“رامش نے مسکرا کر ایک آبرو اچکایا تو زینیہ نے غصے سے دانت پیسے

”مرد اپنی عمر چھپاتا اچھا نہیں لگتا!!“زینیہ پتے کی بات بتائی

”میں نے پوچھا؟“رامش کے میٹھے طنز نے اسے ٹھیک ٹھاک تپا دیا تھا اور ایک بار پھر زور سے کہنی اسے ماری جس پر رامش بلبلا اٹھا

دور بیٹھے اس سین کو انجوائے کرتے وجدان نے محبت سے اپنی بیٹی کی بلائیں لی۔

”میرے جگر کا ٹوٹا!“وجدان اسکی نظر اتارتا بولا۔

اپنے ہوش و حواس گنوائے گم سم سا بہادر خان سفید چہرہ لیے لاؤنج میں متفکر سا بیٹھا تھا،اسے اب رامش کا انتظار تھا اس وقت وہ اپنی اولاد سے زیادہ کسی پر بھی بھروسہ نہیں کر سکتا تھا۔

اپنی فتح پر مسکراتا رامش گھر میں داخل ہوا جب بہادر خان کو یوں لاؤنج میں دیکھ کر ٹھٹکا

"ڈیڈ!" رامش متفکر سا اسکی جانب بڑھا اور اسکا کندھا ہلایا

"ہوں!" بہادر خان چونک اٹھا

"کیا ہوا؟ ایوری تھنگ آلرائٹ؟" رامش کے فکر مندی سے پوچھنے پر بہادر خان نے گہری سانس خارج کیے سر نفی میں ہلایا ساتھ ہی جیب سے کاغذ کا ٹکڑا نکال کر رامش کی جانب بڑھا دیا۔

کاغذ کا ٹکڑا دیکھ کر رامش سب کچھ سمجھ چکا تھا مگر پھر بھی انجان بنے اسے تھام لیا اور اندر تحریر سطر کو غور سے پڑھا

"ڈیڈ یہ؟ یہ کیا ہے؟ اور کون؟ غازان انصاری تو مر گیا نا؟ تو پھر؟" رامش نے آنکھیں پھیلائیں کئی سوال ایک ساتھ پوچھ ڈالے

"معلوم نہیں رامش؟ کون ہے؟ کیا چاہتا ہے؟ کیوں کر رہا ہے؟ میں تو کسی کا کچھ نہیں بگاڑا!" بہادر خان سر نفی میں ہلائے دھیمے لہجے میں بولا، جبکہ رامش نے اسکے سفید کورے جھوٹ پر کاغذ کو مٹھی میں سختی سے دبا لیا

"ڈونٹ وری ڈیڈ یہ جو بھی ہے جلد از جلد ہمارے سامنے ہو گا، پاتال سے بھی ڈھونڈ نا

پڑاناتوڈھونڈنکالوں گااسے!"رامش اندر کی کھولن کم کرتے بولا

"ہمم،اب مجھے تم پر ہی یقین ہے میرے بچے" بہادر خان نے اسے کندھا تھپتھپایا

"آپ کو کسی پر شک ہے؟"رامش نے سوال کیا

"ہمممم،زارون رستم!" بہادر خان نے جواب دیا

"زارون پر مگر کیوں؟"رامش نے ایکدم اچھل کر پوچھا جس پر بہادر خان نے چونک کر اسے دیکھا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میرا مطلب وہ توآپکا بزنس پارٹنر اور خاص دوست ہے نا؟"رامش نے فوراًاپنی بات کو سنبھالا

"اسکے باپ اور میرے درمیان کچھ اچھے تعلقات نہیں تھے جن کی وجہ سے رستم کو ماضی میں میری وجہ سے کچھ مشکلات کا سامنا کرناپڑا!شائداسی کا بدلا لیناہو!" بہادر خان نے جواب دیا

"ہممم!میں نے توپہلے ہی کہا تھا کہ وہ انسان بھروسے کے قابل نہیں،آپ فکر نہ کرے سب کچھ ٹھیک یو جائے گا!"رامش نے سر جھٹکا

''ہمم میں نے لگایا ہے شمس کو اسکے پیچھے تاکہ اس پر نظر رکھ سکے!'' بہادر خان پر سوچ انداز میں بولا۔۔۔۔۔ رامش بنا کچھ کہے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا

اپنی سوچ میں گم بہادر خان رامش کے چہرے پر موجود سکون کو جانچ نہ پایا تھا۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

جلد از جلد میٹنگ سے فارغ ہوتے زارون پارکنگ میں آیا تھا، آج اسے اپنی فیملی کے ساتھ احان کے گھر ڈنر پر جانا تھا، احان کی ماں ابھی بھی زارون کو اچھا نہیں سمجھتی تھی مگر احان نے انہیں منا لیا تھا۔

گاڑی کا دروازہ کھولے وہ اس میں بیٹھنے ہی والا تھا جب نجانے کہاں سے ایک گولی اسکے بازو کو چیرتی دوسری جانب سے نکل گئی تھی۔

''آہ!!'' درد کی شدت سے چلاتا زارون وہی دوسرے ہاتھ سے دروازہ تھام کر تھوڑا نیچے کو گرا تھا جب وہاں تعینات گارڈز جلدی سے اسکی جانب بھاگے

زارون کی جانب جیسے ہی وہ گارڈز آئیں ساتھ ہی ایک کالے رنگ کی گاڑی پوری رفتار کے ساتھ پارکنگ سے نکلی۔

درد کی شدت کو برداشت کرتے اسنے سختی سے لب بھینچ لیے تھے، مگر ساتھ ہی اسکی نظر ایک کاغذ کے ٹکڑے پر گئی تھی، اسے پڑھ کر زارون کی آنکھوں سے شرارے پھوٹنے لگے تھے۔

آفس میں موجود ڈسپینسری سے ڈریسنگ کروا کر وہ بامشکل ڈرائیو کرتا بہادر خان کے گھر پہنچا تھا

"بہادر خان! بہادر خان باہر نکلو!" اسکے لاؤنج میں کھڑا وہ اونچی آواز میں چلا رہا تھا

منہ پر ہاتھ رکھے جمائی روکتا رامش اسکی چیخ و پکار سن کر باہر آیا تھا جبکہ بہادر خان اور شمس بھی حیرانگی سے باہر نکلے تھے

"زارون تم یہاں کیا کر رہے ہو اس وقت اور چلا کیوں رہے ہو؟" بہادر خان نے حیرانگی سے پوچھا

"میں کیا کر رہا ہوں یہاں؟ ابھی بتاتا ہوں۔۔۔۔۔۔ یہ دیکھو کیا ہے یہ؟" زارون نے وہ کاغذ اسکے منہ پر دے مارا

"تمیز سے زارون!" رامش آنکھوں میں نفرت لیے غصے سے بولا

"تم سے بات نہیں کر رہا تو اپنی چونچ بند رکھو!" زارون نے بھی اسے غصے سے گھورا اور ساتھ ہی تکلیف کو برداشت کرتے لب بھینچے

"دیکھو اسے اور پڑھو بہادر خان۔۔۔۔۔ کیا ہے یہ؟" زارون دھاڑا

بہادر خان اور شمس دونوں حیران تھے۔

"ڈیڈ کیا لکھا ہے دکھائے مجھے!" رامش نے کاغذ کھینچا اور اسے پڑھا

"تمہارے کیے گئے گناہوں کی سزا تم سے جڑے ہر شخص اور اسکے خاندان کو ملے گی۔۔۔۔ تیار رہنا بہادر خان! میں آرہا ہوں اپنا انتقام پورا کرنے!" بہادر خان اور شمس دونوں کے رنگ فق ہو چکے تھے۔

"بتاؤ بہادر خان تم نے ایسا کیا کیا ہے جو دن دہاڑے یوں مجھ پر گولی چلائی گئی!" زارون کے چلانے پر ان تینوں کے نظر زارون کے پٹی بندھے بازو پر گئی۔

"یہ۔۔۔۔۔۔ یہ کس نے کیا؟" بہادر خان ہکلایا

زارون تلخی سے مسکرایا

"مجھے کیا معلوم خود سوچو کہ آخر وہ شخص کون ہے جو اس قدر بدلے کی آگ میں جل رہا

ہے کہ تمہارے آس پاس موجود لوگوں کو بھی نہیں چھوڑا؟" زارون پھنکارا

رامش نے کچھ بولنے کے لیے منہ ہی کھولا تھا کہ زارون کا فون رنگ ہوا

"ہیلو؟ ہاں؟ کیا!!!" زارون اونچی آواز میں چلایا اور کال کاٹ دی

"تم نے کیا کیا ہے بہادر خان؟ میں تمہیں جان سے مار ڈالوں گا! پہلے مجھ پر گولی چلی اور اب میری بہن پر حملہ ہوا ہے۔۔۔۔۔ زندہ نہیں چھوڑوں گا تمہیں!" زارون سرخ نگاہوں سے اسے گھورتا وہاں سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا نکل گیا

"ڈیڈ مجھے بھی جان ہو گا، بھلے ہی بدلے کے لیے مگر زینیہ بیوی ہے میری اور اس وقت میرا وہاں ہونا ضروری ہے!" رامش انہیں بولتا تیزی سے زارون کے پیچھے بھاگا

بہادر خان تو ساکت سا اپنی جگہ پر کھڑا تھا۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

"یہ زارون نہیں تو کون ہے بہادر خان؟" شمس پریشان آواز میں بولا

"معلوم نہیں! کون شخص ہے؟ اپنے ماضی کے تمام چیپٹرز بند کر کے آگے بڑھا تھا اب یہ کونسا نیا دشمن نمودار ہو گیا ہے! شک تھا کہ رستم کا بیٹا ہو گا مگر اس پر بھی اٹیک ہوا

ہے!" بہادر خان نے پریشانی سے ماتھا مسلا جب لاؤنج میں موجود فون پر بیل ہوئی

"ہیلو؟" شمس نے کال ریسیو کی مگر کوئی نہیں بولا

شمس نے کندھے اچکائے، وہ مڑا ہی تھا کہ دوبارہ کال آئی، شمس نے دوبارہ کال اٹھائی مگر

اس بار بھی کوئی نہ بولا

دو تین بار ایسا ہی ہوا۔۔۔

"اففف!!" جھنجھلا کر شمس نے غصے سے فون پٹخا اور وہاں سے واک آؤٹ کر گیا

بہادر خان بھی اپنے کمرے میں جانے کو مڑا جب دوبارہ اسکے فون پر کال آئی

بہادر خان کے قدم خود بخود فون کی جانب بڑھے

"ہیلو؟" بہادر خان فون کان کو لگائے بولا

"میں آرہا ہوں بہادر خان!" بھاری سرد آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی

"رر۔۔۔۔رستم!" یہ آواز بہادر خان لاکھوں کروڑوں میں پہچان سکتا تھا

دوسری جانب سے رستم کا زوردار قہقہ گونجا اور ساتھ ہی لائن کٹ گئی

بہادر خان نے دو تین بار اس نمبر پر کال کی مگر نمبر بند جا رہا تھا۔

"شمس!!! شمس!! شمس!!" بہادر خان اونچی آواز میں دھاڑا

"کیا ہوا؟" شمس فوراً حواس باختہ سالاؤنج میں آیا

"وہ۔۔وہ زندہ ہے شمس۔۔۔۔۔یہ سب، یہ سب وہی کروا رہا ہے!" بہادر خان خوف سے کانپتا بولا

"کون زندہ ہے بہادر خان؟ کون کروا رہا ہے یہ سب؟" شمس نے پریشان لہجے میں پوچھا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"رستم شیخ!" بہادر خان مردہ لہجے میں بولا

ایک پل کو شمس کا رنگ پھیکا پڑ گیا مگر ساتھ ہی اسکے چہرے پر ناگواری در آئی

"کیا بکواس کر رہے ہو؟ جانتے بھی ہو کیا کہہ رہے ہو؟ وہ مر چکا ہے خان!" شمس ناگوار لہجے میں بولا

"وہ زندہ ہے اسکی کال آئی ہے، وہ بولا۔۔۔۔۔مجھے کسی قسم کی غلط فہمی نہیں ہو سکتی شمس، اسکی آواز میں کروڑوں میں بھی پہچان سکتا ہوں۔۔۔۔۔وہ رستم ہی تھا!" بہادر

خان نے اپنے بالوں کو مٹھیوں میں جکڑا

"خود کو سنبھالو بہادر خان، پاگل مت بنو! رستم مر چکا ہے، تم نے خود مارا تھا اسے! بھول گئے ہو کیا؟" شمس دھاڑا

"کیا معلوم وہ نہ مرا ہو؟" بہادر خان ہکلایا

شمس نے سر نفی میں ہلایا اور بہادر خان کا ہاتھ تھامے اسے گھر سے باہر لایا، گاڑی میں بٹھائے اس نے گاڑی اس شہر خموشاں کی جانب دوڑاں دی جہاں رستم اپنی آخری آرام گاہ میں موجود تھا۔

گاڑی قبرستان کے باہر روکتے وہ بہادر خان کو اپنے ساتھ لیے اندر داخل ہوا اور رستم کی قبر پر اسے لے گیا

"یہ دیکھو بہادر خان! غور سے پڑھو اس قبر پر لکھا نام! رستم شیخ! دیکھو اسے وہ یہاں موجود ہے اس مٹی کے نیچے، کبھی واپس نہ آنے کے لیے، ہوش کے ناخن لو!" شمس نے اسے جھنجھوڑ ڈالا۔

زارون کے ساتھ تیز تیز قدم اٹھاتا وہ زینیہ کے گھر میں داخل ہوا۔

لاؤنج پار کرتے وہ دونوں زینیہ کے کمرے میں داخل ہوئیں تھے جہاں زرقہ بیٹھی زینیہ کو سوپ پلا رہی تھی، جس کے چہرے اور ہاتھوں پر ہلکی سی کھروچ آئی ہوئی تھی۔

وجدان زینیہ کے بالوں میں ہاتھ پھیر رہا تھا جبکہ عامر مجرموں کی طرح ایک جانب سر جھکائے کھڑا تھا

"زینیہ!" حواس باختہ سا رامش اسکی جانب بھاگا اور بغیر کسی کا لحاظ کیے اسے خود میں زور سے بھینچ لیا

جہاں وجدان نے اسے گھورا وہی زینیہ سٹپٹا گئی جبکہ رامش کی گرفت اس پر سخت ہو گئی

"سس۔۔۔سانس نہیں آرہا!" زینیہ ہلکی آواز میں منمنائی، رامش فوراً اس سے الگ ہوا، زینیہ نے گہرا سانس بھرے اپنے باپ کی طرح اسے گھورا

"آنٹی لائے دے میں پلا دیتا ہوں!" بولتے ہی رامش نے زرقہ کے ہاتھ سے سوپ کا باؤل اچک لیا تھا

زینیہ کی گھوری کو اگنور کیے وہ اسکے بیڈ کے پاس موجود کرسی کھینچ کر اس پر بیٹھ گیا اور

گرم گرم سوپ پر پھونک مارتا اسے پلانے لگا۔

وجدان نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورا جس کے چہرے پر غصہ، فکر، خوف اور سب سے بڑھ کر محبت موجود تھی۔

"رامش میں ٹھیک ہوں!" زینیہ نے اسکا سپاٹ چہرہ دیکھتے بولی

"ہمم" رامش نے کوئی جواب دینا مناسب نہیں سمجھا بس اسے سوپ پلاتا رہا

سوپ پلانے کے بعد رامش نے ٹشو سے اسکے ہونٹوں کو صاف کیا تھا۔

"بھائی آئی ایم رئیلی سوری مجھے نہیں معلوم تھا کہ ایسا ہو جائے گا!" عامر جو تب سے مجرموں کی طرح سر جھکائے کھڑا تھا، سر اٹھائے وہ فوراً بولا۔

احتیاط سے باؤل سائڈ ٹیبل پر رکھے رامش سپاٹ چہرہ لیے اپنی جگہ سے اٹھا اور عامر کے سامنے جا کھڑا ہوا

اس سے پہلے کوئی کچھ سمجھ پاتا عامر زمین پر گرا ہوا تھا جبکہ رامش کا ہاتھ ہوا میں بلند تھا

"تمہیں نہیں معلوم تھا ایسا ہو جائے گا؟ ہاں نہیں معلوم تھا تمہیں؟ تو کیا معلوم تھا تمہیں؟ کیا معلوم تھا!! اگر اسے کچھ ہو جاتا۔۔۔۔ میری زینیہ کو کچھ ہو جاتا تو؟ سوچا

تم نے؟''رامش اونچی آواز میں دھاڑا

زارون نے فوراً زرقہ اور وجدان کو وہاں سے جانے کا اشارہ کیا جبکہ خود وہ رامش کی جانب بڑھا اور اسے پکڑا

''رامش ایک غلطی تھی!''زارون نے اسے سمجھایا

''اسکی غلطی میری بیوی! میری محبت کو مجھ سے چھین لیتی زارون! یہ صرف ایک غلطی نہیں تھی!''رامش چلایا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اپنی تکلیف کو پس پشت ڈالتی زینیہ فوراً بیڈ سے اتر کر رامش کی جانب بڑھی

''سوری بھائی!''عامر اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور ہونٹوں سے رستے خون کو صاف کرتے بولا

''تم!''

''رامش!''اس سے پہلے رامش دوبارہ اسکی جانب بڑھتا زینیہ نے اسے روک دیا

''میں ٹھیک ہوں!''اسکے گال پر ہاتھ رکھے وہ بولی

زارون عامر کو ساتھ لیے کمرے سے نکل چکا تھا وہ ان دونوں کو اکیلے وقت دینا چاہتا

تھا۔

رامش نے زور سے زینیہ کو گلے لگایا اور خود میں بھینچا

"میں۔۔۔۔۔میں بہت ڈر گیا تھا زینیہ! مجھے لگا، مجھے لگا میں نے تمہیں کھو دیا!

زارون کو آنے والی وہ کال۔۔۔۔۔مجھے ماضی میں ہوئے تلخ واقع کی یاد دلا گئی، ایک

ایسی ہی فون کال نے مجھ سے میرا سب کچھ چھین لیا تھا۔۔۔۔اس بار نہیں

زینیہ۔۔۔۔۔اس بار نہیں کھونا چاہتا کسی اپنے کو، اپنی محبت کو!" اسکے سر پر اپنی

تھوڑی رکھے وہ خوفزدہ لہجے میں بولا۔ اسکی آنکھوں سے بہتے آنسو زینیہ کے بالوں میں

جذب ہو رہے تھے

"میں ٹھیک ہوں رامش!" زینیہ نے اسکی پیٹھ سہلائی

"میں۔۔۔۔۔۔میں تمہیں نہیں کھونا چاہتا زینیہ، بہت محبت کرتا ہوں تم

سے۔۔۔۔۔تمہیں نہیں کھو سکتا!" اسکا نم لہجا زینیہ کو پریشان کر چکا تھا

"رامش ادھر دیکھے میری طرف!" زینیہ نے اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام کر اپنی

جانب کیا

"میں ٹھیک ہوں،آپ کے سامنے ہوں۔۔۔۔۔۔۔کچھ نہیں ہوا مجھے،اور عامر نے کچھ نہیں کیا رامش۔۔۔۔۔آپ کو اسے نہیں مارنا چاہیے تھا،اسنے تو میری مدد کی تھی!"زینیہ نرم لہجہ استعمال کرتی اسے سمجھانے لگی

"اسکا تو نام بھی مت لو۔۔۔۔۔۔۔اسکا دماغ تو اب باہر جا کر سیٹ کرتا ہوں!"رامش کا غصہ پھر تیز ہو گیا

"رامش۔۔۔۔۔۔آپ کچھ نہیں کہیں گے اسے۔۔۔۔۔بلکہ اسکو جا کر سوری بولے گے اور اسکا شکریہ ادا کریے گے میری مدد کی ہے اس نے!"اسکے سینے پر اپنا سر رکھے زینیہ بولی

"سوری اور تھینکیو اسے؟اسکی تو میں۔۔۔۔۔۔۔"

"رامش!"زینیہ نے فوراسر اٹھائے اسے آنکھیں دکھائیں

"ٹھیک ہے کر دوں گا!"رامش مارے بندھے بولا

"آئی نو یو ول لسن ٹومی!یو نو یو آر دا بیسٹ(مجھے معلوم تھا تم مجھے سنو گے!تم جانتے ہو تم سب سے زیادہ اچھے ہو!)"زینہ مسکراتی بولی

”ہائے داوے یہ آپ اور تم کا کیا چکر ہے؟“ اسکے گرد گھیرا تنگ کرتے، بالوں کی ایک لٹ اسکے کان کے پیچھے کیے رامش نے دونوں آئی بروز اوپر اٹھائی

”کوئی چکر وکر نہیں ہے اور چھوڑے مجھے!“ زینیہ نے اسکی گرفت سے نکلنا چاہا

”اونہوں! خود چل کر آئی ہو ایسے ہی چھوڑ دوں؟ کبھی نہیں!“ رامش نے مسکرا کر سر نفی میں ہلایا اور گھیرا مزید تنگ کر دیا

”رامش!“ زینیہ زچ ہو کر بولی

”آئی لو یو!“ اسکے ماتھے پر محبت کی پہلی نشانی چھوڑتا وہ مسکرایا

زینیہ نے مسکرا کے سر اسکے سینے پر رکھ دیا۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

”اسکی مار کو دل پر مت لینا عامر! اسکی جگہ اگر میری بیوی ہوتی تو شائد میں بھی یہی کرتا!“ پانی فریج سے نکالتا زارون مسکراہٹ دبائے بولا

”بڑی اچھی بات کہی ہے آپ نے!“ عامر منہ بنائے بولا اور آئیس پیک اپنے ہونٹ کے کنارے پر رکھا جو سوجھ چکا تھا

”ہائے ظالم اتنا بھاری ہاتھ!“ عامر کراہ اٹھا

”کم آن عامر اب اتنا بھی مت روؤں!“ بولتے ہی زارون نے پانی کا گلاس لبوں سے لگا لیا۔

”یہ ٹھیک کہی۔۔۔پہلے خود عامر سے اپنے آپ پر حملہ کرواؤں اور بعد میں جوتے بھی اسی کو مارو!“ عامر جل بھن کر بولا، زارون ہنس دیا

”ویسے یہ خود پر حملہ کروانے کا آئیڈیا کیسے آیا آپ کے دماغ میں بھائی؟“ عامر نے فورا زارون سے سوال کیا

زارون مسکرا کر گزری رات کو سوچنے لگا۔

کل رات ہی اسے رامش کی کال آئی تھی، وہ چونک اٹھا تھا رامش کا نمبر دیکھ کر۔۔۔۔

گلاب کی نیند ڈسٹرب نہ ہو اسی لیے وہ کمرے سے باہر نکل آیا اور رامش کی تمام بات تحمل سے سنی، رامش اسے بتا چکا تھا کہ بہادر خان کو اس پر شک ہو گیا ہے اور اب اس پر نظر رکھی جائے گی۔۔۔۔اسی پل زارون کے دماغ نے کام کیا اور رامش کو تمام پلان سمجھایا

پلان بہت سمپل تھا زارون کو خود پر اور اپنے ایک فیملی ممبر پر حملہ کروانا تھا تاکہ بہادر خان کو یقین ہو جائے کہ زارون کا اس معاملے میں کوئی عمل دخل نہیں

اور ہوا بھی ایسا ہی

پارکنگ لاٹ میں زارون پر گولی چلانے والا کیپٹین دانیال تھا اور ڈرائیونگ سیٹ پر عامر براجمان تھا۔

جب تک زارون جگنو سے پٹی کروا کر بہادر خان کے ولا پہنچا پیچھے زینیہ کو تمام پلان سمجھا کر اسے بیچ میں شامل کیا جا چکا تھا۔

زینیہ کی گاڑی کو بس ہلکے سے ٹکر مارنا تھی مگر گاڑی کی سپیڈ اچانک بڑھ گئی اور ٹکر زور کی لگی تھی جس سے پیسنجر سائڈ کا شیشہ ٹوٹ گیا تھا اور کانچ کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے زینیہ کے چہرے اور باقی جسم کے حصوں میں چبھ گئے تھے۔۔۔

مگر یہ سب یہی ختم نہیں ہوا تھا۔۔۔رامش اور زارون اکٹھے ہی گھر سے نکلے تھے، راستے میں زارون نے ایک ڈیوائیس کا استعمال کرتے بہادر خان کو کال کی تھی جس میں اسکی آواز بلکل رستم جیسی تھی۔

بہادر خان کا اس وقت کیا حال ہوا ہوگا یہ سوچتے ہی زارون پھر سے ہنس دیا تھا۔۔

''خیر میں تو چلا گھر میری مسز میرا انتظار کر رہی ہو گی!'' عامر کی حالت پر ہنستا زارون وہاں سے نکل چکا تھا جبکہ عامر نے اسکی پشت کو گھورا

''ہاں خود تو کر لیا و یاہ! ایک پلا پلایا بچہ بھی مل گیا۔۔۔۔اور مجھے دیکھو۔۔۔۔۔لگتا ہے مجھے کنوارہ ہی مارے گے!'' اپنے دکھڑے روتا وہ ایک بار پھر آئیس بیگ اپنے ہونٹ پر رکھ چکا تھا۔

دھیرے سے کمرے کا دروازہ کھولتے زارون نے اندر جھانکا، پورا کمرہ خالی تھا، اسنے شکر کا سانس لیا۔۔۔اسکے زخم میں سے پھر سے خون نکلنا شروع ہو گیا تھا۔

اگر گلاب یہ دیکھ لیتی تو پکا سو سوال پوچھتی اور ٹینشن لے لیتی۔۔۔۔آہستہ سے دروازہ مکمل کھولے وہ کمرے میں داخل ہوا۔۔۔۔۔ارادہ واشروم میں جا کر ڈریسنگ بدلنے کا تھا۔۔۔۔۔۔اس نے واشروم کی جانب قدم بڑھائے ہی تھے جب گلاب خود واشروم سے باہر نکلی

''ارے آپ آگئے میں کب سے آپکا انتظار کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔بسمل آپی کی جانب

نہیں جانا۔۔۔۔اور آپ ہے کہ اتنی لیٹ۔۔۔۔۔۔۔۔"بولتے بولتے اسکی نظر زارون کے بازو پر گئی۔

"زارون یہ؟ یہ کیا ہوا ہے؟" وہ ڈر کے مارے فوراً اسکی جانب بھاگی اور اسکے بازو کا معائنہ کرنے لگی

"کچھ نہیں ہوا یار بس ہلکی سی چوٹ ہے!"

"یہ آپکو چھوٹی سی چوٹ لگتی ہے؟ دیکھے کتنا خون نکل رہا ہے۔۔۔لگتا ہے زخم خراب ہو گیا ہے۔۔۔آپ بیٹھے میں فرسٹ ایڈ باکس لیکر آتی ہوں!" اسے بیڈ پر بٹھائے گلاب دوبارہ سے واشروم کی جانب بھاگی

"یہ کیسے ہوا؟" اسکے بازو پر پٹی کرتے گلاب نے دھیمی آواز میں سوال کیا۔۔۔۔۔۔۔اسکا لہجہ کانپتا ہوا تھا۔۔

"یار کچھ نہیں ہے بس چھوٹی سی چوٹ۔۔۔"

"گولی لگنا چھوٹی سی چوٹ نہیں ہوتی۔۔۔۔اتنی نادان مت سمجھے۔۔۔۔۔معلوم ہے گولی لگنے سے کیسا زخم ہوتا ہے!" گلاب نے اسکی بات کاٹی

''اور تمہیں کیسے معلوم گولی ہی لگی ہے؟''زارون نے مسکرا کر ابرو اچکایا

''کھا چکی ہوں''وہ دھیمی آواز میں بولی

''اپنے بھائی سے''اب کی بار اس نے زارون کی آنکھوں میں دیکھا

''سولہ سال کی تھی تب۔۔۔۔۔برہان غصے کا کافی تیز ہے۔۔۔۔۔۔۔زرا زرا سی بات پر مار پیٹ پر پہنچ جاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔ہم دونوں کی لڑائی ہو گئی تھی۔۔۔۔۔۔اس وقت اس نے نئی نئی پسٹل چلانا سیکھی تھی۔۔۔۔تو میں اسکے اپنے زاتی پسٹل کی پہلی گولی کا نشانہ بنی تھی۔۔۔۔۔۔۔''گلاب کی بات پر زارون نے زور سے اپنے دوسرے ہاتھ کی مٹھی کو بھینچا

اگر برہان آج زندہ ہوتا تو اس چیز کا بھی حساب دیتا۔

''خیر آپ بتائے کیسے لگی؟''گلاب نے فوراً پرانا سوال دوھرایا

''زینیہ کی کار کا ایکسیڈینٹ ہوا تھا۔۔۔۔۔اسے ہلکی چوٹیں آئیں تھی۔۔۔۔۔۔اسے ہی لینے گیا تھا۔۔۔۔۔۔وہاں کچھ منچلے موجود تھے۔۔۔ہوائی فائرنگ کر رہے تھے اور میں نشانہ بن گیا!''زارون نے جھوٹی کہانی اسے سنادی

"اللہ غرق کرے ایسے لوگوں کو عبرتناک سزا دے۔۔۔۔ کبھی خوشی نہ ملے انہیں!"گلاب غصے سے بولی جبکہ زارون نے مسکراہٹ چھپانے کو لب دبائے اگر دانیال اور عامر گلاب کے الفاظ سن لیتے تو ضرور زارون کو نہ بخشتے

"یار چھوڑو بچے تھے"

بچے؟ یہ ہاتھ میں پسٹل لیے سڑکوں پر ہوائی فائرنگ کرنے والے بچے نہیں ہوتے"گلاب تو بھری بیٹھی تھی

اچھا یہ سب چھوڑو۔۔۔ احان کو کال کر کے منع کر چکا ہوں ڈنر کے حوالے سے۔۔۔۔۔۔ تھوڑی دیر میں جائے گے پھوپھو کی جانب زینیہ کا حال احوال پوچھ لینا تم "!زارون کی بات پر گلاب نے سر اثبات میں ہلایا۔

پیناڈول ہاتھ میں لیے بہادر خان گہری سوچ میں گم تھا۔۔۔۔ رستم مر چکا تھا خود بہادر

خان نے اسے مارا تھا اپنے ان ہاتھوں سے، وہ کیسے زندہ ہو سکتا ہے؟ کیسے؟ کہی نا کہی، کچھ نا کچھ ضرور ایسا تھا جو اسکی آنکھوں سے اوجھل تھا۔

وہ یونہی گہری سوچ میں گم تھا جب اسکے موبائل پر ایک پوائیویٹ نمبر پر کال آنے لگی۔۔۔۔۔۔وہ جیسے ہی کال اٹھاتا دوسری جانب سے کال کاٹ دی جاتی۔۔۔۔۔۔

پانچ چھ بار یونہی ہوا تو بہادر خان کو خوف آنے لگا۔

اب کی بار کالی آئی تو بہادر خان نے بنا نمبر دیکھے کال رسیو کر لی تھی

"تمہیں کیا لگتا ہے یوں مجھے کال کرو گے تو میں ڈر جاؤں گا؟ میں بہادر خان ہوں سمجھے! اگر تمہیں ایک بار مار سکتا ہوں تو دوسری بار بھی موت کے گھاٹ اتار سکتا ہوں!" بہادر خان دھاڑا

"ریلیکس ڈیڈ! یہ میں ہوں رامش۔۔۔۔اور آپ کس کو مارنے کی بات کر رہے ہے؟" رامش کی آواز سن کر بہادر خان کے تنے اعصاب ڈھیلے پڑ گئے تھے

وہ کرسی پر ڈھ گیا تھا۔

"کچھ نہیں۔۔۔۔۔تم بتاؤ کیوں کال کی اور کہاں ہو تم؟" بہادر خان نے اسکے سوال

کوٹالا

"کہاں ہونا ہے ڈیڈ میں نے؟ یہی ہوں اپنے ان سو کالڈ ان۔لاز کے پاس۔۔۔۔۔ نظر رکھے ہوئے ہوں ان پر۔۔۔۔۔اور اس بیمار آفت کی پڑیا کی چاکری کر رہا ہوں!"

رامش اکتائے لہجے میں بولا جبکہ خود کو آفت کی پڑیا کہنے پر زینیہ نے اسکے سینے پر زور سے مکا مارا

رامش نے مسکراہٹ ضبط کیے اسی ہاتھ کو لبوں سے لگاتے زینیہ کو اپنے سینے سے لگایا۔

"کچھ معلوم ہوا؟" بہادر خان نے بیتابی سے پوچھا

"نہیں ڈیڈ! مجھے نہیں لگتا یہ کام اس زارون کا ہے۔۔۔۔۔۔یہ کوئی اور انسان ہے۔۔۔۔۔وہ لوگ تو خود اتنا ڈرے ہوئے ہیں اپنے اوپر ہوئے حملے کی وجہ سے۔۔۔۔۔۔۔۔پلیز ڈیڈ مائنڈ پر زور دیجیے کہیں یہ آپکا اپنا کوئی قریبی جاننے والا تو نہیں۔۔۔۔۔۔جو اب آپکو راستے سے ہٹا کر خود وہاں آنا چاہتا ہو؟" رامش کی بات پر بہادر خان سوچ میں پڑ گیا تھا

"کوئی اپنا جو بہت پرانا ہو اور مجھے راستے سے ہٹانا چاہے مگر

کون ؟۔۔۔۔۔۔۔۔ شمس !" سوچتے سوچتے بہادر خان کے دماغ کی سوئیاں شمس پر آکر رکی

رامش کے لبوں پر خوبصورت مسکراہٹ در آئی۔۔۔۔۔۔ جو چاہتا تھا وہ ہو گیا۔۔۔۔۔۔ بہادر خان کو اب شمس پر شک تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سب کچھ پرفیکٹ چل رہا تھا بلکل پلان کے مطابق

"مگر ڈیڈ شمس کیسے ؟ وہ تو آپکا وفادار غلام ہے !" رامش مصنوئی حیرت سے بولا جبکہ زینیہ نے مسکرا کر سر نفی میں ہلایا اور پر سکون سانس خارج کی

رامش نے محبت سے اسکے بالوں پر بوسہ دیا

"ہنہ ! تم نہیں جانتے رامش آج کے دور میں تو اولاد ماں باپ کی سگی نہیں رہتی وہ تو پھر غلام ہے۔۔۔۔۔۔۔" بہادر خان نے سر جھٹکا

"اوکے ڈیڈ ! آپ اسے مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہے۔۔۔۔ میں بس چاہتا ہوں کہ آپ اس سے بچ کر رہے۔۔۔۔ اگر ان سب کے پیچھے وہ ہے تو وہ ایک خطرناک انسان ہے۔۔۔۔۔۔ ہمیں اسے بہت سوچ سمجھ کر اس کانٹے کو نکالنا ہو گا۔۔۔۔ زرا سی غلطی

اور ہم پھنس بھی سکتے ہیں، نجانے کتنے لوگوں کو وہ اپنی جانب کر چکا ہو؟" رامش نے بہادر خان کے دل میں مزید خوف بٹھا دیا تھا

"اوکے ڈیڈ مجھے لگتا ہے کوئی آ رہا ہے، میں کال رکھتا ہوں اور آپ پلیز زیادہ ٹینشن مت لیجیے گا۔۔۔۔۔۔میں رات دیر تک آؤں گا واپس!" ساتھ ہی رامش نے کال کاٹ دی تھی

"اتنا ڈرا کر کہہ رہے ہو ٹینشن مت لے سیریسلی؟" زینیہ ہنس کر بولی

"کرنا پڑتا ہے ڈارلنگ! ایسے لوگوں کو ڈرا ڈرا کر ہی مارنا چاہیے! ایک بار کی موت کے حقدار نہیں ہوتے ایسے لوگ!" رامش سر جھٹک کر بولا

"خیر چھوڑو مہمان آئے ہیں، انہیں ٹائم دینا چاہیے، ابھی تو انکل کی گھوریوں کو بھی برداشت کرنا ہے!" رامش اسے ساتھ لگائے دروازے کی جانب بڑھا

"اب ڈیڈ ایسے تو نہیں ہے" زینیہ برا مناتے بولی

"جی بلکل مان لیا میں نے!" رامش نے اچھے بچوں کی طرح سر اثبات میں ہلایا جس پر زینیہ ہنس دی۔

"ہاتھ ہٹاؤ اپنا!" یہ پہلا جملہ وجدان کی جانب سے رامش کو سننے کو ملا تھا جب وہ دونوں ہال میں داخل ہوئے تھے

رامش فوراً زینیہ سے دو قدم دور ہوا تھا جبکہ وجدان اسے ابھی بھی چھوٹی آنکھوں سے گھور رہا تھا

یہ نہیں تھا کہ وجدان کو رامش پر یقین نہیں تھا مگر پھر بھی وہ زینیہ کو لیکر کافی حد تک پوزیسیو تھے، آخر کو اکلوتی اولاد تھی انکی۔

رامش زارون کی جانب بڑھا اور اسے گلے لگایا تھا جبکہ گلاب زینیہ سے ملی تھی، مان عامر کی گود میں بیٹھا تھا جس نے رامش کو دیکھ کر پھولا منہ مزید پھولا لیا تھا۔

"چاچو آپ کو کا (کیا) ہوا!" مان نے اسکے چہرے پر ہاتھ لگائے پوچھا تھا

"کچھ نہیں ہوا!" عامر جلتا کڑھتا بولا، رامش نے مسکرا کر سر نفی میں ہلایا

"اچھا نا یار ہو گئی غلطی! کیا کرتا بیوی تھی میری! ڈر گیا تھا!" رامش عامر کو دیکھتے بولا

"ہاں تو اسکا یہ مطلب نہیں کہ دوسروں کو کنوارہ ہی مار دے۔۔۔۔۔سب سے پہلے

رشتہ ہوا تھا میرا اہم تینوں میں سے اور ابھی تک ''رشتہ پکا'' پر ہی اٹکا ہوا ہوں۔۔۔۔۔۔ کیا میں انسان نہیں؟ کیا میرے جذبات نہیں؟'' عامر تو کچھ زیادہ ہی دل پر لے گیا تھا۔

''کام کا کیا بنا رامش؟'' زارون نے بات بدلی

''کام ہو گیا ہے زارون! بہادر خان کے دماغ میں شمس کو لیکر شک پیدا کر چکا ہوں میں! باقی کا کام اب عامر کے حوالے'' رامش مسکراہٹ دبائے بولا جس پر عامر کی آنکھیں پھیل گئیں۔

''نہیں ہر گز نہیں اب نہیں کروں گا کچھ بھی میں! جو کرنا تھا سو کر لیا۔۔۔۔۔۔ مجھے بار بار آپ لوگوں کے ہاتھوں نہ تو ذلیل ہونا ہے اور نہ ہی مار کھانی ہے۔۔۔۔۔ اچھا خاصہ ہوں میں برباد کر دی ہے میری شکل گھونسے مار کر۔۔۔۔۔۔۔ میری جانب سے انکار۔۔۔۔۔۔ صاف چٹا انکار!'' عامر نے سر نفی میں ہلایا

''سوچ لو انکار کی صورت میں، میں تمہاری شادی رکوا سکتا ہوں!'' زارون نے اسے گھور کر دھمکی دی

''رکوا تو دی ہے اور کیا کر نا رہ گیا ہے!'' عامر نے بات ہوا میں اڑائی

"شادی رکوائی ہے، اگر رشتہ تڑوادیاااا۔۔"رامش گنگناتے بولا جس پر عامر کی آنکھیں پھیل گئیں

"آپ ایسا کچھ نہیں کرے گے!"اس نے زارون کو انگلی دکھائی

"مجھے چیلنج کر رہے ہو؟"زارون نے ایک ابرو اچکایا

"نہیں صرف کہہ رہاہوں۔۔۔۔۔۔ویسے بھی آپ کوئی حکم دے اور میں ہو رانہ کروں؟ایسا ہوا ہے کبھی؟کہے کیا کرنا ہے؟"پل بھر میں شیریں لہجہ اپنائے وہ اپنائیت سے زارون کے برابر میں بیٹھ گیا تھا جبکہ ماں اب زینیہ سے باتوں میں مصروف تھا۔

"بتاتاہوں میرے شہزادے اتنی جلدی کیا ہے!"زارون نے زور سے اسکے شانے پر دباؤ ڈالا تھا

آدھی رات سے زیادہ کا وقت گزر چکا تھا مگر نیند اسکی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔۔۔۔۔۔باہر آسمان پر کڑکتی بجلی خراب موسم کی پیشن گوئی کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔رامش ابھی تک گھر نہیں آیا تھا۔۔۔۔۔۔

اچانک بہادر خان کو اپنے حلق میں کانٹے چبھتے محسوس ہوئے تھے، اسے سائڈ ٹیبل پر دیکھا جہاں پانی کا خالی گلاس موجود تھا، پیروں میں سلیپر پہنے وہ گلاس اٹھائے کمرے سے نکلتا کچن کی جانب بڑھا تھا

آج پہلی بار اسے ایک عجیب سا خوف، ایک عجیب سی وحشت محسوس ہو رہی تھی اس گھر سے۔

پانی پیتے ہی وہ مڑا تو اسکے سامنے ایک ہیولا کھڑا تھا، اندھیرے میں اسکی شکل دیکھنے سے قاصر تھا بہادر خان۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تمہارا ماسٹر!" وہی سرسراتا لہجہ، بہادر خان اپنی جگہ جم کر رہ گیا تھا

"ررر۔۔۔۔۔۔۔۔رس۔۔۔۔رستم!" وہ ہکلایا جب اسکے کانوں میں رستم کی ہنسی گونجی

"اپنے آخری وقت کو تیار رہو بہادر خان۔۔۔۔۔۔۔میں بدلا لینے آؤں گا ضرور آؤں گا!" رستم کی آواز ولا میں چاروں اور سے گونج رہیں تھی۔۔۔۔

بہادر خان کا دماغ پھٹنے لگ گیا تھا۔۔۔۔۔۔ڈر کے مارے تھر تھر کانپتا وہ فوراً گھر سے

باہر کی جانب بھاگا تھا۔۔۔۔۔رامش جو ابھی ابھی گھر میں داخل ہوا تھا بہادر خان کو یوں حواس باختہ اپنی طرف بھاگتا دیکھ کر چونکا

"ڈیڈ۔۔۔۔۔۔ڈیڈ کیا ہوا؟" رامش نے پریشانی سے پوچھا

"وہ۔۔۔۔وہ رستم وہ زندہ ہے۔۔۔۔۔۔۔وہ نہیں مرا۔۔۔۔۔۔وہ مار دے گا مجھے۔۔۔۔۔۔۔ نہیں چھوڑے گا رامش۔۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے بچالو!" بہادر خان کی آنکھوں، باتوں سب سے خوف جھلک رہا تھا

"ڈیڈ آپ ہوش میں تو ہے۔۔۔۔۔۔۔رستم انکل تو مر چکے ہے نا؟" رامش نے اسکی بات کو جھٹلایا

"نہیں وہ نہیں مرا وہ زندہ ہے اور اب مجھے مار دے گا! نہیں چھوڑے گا مجھے!" بہادر خان ہکلاتا بولا

"وہ نہیں زندہ ہے ڈیڈ۔۔۔۔۔۔۔آپکو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔۔۔وہ مر چکے ہے۔۔۔۔آپ ایسا کرے میرے ساتھ آئے اندر میں دیکھتا ہوں!" رامش انہیں اپنے ساتھ لگائے اندر لے آیا

"کہاں دیکھا تھا آپ نے ان کو؟" رامش نے اندر کا تمام جائزہ لیتے پوچھا

"وہ ادھر!" بہادر خان نے کچن کے دروازے کی جانب اشارہ کیا۔

رامش نے اس جگہ کا مکمل جائزہ لیا۔۔۔۔۔سیکیورٹی بھی چیک کی مگر کہی کوئی گڑبڑ نہیں تھی!

"ڈیڈ آپکو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے دیکھے یہاں کچھ نہیں ہے اور سیکیورٹی بھی اپنی جگہ موجود ہے۔۔۔۔آپ ایسا کرے چلے میرے ساتھ کمرے میں۔۔۔۔۔آپ کو ریسٹ کی ضرورت ہے!" رامش نے بہادر خان کو بیڈ پر لٹایا اور پانی کے ساتھ نیند کی گولیاں دی

بہادر خان کی نیند کا اطمینان کرتے وہ کمرے میں داخل ہوا اور شاور لینے چلا گیا۔

شاور سے نکلتے ہی وہ پرسکون تھا۔۔۔۔۔ہونٹوں پر مسکان تھی

"آجاؤ باہر!" رامش کے الفاظ سن کر زارون جو اسکے ڈریسنگ روم میں موجود تھا فورا باہر نکلا اور رامش کی جانب دیکھ کر ہنس دیا۔

کچھ گھنٹے پہلے:

ڈنر سے فارغ ہوتے ہی عامر، زارون اور رامش، وجدان کے ساتھ سٹڈی میں آگئے تھے، پہلے پہل تو وجدان کو اس سب سے کوئی مسئلہ نہیں تھا مگر اب بات گھر کی عورتوں کی آگئی تھی۔ زینیہ کو یوں استعمال کرنا وجدان کو رتی برابر اچھا نہیں لگا تھا

زارون اور رامش دونوں نے وعدہ کیا تھا وجدان سے زینیہ یا گلاب میں سے کسی کو کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں ہوگا، اور اب ان دونوں میں سے کسی کا بھی اس کام میں کوئی دخل عمل نہیں ہوگا۔

وجدان سے بات کرنے کے بعد زارون نے اپنا پلان عامر کو سمجھا دیا تھا۔۔۔۔۔۔ یہ تمام کام انہوں نے بہت خاموشی سے کیا تھا۔۔

بہادر خان کے گھر میں موجود تمام کیمرہ کو عامر نے ہیک کیا تھا۔۔۔۔ یوں زارون رستم بن کر گھر میں سیکیورٹی کی نظر سے بچ کر گھر میں داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔۔ اسکا ارادہ سٹڈی مین جانے کا تھا کیونکہ بہادر خان وہی تھا اور ویسے بھی آج رات اسے نیند نہیں آنے والی تھی۔

اس سے پہلے وہ سٹڈی میں داخل ہوتا اسے بہادر خان خود سیڑھیاں اترتا کچن میں داخل ہوتے نظر آیا۔۔۔۔ رامش پہلے سے ہی باہر لان میں موجود تھا، اسے بس زارون کے

اشارے کاانتظار کرنا تھا۔

بہادر خان کے پیچھے جاتا وہ وہی کھڑا ہو گیا تھا۔۔۔۔۔بہادر خان کو باہر کی جانب بھاگتے دیکھ کر زارون نے رامش کو سگنل بھیجا تھا جو یوں گھر میں داخل ہوا تھا جیسے ابھی ہی آیا ہو!

اپنے کمرے کا نقشہ وہ زارون کو پہلے ہی سمجھا چکا تھا،اسی لیے بہادر خان کے باہر جاتے ہی وہ بھی رامش کے کمرے مین جا چھپا تھا۔

"اب آگے کیا کرنا ہے؟"رامش نے سوال کیا

"عامر کو اندر لیکر آؤں باقی میں بتاتا ہوں!"تھوڑی ہی دیر میں عامر ضرورت کا سامان لیے رامش کے پیچھے گھر میں داخل ہوا تھا

زارون کی ہدایت پر اس نے ہیڈن کیمرہ اور مائیک پورے گھر میں لگا دیے تھے۔۔۔۔۔

یہ ایسے مائیک تھے جن میں رستم کی آواز فیڈ تھی اور کیمرہ جن سے رستم کی خاکہ پیدا کیا جاتا اور یوں لگتا جیسے رستم سچ میں موجود ہو!

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ان سب کیمرہ اور مائیکس کا مین سوئچ شمس کے کمرے میں لگا دیا تھا جو آج رات گھر میں موجود نہیں تھا۔

"رامش تمہیں کل صبح بہادر خان کے اٹھنے سے پہلے ہی ان تمام مائیک اور کیمرہ کو ڈھونڈنے کی اداکاری کرنا ہے!"

"مگر کیوں؟" رامش نے حیران ہوتے سوال کیا

"جو وائرز ہم نے لگائی وہ نظروں کے سامنے ہیں، بہادر خان اتنا کم عقل نہیں جو پہچان نہ پائے۔۔۔۔ تم ایسا کرنا دیواروں کا پینٹ اس جانب سے اکھاڑ دینا۔۔۔۔۔ بہادر خان کو یونہی لگنا چاہیے کہ تم نے انہیں ڈھونڈا ہے، اسی لیے اسکے اٹھنے سے پہلے یہ سب کچھ کرنا ہو گا تمہیں اور اسے بتانا کہ یہ سب شمس کے کمرے میں موجود سوئچ سے اٹیچ ہے! سمجھے!" اسکی بات پر رامش نے سمجھتے ہوئے سر اثبات میں ہلا دیا

"ویسے ایک سوال پوچھوں؟"

"پوچھو!"

"یہ تم بہادر خان کو ڈرا کیوں رہے ہو اور یہ میڈیسنز؟ نیند کی گولیاں کیوں؟" رامش

کی بات پر زارون مسکرایا

''میں اسے اسی حالت میں دیکھنا چاہتا ہوں جس حالت میں اس نے میری گلاب کو چھوڑا تھا۔۔۔۔ڈری سہمی۔۔۔۔میں چاہتا ہوں بہادر خان بھی ہر وقت ڈرا سہما رہے۔۔۔۔۔جیسے میری گلاب نیند کی گولیوں پر جی رہی تھی وہ بھی جیے!''زارون کی بات پر ایک پل کو رامش کے چہرے کا رنگ بدلا جسے زارون نے بہت غور سے دیکھا تھا۔

''دیکھو رامش میں جانتا ہوں کہ وہ شخص تمہارا باپ ہے، چاہے جو مرضی ہو مگر تمہیں برا لگتا ہوگا۔۔۔۔۔لیکن تمہیں سمجھنا چاہیے رامش وہ صرف ہمارا نہیں تمہارا بھی گناہگار ہے۔۔۔۔۔۔کچھ بھی کرنے سے پہلے سوچ ضرور لینا!''زارون نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا، رامش نے سمجھتے ہوئے سر اثبات میں ہلا دیا۔

چیخنے، چلانے کی آواز سے بہادر خان کی آنکھیں کھلی تھی، پانچ منٹ آنکھیں کھولے وہ بس خالی چھت کو گھورتا رہا، نظریں موڑے سائڈ ٹیبل پر موجود کلاک کی جانب دیکھا تو اسکی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں، دن کے بارہ بج چکے تھے، دوپہر شروع ہونے والی

تھی۔

دماغ پر بہت زور ڈالے وہ کل کے واقع کو یاد کرنے لگا،آہستہ آہستہ اسکی آنکھوں میں خوف اترآیا،ایک جھٹکے سے وہ بستر سے نکلتا کمرے سے باہر بھاگتا لاؤنج میں آیا جہاں رامش غصے سے بھرا ملازمین پر برس رہا تھا۔

بہادر خان نے پہلے حیران کن نظروں سے اپنے بیٹے کو دیکھا اور پھر ٹیبل پر موجود کیمرہ اور مائیک کو،اسے کچھ سمجھ نہیں آیا

"رامش کیا ہوا؟"بہادر خان کے سوال پر رامش اسکی جانب مڑا جس کی آنکھوں میں وحشت ہی وحشت تھی

"تم سب جاؤ!"اس نے تمام گارڈز اور نوکروں کو جانے کو کہاں

"کیا ہوا بیٹا تم پریشان کیوں ہو؟"بہادر خان نے رامش سے سوال کیا جو چہرے پر ہاتھ پھیرتا وہی صوفہ پر ٹک گیا تھا

"اب میں آپ کو کیسے بتاؤں ڈیڈ۔۔۔شائد آپ یقین نہ کرے!"رامش افسوس کن لہجے میں بولا

"کیا ہوا ہے بتاؤں مجھے اور یہ سب کیا ہے؟" بہادر خان کا اشارہ کیمرہ اور مائیک کی جانب تھا

"ہمارا شک بلکل ٹھیک تھا ڈیڈ۔۔۔۔۔۔ان سب کے پیچھے کوئی اور نہیں بلکہ وہ شمس ہے۔۔۔۔۔۔آپ یقین نہیں کرے گے کہ اس نے آپ کے ساتھ کیسی گیم کھیلی ہے" رامش غصے سے مٹھی کو بھینچتا بولا

"کککک۔۔۔۔۔۔کیا مطلب؟" بہادر خان کے سر پر تو جیسے پہاڑ ٹوٹا تھا۔

"یہ دیکھیے ڈیڈ یہ مائیک اور یہ کیمرہ دیکھ رہیں ہے۔۔۔۔۔۔یہ وہی مائیک ہے جن سے رستم کی آواز پیدا کی جاتی تھی اور یہ کیمرہ! وہ جو آپ کہتے تھے نا کہ رستم ہے، وہ رستم نہیں بلکہ اسکا خاکہ تھا جو اس کے ذریعے پیدا کیا گیا تھا!" رامش کی بات پر بہادر خان سن ہو گیا تھا۔

"مجھے، مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی۔۔۔میرا سر پھٹا جا رہا ہے!" بہادر خان نے دونوں ہاتھوں سے اپنے سر کو تھاما

"آپ بیٹھے یہاں میں آپ کو سمجھاتا ہوں!" رامش نے اسے صوفہ پر بٹھایا

"یہ دیکھیے ڈیڈ!"رامش نے ساتھ ہی مائیک کا کنکشن اون کیا جس سے رستم کی آواز پیدا ہوئی، بہادر خان چونک اٹھا مگر صرف اتنا ہی نہیں ایک کیمرہ بھی رامش نے اون کیا تھا اور بہادر خان کو یوں لگا جیسے اسے سانس نہیں آپائے گی۔۔۔۔۔۔۔۔وہ اس کے سامنے تھا، اسکا سب سے بڑا دشمن، سب سے بڑا خوف۔۔۔۔۔۔۔۔رستم جو کھڑا اس پر ہنس رہا تھا

"تمہیں کیسے۔۔۔۔۔۔۔۔یہ کس طرح؟"بہادر خان کے الفاظ منہ میں ہی دم توڑ گئے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آپ کی کنڈیشن دیکھتے ہوئے مجھے شک ہوا تھا ڈیڈ۔۔۔۔۔۔۔آپ نے رستم کی آواز سنی، اسے دیکھا۔۔۔۔۔۔مگر آپ کے علاوہ وہ کسی کو نظر نہیں آیا۔۔۔۔۔۔آپ کے سونے کے بعد میں نے پورے گھر کو اچھے سے چیک کیا اور مجھے دیوار کے ساتھ چپکی یہ وائرز ملی جن کے ساتھ چھوٹے مائیکس اور کیمرہ جڑے تھے۔۔۔۔۔۔۔اور آپ جانتے ہے مجھے ان سب کا کنیکشن کس کے کمرے سے ملا؟"رامش نے تفصیل بتاتے آخر میں سوال کیا

"شمس!!"بہادر خان کے لب ہلے

"جی ڈیڈ شمس! شمس ہی وہ کیڑا ہے جو اندر ہی اندر آپ کو کھانے کی تیاری میں ہے"

رامش تنفر سے بولا

"مگر وہ کیسے؟" بہادر خان کو یقین نہیں آرہا تھا

"آپ خود سوچے ڈیڈ۔۔۔۔۔۔ برہان اور فیصل بخت کی لاشیں سب سے پہلے اسے ہی کیوں ملی؟"

رامش کے جملے نے بہادر خان کو سوچ میں ڈال دیا تھا۔

"میں اسے جان سے مار ڈالوں گا!" بہادر خان غصے سے اپنی جگہ سے اٹھا

"نہیں ڈیڈ ایسے نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ شمس بہت خطرناک ہے۔۔۔۔۔۔ اگر وہ آپ کو ڈرا دھمکا سکتا ہے تو مجھے شک ہے کہ اس کے پاس آپ کے خلاف کوئی ثبوت بھی ہو گا؟ وہ آپ کو پھنسا بھی سکتا ہے!" رامش کی بات بہادر خان مزید پریشان ہو گیا تھا

"تو اب؟" بہادر خان نے پریشانی سے پوچھا

"فلحال آپ خاموش رہے ڈیڈ۔۔۔۔۔۔ اسے شک بھی مت ہونے دیجیے گا کہ آپ کو اس پر شک ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نارمل بی ہیو کرے۔۔۔۔۔ باقی میں سنبھال لوں گا!"

رامش نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا

"بس رامش مجھے اب تمہارا ہی سہارا ہے!" بہادر خان نے اسکے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا، رامش مسکرا دیا تھا۔

"ویسے فلحال شمس کہاں ہے؟" رامش نے اچانک سوال کیا

"وہ اسے تو میں نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔یا خدایا! اسے تو میں نے بھیجا ہے، اسلام آباد گودام کا کچھ کام دیکھنے کو۔۔۔۔۔۔وہاں کروڑوں کا مال موجود ہے رامش، اگر اس نے کچھ کر دیا تو؟" بہادر خان فکرمندی سے بولا

"کچھ نہیں ہو گا ڈیڈ۔۔۔۔۔فلحال وہ کچھ نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔۔ابھی اسکا مقصد صرف آپکو ڈرانا ہے۔۔۔۔۔۔۔اور آپ اسے یہی دکھائے گے کہ آپ ڈر رہے ہے۔۔۔۔۔۔ اسے شک مت ہونے دیجیے گا۔۔۔۔۔۔وقت آنے پر اسکا کام میں خود تمام کروں گا!" رامش کے سمجھانے پر بہادر خان نے سر اثبات میں ہلا دیا۔۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

"یہ سب کیا ہے؟ میں پوچھ رہا ہوں یہ سب کیا ہے اور اصل مال کدھر ہے؟" شمس

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

غصے سے دھاڑا

وہ کل رات ہی اسلام آباد پہنچا تھا،ایک پر سکون نیند لینے کے بعد وہ اب گودام آیا تھا جہاں کا سارا نقشہ بدلا ہوا تھا، گودام میں سے بہت سا سامان غائب تھا اور جو موجود تھا وہ سب گھٹیا کوالٹی کا تھا جس سے جان بھی جا سکتی تھی،اور یہ سب منشیات یہیں پاکستان میں بیچی جاتی تھی۔۔۔۔۔

پاکستان میں بیچی جانے والی منشیات اکثر ایکسپائری ہوتی تھی جبکہ باہر بھیجنے والی منشیات کی کوالٹی بہترین تھی، مگر اب صرف ایک مسئلہ تھا یہاں اچھی کوالٹی کی میشیات غائب تھیں۔

"سر وہ سب رامش سر کے آرڈر سے۔۔۔۔۔۔۔۔"رامش کا نام سنتے ہی شمس نے ہاتھ اٹھا کر اس آدمی کو بولنے سے روکا

اگر یہ رامش کا کام تھا تو ضرور رامش نے کچھ سوچ سمجھ کر کیا ہو گا

"مگر اس نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟"شمس پریشان ہوا، مگر پھر خود ہی ریلیکس ہو گیا

"ہو سکتا ہے بعد میں بتا دے مجھے!"شمس نے سکون کی سانس لی۔

گاڑی سے نکلتا ہی وہ ہسپتال میں داخل ہوئے احان کی جانب بھاگا تھا جو آپریشن روم کے باہر کھڑا مضطرب سا یہاں سے وہاں چکر لگا رہا تھا۔

"احان!" زارون کی پکار پر احان کو کچھ حوصلہ ملا اور وہ زارون کی جانب لپکا جس نے اسے زور سے گلے لگایا اور اسکی پیٹھ تھپتھپا کر اسے ہمت دی۔

صبح میں ہی بسمل کی طبیعت بگڑ گئی تھی جس کی وجہ سے احان اسے جلد بازی میں ہسپتال لے آیا تھا، شایان اپنی دادی کے پاس گھر میں تھا جب گلاب نے خیریت دریافت کرنے کے لیے کال کی تو اسے آگے سے خبر دی گئی

زارون احان کو یوں اکیلے نہیں چھوڑ سکتا تھا اسی لیے وہ بھی فوراً ہسپتال کے لیے نکلا تھا۔

تین گھنٹے سولی پر لٹکنے کے بعد احان کے ہاتھ میں اسکی بیٹی تھمائی گئی تھی، جسے دیکھ کر احان کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

"احان!" زارون نے مسکرا کر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھا جو اپنی چھوٹی سے گڑیا کے

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاتھ پیر چوم رہا تھا۔

''دیکھو زارون، اللہ کی رحمت نازل ہوئی ہے میرے گھر!'' وہ مسکرا کر دھیمی آواز میں بولا

''کتنی خوبصورت ہے نا یہ۔۔۔۔سب سے زیادہ!'' وہ اسکے تمام نین نقش کو چھوتے بولا

''بھابھی سے بھی زیادہ؟'' زارون شرارت سے بولا

''ہاں اس سے بھی زیادہ!'' احان مسکرا کر بولا

''سر آپکی وائف کو روم میں شفٹ کر دیا گیا ہے'' نرس کی اطلاع پر وہ سر اثبات میں ہلائے کمرے کی جانب بڑھا

''تم بھی آؤ!'' احان نے اسے دعوت دی

''نہیں یار یہ تم لوگوں کا فیملی ٹائم ہے، میں اور گلاب آئے گے پھر کسی دن، جب بھابھی ڈسچارج ہو جائے گی۔۔۔۔فلحال تم جاؤ!'' زارون نے رسانیت سے انکار کیا جس پر احان مسکرایا

"اسے پکڑنا!" احان نے سنبھل کر اپنی بیٹی زارون کو تھمائی اور دروازہ کھولا

زارون نے غور سے اس معصوم سی پری کو دیکھا جو بہت چھوٹی سی، آنکھیں بند کیے اسکی باہوں میں موجود تھی۔

"کیا میری بیٹی بھی اتنی ہی پیاری ہو گی؟" زارون خود سے بڑبڑایا اور پھر مسکرا دیا

ہر انسان کی طرح زارون کو بھی اولاد کی خواہش تھی، وہ بھی اپنی فیملی شروع کرنا چاہتا تھا مگر وہ گلاب پر کوئی دباؤ نہیں ڈالنا چاہتا تھا، ویسے بھی مان بھی ابھی ابھی ٹھیک ہوا تھا، ایسے میں ایک اور بچے کی زمہ داری

مگر اسکی نظریں بھٹک کر پھر اس ننھی سی جان پر گئی جو اسکی باہوں میں تھی، کتنی پیاری، کتنی معصوم۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ محبت سے اسے دیکھے جا رہا تھا

"زارون، زارون!" احان نے اسکا کندھا ہلایا

"ہاں؟" زارون چونک اٹھا

"یار کب سے بلا رہا ہوں، کہاں غائب ہو؟" احان ہنسا

"کچھ نہیں۔۔۔۔۔ بس کچھ سوچ رہا تھا!" اس نے ایک بار پھر مسکرا کر اس پری کو

دیکھا اور اسکا ماتھا چومتے اسے احان کے حوالے کیا۔

"اچھا اب میں چلتا ہوں اللہ حافظ!" زارون مڑا

"زارون!" احان کی پکار پر وہ پلٹا

"تمہاری بیٹی دنیا کی خوش قسمت ترین بیٹی ہو گی!" احان کی بات پر وہ کھل کر مسکرایا

اور ہسپتال سے باہر نکل گیا۔

گھر پہنچتے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا تھا جب اسے واشروم سے عجیب سی آواز آئی،

زارون جلدی سے واشروم میں داخل ہوا جہاں واش بیسن پر جھکی گلاب مسلسل قے

کر رہی تھی، اسکی رنگت بھی پیلی ہو گئی تھی۔

"گلاب کیا ہوا تم ٹھیک ہو؟" زارون نے فوراً سے اسے پیچھے سے تھاما جو چکرا کر نیچے

گرنے والی تھی

"اوہ آپ آ گئے!" بیہوش ہونے سے پہلے یہ آخری جملہ اس نے بولا تھا۔

اسکی حالت دیکھ کر زارون کے ہاتھ پیر پھول چکے تھے، جب اسے کچھ سمجھ نہیں آیا تو

اس نے کال کر کے زینیہ کو گلاب کی حالت کے بارے میں بتایا اور ساتھ ہی ساتھ اسے ڈاکٹر بھی لانے کو کہاں۔

زینیہ شائد معاملہ سمجھ چکی تھی اسی لیے اپنے ساتھ لیڈی ڈاکٹر کو لے آئی تھی۔

گلاب اب ہوش میں آچکی تھی مگر کمزوری کی وجہ سے بیڈ پر ہی جمی ہوئی تھی۔

"آپ لوگ پلیز باہر جائے!" ڈاکٹر کی بات پر زینیہ نے سر اثبات میں ہلایا جبکہ زارون بگڑ گیا

"کیوں کس خوشی میں؟" زارون بگڑ کر بولا جبکہ اسے آنکھیں دکھائے زینیہ زبردستی اسے باہر لیکر آئی۔

"کیا ہے کیوں لائی ہو مجھے باہر؟" زارون نے اپنا بازو اسکی گرفت سے نکلوایا۔

"زارون ہوش کے ناخن لو اور یہاں آکر بیٹھو!" اسے صوفہ پر بٹھائے زینیہ نے اسے پانی کا گلاس تھمایا۔

"مان کہاں ہے؟" اسکی بے چینی نوٹ کرتے زینیہ نے سوال کر کے اسے الجھانا چاہا

"وہ! اسے پریشے لیکر گئی ہے!" زارون نے جواب دیکر دوبارہ کمرے کی جانب دیکھا

جس کا دروازہ بند تھا۔

پانچ منٹ بعد ہی ڈاکٹر کمرے سے باہر نکلی تھی، زارون اٹھ کر فوراً ڈاکٹر کی جانب بھاگا

"کیا ہوا ڈاکٹر سب ٹھیک تو ہے نا؟" زارون نے پریشانی سے پوچھا

"جی مسٹر زارون سب کچھ بلکل ٹھیک ہے، بلکہ آپ کے لیے گڈ نیوز ہے۔۔۔۔۔یور وائف شی از ایکسپیکٹنگ!" ڈاکٹر کی بات پر زارون کی آنکھوں میں حیرت در آئی

زینیہ نے تو یہ خوشخبری سن کر گلاب کو زور سے گلے لگایا جو دھیمے سے اسے گلے لگاتی مسکرا دی تھی جبکہ زارون تو اپنی جگہ جم کر رہ گیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"زارون!" زینیہ کے ہلانے پر وہ ہوش میں آیا

"میں ڈاکٹر لیجا رہی ہوں۔۔۔تم پلیز کل تک گلاب کو ہسپتال لیجانا چیک اپ کروانے کے لیے!" زینیہ کی ہدایت پر اس نے سر اثبات میں ہلایا اور گلاب کی جانب بڑھا جو زرد رنگ لیے اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔

زینیہ کو ڈاکٹر کو اپنے ساتھ لیجا چکی تھی۔

"مجھے یقین نہیں آرہا!" زارون ٹرانس کی سی کیفیت میں بولا

"کیا یہ سچ ہے؟" زارون نے گلاب سے سوال کیا جس نے مسکرا کر سر اثبات میں ہلا دیا

زارون کے بتیس کے بتیس دانت باہر نکل چکے تھے۔

"تھینکیو۔۔۔ تھینکیو سوچ، مجھے اتنی بڑی خوشی دینے کے لیے۔۔۔۔ تھینکیو!"

اسے سینے سے لگائے اسے سر پر بوسہ دیتے وہ محبت سے بولا

"تم ایسا کرو، تمہیں ریسٹ کی ضرورت ہے۔۔۔ تم ریسٹ کرو۔۔۔۔ میں تب تک کچھ غذائیت بھرا بنا کر لاتا ہوں تمہارے لیے!" زارون اسے تلقین کرتا اپنی جگہ سے اٹھا اور کچن کی جانب بھگا

اسکی اتنی بیتابی دیکھ کر گلاب نے ہنس کر سر نفی میں ہلایا، نقاہت محسوس کرتی وہ ایک بار پھر سے نیند کی وادی میں گم ہو چکی تھی۔

اسلام آباد سے سارا کام مکمل کیے شمس واپسی کو روانہ ہو چکا تھا، اسے سب سے پہلے رامش سے ملنا تھا، یہ رامش آخر کیا کرنے کی کوشش میں تھا۔۔۔۔ وہ جس گودام بھی گیا تھا وہاں سب بچا ہوا مال موجود تھا، اور تو اور اسکے بہت سے آدمی بھی غائب

تھے۔۔۔۔سب سے بڑھ کر بچوں اور لڑکیوں کو اغوا کروانے کا کام رامش نے بند کروا دیا تھا۔۔۔۔۔۔شمس کو فکر کھائے جارہی تھی کہ آخر کار رامش کرنا کیا چاہتا ہے؟

اسے جلد از جلد کراچی پہنچنا تھا۔

صبح فجر کے وقت وہ گھر پہنچا تھا،گھر میں داخل ہوتے ہی اسے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا،یوں جیسے کوئی گھر میں ہو!

ایک ہیولا سا دیکھ کر شمس نے فوراً سے اپنی پاکٹ گن نکالی اور اس ہیولے کی جانب بڑھا

پردے کی اوٹ سے نظر آتے اس ہیولے کو دیکھنے کے لیے جیسے ہی اس نے پردہ کھسکھایا تو وہاں کوئی نہ تھا بس ایک گارڈ جو کہ واشروم سے نکل دوبارہ اپنی ڈیوٹی کرنے جارہا تھا۔

سر نفی میں ہلائے شمس مڑا اور صوفہ پر آکر بیٹھا اپنی پسٹل چیک کرنے لگ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اپنے کمرے میں کسی کی موجودگی کو محسوس کرکے ایک دم سے بہادر خان کی آنکھیں کھلی تھی،بیڈ کے سامنے ہی ایک ہیولا اسنے کھڑا پایا تھا جس کی پسٹل کا رخ بہادر خان کی جانب تھا

بہادر خان ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھا تھا

"کک۔۔۔۔کون؟" بہادر خان نے کانپتے لہجے میں دریافت کیا

"تمہاری موت!" وہی سرسراتا لہجہ اور ساتھ ہی پورے ولا میں گولی کی آواز گونجی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بہادر خان چیخ مارتا اپنے برے خواب سے جاگا تھا،اسکی سانسیں تیز تیز چل رہیں تھی۔

آج پھر پانی کا گلاس خالی اسکا منہ چڑھا رہا تھا۔۔

اے۔سی کی ٹھنڈک میں بھی اسکے ماتھے پر آیا پسینہ کم نہیں ہو رہا تھا۔۔

ایک بار پھر وہ پانی پینے کی نیت سے وہ کمرے سے نکلتا کچن میں گیا تھا،پانی پی کر وہ باہر نکلا تو اسے لاؤنج میں کسی انسان کا گمان ہوا

اپنے اندر ہمت پیدا کرتا وہ لاؤنج میں داخل ہوا جہاں بیٹھا شمس بار بار پسٹل لوڈ،ری۔لوڈ

کر رہا تھا

بہادر خان کے چہرے کی ہوائیاں اڑ گئی تھی

"تتتت۔۔۔ تم، تم کب آئے؟" اسے اپنی ٹانگوں پر کھڑے رہنا محال لگ رہا تھا

"ابھی تھوڑی دیر پہلے کیوں؟" پسٹل کا رخ بہادر خان کی جانب کیے اس نے عام سے لہجے میں پوچھا جبکہ بہادر خان کے تو اصل معنوں میں طوطے اڑے تھے

"کک۔۔۔ کچھ نہیں، میں سونے جا رہا ہوں!" بہادر خان تیزی سے وہاں سے بھاگا تھا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"عجیب!" شمس نے کندھے اچکائے

"کمرے میں داخل ہوتے ہی بہادر خان نے تیزی سے دروازہ لاک کیا اور بیڈ پر بیٹھ کر لمبے لمبے سانس بھرے

سائڈ ڈرا میں سے نیند کی گولیاں نکالے وہ بنا پانی کے دو گولیاں اکٹھے نگل چکا تھا

اے۔ سی کی ٹھنڈک بھی اس نے بڑھا دی تھی مگر پسینہ تھا کہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا

بیڈ پر لیٹا وہ کب سے سونے کی کوشش میں تھا اور بلآخر گولیوں نے اپنا اثر دکھا ہی دیا تھا اور بہادر خان نیند کی وادیوں میں گم ہو چکا تھا۔

صبح گلاب کی آنکھ کھلی تو گھر میں عجیب چہل پہل سی اسے موجود ہوئی، منہ ہاتھ دھوئے، فریش سی وہ کمرے سے باہر نکلی تو زینیہ، زرقہ اور وجدان تینوں وہاں موجود تھے۔

گلاب خوش اسلوبی سے ان سے ملی تھی۔۔۔

گلاب کی حالت کا سن کر زرقہ تو اسی وقت آجانا چاہتی تھی مگر زینیہ نے انہیں روک دیا تھا، اب زرقہ صبح ہی صبح یہاں موجود تھی، وہ گلاب اور مان کو زاروں کے ہمراہ اپنے گھر لیجانے پر بضد تھی۔

زاروں اس بات پر رضامند نہیں تھا مگر زرقہ کی بات بھی درست تھی، وہ اکیلا گلاب کو سنبھال نہیں سکتا تھا، ایسے میں جب مان کو بھی منتھلی چیک اپ پر لیجانا ہوتا تھا۔۔۔۔۔۔

کچھ دیر سوچنے کے بعد زاروں نے آخر کار اپنا سر اثبات میں ہلا دیا تھا۔

زرقہ نے سب کچھ ڈن کیا ہوا تھا اسی لیے وہ ابھی، اسی وقت گلاب کو اپنے ساتھ لیجانے پر بضد تھی، زارون نے بہت مشکل سے انہیں یقین دلایا تھا کہ وہ ایک دو دن تک خود اسے لے آئے گا۔۔۔۔۔۔بہت منتوں کے بعد زرقہ نے یہ بات مانی تھی۔

یونی کے گیٹ سے نکلتی پریشے کا حلق تک سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر کڑوا ہو گیا تھا چہرے پر بردستی کی مسکراہٹ سجائے وہ شمس کی جانب بڑھی تھی جو اسے ہی دیکھے جارہا تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"السلام علیکم!" شمس نے سلام میں پہلی کی

"وعلیکم السلام!" پریشے نے حیران ہو کر جواب دیا

"تم یہاں؟ خیریت؟" پریشے نے سوال کیا

"کیا ہم کہی جا کر بات کر سکتے ہیں؟" شمس نے سوال کیا

"نہیں وہ۔۔۔۔وہ وقار آنے والا ہے تو۔۔۔۔۔" شمس نے غصے سے مٹھیاں بھینچی

"پریشے مجھے ایک ضروری بات کرنی ہے تم سے!" شمس خود کو کمپوز کرتے بولا

"ہمم کہوں!"

"وہ میں تمہارے گھر آنا چاہتا ہوں! تمہارے پیرنٹس سے ملنے!" اسکی بات نے پریشے کو چونکا دیا

"کیوں؟" وہ انجان بنی جبکہ اندر سے گھبرا گئی تھی، سمجھ گئی تھی کہ وہ کیا چاہتا ہے

"وہ میں۔۔۔۔۔۔۔"

"پریشے!" ایک دھاڑ پر وہ دونوں چونکے تھے

عامر کو دیکھ کر وہ کچھ پر سکون ہوئی تھی۔

"گاڑی میں جا کر بیٹھو!" وہی سپاٹ چہرہ لیے وقار بولا

شمس نے اسے دیکھتے ہی غصے سے مٹھیاں بھینچی۔

"گاڑی میں جاؤ!" اب کی بار اسکی دھاڑ اونچی تھی

"وقار وہ ہم بس ویسے ہی۔۔۔۔۔۔" اس سے پہلے پریشے بات مکمل کرتی وقار نے غصے سے اسے بازو سے پکڑا اور کار کا دروازہ کھول کر اندر دھکا دیا

"اور تم آئندہ میری ہونے والی بیوی سے دور رہنا ورنہ حشر نشر بگاڑ دوں گا!" شمس کو دھمکی دیے وہ ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان ہوتا زن سے گاڑی بھگا لے گیا تھا

"پریشے کو میں نے اپنا نہ بنایا تو میرا نام بھی شمس نہیں!" خود سے عہد کرتا وہ بھی گاڑی بھگا لے گیا تھا۔

"عامر! ریلیکس، کول ڈاؤن۔۔۔۔ ڈونٹ بھی سو ہائپر!" پریشے نے اسکا غصہ کم کرنا چاہا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"میں اس وقت کوئی بات نہیں کرنا چاہتا!" عامر نے ہاتھ اٹھائے اس بولنے سے روکا

اس شمس میں اتنی ہمت آگئی تھی کہ وہ اب خود رشتہ لینے آرہا تھا، اسے جلد از جلد اس شمس کو بھی پار لگانا تھا۔۔۔۔ پریشے کو گھر ڈراپ کیے اس نے کارزارون کے گھر کی جانب موڑلی تھی۔

اس وقت وہ زارون کے ساتھ بیٹھا اسے تمام روداد سکون سے سن رہا تھا

"بھائی مجھے کچھ نہیں معلوم بس اب اس شمس کو میں مزید برداشت نہیں کر سکتا!"

عامر غصے سے بھرا بولا

"ہمم!! اسے پریشے کے گھر آنے دو عامر۔۔۔۔۔۔۔"

"مگر بھائی"

"اسے آنے دو عامر، میں اس شمس کو جانتا ہوں وہ ضرور آئے گا اور آج ہی آئے گا۔۔۔۔اس شمس کا قصہ بھی آج رات تک ہمیں ختم کرنا ہوگا۔۔۔۔۔اور بہادر خان کا بھی۔۔۔۔۔۔ویسے بھی اب مزید اس معاملے کو لٹکانا فضول ہے!" زارون سنجیدہ لہجے میں بولا

"تو کیا کرنا چاہیے ہمیں؟" عامر نے سوال کیا

"بتاتا ہوں!" زارون نے سر اثبات میں ہلایا اور عامر کو تمام پلان سے آگاہ کیا۔

صاف ستھرا پینٹ کوٹ پہنے شمس پریشے کے گھر کے باہر کھڑا تھا، اپنے ساتھ ایک عدد گن بھی وہ لیکر آیا تھا

اگر تو اسکے ماں باپ شرافت سے مان جاتے تو ٹھیک ورنہ اسے دوسرا طریقہ بھی آتا تھا۔

بالوں کو سیٹ کیے وہ گیٹ سے اندر داخل ہوا تھا جب اسے پریشے کی تیز آواز سنائی دی

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو وقار تم ہوش میں تو ہو؟" پریشے اونچی آواز میں چلائی، شمس اسکی آواز کے تعاقب میں اس جانب بڑھا

"وقار نہیں پریشے عامر نام ہے میرا" شمس کے بڑھتے قدم ٹھٹھک کر رکے

"تم کون ہو عامر یا وقار مجھے نہیں معلوم۔۔۔۔۔۔ مگر تم کیا کہنا چاہ رہے ہو؟ بہادر خان سے بدلا؟ زارون بھائی کے ڈیڈ کے قتل کا بدلا۔۔۔۔۔۔ تمہارے دوستوں کا بدلا۔۔۔۔۔۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی میرا سر پھٹا جا رہا ہے!" پریشے روتے بولی

"بتاتا ہوں۔۔۔۔۔ بیٹھو!" عامر نے اسے کرسی پر بٹھایا اور الف تا یے تمام بات اسے بتا دی

"وہ شمس۔۔۔۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو دھوکا دیا۔۔۔۔۔ ان سب کو مروا دیا۔۔۔۔۔۔ اور رستم انکل! بہادر خان سمجھتا ہے کہ رستم انکل ہمارے سر تھے، جبکہ ہمارے سر زارون بھائی تھے۔۔۔۔۔۔۔۔ ہم پانچ سالوں سے اس شخص کو شکنجے میں لانے کی کوشش میں ہیں اور اب آخر کار سب ویسا ہی ہونے جا رہا ہے۔۔۔۔۔۔ تمہیں

سچ اس لیے بتایا کہ اس شمس سے دور رہو! جو شخص اپنی بہنوں جیسی لڑکی کے تقدس کو پامال کر سکتا ہے وہ کتنا خطرناک ہو سکتا ہے؟" عامر غصے سے بولا

شمس کے ہاتھ پاؤں پھول چکے تھے یہ سب سن کر، اسکا مطلب اسکا شک بلکل ٹھیک تھا، ان سب کے پیچھے زارون ہی تھا، وہ الٹے پیر وہاں سے بھاگا تھا

"پریشے وہ دیکھو وہ بھاگ رہا ہے مجھے اسے پکڑنا ہو گا۔۔۔۔۔۔۔ میں جا رہا ہوں!"

عامر فوراً پریشے سے بولا، جس نے اپنا سر اثبات میں ہلایا

"اللہ تمہیں اپنے حفظ و ایمان میں رکھے!" پریشے نے دعا کی اور عامر شمس کے پیچھے ہی بھاگا تھا۔

شمس بار بار بہادر خان کو کال کر رہا تھا جسکا نمبر بند جا رہا تھا

"فون اٹھاؤ گدھے!" شمس غصے سے بڑبڑایا

اسکی بڑبڑاہٹ سن کر عامر کے لبوں پر مسکراہٹ در آئی

بہادر خان کیسے اپنا نمبر اٹھاتا، اسکا نمبر پہلے سے ہی رامش کی تحویل میں تھا۔۔۔۔۔۔

رامش نے بہادر خان کو ایک نیا موبائل اور نمبر لا کر دیا تھا اور اس میں صرف اپنا نمبر

فیڈ کیا تھا۔

''یور گیم از اوور شمس!'' عامر خود سے بولا۔

بہادر خان نے کال تو نہ اٹھائی مگر اپنے پیچھے آتی کار کو وہ ضرور دیکھ چکا تھا اسی لیے شمس اپنی کار کم آبادی والے ایریا کی طرف لیجانے لگا

''رانگ موو یو ایڈیٹ!'' سخت نگاہوں سے اسکی گاڑی کا پیچھا کرتے عامر خود سے بولا

رش ڈرائیونگ کرتا وہ خان ولا پہنچا تھا، اسکا پورا جسم پسینے سے شرابور تھا۔۔۔۔۔۔

لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ بہادر خان کے کمرے میں داخل ہوا جو نیند کی گولیاں کھائے دوسرے ہی جہاں کی سیر کو نکلا ہوا تھا۔

تن فن کرتا وہ بہادر خان کے سر پر جا پہنچا اور اسے اتنی زور سے ہلایا جیسے کوئی زلزلہ آگیا ہو!

''ڈیڈ! ڈیڈ۔۔۔۔۔۔اٹھیے ڈیڈ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔'' رامش اسکو جھنجھوڑتا اونچی آواز میں چلایا، بہادر خان ہڑبڑا کر اٹھا

''ہاں۔۔۔۔۔۔ہوں۔۔۔۔۔۔کیا ہوا'' بہادر خان ڈر کے مارے کانپ اٹھا

"کیا ہوا؟ یہ پوچھیے ڈیڈ کیا نہیں ہوا! آپ پلیز ابھی میرے ساتھ آیئے۔۔۔۔۔اب آپ یہاں مزید سیف نہیں ہے ڈیڈ۔۔۔۔۔جلدی کیجیے پولیس کبھی بھی آسکتی ہو گی!" رامش تیز لہجے میں بولا

"پولیس مگر کیوں؟" بہادر خان کے دماغ میں کوئی بات نہیں بیٹھ رہی تھی۔

"ڈیڈ۔۔۔۔ابھی وقت نہیں ہے۔۔آپ پلیز جلدی اٹھے!" رامش دھاڑا

اسکی دھاڑ سن کر بہادر خان کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تو وہ فوراً سے رامش کے ساتھ ولا سے نکلا

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ان دونوں باپ بیٹا کو ابھی ولا سے نکلے کچھ ہی دیر ہوئی تھی جب دور کہی سے پولیس وین کی سائرن کی آواز سنائی دی

"یہ سب کیا ہو رہا ہے رامش؟" بہادر خان جھنجلا اٹھا تھا

"ہمارے ساتھ بہت بڑا گیم کھیلا گیا ہے ڈیڈ۔۔۔۔۔ہمیں برے طریقے سے ٹریپ کیا گیا ہے!" رامش سپیڈ بڑھاتا بولا

"مطلب سمجھاؤ گے اپنی بات کا؟" اب بہادر خان بھی چلا اٹھا

”یہ سب جو ہو رہا ہے۔۔۔۔۔۔۔ان سب کے پیچھے وہ زارون ہے ڈیڈ۔۔۔۔۔۔میں کہا تھا ناآپ سے کہ اس پر اس قدر بھروسہ مت کرے۔۔۔۔۔۔۔آپ کو ڈرانے سے لیکر برہان اور فیصل بخت کی موت کے ساتھ ساتھ غازان کی موت کی وجہ بھی وہ زارون ہے ڈیڈ!“رامش کے انکشاف پر بہادر خان کی آنکھیں پھیل گئیں

”مگر تم نے تو کہاں تھا کہ وہ سب شمس۔۔۔۔۔۔۔“

”یہی تو کہہ رہا ہوں ڈیڈ۔۔۔ہمیں برے سے ٹریپ کیا گیا ہے۔۔۔۔۔۔۔یہ سب، ان سب کا ماسٹر مائنڈ وہ زارون تھا ڈیڈ۔۔۔۔۔۔اسنے بہت بڑی گیم کھیلی ہے ہمارے ساتھ۔۔۔۔۔۔آپ کے خلاف کافی پکے ثبوت ہیں اسکے پاس اور اب وہ سب نیوز میڈیا کی نظر ہو چکے ہیں۔۔۔۔پولیس کتوں کی طرح سونگھ سونگھ کر ہمارا سوراخ لگا رہی ہے!“رامش کے انکشاف پر بہادر خان کو اپنی جان جاتی محسوس ہوئی

”تمھیں یہ سچ کب پتہ چلا؟“بہادر خان کے لب سرگوشی میں ہلے

”کل رات کو!“رامش نے لب بھینچے جواب دیا

”اور تم مجھے اب بتا رہے ہو؟“بہادر خان غصے سے دھاڑا

”آرہا تھا کل رات ہی آپ کو بتانے مگر۔۔۔۔۔۔۔“وہ پھر سے لب بھینچ گیا

”مگر کیا؟“ بہادر خان نے بیتابی سے پوچھا

”مگر شمس کل رات سے ہی غائب ہے ڈیڈ۔۔۔۔۔اسکی گاڑی ایک سنسان علاقے میں ملی،اسکے موبائل کے ساتھ۔۔۔۔۔وہ کل رات سے غائب ہے ڈیڈ۔۔۔۔۔پوری رات پاگلوں کی طرح اسے ڈھونڈنے میں نکال دی اور صبح جب ہیڈ لائنز دیکھی تو فورا آپ کے پاس چلا آیا!“رامش کی بات پر بہادر خان کچھ پل کو خاموش رہا

”زارون ایسا کیوں کرے گا؟“بہادر خان کے انجان بننے پر رامش نے اسے زبردست گھوری سے نوازہ

”کیونکہ وہ جان چکا ہے کہ آپ ہی اسکے باپ کے قاتل ہے اور اسی بات کا بدلا لینا ہے اسے آپ سے۔۔۔۔۔۔۔اور تو اور۔۔۔۔۔۔وہ وقار۔۔۔۔۔۔وہ بھی اسکے ساتھ ہی ملا ہوا ہے۔۔۔۔۔۔۔اور وہ کوئی وقار شکار نہیں بلکہ۔۔۔۔۔۔۔بلکہ عامر ہے۔۔۔۔۔۔۔رستم شیخ کے دوست کاشان کا بیٹا!“کاشان کے نام پر بہادر خان کا چہرہ سفید پڑ گیا تھا

اسے آج وہ بھی رات اچھے سے یاد تھی جب اس نے اس ننھے بچے کے سامنے ہی اسکے ماں باپ کو بے دردی سے قتل کیا تھا

''ہم کہاں جارہے ہیں؟'' کچھ دیر بعد وہ بولا

''میرے سیف ہاؤس!'' رامش کے جواب پر بہادر خان پھر سے خاموش ہوگیا

''یہ ہم کس جگہ آئے ہیں رامش؟'' بہادر خان نے شہر سے باہر ایک کھنڈر نما فیکٹری کو دیکھ کر سوال کیا۔

''یہ میرا سیف ہاؤس ہے ڈیڈ۔۔۔ کسی کو بھی شک نہیں ہوگا کہ آپ یہاں پر ہے! آیئے!'' رامش نے جواب دیا اور اندر داخل ہوا۔

بہادر خان پر سکون سارا رامش کے ساتھ اندر داخل ہوا، ڈر اب کچھ حد تک ختم ہوگیا تھا۔

بیسمینٹ کی سیڑھیاں اترتے وہ ایک کمرے کے سامنے جار کے تھے، رامش نے اپنا ہاتھ وہاں موجود سکینر پر رکھا تھا جس کی وجہ سے دروازہ کھل گیا تھا

"آئے ڈیڈ!" رامش نے پیچھے ہٹ کر بہادر خان کو اندر آنے کو جگہ دی تھی۔

گردن اکڑائے بہادر خان اندر کمرے میں داخل ہوا تھا جب ساتھ ہی پورا کمرہ روشنی میں نہا گیا اور سامنے موجود شخص کو دیکھ کر اسکی آنکھیں ابل پڑی

"شمس!" زنجیروں میں قید لہولہان وہ وجود بے شک شمس کا تھا۔

اس سے پہلے بہادر خان کچھ سوچ پاتا کسی نے اسکے سر پر پیچھے سے زور سے وار کیا تھا جس کی وجہ سے وہ ہوش و حواس سے بیگانہ وہی زمین پر لڑھک گیا تھا۔

"گڈ جاب رامش!" زارون نے اسکا کندھا تھپتھپایا تھا جبکہ رامش صرف سر اثبات میں ہلایا

"عامر اسے کرسی سے باندھو!" زارون کے بولتے ہی عامر نے بہادر خان کو زمین سے اٹھایا اور کرسی پر بٹھا کر اسکے دونوں ہاتھوں اور پیروں کو باندھ دیا تھا۔

"اب کیا کرنا ہے؟" رامش نے سوال کیا

"دیکھتے ہے پہلے اسے ہوش میں لاؤ! کل سے سو رہا ہے کچھ زیادہ ہی آرام کر لیا ہے اس نے!" زارون کا اشارہ شمس کی جانب تھا جو دیوار پر لگی زنجیروں سے بندھا ہوا تھا۔

عامر نے پانی کا ایک بڑا کین اٹھا کر شمس پر پھینکا تھا جو ہڑ بڑا کر ہوش میں آیا تھا۔

آنکھیں دھیمے سے کھولے اس نے ارد گرد دیکھا جب اسے اپنے سامنے تین ہیولے نظر آئے

دماغ پر زور ڈالے وہ کل کے واقع کو سوچنے لگا جب اسکی آنکھیں پھیل گئیں۔

اب وہ اپنے سامنے کھڑے رامش کو غصیلی نظروں سے گھور رہا تھا، جس کے ہونٹوں پر طنزیہ مسکراہٹ سجی ہوئی تھی۔۔۔۔۔ کل رات کا ایک ایک منظر اسکی آنکھوں کے سامنے لہرا گیا تھا

"تم غدار!!" زنجیروں میں قید خود کو آزاد کروانے کی ناکام کوشش کرتا وہ دھاڑا

عامر نے کانوں میں انگلیاں ٹھوسے اسے گھورا، جبکہ زارون اور رامش دونوں کی مسکراہٹ مزید گہری ہو گئی۔

ایک رات پہلے

"ہیلو بھائی میں۔۔۔۔۔ میں پریشے بات کر رہی ہوں۔۔۔۔۔" وہ شمس وہ آیا

تھا۔۔۔۔اس نے سب سن لیا تھا، جیسا آپ نے کہاں ہم نے بلکل ویسے ہی

کیا۔۔۔۔عامر وہ گیا ہے اسکے پیچھے۔۔۔۔۔۔۔مجھے، مجھے ڈر لگ رہا ہے

بھائی۔۔۔۔۔عامر کو کچھ ہو نا جائے پلیز کچھ کرے!"عامر کے جاتے ہی پریشے نے

زارون کو کال کی تھی اور رونے لگ گئی تھی

"پریشے بی کالم۔۔۔۔۔۔چپ، بس خاموش رہو! میں ہوں نا۔۔۔۔۔۔آئی

پرامس میرے ہوتے ہوئے وہ عامر کا بال بھی بیکا نا کر پائے گا۔۔۔۔۔۔یقین رکھو

مجھ پر!"زارون نے اسے سمجھایا تھا

"پکا وعدہ؟"پریشے نے روتے ہوئے پوچھا

"آئی پرامس پریشے عامر کو کچھ نہیں ہو گا"

پریشے کو یقین دلاتے ہی زارون نے رامش کو کال کی تھی اور اسے عامر کی لوکیشن

ٹریس کرنے کو اور وہاں جانے کو بولا تھا

گلاب کو فلحال وہ چھوڑ کر نہیں جا سکتا تھا۔۔۔اسی لیے اسکا جانا ناممکن تھا

خالی سڑک پر گاڑی ڈالے شمس اپنے کوٹ کی پاکٹ سے گن نکال چکا تھا۔۔۔۔اب اسے بس اپنے شکار کا نشانہ لینا تھا

اندھیرے میں گاڑی موڑے وہ ایک جگہ اپنی گاڑی روک چکا تھا اور چھپتا چھپاتا دوسری دروازے سے باہر نکلا تھا

عامر جو اسکا پیچھا کرتے کرتے وہاں آیا گاڑی ایک جگہ کھڑی دیکھ کر چونکا۔۔۔۔۔۔چونکہ گاڑی کے شیشے کالے تھے اسی لیے وہ اندھیرے میں اندازہ نہ لگا پایا کہ اندر کون تھا۔

اپنی گن چیک کرتا وہ گاڑی سے باہر نکلا شمس کی گاڑی کی جانب بڑھا تھا جب بجلی کے ایک کھمبے کے پیچھے چھپے شمس نے اسکے دل کا نشانہ لیا تھا

اس سے پہلے شمس گولی چلا پاتا دوسری جانب سے ایک سرسراتی گولی اسکا ہاتھ چیر گئی تھی

شمس کی دردناک چیخ پر عامر نے بھی بھوکلا کر گن نکالی، جب رامش شمس کو گریبان سے پکڑتا سڑک پر لایا اور اسے زمین پر پٹختا اسے مارنا شروع ہو گیا تھا۔۔۔۔۔شمس کو

اس وقت تکلیف کی وجہ سے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔رامش نے اسے اس قدر پیٹا تھا کہ شمس ہوش و حواس کھو چکا تھا

اسے یوں بے ہوش دیکھ کر عامر نے رامش کو اسے مزید مارنے سے روکا تھا۔

شمس کی گاڑی کو ٹھکانے لگائے وہ اسے اس فیکٹری میں لے آئے تھے اور اسکے لہولہان جسم کو بنا ٹریٹ کیے زنجیروں سے باندھ دیا گیا تھا

"اب آگے کا کیا پلان ہے؟" عامر رامش سے مخاطب ہوا۔

"زارون ہی بتائے گا!" رامش نے جواب دیا

"اس وقت؟" عامر نے گھڑی کی جانب دیکھا جہاں رات کا ایک بج چکا تھا۔

"یہاں سے تو نکلو۔۔۔۔۔۔پھر دیکھے گے" اسے وہی باندھے وہ دونوں وہاں سے نکل چکے تھے۔

راستے میں سگنل ملتے ہی رامش نے زارون کو کال تھی اور وہ بھی شائد انکی کال کا منتظر تھا اسی لیے پہلی ہی بیل پر کال رسیو کی تھی

رامش اسے اپنے اور عامر کے صحیح سلامت ہونے کی خبر دے چکا تھا جس پر زارون نے

شکر کا سانس بھرا تھا اور ساتھ ہی ساتھ وہ رامش کو صبح کے حوالے سے بھی پلان بتا چکا تھا

"اب میں اس کھیل کو مزید لمبا نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔۔ جتنی جلدی ہو سکے بہادر خان کا قصہ تمام کرنا ہو گا ہمیں رامش!" زارون کی بات پر رامش نے حامی بھری تھی۔

زارون نے رامش کو تمام پلان سمجھا دیا تھا۔۔۔۔۔ بہادر خان کے متعلق کوئی بھی ثبوت میڈیا میں نہیں دیا گیا تھا۔۔۔۔۔۔ وہ سب بس رامش نے بہادر خان کو ڈرانے کو کہاں تھا مگر اسے ڈر تھا کہ کہی بہادر خان ٹی۔وی اون کر کے نیوز چینل نہ لگا لے مگر جب بہادر خان اسکے ساتھ یونہی چلا آیا تب رامش نے سکون کا سانس لیا تھا

اور پولیس سائرن کی آواز ان کی گاڑی سے تھوڑی دور کھڑی احان کی گاڑی سے بجا تھا۔۔۔۔

رامش پر اندھا اعتماد بہادر خان کو اسکے انجام کے بے حد قریب لے آیا تھا

"تم لوگوں نے بہت بڑی غلطی کی ہے، آج نہیں تو کل بہادر خان کو سچ پتہ چل جائے

گا۔۔۔۔۔کسی کو نہیں چھوڑے گا تم لوگوں میں سے!"شمس کی غصیلی آواز ان تینوں کو حال میں کھینچ لائی

"کہی تم اس شخص کی بات تو نہیں کر رہے؟"رامش نے کرسی سے بندھے بہادر خان کی جانب اشارہ کیا جسکا سر ڈھلکا ہوا تھا۔۔۔۔۔اسے یوں دیکھ کر شمس کو اپنا گلا خشک ہوتا محسوس ہوا

اس نے خوف سے ان تینوں کو دیکھا جو اس وقت اسے اپنے لیے موت کا فرشتہ محسوس ہو رہے تھے۔

"تم۔۔۔۔تم اپنے باپ کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہو رامش؟وہ تمہارا اسگا باپ ہے!"شمس حلق کے بل چلایا جب عامر نے آگے بڑھ کر ایک زوردار تھپڑ اسکے منہ پر مارا تھا

"رشتوں کی بات تم مت کروں شمس۔۔۔۔۔۔۔۔جو شخص صرف دولت اور طاقت کے لیے اپنی بہنوں جیسی لڑکی کا سودا کر سکتا ہے اس کے منہ سے یہ سب باتیں اچھی نہیں لگتی!"عامر اسکا چہرہ پکڑ کر غرایا جس پر شمس ہنس دیا

www.neweramagazine.com

"آہ!! صائمہ۔۔۔۔۔۔میں انہیں کبھی نہیں بھولوں گا۔۔۔۔۔وہ بھی کیا رات تھی!" شمس بے غیرتی سے ہنس کر بولتا عامر کو غصہ دلا گیا جس نے پے درپے اسکے پیٹ میں کئی مکے جڑ دیے

تکلیف کی وجہ سے شمس کی حالت دوہری ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

"پپ۔۔۔۔پانی۔۔۔۔۔۔پانی!" اسکے حلق میں کانٹے چبھنے لگے تھے

"پانی پینا ہے؟" عامر نے مسکرا کر پوچھا اور ٹھنڈے پانی کا گلاس اسکے سامنے لہرایا

شمس نے لبوں پر زبان پھیرے منہ آگے کیا جب وہی پانی عامر نے اسکے سامنے زمین پر گرا دیا

"تم یہاں آئے ہی اس لیے ہوں کہ تڑپ تڑپ کر مرو! اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ خود تمہیں اپنے ان ہاتھوں سے ماروں گا!" عامر اسکے چہرے کے قریب جھکا غرایا۔

گھر آتے ہی وہ تینوں اچھے سے فریش ہو گئے تھے۔۔۔۔۔۔احان نے اپنی بیٹی کی پیدائش کی خوشی میں آج گھر میں ہی ایک تقریب رکھی تھی جس میں صرف زارون

اور اسکی فیملی کو دعوت پر بلایا تھا اور ساتھ ہی ساتھ اپنی بہن اور بسمل کے گھر والوں کو۔۔۔۔۔۔۔۔

اس وقت کھانے سے فارغ ہو کر وہ سب لوگ آپس میں خوش گپیوں میں مصروف تھے۔۔۔۔۔۔۔۔زارون کا سارا دھیان گلاب کی طرف تھا جسکا چہرہ کھلے گلاب کی طرح دمک رہا تھا اور وہاں موجود باقی سب اسے چھیڑ رہی تھیں۔۔۔ جس پر اسکا چہرہ مزید گلال ہو گیا تھا

"بابا۔۔ بابا!" مان نے زور سے زارون کا بازو ہلایا جس پر وہ ہوش میں آیا

"ہاں؟" وہ چونکا۔۔۔۔۔۔مان نے اپنی باہیں آگے پھیلائی جب زارون نے اسے گود میں اٹھالیا

زارون نے غور سے مان کو دیکھا جس کی آنکھیں نم تھی

"کیا ہوا میری جان کو؟" زارون نے اسکی آنکھوں کو چومتے پوچھا

"بابا۔۔۔۔۔۔شان بھائی کھیلنے نہیں دیتا۔۔۔۔۔۔پری سے۔۔۔ بولتا میری پری۔۔۔۔۔۔مجھے بھی چاہیے!" وہ ضدی بچوں کی طرح بولا جس پر زارون کھل کر

ہنس دیا

''ٹھیک ہے مل جائے گی!''زارون نے اس سے پکا وعدہ لیا

مان کی آنکھیں چمک اٹھی

''تب؟(کب؟)''اس نے ایکسائیٹڈ ہو کر پوچھا

''اسکے لیے مان کو تھوڑی محنت کرنا ہو گی اور بابا کی ہر بات ماننی ہو گی۔۔۔۔۔۔۔مانو گے؟''زارون کے پوچھتے ہی اسنے جھٹ سر اثبات میں ہلایا

''کا کرنا؟(کیا کرنا ہو گا؟)''مان نے بے صبری سے سوال

''ام مممم!سوچنے دو!''زارون نے تھوڑی پر انگلی ٹکائی

''مان کو سب سے پہلے ساری میڈیسنز لینا ہو گی بنا ماما کو تنگ کیے''زارون کی بات پر اسکا منہ بن گیا

''پھر مان کو سکول جانا ہو گا اور اچھے نمبر لینے ہو گے۔۔۔۔۔۔۔۔تب ہی بابا ایک پری لا کر دے گے!''زارون کی بات پر مان بھی اسکی طرح تھوڑی پر اپنی چھوٹی انگلی ٹکائے کچھ سوچنے لگا

”اوکے ڈن!“اسنے انگوٹھے سے ڈن کا اشارہ کیا جس پر زارون نے اسے گدگدی کرنا شروع کردی تھی

ماں کی کھلکھلاہٹ اور زاروں کی ہنسی نے گلاب کی روح کو ایک نیا سکون بخشا تھا۔

”تم خوش ہو؟“بسمل نے اسکا ہاتھ تھامے سوال کیا

نارمل ڈلیوری کی وجہ سے وہ تھوڑی مشقت کے بعد اپنے کمرے سے نکل کر مہمانوں کو ٹائم دینے میں کامیاب ہوگئی تھی جبکہ احان اپنی بیٹی کو گود میں لیے اس وقت بادشاہ بنا بیٹھا تھا۔۔۔۔۔۔اسکے لبوں سے مسکراہٹ بلکل بھی جدا نہیں ہو رہی تھی۔۔۔۔ ہر ایک سیکنڈ بعد وہ محبت سے اپنی بیٹی کا ماتھا چومتا تھا۔

”بہت زیادہ خوش ہوں میں۔۔۔۔۔۔۔آج بھی یقین کرنا مشکل ہے کہ میرے حصے میں بھی خوشیاں لکھی گئیں تھی۔“گلاب مسکرا کر بولی

”تو اللہ کا شکر ادا کرو گلاب۔۔۔۔۔۔تم ان چند لوگوں میں سے ایک ہو۔۔۔۔۔۔ جنہیں اپنے صبر کا پھل ملا۔۔۔۔۔۔۔۔ورنہ بہت سے لوگ تو اس پھل کا انتظار کرتے کرتے اس جہاں سے چلے گئے اور بہت سے صبر کے اس کھیل میں ہار مان جاتے

ہیں!""بسمل کی بات پر گلاب نے سر اثبات میں ہلایا

""آپ بلکل ٹھیک کہہ رہی ہے۔۔۔۔۔۔واقعی میں جتنا شکر ادا اتنا کم ہے!""گلاب مسکرا کر بولی

ایک خوبصورت رات کا اختتام کیے وہ سب اپنے گھروں کو لوٹ گئے تھے۔۔۔۔۔۔

رامش اس وقت جس قدر اداس تھا اسکا خیال کرتے ہوئے عامر اسے زبردستی اپنے ساتھ اپنے اپارٹمنٹ لے آیا تھا

رامش آنا تو نہیں چاہتا تھا وہ کچھ پل اکیلے گزارنا چاہتا تھا مگر عامر کی ضد کے آگے اسے گھٹنے ٹیکنے پڑے۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

""یہ آج آپ ماں کے کانوں میں کیا بات ڈال رہے تھے؟""ہاتھوں پر لوشن ملتی گلاب نے زارون کو گھورا جو آنکھوں پر چشمہ لگائے کتاب کا مطالعہ کرنے میں مصروف تھا

""میں نے کیا کہا؟""زارون نے حیران ہوتے سوال کیا

""یہی کے آپ اسے ایک پری لا کر دے گے۔۔۔۔۔۔اگر اس نے تمام باتیں مانی!""

دونوں ہاتھ کمر پر ٹکائے وہ زارون کے سامنے کھڑی اس گھور رہی تھی

اسکی بات پر زارون نے لب دبائے اور ایک بازو سے اسے کھینچ کر اپنے سامنے بٹھایا

"ہاں تو میں اکیلا تھوڑی نالا کر دوں گا۔۔۔۔۔۔۔۔تم بھی برابر کی حصہ دار ہو!"

زارون کی بات پر گلاب نے اسے آنکھیں مزید چھوٹی کیے گھورا

"اور اگر پری کی جگہ گڈا آگیا تو؟"گلاب نے ابرو اچکائے سوال کیا

"ناممکن ایسا ہو ہی نہیں سکتا!"زارون کا سر نفی میں ہلا

"اچھا اور آپ کو کسے علم؟ کوئی وحی آئی ہے؟"گلاب نے سوال کیا

"یہی سمجھ لو۔۔۔۔۔۔۔۔۔بس اللہ تعالی نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی ہے کہ زارون رستم تیار رہو۔۔۔۔۔۔تمہارے گھر خدا کی خاص رحمت نازل ہونے والی ہے!"زارون کی بات پر گلاب کھل کر ہنسی تھی

"لیکن اگر پھر بھی گڈا آگیا پری نہ آئی تو؟"گلاب سے شرارت سے پوچھا

"تو!"زارون اسے اپنے تھوڑا قریب

"تو تب کوشش جاری رکھے گے۔جب تک ہے جان!"زارون کی بات پر وہ ایک بار

پھر کھل کر ہنسی تھی،اسکی ہنسی سن کر زاورن بھی مسکرادیا تھااور محبت سے اسکا ماتھا چوما تھا۔

"آہ!"ہونٹوں سے نکلی ایک سسکی سے اسکی آنکھیں کھلی تھی۔۔۔۔۔اسے اپنی گردن پر کچھ نم سا محسوس ہوا تھا

ہوش کی دنیا میں آتے ہی بہادر خان نے خود کو کرسی سے جکڑے پایا تھا۔۔۔۔۔اسکی سر پر لگی چوٹ سے نکلتا خون اسکی گردن کو تر کر گیا تھا۔۔

اس نے خود کو ان رسیوں سے چھڑوانے کی ہزار کوششیں کی تھی مگر بے سود۔

اچانک اسکے دماغ میں کچھ کلک ہوااور اسنے نگاہیں اٹھائے سامنے دیکھا جہاں زنجیروں میں لٹکا بے ہوش شمس اسکے سامنے جھول رہا تھا۔۔۔۔

اسکے جسم پر موجود چوٹوں کے نشان دیکھ کر بہادر خان نے جھر جھری لی تھی

اچانک اسے بھاری بوٹوں کی آواز سنائی دی جب دو آدمی راہداری پار کرتے کمرے میں داخل ہوئے تھے

ان دونوں کو دیکھ کر بہادر خان کی آنکھوں میں خون چھلک پڑا تھا۔۔۔۔۔۔۔اس نے غصے سے رامش کو گھورا جو سپاٹ چہرہ لیے اسکے سامنے کھڑا تھا جبکہ عامر کے لبوں پر ایک مطمئن مسکراہٹ تھی

''چھوڑو مجھے۔۔۔۔۔۔۔کیوں لائے ہو مجھے یہاں؟'' بہادر خان غصے سے چلایا

''آرام سے خان صاحب،، یہ آپکا ولا نہیں بلکہ ہمارا علاقہ ہے جہاں کوئی بھی تمہاری سننے والا موجود نہیں!'' عامر مسکراتا بولا

''تم میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہو رامش؟ کیسے باپ کو چھوڑ کر دشمن کے ساتھ مل گئے تم؟ کیا بھول گئے تم کہ میں تمہارا باپ ہو؟'' بہادر خان غصے سے دھاڑا

''یہ سب تمہیں تب سوچنا چاہیے تھا جب تم نے میری ماں اور بھائی کو بے دردی سے قتل کروایا تھا بہادر خان۔۔۔۔۔۔۔۔تب تم یہ کیسے بھول گئے کہ وہ تمہاری بیوی اور تمہارا بیٹا تھا؟'' رامش کی سرسراتی آواز نے بہادر خان کے تمام اعصاب شل کر دیے تھے

''دد۔۔۔۔۔۔دیکھو۔۔۔۔۔۔رامش۔۔۔۔۔۔۔۔تتت۔۔۔۔۔۔۔تمہیں، تمہیں

ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی۔۔۔۔۔۔۔۔۔یہ سب، یہ سب جھوٹ ہے بکواس ہے۔۔۔۔۔۔۔جس نے بھی بولا۔۔۔۔۔۔۔۔یہ الزام ہے مجھ پر۔۔۔۔۔۔۔تم تو میرے بیٹے ہو نا۔۔۔۔۔۔ادھر آؤں کھولو مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔ہم دونوں باپ بیٹا مل کر مہر النسا اور شیر کے قتل کا بدلا لے گے!" بہادر خان ہڑ بڑا کر بولا تھا۔

"اسے اندر لاؤ عامر!" رامش سپاٹ لہجے میں بولا جب عامر سر ہلاتا وہاں سے باہر گیا اور تھوڑی دیر بعد ہی ایک آدمی کو اپنے ساتھ واپس لیکر آیا

یہ شخص بہادر خان کا وہی ڈرائیور تھا جو بہادر خان کو اس دن ائیر پورٹ چھوڑنے گیا تھا جب بہادر کان رستم کے ساتھ ساتھ مہر النسا اور شیر کا قتل کروایا تھا

"تو کہوں کیا کہنا ہے تمہیں؟" رامش نے سپاٹ لہجے میں پوچھا تو اس ڈرائیور نے اس دن کی بہادر خان کی کال پر کی جانے والی تمام باتیں الف تا یے رامش کو سنادی جس کی دماغ کی رگیں مزید تن گئیں تھی۔ پیسوں کی ایک گڈی اس آدمی کے حوالے کرتے رامش نے اسے وہاں سے چلتا کیا تھا، مگر اسے منہ بند رکھنے کی وارننگ دینا نہیں بھلا تھا۔ جس پر وہ تعبیداری سے سر ہلاتا وہاں سے نودوگیارہ ہو چکا تھا

"رامش۔۔۔۔۔۔یہ سب۔۔۔۔۔۔یہ سب ملے ہوئے ہیں۔۔۔۔۔۔میں تمہارا

باپ ہوں۔۔۔۔۔۔۔یہ سب سازش ہے میرے خلاف، ہمارے خلاف۔۔۔۔۔۔۔ تم میری بات سمجھ رہے ہو نا؟ تم مجھے کھولو۔۔۔۔۔۔۔یہاں سے نکالو۔۔۔۔۔۔۔۔ہم مل کر سب سے بدلا لے گے۔۔۔۔۔۔اس زارون کو بھی ناک وچنے چبوادے گے۔۔۔۔۔۔جس نے تمہارے ساتھ اتنا برا کیا!" بہادر خان کی بکواس کو اگنور کرتا وہ اسکی کرسی کے سامنے آبیٹھا تھا اور اسکے پیروں کی رسی کھولنے لگا

بہادر خان کے لب زرا سا مسکرائے۔۔۔۔۔۔اب رامش اٹھ کر اسکے ہاتھ کھول رہا تھا۔۔۔۔۔۔بہادر خان کی آنکھوں میں سکون در آیا اور اسکا دماغ کسی بھی طرح سے یہاں سے بھاگ نکلنے کا منصوبہ بنانے لگا

مگر اس کے تمام پلانوں پر پانی تب پھیرا جب رامش نے اسکے دونوں بازوؤں کو پیچھے لیجاتے انہیں مضبوط رسی سے باندھ دیا تھا۔

"یہ۔۔۔یہ کیا بے وقوفی ہے رامش چھوڑو مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔تم جانتے بھی ہوں تم کیا کرنے کی کوشش میں ہو؟" بہادر خان بے بسی اور غصے سے دھاڑا

رامش اگنور کرتا اسے دوسری دیوار کی جانب لایا اور شمس کی طرح اسے بھی زنجیروں سے باندھنے لگا۔۔۔۔۔۔۔اسکے دونوں پیروں کو زنجیروں سے باندھنے کے بعد

رامش اب اسکے ہاتھ کھول رہا تھا جب بہادر خان نے ہلنا شروع کر دیا

"عامر!" رامش نے سپاٹ لہجے میں اسے پکارا جس نے آگے بڑھ کر ایک پین سا اپنی پاکٹ سے نکالا اور اسکا کیپ اتارے اسے بہادر خان کے جسم پر رکھے بٹن دبایا

زبردست قسم کا کرنٹ لگنے کی وجہ سے بہادر خان درد سے چلا اٹھا تھا۔۔اسکے جسم میں مزید مزاحمت کرنے کی ہمت باقی نہ بچی تھی جب رامش نے اسے دونوں ہاتھوں کو زنجیروں سے باندھ دیا تھا

"اپنی زندگی کے یہ آخری دن تم قبر تو کیا۔۔۔جہنم میں جا کر بھی یاد رکھو گے!" بہادر خان کو بولتے اس نے زنجیروں کو سختی سے اسکے ہاتھوں پر باندھ دیا تھا۔۔۔۔۔۔

اسکی کلائیوں سے خون کی بوندیں نکلنا شروع ہو گئیں تھی مگر یہاں اسکی پرواہ ہی کسے تھی۔۔۔۔۔۔جیسے اسے نہیں تھی کسی کی بھی۔

\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

"زارون یہ ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟" ایک بار پھر اس کھنڈر نما فیکٹری سامنے کھڑے گلاب کے ہوش اڑ گیے تھے

فیصل بخت کے ساتھ جو ہوا تھا وہ اسے بھولا نہیں تھا

"یہ آخری بار ہے۔۔۔۔۔۔آئی پرامس!" زارون اسے اپنے ساتھ لگائے اندر آیا تھا

بیسمنٹ میں داخل ہوتے ہی اس نے ایک پاسورڈ دبایا تھا جس سے وہ دروازہ کھل گیا تھا۔

"زارون!" گھپ اندھیرے نما کمرے کو دیکھ کر گلاب مزید سے زارون سے چپکی تھی، جب کسی کی خوفناک چیخیں اسکے کانوں سے ٹکرائی

"زارون۔۔۔۔۔۔" اب تو وہ رو دینے کو تھی

"شش۔۔۔۔ریلیکس میں ہوں نا تمہارے پاس!" زارون نے اسکے حجاب پر ہاتھ پھیر کر اسے پرسکون کیا

اندھیری راہداری سے گزرتے وہ دونوں اب اس کمرے میں پہنچ چکے تھے جہاں بہادر خان کو شمس کی طرح زنجیروں سے باندھ رکھا تھا اور شمس کی خوب خاطر مدارت کی جاری تھی

گلاب کی گرفت زارون کے ہاتھ پر مضبوط ہوگئی تھی

شمس کی درگت بناتے رامش اور عامر دونوں کے ہاتھ اب رک چکے تھے اور وہ زارون کو دیکھنے لگ گئے جو گلاب کو لیے اب بہادر خان کے سامنے جا کھڑا ہوا تھا جو غصے سے ان دونوں کو گھور رہا تھا

”تمہارا، میرا اور ہم سب کا مجرم گلاب!“ زارون اسے بہادر خان کے سامنے کیا جو گلاب کے خوف زدہ چہرے کو دیکھ کر تمسخرانہ ہنسی ہنسا تھا اور غلیظ نظروں سے اوپر سے نیچے تک اسکا پورا جائزہ لیا تھا۔

”آہ۔۔۔۔۔۔۔گل رعنا میری جان!“ خباثت سے ہنستے اس نے گلاب کو ایک آنکھ ماری جس پر زارون نے آگے بڑھ کر ایک زوردار مکا اسکے چہرے پر جڑا

”ویسے ماننا پڑے گا دوبارہ خوبصورت ہوتی جا رہی ہو؟ لگتا ہے راتیں خاصی رنگین ہوتی ہے تمہاری؟“ وہ ابھی بھی اپنے غلیظ الفاظ بولنے سے نہ رکا

رامش نے آگے بڑھ کر اسکا منہ توڑنا چاہا جب عامر نے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے روک لیا اور سر نفی میں ہلایا۔

”اس وقت وہ انکا شکار ہے ہمارا نہیں!“ عامر کی بات پر رامش نے سختی سے مٹھی کو

بھینچا اور سرخ انگارہ نظروں سے اس شخص کو دیکھا جو اسکا باپ تھا۔

''آہ کاش میں اس وقت ان زنجیروں سے بندھے ہونے کی بجائے اپنے کمرے میں ہوتا تمہارے ساتھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔'' اس سے پہلے وہ پھر سے کوئی بکواس کرتا گلاب کا ہاتھ اسکے چہرے پر نشان چھوڑ گیا تھا اور یونہی پے در پے کئی تھپڑ اسنے اپنے چہرے پر کھائے تھے

گلاب کا پورا چہرہ آنسوؤں کی وجہ سے بھیگ گیا تھا۔۔۔۔۔اس انسان کے ساتھ گزارا اپنی اذیت بھرا ایک ایک دن اسکی آنکھوں کے سامنے لہرا گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔بہادر خان یوں ہنسا جیسے اسے کسی نے پھول مارے ہو۔

''تم گھٹیا، خبیث انسان۔۔۔۔۔۔۔۔انسان نہیں جانور ہو تم!'' وہ غصے سے چلائی

''تمہاری یہ میٹھی آواز سننے کو میرے کان ترس گئے تھے۔۔۔۔۔۔ویسے ہمارا بیٹا کیسا ہے؟ کہاں ہے؟ مر ور تو نہیں گیا کہیں وہ؟'' بہادر خان دوبارہ ہنسنے لگ گیا۔

''فکر مت کرو بہادر خان وہ بلکل ٹھیک ہے۔۔۔۔۔۔انفیکیٹ اسکا علاج ہو چکا ہے اور وہ اب اپنی بیماری پر قابو بھی پا چکا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور کیا کہاں تمہارا بیٹا؟ نہیں بہادر

خان تمہارا نہیں۔۔۔۔۔۔وہ میرا بیٹا ہے!" زارون مسکرا کر بولتا اسے آگ لگا گیا تھا۔

"ہوں! ایسی ناکارہ اولاد تمہیں ہی مبارک ہو! کام کا نا کاج کا۔۔۔۔۔۔۔۔پیدا ہوا نہیں کہ مرنے چلا تھا!" بہادر خان نے حقارت سے سر جھٹکا۔

گلاب نے آنسوؤں کا ایک گولا اپنے اندر اتارا تھا۔۔۔۔۔۔۔کوئی باپ بھلا اس قدر سفاک کیسے ہو سکتا تھا مگر وہاں کوئی اور بھی تھا جسے ان لفظوں نے اتنی ہی تکلیف دی تھی

"میں جا رہا ہوں تم سنبھال لینا!" خود پر ضبط کیے عامر سے بولتا رامش لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے نکل چکا تھا۔

"زارون۔۔۔۔۔۔۔مم۔۔۔۔۔۔۔مجھے جانا ہے یہاں سے!" گلاب اپنے ہکلاتے لہجے پر قابو پاتے بولی

"ہمم چلو!" زارون نے بہادر خان کو گھورا جس پر وہ مسکرا دیا تھا

"عامر اسکی ذرا خاطر مدارت کرو! میں تھوڑی دیر میں واپس آؤں گا!" زارون گلاب کو اپنے ساتھ لگائے باہر لے آیا تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

رامش کی گاڑی غائب تھی جس کا مطلب وہ جا چکا تھا

زارون نے اسے سہارا دیے گاڑی کی سیٹ پر بٹھایا۔۔۔۔۔پانی اسے پلائے وہ خود اسکے سامنے بیٹھ گیا تھا۔

"آئی ایم سوری گلاب!" وہ اسکے دونوں ہاتھ پکڑتے بولا

"فار واٹ" گلاب نے مدھم آواز میں سوال کیا

"مجھے تمہیں یہاں نہیں لانا چاہیے تھا۔۔۔۔۔۔۔۔میں بس تمہیں یہ بتانا چاہتا تھا کہ جس انسان نے تمہاری زندگی برباد کی اب اسکے ساتھ کیا ہو گا۔۔۔۔۔۔مگر الٹا تمہیں ہی تکلیف دے دی!" زارون افسردہ لہجے میں بولا

"زارون ادھر دیکھے میری جانب۔۔۔۔۔آپ نے کچھ غلط نہیں کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس انسان کو دو تھپڑ لگا کر میں خود کو بہت پر سکون محسوس کر رہی ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔ افسوس اس بات کا ہے کہ کاش یہ ہاتھ بہت پہلے اس شخص پر اٹھالیا ہوتا میں نے!" وہ زارون کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں بھرتے بولی

"مجھے کسی سے کوئی بدلا نہیں چاہیے زارون۔۔۔۔۔۔مجھے صرف آپ چاہئے اور اپنی

ایک ہیپی فیملی۔۔۔۔۔۔۔۔کوئی بدلا نہیں۔۔۔۔۔ماضی کی کوئی جھلک میں اپنے حال اور مستقبل پر نہیں پڑنے دوں گی۔۔۔۔۔۔۔آپ بھی وعدہ کرے مجھ سے۔۔۔۔۔۔۔۔۔اس بہادر خان کا ذکر اب کبھی ہمارے بیچ میں نہیں ہوگا! بدلا لینا ہے ناتو اسے پولیس کے حوالے کردے۔۔۔بس میں اس شخص کو اب اپنی زندگی میں داخل ہوتے نہیں دیکھ سکتی۔۔۔۔۔وعدہ کرے میری بات مانے گے نا؟"گلاب کے اتنی آس سے پوچھنے پر زارون نے اسکے ہاتھ کو اپنے لبوں سے ہلکے سے چھوا تھا(مگر وعدہ نہیں لیا تھا)۔۔۔۔۔گلاب نے پر سکون گہری سانس خارج کی اور مسکرا کر زارون کے ماتھے کو لبوں سے چھوا تھا

"آئی لو یو۔۔۔۔۔ان کنڈیشنلی!"گلاب مسکرا کر بولی تو زارون کی مسکراہٹ بھی گہری ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

صبح سے شام اور پھر شام سے رات۔۔۔۔۔اور اب رات سے آدھی رات ہو چکی تھی مگر رامش کا کہی کوئی اتا پتا نہیں تھا۔۔۔۔۔۔۔

زینیہ اسکے نمبر پر کالز کر کے تھک چکی تھی۔۔۔۔۔اسکی آنکھیں نیند نے بوجھل تھی

جبکہ رامش کی فکر اسے علیحدہ سے لگی ہوئی تھی۔۔۔۔۔باقی سب کو تو اس نے یہ کہہ کر مطمئن کر دیا تھا کہ اسکی رامش سے بات ہو چکی ہے اور یہ بھی کہ وہ آج کا دن اکیلے رہنا چاہتا ہے مگر اپنے دل کو ایک عجیب سا دھڑ کا لگا ہوا تھا۔۔۔۔۔۔جب گھڑی سے دو کا ہندسہ پار کیا تو اسے غصے سے اس شخص کو بھاڑ میں جھونکتی وہ لحاف اوڑھے سو چکی تھی

بیل کی مسلسل چنگھاڑتی آواز پر اسکی نیند میں خلل پیدا ہوا تھا۔۔۔۔اسنے مندی مندی آنکھوں سے گھڑی کی جانب دیکھا جہاں رات کے ڈھائی بج رہے تھے۔۔۔۔اسے سوئے ہوئے بامشکل آدھا گھنٹہ گزرا تھا۔۔۔۔سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔

"ہیلو!"بیزار سی آواز میں اسنے بنا نمبر دیکھے کال اٹھائی

"دو منٹ میں باہر آؤ میں ویٹ کر رہا ہوں!"رامش کی سرد آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی پہلے پہل تو وہ کچھ سمجھ نہ پائی مگر اس انسان کی حرکت یاد کر کے وہ غصے سے تلملا اٹھی

"نو نیور!"وہ غصے سے چلائی

"صرف دو منٹ ہے تمہارے پاس زینیہ ورنہ بہت برا ہو گا!"رامش نے اسے وارن کیا

"واٹ ایور!"غصے سے موبائل پٹختی وہ دوبارہ لحاف اوڑھ چکی تھی۔

رامش نے غصے سے اپنے موبائل کو گھورا اور پھر اسکے کمرے کی کھڑکی کو۔۔۔۔۔۔۔۔

بنا کچھ سوچے سمجھے اس نے زور زور سے گاڑی کا ہارن بجانا شروع کر دیا تھا

زینیہ اسکی اس قدر دیدہ دلیری پر تلملا گئی تھی

دوسروں کی نیند کا خیال کرتے ہوئے اسنے جلدی سے چپل پہنی اور گھر سے باہر نکلی

اسے دیکھتے ہی رامش نے ہارن بجانا بند کر دیا تھا جبکہ زینیہ غصے سے اسکی جانب بڑھی

"تم۔۔۔۔۔۔۔۔تم خود کو سمجھتے کیا ہو ہاں؟پہلے پورا دن غائب رہے۔۔۔۔۔۔۔۔

میری کسی کال کسی میسج کا کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔۔۔۔۔۔پورا دن مجھے اپنے پیچھے خوار کیا اور اب یوں آدھی رات کو یہاں آکر تماشہ لگا رہے ہو؟لوگوں کی نیند خراب کر رہے ہو؟"زینیہ غصے سے اس پر چلائی

رامش کچھ پل اسے یونہی دیکھتا رہا اور ایک دم اسے کھینچے اپنے سینے میں بھینچ لیا

"رر۔۔۔۔رامش!"زینیہ تو اسکی اس حرکت پر بھوکلا گئی تھی جبکہ رامش کی گرفت اس پر مزید سخت ہو گئی تھی۔۔۔۔۔

کچھ پل یونہی بیت گئے تھے جب زینیہ کو اپنا کندھا گیلا ہوتا محسوس ہوا

"رامش؟ کیا ہوا ہے؟ رامش ادھر دیکھو!" اسے روتے دیکھ کر زینیہ بھوکلا گئی تھی

رامش بنا آواز پیدا کیے اسے کندھے کو بھیگوئے جا رہا تھا

کچھ پل کے بعد زینیہ نے اپنے دونوں ہاتھ اسکی کمرے پر رکھے اور اسکی پیٹھ سہلانے لگی۔

"ششش۔۔۔۔۔۔۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔۔۔میں ہوں نا تمہارے ساتھ۔۔۔۔۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔۔۔۔ہم مل کرلے گے!" وہ میٹھی اور نرم آواز میں اسے نارمل کرنے لگ گئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گاڑی سے نکلتا وہ تیز تیز قدم اٹھاتا رستم ولا میں داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔۔پورے ولا میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔۔۔۔۔ایسی خاموشی زارون کو فکر مندی میں مبتلا کر گئی تھی۔۔۔۔۔۔۔رستم ولا کبھی اتنا خاموش نہ رہا تھا۔۔۔۔۔۔آج بھی وہ اپنی ایک اہم میٹنگ احان کے حوالے کرکے گھر آیا تھا۔۔۔۔۔۔اسے گھر سے ایمرجینسی کال آئی تھی

ایمرجینسی کیا تھی یہ اسے معلوم نہیں تھا۔۔۔۔۔۔لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ اپنے کمرے کی جانب آیا جہاں اندر سے سسکیوں کے ساتھ ساتھ ایک بچے کے رونے کی آواز بھی آرہی تھی۔

ایک لمحہ لگا تھا زارون کو سارا معاملہ سمجھنے میں۔۔۔گہری سانس خارج کیے اس نے آنے والے وقت کے لیے خود کو پر سکون کیا تھا۔۔۔۔۔۔جانتا تھا کہ اندر اب بیوی کے نام پر اس خونخوار شیرنی کا مقابلہ کرنا ہوگا

دروازہ کھولے زارون کمرے میں داخل ہوا تھا جہاں سامنے ہی گلاب سر ہاتھوں میں گرائے سسکیاں بھرنے میں مصروف تھی جبکہ اسکے پاس لیٹی وہ چھ ماہ کی آفت کی پڑیا بھی اپنا باجا خوب زور و شور سے بجانے میں مصروف تھی

"گلاب!" زارون فوراً اسکے پاس بھاگا تھا، جس نے زارون کی آواز سنتے ہی سر اٹھایا اور اپنی لال انگارہ آنکھوں سے اسے گھورا

اسکی آنکھوں میں موجود غصہ دیکھ کر زارون نے تھوک نگلا تھا۔۔۔۔۔۔ایک جھٹکے سے بیڈ سے اٹھتے گلاب نے اس آفت کی پرکالا کو زارون کی جانب گیند کی مانند اچھالا تھا، اگر زارون بروقت اپنی بیٹی کو نا پکڑتا تو؟ جبکہ وہ چھوٹی شیطان اس کھیل پر کھلکھلا

کر ہنسی تھی اور زارون کی گود میں آتے ہی اسکا باجا بجنا بند ہو گیا تھا۔ زارون اسکی جانب دیکھ کر مسکرایا تھا اور باپ بیٹی کا یہ محبت بھرا ڈرامہ دیکھ کر گلاب دل و جان سے جل چکی تھی اسی لیے بنا کچھ بولے وہ ڈریسنگ روم کی جانب بڑھی اور بیگ میں کپڑے ڈالنا شروع ہو گئی تھ، بلکہ ڈالنا کیا وہ تو اٹھا اٹھا کر پھینک رہی تھی۔

زارون نے ایک آنکھ بند کیے اسکی اس واردات کو دیکھا تھا اور پھر اپنی بیٹی کو گھورا جو منہ بسورے اسکی گردن میں منہ چھپائے آنکھیں بند کر چکی تھی۔

"گلاب!" زارون نے گلا تر کرتے پیار سے اسے بلایا

"پرنسز!" زارون نے دوبارہ ہمت پکڑتے اسے بلایا جس پر گلاب کی ایک گھوری پر وہ خاموش ہو گیا

بیگ پیک کیے وہ کمرے سے نکلنے کو تھی جب زارون اس ننھی گڑیا کو سنبھالتا اسکے سامنے آ کھڑا ہوا

"یار میرا قصور تو بتا دو؟ میں نے کیا کیا ہے؟" زارون نے زچ ہو کر سوال کیا

"آپ کا قصور؟ یہ ہے آپ کا قصور!" وہ اس آفت کی پر کالا کی جانب اشارہ کرتی غصے

سے بولی

''اب اس میں اکیلا میں تو نہیں تھا تمہاری بھی برابر کی شراکت داری ہے!'' بولتے ہی زارون نے زبان دانتوں تلے دبائی تھی جبکہ گلاب کا غصہ مزید بڑھ گیا تھا۔

''ہاں ڈال دے مجھ پر۔۔۔۔۔سب میری ہی غلطی ہے۔۔۔۔۔۔جو ایسی اولاد پیدا کی میں نے!'' وہ غصے سے اپنی بیٹی کو گھورتے بولی۔

''اچھا ہوا کیا ہے بتاؤں تو سہی مجھے!'' زارون نے پیار سے اسکی کہنی تھامی اور اسے بیڈ پر بٹھائے پوچھا

زارون کے پوچھتے ہی گلاب نے ایک بار پھر رونا شروع کر دیا تھا

''پوری رات تنگ کرتی ہے مجھے۔۔۔۔۔۔نہ دن میں سکون ہے اور نہ ہی رات میں۔۔۔۔۔۔ہر وقت چوبیس گھنٹے صرف باپ چاہیے۔۔۔۔۔۔ماں کو دو پل بھی برداشت نہیں کرتی۔۔۔۔۔اسے اپنے پاس ہی رکھا کرے۔۔۔۔۔میرے پاس چھوڑ کر جانے کی ضرورت نہیں!'' زارون نے سر نفی میں ہلایا

''گلاب وہ بچی ہے تنگ تو کرے گی نا!'' زارون کے بولتے ہی گلاب نے اسے دوبارہ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گھورا

"توآپ کا مطلب ساری غلطی میری ہے؟" اسکے سوال کرنے پر زارون گڑ بڑا گیا

"نن۔۔۔نہیں ایسا کب کہاں میں نے؟ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر تمہیں اتنی ہی مشکل ہوتی ہے تو کیوں نا ہم کوئی میڈ۔۔۔۔۔۔"

"ہر گز نہیں۔۔۔۔۔۔اب میری بیٹی کیا دوسری عورت کے ہاتھوں میں پلے گی؟" گلاب نے فوراً زارون کی بات کاٹی

"تو پھر مجھے بتاؤں میں کیا کروں؟ اب روزانہ تو آفس چھوڑ کر نہیں نہ آسکتا؟" زارون نے بے بسی سے سوال کیا

"مجھے نہیں معلوم کچھ بھی کرے۔۔۔۔۔۔مگر اس آفت کی پر کالا کو سمجھا دے کہ مجھے، یعنی کے اپنی ماں کو تنگ کرنا چھوڑ دے۔۔۔۔۔۔اب دیکھے کب سے سلانے کی کوشش کر رہی تھی نہیں سوئی اور آپ کے آتے ہی سو گئی!" وہ غصے سے اپنی بیٹی کو گھورتے بولی جو دنیا جہان کو بھلائے سوئی پڑی تھی۔

"تم یار علی بھی تو تم سے کتنا اٹیچ ہے۔۔۔۔۔۔اپنے باپ کے پاس تو آتا ہی نہیں میں نے

کبھی شکوہ کیا؟"زارون کا اشارہ اپنے چھوٹے بیٹے کی جانب تھا

"میرے چاند کا موازنہ اپنی اس آفت کی پر کالا سے مت کرے۔۔۔۔۔میرا معصوم بچہ تنگ بھی نہیں کرتا اور نہ ہی سپیکر فٹ ہے اسکے گلے میں جو گلا پھاڑ پھاڑ کر روئے وہ!" گلاب زارون کو سخت تنبیہ کرتے بولی تھی۔

چھ ماہ پہلے ہی ان دونوں کے گھر ٹوئینز کی آمد ہوئی تھی۔۔۔۔۔ایک تو یہ آفت کی پر کالا اور دوسرا اماں کا لاڈلا علی۔

"اچھا میں سمجھا دوں گا اسے۔۔۔۔۔تم یہ بتاؤ سب کہاں ہے؟"زارون نے فلحال ٹاپک بدلنا چاہا تھا۔

"شایان کا برتھڈے ہے آج!"گلاب نے زارون کو گھورا

زارون کی نظر فوراً بیڈ پر رکھے گلاب اور اپنی بیٹی کے کپڑوں کی جانب گئی تھی

"اوہ! میں بھول گیا!"زارون کھسیانی ہنسی ہنستے بولا جب گلاب نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورا

"کیا؟"زارون نے ابرو اچکائی

"آفس کس کے حوالے کر کے آئے ہے آپ؟" گلاب کے پوچھنے پر زارون گڑ بڑا گیا تھا

"وہ۔۔۔۔۔وہ احان!" زارون نظریں نیچی کیے بولا

"شاباش۔۔۔۔۔۔۔۔بہت اچھا کیا۔۔۔۔۔۔۔ان کے بیٹے کی سالگرہ ہے اور آپ سارا کام ان پر ڈال آئے ہے۔۔۔۔۔۔۔بہت اچھے!" گلاب نے داد دی

"اچھا تو اب ایمر جینسی میں ہو گئی بھول۔۔۔۔۔تم موڈ ٹھیک کرو۔۔۔۔۔۔اور میں سمجھاؤں گا اسے۔۔۔۔۔۔تنگ نہیں کرے گی آئندہ سے اپنی ماں کو یہ!" زارون اسے پیار سے پچکارتے بولا

"ہاں معلوم ہے کتنا سمجھے گی یہ چھوٹی شیطان" گلاب اسے گھورتے اپنی فراک اٹھائے واشروم میں بند ہو گئی تھی

زارون نے گہری سانس لیے خود کو پر سکون کیا اور اپنے سینے پر اپنی جان کو لٹائے خود بیڈ پر لیٹ گیا تھا۔

اس گزرے ایک سال میں بہت کچھ بدل چکا تھا۔۔۔۔۔۔۔عامر اور پریشے اپنا بی۔ایس مکمل کر چکے تھے اور اب ان دونوں کو ترکی سکالرشپ پر ایڈمیشن مل گیا تھا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جس کی بناپران دونوں کی شادی کر کے انہیں رخصت کر دیا گیا تھا۔

رامش اور زینیہ کی بھی رخصتی ہو گئی تھی، بلکہ زارون نے توتب ساتھ ہی اپنا اور گلاب کا بھی ولیمہ رکھ دیا تھا جس پر گلاب نے اپنے فگر کو لیکر خاصہ واویلا مچایا تھا مگر کسی نے بھی اسکی ایک نہ سنی تھی۔

مان اب پہلے سے کافی بہتر ہو چکا تھا اور اب تو وہ دو ٹوئینز کا بڑا بھائی بن گیا تھا اور اسی بناپر اپنے ہم عمر بچوں میں اچھی خاصی دھاک بنا کر بیٹھ گیا تھا وہ۔۔۔۔۔ہاں بس ایک چیز پر کڑھ جاتا تھا جب شایان اس سے اپنی پری کو دور رکھتا۔۔۔۔

بلآخر معاملہ یہ طہ پایا گیا تھا کہ بڑے ہوتے مان اپنی بہن شایان کو دے دے گا اور بدلے میں شایان کو اپنی پری مان کو دینا ہو گی اور اس معاہدے کے مطابق ایک کانٹریکٹ بھی ان دونوں نے آپس سائن کیا تھا۔

پارٹی میں موجود اپنی تمام فیملی کو دیکھ کر زارون مسکرا دیا تھا، اسکی بیٹی آفت کی پر کالا تو اسکے ساتھ ہی تھی جبکہ علی اپنی ماں کی گود میں تھا۔۔۔۔۔۔شایان اور مان اپنی عمر

کے بچوں کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھے۔

زارون نے ایک نظر اپنی بیوی کو دیکھا تھا جو پرسکون سی زینیہ کے ساتھ بیٹھی آج کل آئے نئے فیشن پر تبصرہ اور تنقید کرنے میں مصروف تھی، ساتھ ہی ساتھ وہ آرام سے علی کو کیک کے اوپر لگی کریم بھی تھوڑی تھوڑی کر کے کھلا رہی تھی۔

پھر اس نے رامش اور وجدان انکل کو دیکھا تھا جو ایک بار پھر رامش کی کسی بات پر اسکی کلاس لینے میں مگن تھے جب کہ رامش برے برے منہ بناتا انہیں سن رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ زینیہ کو خود کو بچانے کے اشارے بھی کر رہا تھا جسے زینیہ نے نہایت آرام سے نظر انداز کر دیا تھا۔

زارون ان سب کو دیکھ کر اس دن کو یاد کرنے لگا جب اس نے بہادر خان کو اس کے اصل ٹھکانے پر پہنچایا تھا۔

گلاب کو گھر چھوڑ کر وہ واپس فیکٹری آیا تھا۔۔۔۔۔۔اسنے گلاب کو مکمل یقین دلایا تھا کہ بہادر خان کو وہ پولیس کے حوالے کر دے گا۔۔۔۔مگر وہ وعدہ ہی کیا جو وفا

ہو جائے۔۔۔۔۔۔

یہاں آنے سے پہلے وہ عامر کو بہادر خان کی اچھے سے خاطر داری کرنے کی زمہ داری سونپ چکا تھا۔۔۔۔۔

"چچچچ۔۔۔۔۔۔"اسے بہادر خان کی حالت پر افسوس ہوا

عامر نے ہاکی سے کئی بار بہادر خان کے گھٹنوں کو نشانہ بنایا تھا۔۔۔۔۔۔تکلیف کے مارے بہادر خان سے اٹھنا محال ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

"اسے کھولو عامر!"زارون کے حکم دیتے ہی عامر نے اسے زنجیروں سے جدا کیا تھا۔۔۔۔۔۔۔بہادر خان کسی ٹوٹی شاخ کی طرح زمین پر گرا تھا۔۔۔۔۔۔اٹھنے کی اس میں بلکل بھی ہمت نہ رہی تھی۔

"آہ! بہادر خان۔۔۔۔۔۔میں تو تمہیں بہت عقلمند سمجھتا تھا مگر تم تو ایک بہت بڑے بے وقوف نکلے۔۔۔۔۔۔۔۔"زارون نے مسکرا کر سر نفی میں ہلایا

"سلطان تمہیں نہیں چھوڑے گا۔۔۔۔۔۔جب اسے معلوم ہو گا کہ تم ایک غدار ہو۔۔۔۔۔۔دھوکہ دیا ہے تم نے۔۔۔۔۔۔۔اگر اسکا مال سپلائی نہ ہوا تو وہ تمہاری

گردن دبوچنے میں زرا بھی دیر نہیں لگائے گا!" بہادر خان طنزیہ مسکرایا جس پر زارون ہنس دیا

"کون سلطان؟" زارون نے حیرت سے سوال کیا

"افففف۔۔۔۔۔۔بہادر خان تم کتنے بے وقوف ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔جانتے ہو تمہاری زندگی کی سب سے بڑی غلطی کیا ہے؟ تمہیں مجھ پر اتنی جلدی اعتبار نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔۔۔۔اور جہاں تک بات رہی سلطان کی تو نہ ہی میں کسی سلطان کے لیے کام کرتا ہوں اور نہ ہی سلطان کا مجھ سے کبھی کوئی واسطہ پڑا ہے!" زارون کے انکشاف پر بہادر خان کی آنکھیں ابل پڑی تھی

"اگر تم میں زرا بھی عقل ہوتی تو تم سب سے پہلے سلطان سے رابطہ کرتے۔۔۔۔۔۔میرے حوالے سے سوال کرتے، مگر تم نے کیا کیا؟ اس شمس کے ذریعے میری انفارمیشن نکلوائی۔۔۔۔۔۔جو سب میری ہی دی ہوئی تھی" زارون دوبارہ افسوس سے بولا

"میں تمہیں چھوڑو گا نہیں!" بہادر خان غصے سے چلایا

"ہممممم! رسی جل گئی بل نہ گیا! چلو کوئی بات نہیں تمہارے تمام کس بل بھی نکال دوں گا میں۔۔۔۔۔۔تو کہوں کہاں سے شروع کروں؟"ٹیبل پر موجود مختلف آلات کا معائنہ کرتے وہ خود سے بولا

"ہاں یہ صحیح ہے!"ایک تیز نوک دار خنجر اٹھائے زارون بہادر خان کی جانب بڑھا اور اسکا بایاں ہاتھ اٹھا کر ٹیبل پر رکھا۔

"یہ وہی ہاتھ ہے نا جو ایک زمانے میں میرے باپ نے کاٹ ڈالا تھا، میری ماں پر اٹھایا تھا نا تم نے؟"زارون اسکے ہاتھ کا معائنہ کرتے بولا

بہادر خان نے بہت پیسہ لگایا تھا، خاصہ مہنگا علاج کروایا تھا تن جا کر وہ ایک نقلی ہاتھ لگوانے میں کامیاب ہوا تھا۔۔۔۔۔

"تو چلو اسی سے شروع کرتے ہیں!"زارون مسکرایا اور خنجر کی نوک کو بہادر خان کے ہاتھ پر رکھا

خوف سے بہادر خان کی آنکھیں پھیل گئیں تھی۔۔۔۔اس نے زارون کو دیکھا جس کی آنکھیں بلکل ساکت تھی۔۔۔ایک دم رستم جیسے

”تم جانتے ہو میں کبھی بھی رستم شیخ نہیں بننا چاہتا تھا۔۔۔۔۔۔۔میں اپنے باپ جیسا نہیں بننا چاہتا تھا۔۔۔۔۔مگر تم نے مجھے مجبور کر دیا۔۔۔۔۔۔اور اب اسکی سزا تمہیں ملے گی!“ مسکرا کر بولتے اس نے آرام آرام سے خنجر اسکے ہاتھ میں گھونپنا شروع کر دیا تھا

بہادر خان نے بہت مشکل سے اپنی چیخوں کا گلا گھونٹا تھا۔۔۔۔۔۔اسکے ضبط پر زارون یوں مسکرایا جیسے اسے داد دی ہو۔

”ہممم۔۔۔۔۔مزا نہیں آیا۔۔۔۔۔۔کچھ اور ٹرائے کرنا چاہیے!“ زارون سر نفی میں ہلائے بولا اور ایک جھٹکے سے بہادر خان کا دایاں ہاتھ ٹیبل پر رکھتے اس نے زور سے وہ خنجر اسکے اس ہاتھ میں گھونپ دیا

بہادر خان کی دل دہلا دینے والی چیخ پورے بیسمینٹ میں گونجی تھی

زارون کے لبوں پر مسکراہٹ در آئی جبکہ بہادر خان کی چیخ سن کر شمس بھی ہوش میں آچکا تھا

”عامر کیا اتنی سزا کافی ہے؟“ زارون نے عامر سے سوال کیا جس کا سر نفی میں ہلا

"تو پھر کیا کیا جائے؟"زارون کے پوچھتے ہی عامر مسکرا کر آگے بڑھا،اچار کے مسالے کا جار اٹھائے وہ بہادر خان کی جانب آیا تھا اور پھر اس میں سے مسالہ نکال کر وہ پر سکون سا بہادر خان کے خون رستے ہاتھوں پر ملنے لگ گیا تھا۔۔۔

ایک بار پھر سے بہادر خان کی چیخیں پورے بیسمینٹ میں گونجی تھی، شمس خوف سے یہ سب ہوتے دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

عامر کے اسکا ہاتھ چھوڑتے ہی بہادر خان ایک بار دوبارہ مچل کر زمین پر گرا تھا۔۔۔۔ وہ تڑپ رہا تھا جبکہ عامر اور زارون دونوں سکون سے یہ تماشہ دیکھ رہے تھے

"میری بیوی کو لگتا ہے کہ تمہیں تین چار تھپڑ مار دینے سے تمہاری سالوں کی کی گئی زیادتیوں کا ازالہ ہو جائے گا۔۔۔۔۔ مگر اسے نہیں معلوم کہ سالوں کی زیادتی کا ازالہ بھی انسان کو سالہاں سال چکانا پڑتا ہے۔۔۔۔۔ تمہیں بھی چکانا پڑے گا بہادر خان!"اسکے بالوں کو مٹھی میں جکڑے زارون چبا چبا کر بولتا ایک مکا اسکے منہ پر رسید کیے وہاں سے نکل چکا تھا۔

"ڈاکٹر سعید کو بلواؤں اسکی مرہم پٹی کرے۔۔۔۔۔اور کل کے لیے اسے تیار کرے!"عامر کو آرڈر دیتے زارون وہاں سے نکل چکا تھا جبکہ عامر آنکھوں میں سرد

تاثرات لیے اب ان دونوں کو گھور رہا تھا جن کا ایک ہی دن میں برا حال ہو گیا تھا۔

\-----------

"رامش!" کچھ پل کی بے خودی کے بعد زینیہ فوراً ہوش میں آئی اور اس نے رامش کو ہلایا

"سوری!" زینیہ سے دور ہوتا وہ نظریں جھکائے بولا

"رامش ادھر دیکھو میری طرف۔۔۔۔۔۔مت کرو ایسا!" زینیہ نے اسکے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں تھاما ہوا تھا جبکہ رامش کی نگاہیں ابھی بھی جھکی ہوئی تھی۔

"یہ بہت تکلیف دہ ہے زینیہ!" رامش بے بسی کی انتہا کو چھوتے بولا

"میں۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے لگتا ہے کہ میں ہار جاؤں گا۔۔۔نہیں برداشت کر پاؤں گا۔۔۔۔۔۔یہاں، یہاں تکلیف ہوتی ہے!" وہ اپنے دل پر بند مٹھی مارتے بولا

"رامش۔۔۔۔" زینیہ کو سمجھ نہ آئی وہ کن الفاظ میں اسے دلاسہ دے

"میں ہی کیوں زینیہ؟ صرف میں ہی کیوں۔۔۔۔۔۔تب بھی اور آج بھی۔۔۔۔۔۔خالی ہاتھ ہوں میں" وہ اپنے ہاتھوں کو دیکھتے بولا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیا میں تمہارے ساتھ نہیں؟" زینیہ نے اسکا رخ اپنی جانب کیا

"نجانے یہ ساتھ کب تک رہتا ہے؟ کیا معلوم کل کو تم بھی چھوڑ جاؤ!" وہ کھوکھلی ہنسی ہنستے بولا

"رامش۔۔۔۔" زینیہ غصے سے چلائی

"میں ہوں تمہارے ساتھ ہمیشہ۔۔۔۔۔ایسی باتیں مت کرو رامش۔۔۔۔ جو تمہیں، مجھے۔۔۔۔ ہمیں تکلیف دے۔۔۔۔۔۔ پلیز!" زینیہ التجائی انداز میں بولی

"ایم سوری میں نے تمہیں اتنی رات کو ڈسٹرب کر دیا۔۔۔۔ معلوم نہیں کیوں چلا آیا یہاں۔۔۔۔ شائد سکون کی تلاش تھی اسی لیے۔۔۔۔۔ میں، میں چلتا ہوں!" بجھے لہجے میں بات کرتا وہ مڑا ہی تھا جب زینیہ نے پیچھے سے اسے زور سے پکڑا

"زینیہ یہ کیا حرکت ہے چھوڑو مجھے!" رامش نے اسے جھڑکا

"اور جو تم کر رہے ہو اسکا کیا؟ پلیز رامش۔۔۔۔۔ ایسا نہیں کرو۔۔۔۔۔۔ مجھے تکلیف ہوتی ہے!" وہ اسکی پیٹھ پر اپنی گال ٹکائے بولی

"زینیہ۔۔۔۔۔"

”پلیز رامش۔۔۔۔۔۔آئی ڈونٹ وانٹ ٹو لوز یو۔۔پلیز کالم یور سیلف !“ زینیہ کے بولتے ہی رامش نے گہری سانس خارج کی اور مڑ کر ایک بار پھر سے اسے گلے لگایا تھا

”نارمل ؟“ کچھ پل بعد زینیہ کے پوچھنے پر اس نے سر اثبات میں ہلایا تھا

”تو چلو اب جاؤ !“ زینیہ اسے خود سے پرے دھکیلتے بولی، رامش نے حیرت سے اسکے پل پل بدلتے تیوروں کو دیکھا۔

”ویٹ آمنٹ یہ چل کیا رہا ہے ہاں ؟ ابھی خود قریب آئی اور ابھی دور کر رہی ہو ؟ مسز رامش آپ میرے ساتھ کس قسم کی گیمز کھلینا چاہ رہی ہے ؟“ رامش نے اسے اپنے حصار میں لیے ایک آبرو اچکائے پوچھا۔

”کوئی گیم نہیں کھیل رہی۔۔۔۔تم جانتے بھی ہوں ہمیں کتنی دیر ہو گئی ہے یہاں۔۔۔۔تھوڑی دیر میں بابا جاگ جائے گے تہجد کے لیے۔۔۔۔۔۔تمہیں دیکھ لیا تو غصہ کرے گے !“ زینیہ نے اسے سمجھایا

”او ہیلو شوہر ہوں تمہارا۔۔۔۔۔کوئی بوائے فرینڈ نہیں پورا پورا حق رکھتا ہوں تم پر !“ رامش آنکھیں چھوٹی کیے بولا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"جانتی ہوں مسٹر ہسبینڈ مگر وہ کیا ہے نافلحال میں اپنے بابا کے گھر ہوں تو وہ بھی مجھ پر حق رکھتے ہے۔۔۔۔۔۔اور اچھا بھی تو نہیں لگتا۔۔۔۔۔۔تو اب تم جاؤ۔۔۔۔۔۔۔۔پلیز!"آخر میں اس نے آنکھیں پٹپٹائی

"ٹھیک ہے جا رہا ہوں مگر اب کی بار برات لیکر آؤں گا بہت ہو گیا انتظار!"اسکے ماتھے کو محبت سے چھوتا وہ وہاں سے جا چکا تھا۔

آج زارون ایک بار پھر بیسمینٹ میں موجود تھا مگر اب کی بار اسکے ساتھ رامش بھی تھا۔۔۔۔۔

نشانہ آج شمس تھا جسے بیلٹ سے مار مار کر رامش نے اسکی چمڑی اڈھیر دی تھی۔۔۔۔۔۔وہ اپنے باپ کو بھی ایسی سزا دینا چاہتا تھا مگر اس میں اتنی ہمت نہیں تھی۔۔۔۔۔۔زارون نے اسکی دلی کیفیت کو بھانپتے ہوئے بہادر خان کو دوسرے روم میں رکھا تھا۔۔۔۔۔۔

شمس کا وجود زنجیروں سے بندھا خون آلود ہو گیا تھا۔۔۔۔

"ڈاکٹر سعید کل جب میں آؤں تو مجھے یہ ایک دم پرفیکٹ چاہیے۔۔۔۔۔۔۔اسے کل کے لیے تیار کیجیے!" رامش بیلٹ زمین پر پھینکتا وہاں سے جا چکا تھا جبکہ کل کے بارے میں سن کر شمس کی آنکھوں سے آنسوؤں جاری ہو گئے تھے۔۔۔بس دو دن میں ہی اسکی ہمت جواب دے گئی تھی۔

مگر حال تو بہادر خان کا بھی کچھ کم نہ تھا۔۔۔۔۔۔اسکے پورے جسم کو تیزاب کے قطروں سے زارون نے جھلسا دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔بلکل ویسے ہی جیسا اس نے ڈاکٹر کنول کے ساتھ کیا تھا۔۔۔۔۔

تیزاب کے ننھے ننھے قطرے اسے سخت اذیت سے دوچار کیے ہوئے تھے۔۔۔۔اور پھر اسکے جسم کو نمک بھرے پانی میں ڈال دیا جاتا جس سے اسکی چیخیں مزید بلند ہو جاتی مگر یہ سب چیزیں بھی زارون کو سکون نہیں دے پائی تھی۔۔۔۔۔

ایک ہفتے سے ان دونوں کو مختلف قسم کی اذیت دی جا رہی تھی۔۔۔۔۔شمس کے تو تمام ناخن بھی اکھاڑ دیے تھے رامش نے۔۔۔۔۔وہ حد سے زیادہ ظالم ثابت ہوا تھا۔۔۔۔۔اپنے اندر کی خولن کو کم کرنے کے لیے وہ شمس کو اذیت کی اس حد تک لے گیا تھا جہاں شمس روزانہ اپنے لیے موت مانگتا تھا۔۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بہادر خان کی ٹانگیں مکمل طور پر جواب دے چکی تھی۔۔۔۔۔۔شدید سردی میں اسے ٹھنڈے یخ پانی میں ڈبویا جاتا تھا۔۔۔۔۔۔اسکا وجود اب کمزور اور لاغر ہو گیا تھا۔۔۔۔۔

صرف ایک ہفتے میں وہ دونوں پاگل ہو چکے تھے مگر ابھی بھی ان کے لیے بہت کچھ تھا جس کی انہوں نے توقع بھی نہیں کی تھی۔۔۔۔۔۔

پارٹی سے واپس آتے ہی گلاب چینج کرنے چلی گئی تھی جبکہ زارون اب اپنی بیٹی کے ساتھ کھیلنے میں مصروف تھا جو ابھی بھی بہت ایکٹیو تھی۔۔۔۔۔۔۔ماما کا لاڈلا تو دنیا جہاں سے بے خبر کب کا سویا ہوا تھا۔

گلاب واشروم سے باہر نکلی تو زارون کو اس چھوٹی شیطان کے ساتھ کھیلتے دیکھ کر مسکرا دی۔

"لائے دے میں اسے چینج کروا دوں!" گلاب نے اس آفت کی پر کالا کو زارون کے ہاتھوں سے لیا جس نے ساتھ ہی رونے کی تیاری پکڑ لی تھی مگر گلاب کی ایک گھوری پر

منہ بسور گئی تھی۔

چینج کرنے کے بعد زارون واپس کمرے میں آیا تو ماں کے شانے سے لگی وہ ہوش و حواس سے بیگانہ تھی۔

"سو گئی؟" زارون نے دھیمی آواز میں سوال کیا

"ہوں!" گلاب نے سر ہلایا۔

"کافی؟" زارون کے پوچھنے پر گلاب نے سر اثبات میں ہلایا جب زارون کمرے سے نکل کر کچن میں چلا گیا تھا۔

بے بی کوٹ میں اس چھوٹی شیطان کو لٹائے گلاب بھی زارون کے پیچھے ہی چلی آئی تھی۔

رات کے دس بجے لان میں بیٹھے وہ دونوں کافی سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔۔۔

"زارون! چھ ماہ گزر چکے ہیں" گلاب نے جیسے اسے یاد دلایا

"ہاں تو؟" زارون چونکا

"زارون! ہم نے ابھی تک اپنی بیٹی کا نام نہیں رکھا" گلاب نے اسے یاد دلایا۔

''انار ستم شیخ!''زارون مسکرا کر بولا

''ہوں؟''گلاب چونکی

''ہماری بیٹی کا نام گلاب۔۔۔۔۔انار ستم شیخ نام ہے اسکا''زارون مسکرا کر بولا تو گلاب نے بھی مسکرا کر سر اثبات میں ہلا دیا۔

\-----------------

''زارون۔۔۔۔۔''آدھی رات کو گلاب کی آنکھ کھلی تو زارون کو کمرے سے باہر جاتے دیکھ کر چونکی

''کچھ چاہیے؟''زارون نے اسکے پاس بیٹھے سوال کیا

''آپ کہی جا رہے ہے؟''اسے فریش دیکھ کر گلاب نے حیرت سے پوچھا

''ہاں ایک میٹنگ ہے اونلائن''زارون نے جواب دیا

''اس وقت؟''رات کے تین بج رہے تھے

''ہاں وہ کمپنی فورن ہے تو وہاں ابھی شام کے سات ہی بجے ہے۔۔۔۔۔تم سو جاؤ میں تھوڑی دیر تک آجاؤں گا!''اسکے بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ بولا

گلاب سر اثبات میں ہلائے دوبارہ سونے کو لیٹ گئی تھی۔

کمرے سے باہر نکلتا وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا نیچے بیسمینٹ کی جانب بڑھا جہاں کسی کو بھی آنے کی اجازت نہیں تھی۔

تہہ خانے میں داخل ہوئے بھاری قدم اٹھاتا اس کمزور ولاغر وجود کے پاس آکھڑا ہوا تھا جو بہادر خان کا تھا۔

گزرے ایک سال میں زارون بہادر خان سے سب کچھ واپس لے چکا تھا اور رستم ولا بھی جو کبھی بہادر خان کے استعمال میں رہا تھا۔

زارون کے جوتوں کی آواز سنتے ہی زمین پر گرے اس وجود نے سرعت سے سر اٹھایا تھا۔

بے جان ٹانگیں، لاغر وجود، اندر کو دھنسی ہوئی آنکھیں۔۔۔۔۔۔۔زارون کو دیکھتے ہی اس وجود میں حرکت ہونا شروع ہو گئی تھی۔

""مم۔۔۔۔۔مجھے مار دو!"" وہ زارون کے پیروں کو تھامے گڑگڑا رہا تھا۔۔۔۔ نجانے کتنا وقت بیت گیا تھا اسے اس اندھیرے میں رہتے ہوئے، روشنی کی ہلکی سی رمق بھی

اس نے نہیں دیکھی تھی

"اتنی جلدی نہیں بہادر خان۔۔۔۔۔۔ابھی وقت ہی کتنا گزرا ہے" وہ مسکرایا تھا،

بہادر خان کی آنکھوں سے اشک بہہ نکلے تھے۔

"تمہیں یہاں صرف ایک اچھی یا پھر کہہ لو تمہارے لیے ایک بری خبر دینے آیا ہوں۔۔۔۔۔۔۔سلطان پکڑا گیا خان۔۔۔۔" زارون کے انکشاف پر بہادر خان کی آنکھیں پھر سے پھیل گئیں تھی اور ساتھ ہی ان میں رحم اور بھیک کا عنصر ابھرا جسے زارون نے بڑے آرام سے اگنور کر دیا تھا۔۔۔

"تم تب تک نہیں مروگے خان جب تک تم اپنے ایک ایک ظلم کا حساب نہیں چکا دیتے۔۔۔۔میں موت کو تب تک تمہارے قریب نہیں آنے دوں گا بہادر خان جب تک مجھے دلی سکون نہ مل جائے" سرد لہجے میں بولتا وہ اسکے پیٹ میں ایک لات رسید کیے وہاں سے چلا آیا تھا۔

جہاں تک بات رہی شمس کی تو شمس دماغی طور پر معذور ہو چکا تھا،اس میں کچھ بھی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت باقی نہیں رہی تھی۔۔۔۔۔اور اب وہ سڑکوں پر کھڑا بھیک مانگتا تھا۔۔۔کسی بھی مینٹل ہوسپیٹل کے عملے نے اسے رکھنے سے انکار کر دیا تھا۔

زارون کی پشت کو تکتے بہادر خان نے کرب سے آنکھیں بند کر لی تھی۔

زارون کے آفس میں بیٹھے وہ سب آج اپنی کامیابی کا جشن منا رہے تھے۔۔۔۔۔۔

محترمہ جگنو تو کچھ زیادہ ہی خوش تھی، جبکہ دانیال سلطان کی گرفتاری پر بس ہلکا سا مسکرایا تھا۔

دوسری جانب رامش اور زینیہ بیٹھے تھے۔۔۔رامش وقتاً فوقتاً اسکو آرام سے بیٹھنے کی تلقین کرتا جس پر زینیہ اب چڑ چکی تھی۔

"ویل زارون ہمارا کام اب ختم ہوا تو ہمیں اجازت!" دانیال اپنی جگہ سے کھڑے ہوتا بولا اور مسکرا کر زارون سے ہاتھ ملایا

"کچھ دیر رک جاؤ لنچ کر کے جانا!" زارون نے اسے آفر کی

"نہیں اسکی ضرورت نہیں۔۔۔بس اب ہمیں اجازت دو!" جگنو فوراً بولی اور ساتھ ہی موبائل کی جانب دیکھا

"کیا ہوا؟" دانیال نے حیرت سے سوال کیا

''کچھ نہیں!'' وہ گڑبڑا کر بولی

زینیہ غور سے اسے دیکھنے لگی تھی،اسے یہ لڑکی کچھ عجیب سی لگی تھی،کچھ پراسرار سی۔

زارون سے اجازت لیتے وہ دونوں روم سے باہر نکلے تھے۔

''زارون یہ جگنو۔۔۔۔۔یہ کون ہے؟'' زینیہ نے آخر کار زبان پر مچلتا سوال پوچھ ہی لیا تھا

''ڈاکٹر کنول یاد ہے؟'' زارون کے پوچھنے پر زینیہ نے سر اثبات میں ہلایا

''کہیں یہ ان کی بیٹی۔۔۔۔۔''

''انکی بیٹی کی دوست ہے اور کیپٹین دانیال انکی بیٹی کا منگیتر۔۔۔۔۔۔۔انکے بھی کچھ حساب کتاب نکلتے تھے بہادر خان اور سلطان کی جانب'' زارون کی بات پر زینیہ نے سر اثبات میں ہلایا تھا۔

دس سال بعد:

بیڈ پر منہ پھیلائے بیٹھا مان غصے سے اپنی ماں کو گھور رہا تھا جو سپاٹ چہرہ لیے اسکا بیگ

پیک کرنے میں مگن تھی۔

"ماما مجھے نہیں جانا ترکی!" وہ زچ ہو کر بولا، گلاب نے اسکی بات ان سنی کر دی

"گلاب کم از کم ایک بار اسے سن تو لو!" زارون نے بھی سمجھانا چاہا جب گلاب نے ہاتھ آگے کیے کچھ بھی بولنے سے روک دیا تھا

"کچھ نہیں سننا مجھے۔۔۔۔۔جو سننا تھا وہ اچھے سے سن چکی ہوں۔۔۔۔۔اور کیا سنوں میں؟ سکول سے نکال دیا گیا ہے راجہ صاحب کو انکی بد معاشیوں کی وجہ سے" گلاب کپڑے بیگ میں پھینکتے بولی

"ماما وہ انا اور پری کو تنگ کر رہے تھے" مان نے جواب دیا

"گلاب اس نے بس اپنی بہنوں کو بچایا ہے" زارون نے بھی وجہ پیش کی

"بابا پری میری بہن نہیں ہے" مان نے اب زارون کو زچ ہو کر جواب دیا تھا۔

"ٹھیک ہے مان لیا وہ تنگ کر رہے تھے۔۔۔مان لیا کہ مان صاحب انہیں بچانے کو آگے بڑھے تھے مگر سر کون پھاڑتا ہے بچوں کا؟" گلاب اونچی آواز میں چلائی تو مان نے دونوں کانوں میں انگلیاں ٹھونس لی تھی۔

''بس فیصلہ ہو گیا ہے۔۔۔۔مان اب تم ترکی جاؤ گے عامر چاچو کہ پاس اور اپنی باقی کی تعلیم وہی سے حاصل کرو گے۔۔۔۔۔۔اور میرے فیصلے کے خلاف کسی کو بھی بولنے کی اجازت نہیں دیتی میں!''زارون کو منہ کھولتے دیکھ کر گلاب نے فوراجواب دیا تھا۔

''بابا۔۔۔۔۔''مان نے زارون کی جانب دیکھا جس نے یوں کندھے اچکا دیے جیسے کہہ رہا ہوں میں یہاں کچھ نہیں کر سکتا۔

اور پھر مان کے نانا کرنے کے باوجود بھی گلاب نے اسے ترکی بھیج کر ہی دم لیا تھا۔۔۔۔۔وہ اسکی روز کی شکایات اور مار پیٹ سے تنگ آچکی تھی۔

''کیا میں نے ٹھیک کیا؟''گلاب نے کھڑکی سے باہر دیکھتے زارون سے سوال کیا جو ابھی مان کو سی۔اوف کر کے آیا تھا

''ہاں!''اسے پیچھے سے اپنے حصار میں لیے زارون نے جواب دیا

''وہ ناراض ہو گا بہت مجھ سے''گلاب نے سانس اندر بھری

''یہ اسکے لیے بہتر تھا۔۔۔۔''زارون نے اسکے بال سہلائے۔

''مجھے کبھی کبھی ڈر لگتا ہے زارون''گلاب جھنجھلائی

''کس بات سے ؟''زارون نے چونک کر پوچھا

''کہی وہ اپنے باپ جیسا نہ بن جائے !''گلاب لہجے میں خوف لیے بولی

''یہ تو اچھی بات ہو گی کہ وہ بلکل مجھ جیسا بنے گا !''زارون مسکرا کر بولا تو گلاب بھی ہنس دی تھی۔

''تم جانتی ہو تم دنیا کی وہ دوسری عورت ہو جس سے میں نے بے پناہ محبت کی ہے''وہ اسکی آنکھوں میں جھانکتے بولا

''پہلی کون ہے ؟''زارون کا حصار توڑے اس نے فوراً غصے سے سوال کیا

''انار ستم شیخ !''زارون کے جواب پر وہ ہنس دی اور سر اسکے سینے سے ٹکا دیا تھا

زارون نے مسکرا کر اسکے گرد اپنا حصار تنگ کیا تھا۔

''بابا !''ایک زوردار آواز پر وہ دونوں ہڑ بڑا کر ایک دوسرے سے دور ہوئے تھے

''آگئی آفت کی پرکالا !''گلاب نے غصے سے دروازے سے اندر داخل ہوتی اپنی اس بیٹی کو دیکھا تھا جو گلاب کو دیکھ کر میٹھا سا مسکرا دی تھی اور دوڑ کر زارون کی جانب آئی تھی

جس نے اسے گود میں اٹھالیا تھا۔

ایک منٹ بعد ہی روتا ہوا علی گلاب کے پاس بھاگ کر آیا تھا جو پورا کا پورا رنگوں میں نہایا ہوا تھا۔

علی کی حالت دیکھ کر گلاب نے اس آفت کی پر کالا کو گھورا تھا جو فوراً زارون کی گردن میں منہ چھپا گئی تھی

"میں نے کچھ نہیں کیا!" اسکی آواز پر زارون کا جاندار قہقہ کمرے میں گونجا تھا جبکہ گلاب اسے اپنی گھوریوں سے نوازتی روتے ہوئے علی کو واشروم میں لے گئی تھی۔

زارون نے ہنس کر دیوار پر موجود اپنی فیملی پک دیکھی تھی جو اسے ایک مکمل اور خوبصورت منظر دیے ہوئے تھے۔۔۔

محبت سے اپنی بیٹی کا ماتھا چومتے وہ اس تصویر کو دیکھ رہا تھا جسے ایک ماہر پینٹر سے بنوا کر اس نے اس فیملی میں اپنی ماں اور اپنے باپ کا بھی سکیچ بنوایا تھا۔

پانی کی ٹپ ٹپ کرتی بوندیں اسکے لاغر وجود پر گرے جا رہی تھی۔۔۔۔۔ دھیمے دھیمے

سے آنکھیں کھولے اس نے سامنے لگے دروازے کی جانب دیکھا تھا جسے کھول کر وہ اب اندر داخل ہوا تھا۔۔۔۔۔۔۔اسے دیکھتے ہی بہادر خان کی آنکھوں سے ایک بار پھر اشک رواں ہو گئے تھے۔

اب اس میں اتنی سکت نہ رہی تھی کہ وہ کوئی فریاد کوئی منت کر سکتا۔۔۔۔۔۔ان گیارہ سالوں میں وہ اپنی ٹانگوں کے ساتھ ساتھ اپنی آواز بھی کھو چکا تھا۔

زارون کو اندر آتے دیکھ کر اس نے دوبارہ سے آنکھیں میچ لیں تھی۔۔۔۔۔۔زارون نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے ایسی سزا دے گا کہ قبر تو کیا جہنم میں جا کر بھی وہ بھول نہیں پائے گا اور ایسا ہی ہوا تھا۔۔۔۔۔۔زارون نے اسے کہی کا نہیں چھوڑا تھا۔

مگر اب پچھتاوں کے علاوہ اسکی زندگی میں کچھ نہیں بچا تھا۔۔۔۔۔۔زخمی انداز میں آنکھیں بند کیے وہ اب صرف اللہ سے اپنی موت کی دعائیں مانگ رہا تھا۔۔۔۔۔توبہ کے دروازے تو جیسے اس پر بند کر دیے گئے تھے۔

"سر اسکی حالت بہت بری ہے۔۔۔۔۔۔جسم سے عجیب سے بدبو بھی آنے لگ گئی ہے۔۔۔۔۔۔کوئی بھی اسکا علاج کرنے کو تیار نہیں!" ایک ڈاکٹر نے زارون کو اطلاع دی تھی

کچھ پل زارون نے اسکے لاغر سے وجود کو دیکھا اور پھر ایک فیصلہ کرتے ہوئے اسے کچرے میں پھینکوا دیا گیا تھا۔

وہ شخص جو کبھی برانڈڈ سوٹ بوٹ پہنتا تھا آج کچرے کے ڈھیر پر لیٹا اپنے آخری دن کا منتظر تھا۔

مگر واقعی میں اب بہادر خان کے پاس پچھتاوں کے علاوہ کچھ بھی بچا تھا توبہ یا معافی کا موقع بھی نہیں۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

❤ ختم شدہ ❤

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلیئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلیئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews